﴾صرف احمدی احباب کے لئے﴿

وَقَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوۡنِ اَهۡدِكُمۡ سَبِیۡلَ الرَّشَادِ ۚ﴿۳۹﴾

(المؤمن:۳۹)

سبیل الرّشاد

جلد چہارم

مشتمل بر

ارشادات وفرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

﴾اپریل2003ء۔جون2014ء﴿

نام کتاب	......	سبیل الرّشاد جلد چہارم
سن اشاعت	......	جولائی 2014ء
طبع	......	اوّل
تعداد	......	ایک ہزار

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

انڈیکس

باب اوّل	2003ء کے ارشادات وفرمودات	1
باب دوم	2004ء کے ارشادات وفرمودات	33
باب سوم	2005ء کے ارشادات وفرمودات	73
باب چہارم	2006ء کے ارشادات وفرمودات	117
باب پنجم	2007ء کے ارشادات وفرمودات	181
باب ششم	2008ء کے ارشادات وفرمودات	197
باب ہفتم	2009ء کے ارشادات وفرمودات	239
باب ہشتم	2010ء کے ارشادات وفرمودات	259
باب نہم	2011ء کے ارشادات وفرمودات	299
باب دہم	2012ء کے ارشادات وفرمودات	311
باب یازدہم	2013ء کے ارشادات وفرمودات	345
باب دوازدہم	2014ء کے ارشادات وفرمودات	383
	اشاریہ	419

تفصیلی انڈیکس

نمبر شمار	سال	صفحہ نمبر
●	2003ء	1
1	انصاراللہ کے عہد میں بیان شدہ ذمہ داریوں کو ہمیشہ نبھانا ہے	3
2	عہدیداران کے خلاف گھروں میں باتیں نہ کریں	4
3	عہدہ ایک حفاظت ہے اس کی حفاظت کریں	5
4	نظام جماعت اور عہدیداران کی اطاعت کریں	10
5	عہدیداران برائی کی تشہیر نہ کریں	11
6	ہمارے اجتماع کا مقصد افراد جماعت کے دل آخرت کی طرف جھکنا اور انکے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہے	12
7	کسی کی مدد کرتے ہوئے عزت نفس کا خیال رکھیں ذیلی تنظیمیں توجہ کریں	13
8	بچوں کی ایسی تربیت کریں کے وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں	14
9	ذیلی تنظیموں کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے	22
●	2004ء	33
1	شادی بیاہ پر انصار کو مردوں کی طرف Serve کرنے کی ہدایت	35
2	عہدیداران اپنے عزیز رشتہ داروں اور دیگر احباب جماعت میں فرق نہ کریں	36
3	انصاراللہ کے نمونہ سے ہی دوسروں نے سبق لینا ہے	36
4	دستور اساسی کے مطابق کام کریں	37
5	ذیلی تنظیموں کا مقصد جماعت میں ہر عمر کے احمدی کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلانا ہے	37

6	فرد جماعت کی بات عہدیدار کے پاس ایک راز ہے، امانت ہے اسے باہر نکال کر خیانت نہیں کرنی چاہئے	38
7	انابت اللہ، عاجزی، توبہ واستغفار سے اللہ کے حضور جھکنا اور اس کے اصولوں کے مطابق عبادت بجالانے کا نام ہے	38
8	انصار اپنے گھروں کی نگرانی کریں	39
9	عہدیدار آنے والے ہر فرد کو خوش آمدید کہیں اور اُٹھ کر ملیں	40
10	تمام قائدین دستور اساسی کا مطالعہ کریں	40
11	قیادت تعلیم القرآن کی ذمہ داریاں	41
12	آج انصار اللہ اپنے عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں	48
13	جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہدیدار نیکیوں اور عبادتوں کو پہلے اپنے گھروں میں رائج کریں	55
14	ذیلی تنظیمیں بدعات پھیلانے والوں کا جائزہ لے کر سدباب کی کوشش کریں	55
15	دور ہٹے احمدیوں کو قریب لانے کی ذمہ داری ذیلی تنظیموں کی ہے	56
16	انصار والدین کو سمجھائیں کے لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کریں	57
17	جنوری سے ہی نئے سال کا پلان بنا کر کام کیا کریں	58
18	جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہدیداران اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریق پر نبھانے کے لئے خدا سے مدد طلب کریں	59
●	**2005ء**	73
1	ذیلی تنظیمیں چندہ وقف جدید اور چندہ دہندگان میں اضافہ کریں	75
2	اسلام اور آنحضورؐ پر غیروں کے اعتراضات کا خطوط کے ذریعہ اخبارات میں جواب دینے کی ذیلی تنظیموں کو تلقین	75
3	خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدہ سنیں	76

4	قائدین انصار کو کانسٹی ٹیوشن مہیا کریں	78
5	کانسٹی ٹیوشن کے مطابق اپنی عاملہ بنائیں	78
6	انصار وصیت کے نظام کی طرف جلدی بڑھیں	79
7	عہدیداران اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں	81
8	جماعتی وقار کے خلاف ہر بات عہدیداران کو بتلائیں	86
9	مطالعہ کتب اور امتحانات میں اراکین مجلس عاملہ کو بھی شامل کریں	93
10	ذیلی تنظیموں کے عہدیدار جماعتی و دوسری ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا احترام اپنے دل میں پیدا کریں	94
11	عہدیدران کو تعزیز یافتہ افراد سے تعلق رکھنے میں احتیاط کرنی چاہئے	96
12	پچاس فیصد انصار ایسے ہوں جن کے ہاں الفضل آتا ہو	98
13	عہدیداران اپنے عہدہ جو ایک امانت ہے کی حفاظت کریں	100
14	قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں	101
15	نومبائعین کو نظامت جماعت میں ضم کریں	102
16	ہمارے بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہی ہے	104
17	عہدہ لے کر کام نہ کرنا اپنے نفس اور خدا کے ساتھ دھوکا ہے	106
18	ذیلی تنظیمیں خوشی کے مواقع پر مساجد کی تعمیر میں چندہ دینے کی تلقین کریں	107
19	ذیلی تنظیموں کا نظام شادی بیاہ پر نظر رکھیں	108
20	انصار بوڑھے اور کمزور لوگوں کا وزٹ کریں	112
21	ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں	114

●	2006ء	117
1	سست عہدیداران کو Active کریں	118
2	جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو نظام جماعت کی اہمیت اور اطاعت کے بارے پر معارف و زریں نصائح	119
3	عہدیداران کو عاملہ کی مدد سے شوریٰ کے فیصلوں پر عمل کرنا چاہیے	131
4	انصاراللہ وصیت کرنے کے بعد ذیلی تنظیم یا چندہ بھی دیں	136
5	انصار کے بچے نمازیں اور قرآن پڑھنے والے ہوں	137
6	جماعتی و ذیلی تنظیموں کا نظام فعال اور مستعد ہو تو جماعت کئی گنا ترقی کرتی ہے	138
7	ذیلی تنظیموں کے عہدیداران وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہوں	139
8	دیہاتوں میں دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دیں	140
9	انصاراللہ کی تنظیم اس امر کا جائزہ لے کہ شکوہ کرنے والے کیوں پیدا ہوتے ہیں	143
10	جہاں جماعت قائم نہیں وہاں مجلس انصاراللہ قائم ہو سکتی ہے	148
11	مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جو کام نہ کر سکیں	150
12	جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیدار لغو حرکات کو چھوڑ دیں	152
13	تمام قائدین اپنی اپنی سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کریں	154
14	انصاراللہ کی سب سے اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے	155
15	جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو معاشرہ کی ہر برائی ختم کرنے کے لئے مہم چلانی چاہیے	157
16	اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے لوگ عطا کرتا رہے گا جو نحن انصاراللہ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے	159
17	لوگوں کے ذہن بدلنے کے لئے چیئرٹی واکس اہم رول ادا کرتی ہے	159
18	نیشنل عاملہ انصاراللہ ہالینڈ کو ہدایات	162

19	جس قدر آپ کا خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اسی قدر آپ دینی و دنیاوی حسنات سے حصہ پائیں گے	163
20	ذیلی تنظیموں کو نوجوانوں کو سنبھالنا چاہئے اور ہنر سکھلا کر بیکاری کا خاتمہ کرنا چاہئے	164
21	انصار اللہ کا بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا ہے	165
22	صحابہ کے فدائیت کے نمونے آپ انصار اللہ نے دکھلانے ہیں	168
23	عہدیداران میاں بیوی کے جھگڑے میں ظالم شوہر کے ساتھ بے جا ہمدردی نہ کریں	176
24	اعزازی خدمت کرنے والے سے بھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو سچائی کے خلاف ہو	177
25	عہدیداران مدد میں برابر کا سلوک کریں خواہ مدد لینے والوں میں سے کسی نے ان کے خلاف کوئی بات کہہ دی ہو	178
26	انصار اللہ اپنے وعدے خود پورے کریں مرکز پر انحصار نہ کریں	178
27	جماعتی سطح پر جو سستیاں یا کمیاں ہیں ان کو ذیلی تنظیموں نے پورا کرنا ہے	179
●	**2007ء**	181
1	عہدیداران جماعتی اموال خرچ کرنے سے پہلے منصوبہ بندی کریں	183
2	اجتماعات پر انصار کو جگہ دینے کی اطفال، خدام کو نصیحت	184
3	عہدیداران انصاف سے کام لینے والے ہوں	185
4	عہدیدان بیوی بچوں سے اچھا سلوک کریں	186
5	انصار اللہ کی سب سے اہم ذمہ داری پنجوقتہ نمازوں کا قیام ہے	187
6	عہدیداران سیکورٹی پر کھڑے خدام سے اپنی چیکنگ کروائیں	190
7	جلسوں اور اجتماعات پر ڈیوٹی دینے والے عہدیداران اپنے اندر برداشت پیدا کرنے کی کوشش کریں	191

8	ذیلی تنظیموں کے قیام کا مقصد جماعت کے ہر طبقہ کو جماعتی کاموں میں مصروف کرنا ہے	194
●	2008ء	197
1	ذیلی تنظیمیں ایسے پروگرام بنائیں جس سے قربانیوں کے معیار بلند ہوں	199
2	اگر ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام فعال ہوجائیں تو ہماری ترقی کے قدم کئی گنا بڑھ جائیں	200
3	صحت تلفظ اور ترجمہ قرآن کے لئے ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں	203
4	جوبلی پر ذیلی تنظیموں کا صرف چھوٹے چھوٹے پروگرام بنانا کافی نہیں	204
5	انصاراللہ کے معنی اللہ کے مددگار کے ہیں	204
6	ذیلی تنظیمیں اپنے معاملات میں براہ راست خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں	205
7	پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	206
8	عہدیداران خادم بنیں گے تو مخدوم کہلائیں گے	212
9	عہدیداران خالی الذہن ہو کر فیصلہ کریں اور تربیت کا کام اچھے طریقے سے سرانجام دیں	213
10	نئے آنے والوں کی زیادہ تربیت کی ضرورت ہے	214
11	عہدیداران انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں	216
12	انصاراللہ کے عہد کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ ایک بہت بڑا عہد ہے	216
13	انصاراللہ کو اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے	225
14	اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات اور رہنمائی کے سانچے میں ڈھالیں	237
●	2009ء	239
1	انصاراللہ کا کام اپنے عہد کی طرف توجہ کرنا اور ان راستوں پر چلنا ہے جن کی رہنمائی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی	241
2	عہدہ ایک خدمت ہے خدمت کا تصور پیدا ہوگا تو صحیح طور پر خدمت ہو سکے گی	241
3	عہدیداران بصیغہ راز معاملات کو اپنے پاس رکھ کر اصلاح کی کوشش کریں	243

4	مسجدیں آباد ہوں گی تو جماعت کی عمومی روحانی حالت بھی ترقی کرے گی	243
5	سب سے پہلا اور اہم تقاضا انصاراللہ بننے کا عبادت کے معیار کو قائم کرنا ہے	244
6	اپنے بچوں میں خلافت کی محبت پیدا کریں یہی اسلام کی روح ہے	253
7	جب میں ایک بات کسی مجلس انصاراللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے	253
●	2010ء	259
1	بدرسومات سے متعلق ہدایات کی پابندی کروائیں	261
2	غیبت اور بدظنی سے بچنے کی عہدیداران اور نظام جماعت کو تلقین	262
3	تمام ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام کو روحانی خزائن سے فیض اٹھانے کے پروگرام بنانے چاہئیں	262
4	ایک عام احمدی اور عہدیدار میں فرق	263
5	تبلیغ کا پروگرام جماعتی و ذیلی تنظیموں کی سطح پر بنے	263
6	ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار، فرد جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے	264
7	ذیلی تنظیمیں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں	265
8	تربیت کے سلسلہ میں جماعتی و ذیلی تنظیموں کو فعال پروگرام بنانے کی ضرورت ہے	266
9	انصاراللہ نے اپنی اصلاح کے ساتھ اپنی بیوی بچوں کی بھی اصلاح کرنی ہے	267
10	پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں رکاوٹ	269
11	جماعتی ترقی صرف اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے	270
12	مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر صحابہؓ کا دلچسپ اور دلنشین انداز میں تذکرہ	281
13	آپ کی ہر حرکت وسکون خلیفہ کے تابع ہونی چاہئے	294
14	شہدائے لاہور نے حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب جیسی روح کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کی لازوال تاریخ رقم فرمائی	294

●	2011ء	299
1	صف دوم کے انصار ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدام کو نہ بھولیں	301
2	ہر سطح کا عہدیدار انصاف کے تقاضوں کو خدا کا خوف رکھتے ہوئے پورا کرے	302
3	ذیلی تنظیمیں میری باتوں کی جگالی کرواتی رہیں	302
4	جماعتی عہدیدار دنیاوی عہدیدار نہیں بلکہ خادم ہے	303
5	اگر عہدیدار ہی مطالعہ کرلیں تو 70 فیصد انصار مطالعہ مکمل کرنے والے ہو جائیں	304
6	احمدیت کیا چیز ہے؟ اس کا پیغام کیا ہے؟	308
7	اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں ان پر معاشرے کے غلط رنگ نہ چڑھنے دیں	308
●	2012ء	313
1	یہ انصار کا بھی کام ہے کہ وہ اپنے نمونے آنحضرتؐ کے اعلیٰ خلق کے مطابق کریں	314
2	ہر تنظیم کے عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی	315
3	پیچھے ہٹے لوگوں کا جائزہ لے کر کیٹیگری (Category) بنائیں	317
4	قائدین کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے	318
5	ہر سطح کی ذیلی تنظیموں اور مرکزی عہدیداروں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اپنے جائزے لیں	319
6	آپ انصار حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں	322
7	وقف عارضی کیا کریں	335
8	انصار اللہ اچھا کام کر رہی ہے مگر میں ان سے اور کام چاہتا ہوں	336
9	فارغ انصار وقف عارضی کریں اور دوسروں کو قرآن کریم پڑھائیں	340
10	انصار اللہ کو جماعتی نظام کے ساتھ مل کر رشتہ ناطہ کے مسائل حل کرنے چاہئے	344
●	2013ء	345
1	آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت کی وجہ سے داڑھی رکھ لیں	347

2	عہدیداران کی داڑھی ہونی چاہئے	348
3	عہدیداران انصاف کے ساتھ اپنے عہدوں کو سرانجام دیں	349
4	جو ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اسے اپنے پورے دل، پوری جان، نیک نیتی انتہائی درجہ کی ایمانداری اور متانت سے پورا کرنے کی کوشش کریں	359
5	نوجوانوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب ذیلی تنظیمیں دیں	362
6	مجلس عاملہ کا ہر ممبر سال میں ایک بیعت کروائے	372
7	ذیلی تنظیموں کے چندوں کا بقایا دار ذیلی تنظیم اور جماعت کا عہدیدار نہیں بن سکتا	377
8	انصار کی نمازوں کا ریکارڈ رکھیں	377
9	قرآن کریم جاننے والے انصار، وقف عارضی کے دوران بچوں اور نوجوانوں کی کلاسز لیں	380
10	انصاراللہ کی تنظیم لائبریری میں قرآن کریم رکھوائے	382
●	2014ء	383
1	عہدیداروں میں ایک اہم خلق شفقت اور ہمدردی ہونا چاہئے	385
2	افراد جماعت کی عملی اصلاح کے لئے ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے	385
3	جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، خلیفۂ وقت کی باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں تا افراد جماعت کی عملی اصلاح میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا ہو	394
4	ہر تنظیم کے عہدیدار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بعض دلوں میں خلافت کے بارے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرے	405
5	تمام عہدیداران پہلے اپنے جائزے لیں	406
6	نیشنل عہدیداران کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں	418

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

آج جب دنیا، خلافت کے لئے تشنہ اور اس کی متلاشی ہے۔خوش قسمت ہے جماعت احمدیہ جو ایک صدی سے زائد عرصہ سے یہ انعام پاکر اس کی برکات سے بھی مستفیض ہو رہی ہے۔خلیفہ نبی کا ظلّ اور اس کی صفات کا پَرتو ہوتا ہے۔دراصل نبوت و رسالت کی برکات کو جاری رکھنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ خلافت کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلفاء کی بڑی علامت یہ ہے کہ وہ خود ان کا متکفّل ہوتا، ان کی تائید ونصرت فرماتا اور حسب حالات وضرورت ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امام الزمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے......علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے اور وہ نوران چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔ ذَالِكَ فَضُلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنُ يَشَاءُ ۔پس جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پَروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے۔اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ 480)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ علامت بھی بڑی شان سے پوری ہوئی۔1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ’’خوش وخرم باش‘‘ کے الہام میں آئندہ جماعت کی ترقیات کی نوید مسرت دیتے ہوئے ’’مسرور‘‘ کے اسم بامسمّٰی سے یاد کر کے الہاماً ’’اِنِّی مَعَكَ يَا مَسُرُور‘‘ کا مژدہ جانفزا سنایا۔

اس کے ٹھیک سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے 2003ء میں رجل فارس اور نبیرہ مسیح موعودؑ حضرت مرزا

مسرور احمد صاحب کو آپؑ کی نیابت میں مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے طور پر الٰہی معیّت کا یہ وعدہ کمال شان کے ساتھ آپ کے حق میں بھی جلوہ گر ہوا۔

اہل ربوہ جانتے ہیں کہ خلافت سے قبل حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو طبعاً تقریر کرنے میں حجاب ہوتا تھا۔لیکن منصب خلافت سنبھالنے کے بعد دنیا شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی فضل واحسان سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح زبان کی گرہ کھلنے والا نشان ظاہر ہوا اور آپ کی زبان وبیان میں غیر معمولی تاثیر عطا کی گئی۔موقع ومحل اورضرورت کے عین مطابق آپ نے جماعت کو جو خطابات فرمائے اور ذیلی تنظیموں کو جو معیّن اور ٹھوس اصولی تربیتی وانتظامی ہدایات ارشاد فرمائیں وہ اس پر کافی دلیل ہیں۔

مجلس انصار اللہ پاکستان نے اپنے قیام جولائی 1940ء سے خلفاء سلسلہ کی ذیلی تنظیم کے حوالہ سے ہدایات جمع کر کے ان کی اشاعت کا سلسلہ ''سبیل الرشاد'' کے نام سے شروع کیا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر مشتمل جلد اول جون 1996ء میں،حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر مشتمل جلد دوم 2006ء میں شائع ہوئی۔جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر مشتمل جلد سوم انصار اللہ کے پچھترویں سال 2014ء میں شائع ہو رہی ہے۔زیر نظر سبیل ارشاد جلد چہارم ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انصار اللہ کے بارہ میں آپ کی خلافت کے پہلے گیارہ سالہ دور کے ان ارشادات پر مشتمل ہے جو مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپریل 2003ء سے جون 2014ء تک آپ نے ارشاد فرمائے۔

خلافت خامسہ کا بابرکت دور جہاں جماعتی ترقیات اور فتوحات کے دروازے کھلنے کا دور ثابت ہوا۔وہاں اس کے ساتھ تنظیموں نے بھی نمایاں ترقی کی۔2008ء میں خلافت جوبلی کے کامیاب اور شاندار انعقاد کی ایک برکت خلافت سے جماعت کی غیر معمولی محبت وفدائیت اور اس ادارہ کے مزید استحکام کی صورت میں ظاہر ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو عموماً تنظیمی ذمہ داریاں زیادہ بہتر رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔

حضور انور نے اپنے خطابات میں اپنی زندگیاں قرآنی تعلیمات کے مطابق گزارنے،تقویٰ

اختیار کرنے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، عملی اصلاح، حسن خلق اور نرمی کے ساتھ نئی نسل کی تربیت کرنے اور عہدیداران اور انصار کو اس کے لیے عمدہ نمونہ پیش کرنے کی تحریک فرمائی اور آپ نے توجہ دلائی کہ انصاراللہ کی ایک اہم ذمہ داری خلافت سے وابستگی اور استحکام کی کوشش ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات کو جمع و ترتیب اور تالیف و اشاعت کے کام میں جملہ احباب کے تعاون اور محنت کے لئے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزاء عطا فرمائے۔ آمین

مجلس انصاراللہ پاکستان کے لئے یہ امر باعث سعادت ہے کہ مجلس انصاراللہ کے پچھتر ویں سال 2014ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے انصاراللہ کے لئے راہنما ارشادات پر مشتمل یہ کتاب شائع ہو رہی ہے۔ جو ڈائمنڈ جوبلی کے استقبال کے موقع پر انصار کے لئے ایک عمدہ تحفہ اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہر لحاظ سے بہت بابرکت اور نافع الناس بنائے اور جملہ انصار کو عموماً اور عہدیداران کو خصوصاً اس سے بھرپور رنگ میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انصار اللہ کے عہد کو معمولی عہد نہ سمجھیں

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

’’آپ نے ایک عہد بھی کیا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا۔ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا۔ اپنے بچوں میں بھی یہ روح پھونکنے کی کوشش کروں گا تو یہ عہد جو ہے اس کو معمولی عہد نہ سمجھیں۔ یہ ایک بہت بڑا عہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر ہم یہ عہد کر رہے ہیں اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ جو انصار اللہ ہیں اگر آپ نے اپنے اس عہد کو نہ نبھایا، اپنے اس عہد کو نبھانے کے لئے وہ بھرپور کوشش نہ کی جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے تو آئندہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف نہیں کریں گی کیونکہ انہوں نے بھی آپ کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ جن بچوں کی ،جن نوجوانوں کی تربیت آپ نے کرنی ہے وہ آپ کو الزام دیں گی کہ کیوں ہماری تربیت نہیں کی۔ اس لئے یہ یاد رکھیں کہ عہد جو آپ نے کیا ہے اس کو نبھانا آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 9رجنوری 2009ء)

عرض ناشر

خلفائے احمدیت کے مجلس انصار اللہ کے اجتماعات سے خطابات نیز خطبات جمعہ سے انصار اللہ سے متعلق ارشادات وفرمودات کو مجلس انصار اللہ پاکستان ''سبیل الرشاد'' کے نام سے شائع کرنے کی سعادت پارہی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بانی مجلس انصار اللہ کے ارشادات جلد اوّل اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشادات جلد دوم اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات جلد سوم میں افادہ عام کے لئے طبع ہو چکے ہیں۔ جب کہ ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے انصار اللہ کو ہدایات ونصائح پر مشتمل فرمودات وارشادات زیر نظر کتاب میں پیش ہیں۔

انصار بھائیوں کی تعلیم وتربیت اوران کی علمی ودینی پیاس بجھانے کے لئے یہ روحانی مائدہ خلافت خامسہ کے 11 سالہ دور پر مشتمل ہے۔ جس میں اپریل 2003ء سے جون 2014ء تک کے خطبات جمعہ وخطابات اور اجتماعات پر پیغامات نیز دورہ جات پر مجالس عاملہ میں دی گئی ہدایات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جن سے تنظیم انصار اللہ کی ضرورت واہمیت اور ذمہ داریوں اور مقام کے علاوہ اولاد کی تربیت کے بارہ میں نصیحت ورہنمائی ہے۔

اس علمی مائدہ کی تیاری کے لئے خطبات مسرور، الفضل انٹرنیشنل، روزنامہ الفضل ربوہ، بدر قادیان، ذیلی تنظیموں کے ترجمان رسائل اور خلافت لائبریری میں موجود بیرون ملک طبع ہونے والے جرائد و اخبارات سے مدد لی گئی ہے۔ ابتداءً اس کی تیاری میں مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے عزیزم فرحان احمد ذکاء صاحب کی مدد سے حوالہ جات جمع کروائے اوراس کا کافی حصہ کمپوز بھی کروادیا۔

اس سال کے آغاز پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے خاکسار کو ''سبیل الرشاد'' جلد چہارم کی تیاری کی ہدایت کی۔ خاکسار نے از سر نو مسودہ کا جائزہ لے کر مزید مواد حاصل کرنے کے لئے تمام منبع تک رسائی حاصل کی تو دیگر کئی نادر ارشادات ملے جو پہلے مسودہ میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ اس کام میں کئی مربیان کرام نے میری معاونت فرمائی۔ کمپوزنگ کے بعد مکرم نذیر احمد خادم صاحب نے اس کی پروف ریڈنگ کی اور مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے

پروف ریڈنگ کے ساتھ ساتھ اشاریہ بھی تیار کیا۔فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء

پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کی مجالس انصاراللہ کے اجتماعات اور مجالس عاملہ کی میٹنگز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کو بھی حضور کے اس ارشاد کے مطابق اس کتاب کا حصہ بنادیا گیا ہے۔

جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

''جب میں ایک بات کسی مجلس انصاراللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے۔اچھی مجالس، اخبارات میں شائع ہونے والی رپورٹس سے ہدایات لیتی ہیں اوران پر عمل کرتی ہیں۔اپنے پروگرام بناتی ہیں اور پھر مجھے لکھتی ہیں کہ فلاں ملک کی مجلس عاملہ انصاراللہ کو جو ہدایات دی تھیں وہ ہم نے لی ہیں اور پروگرام بنا کران پر عمل کیا ہے''

(ہدایت برموقعہ نیشنل مجلس عاملہ جرمنی منعقدہ 15 ؍دسمبر 2009ء از ماہنامہ انصاراللہ فروری 2010ء)

اس کتاب کی اشاعت سے مجلس انصاراللہ پاکستان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اہم ارشاد پر عمل کی بھی توفیق مل رہی ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''اگر آپ ان باتوں کی جُگالی نہیں کرتے رہیں گے،اگر ذیلی تنظیمیں میری طرف سے کہی گئی باتوں کی ہر وقت جُگالی نہیں کرواتی رہیں گی تو پھر کچھ عرصہ بعد یہ باتیں، یہ جوش، یہ شرمندگی کے جو اظہار ہیں یہ ماند پڑنے شروع ہو جاتے ہیں'' (خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 475-476)

کوشش کی گئی ہے کہ اس مجموعہ میں انصار سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہدایت و نصیحت شامل کر لی جائے۔پھر بھی اگر کسی دوست کی نگاہ میں کوئی ایسا ارشاد آئے جو اس مجموعہ کا حصہ نہیں بن سکا تو وہ اس سے ضرور مطلع فرماویں تا آئندہ ایڈیشن میں اسے شامل کرلیا جائے۔اللہ تعالیٰ اس روحانی مائدہ سے تمام انصار کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

باب اوّل

2003ء

کے

ارشادات وفرمودات

- انصاراللہ کے عہد میں بیان شدہ ذمہ داریوں کو ہمیشہ نبھانا ہے
- عہدیداران کے خلاف گھروں میں باتیں نہ کریں
- عہدہ ایک حفاظت ہے اس کی حفاظت کریں
- نظام جماعت اور عہدیداران کی اطاعت کریں
- عہدیداران بُرائی کی تشہیر نہ کریں
- ہمارے اجتماع کا مقصد افراد جماعت کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہے
- کسی کی مدد کرتے ہوئے عزت نفس کا خیال رکھیں ذیلی تنظیمیں توجہ کریں
- بچوں کی ایسی تربیت کریں کے وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں
- ذیلی تنظیموں کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے

انصاراللہ کے عہد میں بیان شدہ ذمہ داریوں کو ہمیشہ نبھانا ہے

مجلس انصاراللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع 2003ء کے موقع پر انصار کے نام پیغام

پیارے انصاراللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ جرمنی کے انصار، اللہ کے فضل سے اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اجتماع کو بہت برکت بخشے اور اس میں شامل ہونے والوں کو اپنی رحمت سے حصہ وافر عطا فرمائے۔

كُونُوا أَنصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللّٰهِ ط قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللّٰهِ (الصف :15)

آپ سب لوگ وہ چنیدہ افراد ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں انصار اللہ کے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ! اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف راہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں۔

پس اے مومنو! تم اللہ کے دین کے لئے مددگار بن جاؤ اگرچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی بیعت کرنے والے سب کے سب آپ کے انصار ہیں لیکن حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کے ان افراد کا نام "انصار اللہ" رکھا جن کی عمر چالیس سال سے زائد ہے تا کہ ہمیشہ ان کے مدنظر یہ رہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل کے لئے ہمیشہ صف اول میں رہنے کا عہد کئے رکھنا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ پر بہت بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ ذمہ داریاں اجمالاً انصار کے عہد میں بیان کر دی گئی ہیں جسے آپ اپنے ہر اجلاس میں دہراتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرنی ہے۔ اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہے اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے اور ان کے دلوں میں خلیفہ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔ یہ اتنا عظیم اور عظیم الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اُترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے۔

پس اس بابرکت اجتماع کے موقع پر میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس اجتماع سے یہ

عزم کر کے گھروں کو لوٹیں کہ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ہر دم تیار رہیں گے اور خلافت احمدیہ کے خلاف ہر شرارت کا سر کچل کر رکھ دیں گے۔

جماعت جرمنی خدا کے فضل سے اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے بڑا اہم کام کر رہی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آپ سے خوش گئے ہیں۔ اس لئے اب آپ کا فرض ہے کہ آپ نے اسی جذبہ کو ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنا ہے۔ اس کے لئے آپ کا قدم آگے سے آگے بڑھنا چاہئے۔ آپ نے خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں لی ہیں اور آپ ان کے دل کے قریب رہے ہیں۔ میری دعائیں بھی ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق بخشے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو اور ہمیشہ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آپ کی مشکلات دور فرمائے۔ آپ کو ہر قسم کی برکتوں، رحمتوں اور فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ الناصر جرمنی جون تا ستمبر 2003ء)

عہدیداران کے خلاف گھروں میں باتیں نہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 27 جون 2003ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"پھر یہ بات واضح کروں کہ کسی بھی قسم کی برائی دل میں تب راہ پاتی ہے جب اس کے اچھے یا برے ہونے کی تمیز اُٹھ جائے۔ بعض دفعہ ظاہراً ہر قسم کی نیکی ایک شخص کر رہا ہوتا ہے۔ نمازیں بھی پڑھ رہا ہے، مسجد جا رہا ہے، لوگوں سے اخلاق سے بھی پیش آ رہا ہے لیکن نظام جماعت کے کسی فرد سے کسی وجہ سے ہلکا سا شکوہ بھی پیدا ہو جائے یا اپنی مرضی کا کوئی فیصلہ نہ ہو تو پہلے تو اس عہدیدار کے خلاف دل میں ایک رنجش پیدا ہوتی ہے۔ پھر نظام کے بارہ میں کہیں ہلکا سا کوئی فقرہ کہہ دیا، اس عہدیدار کی وجہ سے۔ پھر گھر میں بچوں کے سامنے بیوی سے یا کسی اور عزیز سے کوئی بات کر لی تو اس طرح اس ماحول میں بچوں کے ذہنوں سے بھی نظام کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ اس احترام کو قائم کرنے کے لئے بہر حال بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے الفاظ میں یہ نصیحت آپ تک پہنچاتا ہوں۔

"بہت ضروری ہے کہ (واقفینِ نَوکو) نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے، جو قریب کا دیکھنے والا ہے اُس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں، ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجے میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے...... ان کو سمجھائیں کہ اصل محبت تو خدا اور اس کے دین سے ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے خدائی جماعت کو نقصان پہنچتا ہو۔ آپ کو اگر کسی کی ذات سے تکلیف پہنچی ہے یا نقصان پہنچا ہے تو اس کا ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ کو حق ہے کہ اپنے ماحول، اپنے دوستوں، اپنے بچوں اور اپنی اولاد کے ایمانوں کو بھی آپ زخمی کرنا شروع کر دیں۔ اپنے زخم حوصلے کے ساتھ اپنے تک رکھیں اور اس کے اندمال کے جو ذرائع باقاعدہ خدا تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں ان کو اختیار کریں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 149-150)

عہدہ ایک امانت ہے اس کی حفاظت کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 8 اگست 2003ء میں فرمایا:

"ہمارے نظام جماعت میں عہدیداروں کا نظام مختلف سطحوں پر ہے۔ اس زمانے میں ہر احمدی جہاں، جس ملک میں رہتا ہے اس ملک میں دنیاوی سطح پر امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کرنے کی کوشش کرتا ہے، ان تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کا فرض ہے کہ اپنے اس فرض کی صحیح ادائیگی کرے اور حق دار لوگوں تک اس امانت کو پہنچائے وہاں نظام جماعت بھی ہر احمدی سے خواہ عہدیدار ہو یا عام احمدی اس سے یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی امانتوں کی صحیح ادائیگی کرے۔ اب سب سے پہلے تو افراد جماعت ہیں جو نظام جماعت چلانے کے لئے عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ ان کا کیا فرض ہے، انہوں نے کس طرح جماعت کی اس امانت کو جو ان کے سپرد کی گئی ہے صحیح حقداروں تک پہنچانا ہے۔ تو اس کے لئے جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں انتخابات سے پہلے قواعد بھی پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، عموماً یہ جماعتی روایت ہے۔ دعا کر کے اپنے ووٹ کے صحیح استعمال

کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر آپ کس کو ووٹ دیتے ہیں یا کم از کم یہی ایک متقی کی کوشش ہونی چاہئے کہ اس کو ووٹ دیا جائے جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا ہے۔ جس عہدے کے لئے منتخب ہو رہا ہے اس کا کچھ نہ کچھ علم بھی اس کو ہو۔ پھر جماعت کے کاموں کے لئے وقت بھی دے سکتا ہو۔ جس حد تک اس کی طاقت میں ہے وقت کی قربانی بھی دے سکتا ہو۔ پھر صرف اس لئے کسی کو عہدیدار نہ بنائیں کہ وہ آپ کا عزیز ہے یا دوست ہے۔ اور اتنا مصروف ہے کہ جماعتی کاموں کے لئے وقت نکالنا مشکل ہے۔ لیکن عزیز اور دوست ہونے کی وجہ سے اس کو عہدیدار بنانے کی کوشش کی جائے تو یہ ہے امانت کے حقدار کو امانت کو صحیح طرح نہ پہنچانا۔ اس نیت سے جب انتخابات ہوں گے کہ صحیح حقدار کو یہ امانت پہنچائی جائے تو اس میں برکت بھی پڑے گی، انشاء اللہ۔ اور اللہ سے مدد مانگنے والے، نہ کہ اپنے اوپر ناز کرنے والے، اپنے آپ کو کسی قابل سمجھنے والے عہدیدار اوپر آئیں گے۔ اور جن کے ہر کام میں عاجزی ظاہر ہوتی ہوگی اور یہی لوگ آپ کے حقوق کا صحیح خیال رکھنے والے بھی ہوں گے۔ اور نظام جماعت کو صحیح نہج پر چلانے والے بھی ہوں گے۔ بعض دفعہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں عہدیدار بناؤ۔ ان کے بارہ میں یہ حدیث ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حقائق الفرقان میں Quote کی ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کے روبرو دو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے، ہم اس کے اہل ہیں۔ فرمایا: جن کو ہم حکم فرمادیں، خُدا اُن کی مدد کرتا ہے۔ جو خود کام کو اپنے سر پر لے، اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو"

(حقائق الفرقان جلد نمبر 2 صفحہ 30)

عہدیدار کے پاس اگر کسی کا کوئی معاملہ آئے وہ امانت ہے

پھر عہدیداران ہیں ان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے بلکہ جماعت کا ہر کارکن یہ بات یاد رکھے کہ اگر کسی دفتر میں کسی عہدیدار کے پاس کوئی معاملہ آتا ہے یا کسی کارکن کے علم میں کوئی معاملہ آتا ہے چاہے وہ ان کی نظر میں انتہائی چھوٹے سے چھوٹا معاملہ ہو۔ وہ اس کے پاس امانت ہے اور اس کو حق نہیں پہنچتا کہ اس سے آگے یہ معاملہ لوگوں تک پہنچے۔ ایک راز ہے، ایک امانت ہے، پھر کسی کی کمزوریوں کو اچھالنا تو ویسے بھی ناپسندیدہ فعل ہے اور منع ہے بڑی سختی سے منع ہے۔ اور بعض دفعہ تو یہ ہوتا ہے کہ کسی بات کا وجود ہی نہیں ہوتا اور وہ بات بازار میں گردش کر رہی ہوتی ہے۔ اور جب تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ فلاں کارکن نے فلاں سے بالکل اور رنگ میں کوئی بات کی تو جو کم از کم نہیں تو سو سے ضرب کھا کر باہر گردش کر رہی ہوتی ہے۔ تو جس کے متعلق بات کی جاتی ہے جب اس تک یہ بات پہنچتی ہے تو طبعی طور پر اس کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی ہے۔ اول تو بات اس طرح ہوتی نہیں اور اگر ہے بھی تو تمہیں کسی کی عزت اچھالنے کا کس نے اختیار دیا ہے۔

مشورہ ایک امانت ہے

پھر مشورے ہیں اگر کوئی کسی عہدیدار سے یا کسی بھی شخص سے مشورہ کرتا ہے تو یہ بالکل ذاتی چیز ہے، ایک امانت ہے۔ تمہارے پاس ایک شخص مشورہ کے لئے آیا، تم نے اپنی عقل کے مطابق اسے مشورہ دیا تو تم نے امانت لوٹانے کا حق ادا کر دیا۔ اب تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس مشورہ لینے والے کی بات آگے کسی اور سے کرو۔ اور اگر کرو گے تو یہ خیانت کے زمرے میں آ جائے گی۔ عہدیداران کو بھی، کارکنان کو بھی اس حدیث کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔ سائل نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: جب نا اہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

(بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب رفع الامانۃ)

خدمت اور عہدہ بھی ایک عہد ہے

..... ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے عہدیداران کو، کارکنان کو کہ عہدہ بھی ایک عہد ہے، خدمت بھی ایک عہد ہے جو خدا اور اس کے بندوں سے ایک کارکن، ایک عہدیدار، اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے کرتا ہے۔ اگر ہر عہدیدار یہ سمجھنے لگ جائے کہ نہ صرف قول سے بلکہ دل کی گہرائیوں سے اس بات پر قائم ہو کہ خدمت دین ایک فضل الٰہی ہے۔ میری غلط سوچوں سے یہ فضل مجھ سے کہیں چھن نہ جائے تو ہماری ترقی کی رفتار اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے، ایک سوچنے کا مقام ہے کہ امانت ایمان کا حصہ ہے، اگر امانت کی صحیح ادائیگی نہیں کر رہے، اگر اپنے عہد پر صحیح طرح کاربند نہیں، جو حدود تمہارے لئے متعین کی گئی ہیں ان میں رہ کر خدمت انجام نہیں دے رہے تو اس حدیث کی رُو سے ایسے شخص میں دین ہی نہیں اور دین کو درست کرنے کے لئے اپنی زبان کو درست کرنا ہو گا۔ اور فرمایا کہ زبان اس وقت تک درست نہ ہو گی جب تک دل درست نہ ہو گا۔ اور پھر ایک کڑی سے دوسری کڑی ملتی چلی جائے گی۔ تو حسین معاشرے کو قائم رکھنے کے لئے ان تمام امور کی درستی ضروری ہے۔

ایک بات اور واضح ہو کہ صرف منہ سے یہ کہہ دینے سے کہ میرا دل درست ہے، کافی نہیں۔ ہر وقت ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ ہماری پاتال تک سے واقف ہے۔ وہ سمیع وبصیر ہے اس لئے اپنے تمام قبلے درست کرنے پڑیں گے۔ تو خدمت دین کرنے کے مواقع بھی ملتے رہیں گے۔ تو یہ تقویٰ کے معیار قائم رہیں گے تو نظام جماعت بھی مضبوط ہو گا اور ہوتا چلا

جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایسے عہدیدار جو پورے تقویٰ کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے ہیں اور دے رہے ہیں ان کے لئے ایک حدیث میں جو مَیں پڑھتا ہوں، ایک خوشخبری ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو مسلمانوں کے اموال کا نگران مقرر ہوا اگر وہ امین اور دیانتدار ہے اور جو اسے حکم دیا جاتا ہے اسے صحیح صحیح نافذ کرتا ہے اور جسے کچھ دینے کا حکم دیا جاتا ہے اسے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ اس کا حق سمجھتے ہوئے دیتا ہے تو ایسا شخص بھی عملاً صدقہ دینے والے کی طرح صدقہ دینے والا شمار ہوگا۔

(مسلم کتاب الزکوۃ باب اجر الخازن الامین والمرأۃ......)

اپنے سے بالا عہدیدار کے متعلق بات کرنا فتنہ پیدا کرنے کے مترادف ہے

.....اس میں بعض اوقات اچھے بھلے سلجھے ہوئے کارکن بھی شامل ہو جاتے ہیں اور ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں اور اس طرح غیر محسوس طور پر ایک کارکن دوسرے کارکن کے متعلق بات کرکے یا ایک عہدیدار دوسرے بالا عہدیدار کے متعلق بات کرکے یا اپنے سے کم عہدیدار کے متعلق بات کرکے، لوگوں کے لئے فتنے کا موجب بن رہا ہوتا ہے۔ کمزور طبیعت والے ایسی باتوں کا خواہ وہ چھوٹی باتیں ہی ہوں، بُرا اثر لیتے ہیں۔ اور ایسے کارکنوں کو بھی جو اپنے ساتھی عہدیداران کے متعلق باتیں کرنے کی عادت پڑ جائے تو منافق بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نظام بھی متأثر ہوتا ہے۔ اس لئے تمام کارکنان اور عہدیداران کو جو ایسی باتیں خواہ مذاق کے رنگ میں ہوں کرتے ہیں ان کو اپنے عہدوں اور اپنے مقام کی وجہ سے ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور ایسی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کے لئے یہاں اجازت ہے۔ اب ویسے تو مجلس کی باتیں امانت ہیں باہر نہیں نکلنی چاہئیں لیکن اگر نظام کے خلاف باتیں ہو رہی ہوں تو یہاں اجازت ہے کہ چاہے وہ اگر نظام کے متعلق ہے یا نظام کے کسی عہدیدار کے متعلق ہیں اور اس سے یہ تأثر پیدا ہو رہا ہے کہ اس میں کئی اعتراض کے پہلو ابھر سکتے ہیں، نکل سکتے ہیں تو اس کو افسران بالا تک پہنچانا چاہئے۔ اور ایک حدیث میں اس کی اس طرح اجازت ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجالس کی گفتگو امانت ہے سوائے تین مجالس کے۔ ایسی مجلس جہاں ناحق خون بہانے والوں کے باہمی مشورہ کی مجلس ہو۔ پھر وہ مجلس جس میں بدکاری کا منصوبہ بنے۔ اور پھر وہ مجلس جس میں کسی کا مال ناحق دبانے کا منصوبہ بنایا جائے۔ تو جہاں ایسی سازشیں ہو رہی ہوں جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، ایسی باتیں سن کر متعلقہ لوگوں تک یا افسران تک پہنچانا یہ امانت ہے۔ ان کو نہ پہنچانا خیانت ہو جائے گی۔ تو نظام کے متعلق جو باتیں ہیں وہ بھی اسی زمرہ میں آتی ہیں کہ اگر کوئی نظام کے خلاف بات کر رہا ہو اور بالا افسران تک نہ پہنچائیں۔ پھر بعض دفعہ عہدیداران کے خلاف

شکایات پیدا ہوتی ہیں تو بعض اوقات یہ صرف غلط فہمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یا بعض دفعہ کسی نے اپنے ذاتی بغض کی وجہ سے جو کسی عہدیدار کے ساتھ ہے اپنے ماحول میں بھی لوگ اس عہدیدار کے خلاف باتیں کر کے لوگوں کو اس کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی آپ کو چاہئے کہ امانتیں ان کے صحیح حقداروں تک پہنچائیں۔ یعنی باتیں بالا افسران تک، عہدیداران تک، نظام تک پہنچائیں۔ لیکن تب بھی یہ کوئی حق نہیں پہنچتا بہر حال کہ ادھر ادھر بیٹھ کر باتیں کی جائیں۔ بلکہ جس کے خلاف بات ہو رہی ہے مناسب تو یہی ہے کہ اگر آپ کی اس عہدیدار تک پہنچ ہے تو اس تک بات پہنچائی جائے کہ تمہارے خلاف یہ باتیں سننے میں آرہی ہیں۔ اگر صحیح ہیں تو اصلاح کر لو اور اگر غلط ہے تو جو بھی صفائی کا طریقہ اختیار کرنا چاہتے ہو کرو۔ پھر کسی کی پیٹھ پیچھے باتیں کرنے والوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ باتیں صحیح ہیں یا غلط یہ غیبت یا جھوٹ کے زمرے میں آتی ہیں۔ اور غیبت کرنے والوں کو اس حدیث کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگلے جہان میں ان کے ناخن تانبے کے ہو جائیں گے جس سے وہ اپنے چہرے اور سینے کا گوشت نوچ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

...." مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفائے عہد کے بارہ میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا نفس اور اس کے تمام قویٰ اور آنکھ کی بینائی اور کانوں کی شنوائی اور زبان کی گویائی اور ہاتھوں اور پیروں کی قوت یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جو اس نے ہمیں دی ہیں اور جس وقت چاہے اپنی امانت کو واپس لے سکتا ہے۔ پس ان تمام امانتوں کی رعایت رکھنا یہ ہے کہ باریک در باریک تقویٰ کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی خدمت میں نفس اور اس کے تمام قویٰ اور جسم اور اس کے تمام قویٰ اور جوارح سے لگایا جائے اس طرح پر کہ گویا یہ تمام چیزیں اس کی نہیں بلکہ خدا کی ہو جائیں۔ اور اُس کی مرضی اس کی نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے موافق ان تمام قویٰ اور اعضاء کا حرکت اور سکون ہو۔ اور اس کا ارادہ کچھ بھی نہ رہے بلکہ خدا کا ارادہ اس میں کام کرے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اس کا نفس ایسا ہو جیسا کہ مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور یہ خود رائی سے بے دخل ہو (یعنی اپنا وجود ہی نہ ہو) اور خدا تعالیٰ کا پورا تصرف اس کے وجود پر ہو جائے۔ یہاں تک کہ اُسی سے دیکھے اور اُسی سے سنے اور اُسی سے بولے اور اسی سے حرکت یا سکون کرے۔ اور نفس کی دقیق در دقیق آلائشیں جو کسی خوردبین سے بھی نظر نہیں آسکتیں دور ہو کر فقط روح رہ جائے۔ غرض مہیمنت خدا کی اس کا احاطہ کر لے۔ (یعنی انسان خدا تعالیٰ کے مکمل طور پر قبضہ میں ہو)۔ اور اپنے وجود سے اس کو کھو دے اور اس کی حکومت اپنے وجود پر کچھ نہ رہے اور سب حکومت خدا کی ہو جائے۔ اور انسانی جوش سب مفقود ہو جائیں۔ اور

تمام آرزوئیں اور تمام ارادے اور تمام خواہشیں خدا میں ہو جائیں۔ اور نفس امارہ کی تمام عمارتیں منہدم کر کے خاک میں ملا دی جائیں۔ اور ایک ایسا پاک محل تقدس اور تطہر کا دل میں تیار کیا جاوے جس میں حضرت عزت نازل ہو سکیں اور اس کی روح اس میں آباد ہو سکے۔ اس قدر تکمیل کے بعد کہا جائے گا کہ وہ امانتیں جو منعم حقیقی نے انسان کو دی تھیں وہ واپس کی گئیں تب ایسے شخص کو یہ آیت صادق آئے گی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ"

.... پس یاد رکھیں کہ امانت کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اور جتنے زیادہ عہدیداران جماعت اور...... میں جا کر امانت کے مطلب کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اتنے ہی زیادہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہوتے چلے جائیں گے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ نظام جماعت مضبوط ہوگا، نظام خلافت مضبوط ہوگا۔ آپ کی نظام سے وابستگی قائم رہے گی۔ خلافت کے نظام کو مضبوط کرنے کے لئے خلیفۂ وقت کی تو ہمیشہ یہی دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے متقیوں کا امام بنائے۔ تو پھر ان دعاؤں کے مورد، ان کے حامل تو وہی لوگ ہوں گے جو اپنی امانتوں کا پاس کرنے والے، اپنے عہدوں کا پاس کرنے والے، اپنے خدا سے وفا کرنے والے ہوتے ہیں اور تقویٰ پر قائم رہنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو یہ معیار قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 232-236)

نظام جماعت اور عہدیداران کی اطاعت کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 22 اگست 2003ء میں فرمایا۔

"ہمیشہ یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ جو بھی صورت حال ہو ہمیشہ صبر کرنا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ صبر ہمیشہ حق تلفی کے احساس پر ہی انسان کو ہوتا ہے۔ اب یہاں احساس کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ اکثر جس کے خلاف فیصلہ ہو اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہوا ہے اور میرا حق بنتا تھا۔ تو یہ خیال دل سے نکال دیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نیچے سے لے کر اوپر تک سارا نظام جو ہے غلط فیصلے کرتا چلا جائے اور یہ بدظنی پھر خلیفۂ وقت تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر ہر احمدی کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء: 60) اس کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولُوا الامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے

اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

تو سوائے اس کے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جہاں واضح شرعی احکامات کی خلاف ورزی کے لئے تمہیں کہا جائے، اللہ اور رسول کی اطاعت اسی میں ہے کہ نظام جماعت کی، عہدیداران کی اطاعت کرو، ان کے حکموں کو، ان کے فیصلوں کو مانو۔ اگر یہ فیصلے غلط ہیں تو اللہ تمہیں صبر کا اجر دے گا۔ کیونکہ تم یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ پر معاملہ چھوڑو۔ تمہیں اختیار نہیں ہے کہ اپنے اختلاف پر ضد کرو۔ تمہارا کام صرف اطاعت ہے، اطاعت ہے، اطاعت ہے"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 260-261)

عہدیداران بُرائی کی تشہیر نہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 22 اگست 2003ء میں فرمایا۔

"ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ امر اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ یہاں تک کہ اسے معصیت کا حکم دیا جائے۔ اور اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت اور فرمانبرداری نہ کی جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الأحکام باب السمع والطاعۃ للامام......)

تو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ سوائے اس کے کہ شریعت کے واضح احکام کی خلاف ورزی ہو۔ ہر حال میں اطاعت ضروری ہے اور اس حدیث میں بھی یہی ہے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ تم گھر بیٹھے فیصلہ نہ کرلو کہ یہ حکم شریعت کے خلاف ہے اور یہ حکم نہیں۔ ہوسکتا ہے تم جس بات کو جس طرح سمجھ رہے ہو وہ اس طرح نہ ہو۔ کیونکہ الفاظ یہ ہیں کہ معصیت کا حکم دے، گناہ کا حکم دے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ کوئی ایسا شخص عہدیدار بن ہی نہیں سکتا جو اس حد تک گر جائے اور ایسے احکام دے۔ تو بات صرف اس حکم کو سمجھنے، اس کی تشریح کی رہ گئی۔ تو پہلے تو خود اس عہدیدار کو توجہ دلاؤ۔ اگر نہیں مانتا تو اس سے بالا جو عہدیدار ہے، افسر ہے، امیر ہے، اس تک پہنچاؤ۔ اور پھر خلیفۂ وقت کو پہنچاؤ۔ لیکن اگر یہ تمہارے نزدیک برائی ہے تو پھر تمہیں یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ باہر اس کا ذکر کرتے پھرو۔ کیونکہ برائی کو تو وہیں روک دینے کا حکم ہے۔ اب تمہارا یہ فرض ہے کہ نظام بالا تک پہنچاؤ اور اس کے فیصلے کا انتظار کرو"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 265)

ہمارے اجتماع کا مقصد، افراد جماعت کے دل آخرت کی طرف جھکنا اور ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہے

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ کیرالہ منعقدہ 6-7 ستمبر 2003ء کے موقع پر حضور کا پُر معارف پیغام

میرے پیارے بھائیو! (مجلس انصار اللہ کیرالہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ مجلس انصار اللہ کیرالہ اپنا 2 روزہ سالانہ اجتماع کروانے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ اس اجتماع کو بہت مبارک فرمائے اور تمام انصار بھائیوں کو جو اس اجتماع میں شرکت کے لئے سفر کر کے آرہے ہیں اپنی حفاظت میں رکھے اور اس اجتماع کے روحانی اور تربیتی پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔

ہمارے جلسوں اور اجتماعات کا اصل مدعا اور مقصد یہ ہے کہ تمام افراد جماعت کے دل بکلی آخرت کی طرف جھک جائیں۔ اور ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں اور انتہائی انکسار اور تواضع اور استبازی ان میں پیدا ہو۔ دنیا کفر و ضلالت اور مادہ پرستی میں گم ہو کر اپنے خالق حقیقی کو بھلا چکی ہے اور وہ لوگ جو بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں وہ درحقیقت اس وقت خدا سے دور جا پڑے ہیں۔ امانت اور دیانت ناپید ہو چکی ہے اور دل تقوی سے عاری ہیں۔ جھوٹ، نخوت، تکبر اور خود پسندی نے انسانیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا قیام اس غرض سے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو اور وہ انسان جو خدا سے دور ہو رہا ہے اسے پیار اور محبت سے سمجھا کر خدا کے قریب لایا جائے۔ اس سلسلہ میں ہم پر یہ اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم خود اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم کریں اور اس کے حقیقی عبد بن جائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے وہ راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضبِ الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے...... دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاکت شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے اور اس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں........ پس اگر تم

دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں"

(الوصیت صفحہ 9)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو....... تم سچے دل سے اور پورے صدق اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے...... تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے"

(کشتی نوح صفحہ 12)

پس حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ان نصائح کو حرز جان بنائیں اور خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں۔ اپنی اولاد کے دلوں میں بھی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ ان کے لئے دعائیں بھی کریں اور ان کے سامنے اپنا نیک نمونہ بھی پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو نیک مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ہفت روزہ بدر قادیان 16 دسمبر 2003ء)

کسی کی مدد کرتے ہوئے عزت نفس کا خیال رکھیں۔ ذیلی تنظیمیں توجہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ 12 ستمبر 2003ء میں بنی نوع انسان کی ہمدردی رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں حضور نے ذیلی تنظیموں کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ ذہن میں رکھتے ہیں کہ اللہ کی خاطر وہی دو جس کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ یہ نہیں کہ جس طرح بعض لوگ اپنے کسی ضرورتمند بھائی کی مدد کرتے ہیں تو احسان جتا کے کر رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسی عجیب فطرت کے ہیں کہ تحفے بھی اگر دیتے ہیں تو اپنی استعمال شدہ چیزوں میں سے دیتے ہیں یا پہنے ہوئے کپڑوں کے دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو اپنے بھائیوں، بہنوں کی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ اگر توفیق نہیں ہے تو تحفہ نہ دیں یا یہ بتا کر دیں کہ یہ میری استعمال شدہ چیز ہے اگر پسند کرو تو دوں۔ پھر بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو

ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں۔اور پھر چھوٹے ہو گئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے۔تو اس کے بارہ میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیموں، لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جا رہی ہوں یا انفرادی طور پر دی جا رہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزت کا خیال رکھیں اور اس طرح، اس شکل میں دیں کہ اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے تو دی جائے۔ یہ نہیں کہ ایسی اُترن جو بالکل ہی ناقابل استعمال ہو وہ دی جائے۔داغ لگے ہوں، پسینے کی بوآ رہی ہو کپڑوں میں سے۔تو غریب کی بھی ایک عزت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔اور ایسے کپڑے اگر دئے جائیں تو صاف کروا کر، دھلا کر، ٹھیک کروا کر، پھر دئے جائیں۔اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہماری ذیلی تنظیمیں بھی، لجنہ وغیرہ بھی دیتی ہیں کپڑے تو جن لوگوں کو یہ چیزیں دینی ہوں ان پر یہ واضح کیا جانا چاہئے کہ یہ استعمال شدہ چیزیں ہیں تا کہ جو لے اپنی خوشی سے لے۔ ہر ایک کی عزت نفس ہے، مَیں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے اس کا بہت خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور بہت خیال رکھنا چاہئے"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 310-311)

بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں، اب خلافت سے وابستگی میں ہی آپ کی زندگی اور بقا ہے۔

جب تک ہم قرآن پڑھ کر، سمجھ کر اس کی تعلیم کو اپنے اور اپنی نسلوں پر لاگو نہیں کریں گے، ہمارے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

خلافت خامسہ کے مبارک دور میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کا پہلا سالانہ اجتماع 12-13-14 ستمبر 2003ء کو بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 14 ستمبر کو اختتامی خطاب فرمایا۔جس کا خلاصہ مکرم محمود احمد ملک صاحب نے تیار کیا۔

انصاراللہ کی تنظیم کا قیام اور اس کے مقاصد

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ جن کو اپنے بچپن سے ہی اور جوانی میں ہی ہر وقت فکر دامن گیر رہتی تھی کہ کس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعثت کے مقصد کو پورا کیا جائے اور آپؑ کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا جائے۔اور خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے ہی آپ اس بارہ میں بہت سوچا کرتے تھے اور دعائیں کیا کرتے تھے۔چنانچہ فروری 1911ء میں آپؓ کو عالم رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک بڑے محل کا ایک حصہ گرایا جا رہا ہے۔ساتھ ہی ایک میدان میں ہزاروں پتھیرے اینٹیں

پات رہے ہیں۔ آپ کو بتایا گیا یہ محل جماعت احمدیہ ہے اور پتھیرے فرشتے ہیں اور محل کا ایک حصہ گرایا جارہا ہے تاکہ بعض پرانی اینٹیں خارج کرکے بعض کچی اینٹیں پکی کی جائیں اور نئی اینٹوں سے محل کی توسیع کی جائے۔ نیز معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے اور فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے علم پاکر یہ کام کررہے ہیں۔ اس خواب کی بناء پر حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے خلافت سے پہلے ہی ایک انجمن بنانے کا فیصلہ کیا تاکہ اس کے ذریعے سے احمدیوں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کیا جائے اور فریضۂ تبلیغ کو بااصل وجوہ ادا کیا جائے۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ نے نہ صرف خود استخارہ کیا بلکہ کئی اور بزرگوں سے استخارہ کروایا اور کئی ایک دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات ہوئیں تب آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی اجازت سے (وہ دَور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا دَور تھا) ایک انجمن انصاراللہ کی بنیاد ڈالی اور اخبار بدر میں مفصل اعلان کروایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے، جو اُن دنوں میں بیمار تھے، بیماری کے باوجود آخر تک اس مضمون کا مطالعہ کیا اور حضرت صاحبزادہ صاحبؓ سے فرمایا کہ میں بھی آپ کے انصاراللہ میں شامل ہوتا ہوں کیونکہ یہ پاک دل سے اُٹھی ہوئی ایک پاک تمنا تھی اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے بھی اس کام کو سراہا اور ظاہر ہے اس لئے بھی اس کی قدر کی کیونکہ جیسا کہ بعض اور حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے آپ کے علم میں تھا کہ آئندہ جماعت کی باگ ڈور اس شخص کے ہاتھ میں آنی ہے اور اس لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تو ہر وقت یہی خواہش ہوتی تھی اور کوشش ہوتی تھی کہ کون اسلام کی خدمت کے لئے آگے آئے اور میں اس کا ساتھ دوں، اپنے آپ کو اس انصاراللہ کی تنظیم میں شامل فرمایا۔

اس زمانہ میں اس تنظیم نے جس کی ممبر شپ اتنی وسیع نہیں تھی جو کام کئے وہ تو کئے لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں اس رؤیا کے تقریباً 30 سال بعد وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے 40 سال سے اوپر کی عمر کے ممبران جماعت کے سامنے کچھ مقاصد پیش کئے جو کہ قومی ترقی کے لئے، نسلوں کی تربیت کے لئے، انتہائی ضروری تھے۔ ایک تنظیم کا قیام فرمایا اور اس کا نام انصاراللہ رکھا۔

انصاراللہ کو پانچ باتوں کی طرف توجہ دینے کی ہدایت

اس سے پہلے خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ اور جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں جن کاموں کی طرف جماعت کو توجہ دلائی وہ پانچ کام ہیں جن کو ہر فرد جماعت کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور عمر کے لحاظ سے سب سے زیادہ انصاراللہ کو اس پر توجہ دینی چاہیے اور وہ کام یہ ہیں: ۱۔ تبلیغ کرنا ۲۔ قرآن پڑھنا ۳۔ شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ۴۔ اچھی تربیت کرنا۔ ۵۔ قوم کی دنیاوی کمزوریوں کو دور کرکے اُسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔

آپؓ نے اس بات پر بڑا زور دیا کہ اگر یہ پانچ باتیں آپ میں پیدا ہوگئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری

ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آپؒ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرین کا بھی یہی کام ہے جو صحابہ نے کیا اور صحابہ کے یہی پانچ اہم کام تھے، اور یہی ہم نے کرنے ہیں۔ تبلیغ ہماری ذمہ داری ہے۔ پیغام حق پہنچانا ضروری ہے۔ اور اسلام اور احمدیت کا پیغام ہم نے بہر حال ہر صورت میں دنیا تک پہنچانا ہے اور اس کے لئے ہر طرح کی کوشش کرنی ہے۔ انصار کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں تبلیغ میں بہت ساری سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اُس کی وجوہات ہیں۔ طبیعت میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے، اس عمر میں جذبات پر کنٹرول بھی عموماً پیدا ہو جاتا ہے۔ خیالات بھی میچور (Mature) ہو چکے ہوتے ہیں۔ پھر علم اور تجربہ بھی اس حد تک ہو جاتا ہے جس سے وہ خود بھی فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اور نو جوانوں کو بھی تبلیغ کے طریقے سکھا سکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے سب سے زیادہ انصار اللہ کو دعوت الی اللہ کے میدان میں سرگرم ہونا چاہئے۔ پھر قرآن پڑھنا ہے۔ اس میں بھی انصار کو خود بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے اور اپنے بچوں کو بھی توجہ دلانی چاہئے کیونکہ جب تک ہم قرآن پڑھ کر، سمجھ کر اس کی تعلیم کو اپنے پر اور اپنی نسلوں پر لاگو نہیں کریں گے ہمارے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پھر شرائع کی حکمتیں بیان کرنا ہے جو احکامات ہیں اُن کو آگے بیان کرنا اس کے لئے بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

انصار کی عمر میں اپنی تربیت تو مشکل ہے۔ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں

پھر تربیت ہے۔ انصار اللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے جس میں آپ تربیت کر تو سکتے ہیں لیکن آپ کی تربیت کرنی مشکل ہے۔ تو اس کے لئے بڑا آسان اصول ہے کہ آپ کے ذمہ جو فرض لگایا گیا ہے تربیت کرنے کا، اس کو پورا کریں، بچوں اور نو جوانوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اپنی بھی تربیت ساتھ ساتھ ہوتی جائے گی۔ پھر قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دُور کرنا ہے۔ اس طرف بھی اگر سب توجہ دیں گے تو اقتصادی لحاظ سے بھی اپنے آپ کو مضبوط بنائیں گے، جماعتی لحاظ سے بھی اور قومی لحاظ سے بھی۔

تو مرکزی سطح پر بھی اور مقامی سطح پر بھی، ہر ذیلی تنظیم کی (انصار اللہ کی بھی) شوریٰ ہوتی ہے، وہاں اس کے لئے تجاویز دیں۔ اپنے تجربہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں کیونکہ اقتصادی لحاظ سے مضبوط ہونا بھی آج کل کے زمانہ میں انتہائی ضروری ہے تا کہ پھر بے فکر ہو کر دین کی خدمت کر سکیں یا دین کی خدمت کرنے والوں کی ضروریات کا خیال رکھ سکیں۔ تو یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن پر انصار اللہ کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جب آپ اس لحاظ سے سوچیں گے تو پھر ہی آپ اللہ کے دین کے انصار بن سکتے ہیں اور اس آیت کے مصداق ٹھہریں گے کہ "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں نے کہا تھا کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف راہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں۔ حواریوں نے کہا ہم

اللہ کے انصار ہیں پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا پس ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔"

(الصّف:15)

تو جب مسیح محمدی کو مان کر، اس پر ایمان لا کر ہم انصار اللہ میں شامل ہو چکے ہیں تو پھر اس تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ اور اُن باتوں کو بھی ماننا ہوگا جن کا تقاضا اور مطالبہ ہم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دشمنوں پر ہمیں جلد غلبہ عطا ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے، ہرگز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ ہر ایک گروہ کہ جس کا مدعا اور مقصد ایک ہی مثل اعضائے یک دیگر ہے اور ممکن نہیں۔ جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہے بغیر معاونت باہمی ان کی کے بخوبی وخوش اسلوبی ہو سکے۔ بالخصوص جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علّت غائی کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے اور صرف ایک ہی شخص ان کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ انبیاء علیہم السلام جو توکّل اور تفویض اور تحمّل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ کہنا پڑا۔ خدا نے بھی اپنے قانون تشریعی میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کا حکم فرمایا"

(تبلیغ رسالت، مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل صفحہ ۶۲)

تو اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ ہماری تمام کامیابیاں چاہے وہ دنیاوی ہوں یا دینی ہوں بغیر آپس کے تعاون کے حاصل نہیں ہو سکتیں کیونکہ اکیلا انسان سارے کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے تمام وہ لوگ جو ایک مقصد کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں، ایک گروہ کی شکل میں ہیں، ایک جماعت ہیں ایک ہو کر آپس کے تعاون سے کام کریں گے تو تمام امور خوش اسلوبی سے طے پائیں گے اور کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی۔ کیونکہ جس قدر بڑا کام ہو، جتنا بڑا مقصد ہو اس کے نتائج تم بغیر اکٹھے ہوئے، بغیر ایک ٹیم ورک کے اور ایک دوسرے کی مدد کے حاصل ہی نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ یہاں تک کہ انبیاء بھی جن میں برداشت بھی ہوتی اور انہوں نے مجاہدات بھی کئے ہوتے ہیں ان کا توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود اُن کو اس کام کے لئے مامور کر رہا ہوتا مقرر فرما رہا ہوتا ہے پھر بھی اِن کو ظاہری اسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس لئے ان کو کہنا پڑتا ہے کہ کون اللہ تعالیٰ کی طرف دیئے گئے ان کاموں میں میرے مددگار ہوں گے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قانون شریعت میں قانون قدرت کے

مطابق ہی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کا حکم فرمایا ہے۔
پھر آپؓ نصیحت فرماتے ہیں جسے خاص طور پر انصار کی عمر کے لوگوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کیونکہ زندگی کا ایک بڑا حصہ گزر چکا ہے اس لئے اب بہت زیادہ فکر کی ضرورت ہے، کوئی پتہ نہیں کس وقت بلاوا آجائے۔ آپؓ فرماتے ہیں ایک ذرہّ بدی کا بھی قابلِ پاداش ہے۔ اگر چھوٹی سے چھوٹی بدی بھی تم کرتے ہوتو اُس کی بھی سزا اُس پر مل سکتی ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کارِعمل ناپیدا۔ بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے اور کوئی پتہ نہیں عمر کتنی ہے اور کیا کام کرنے ہیں۔ تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو۔ یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو یعنی سب کچھ ضائع نہ ہو جائے اور یہ جو تم پیش کر رہے ہو جو ہمارے اعمال ہیں یہ ایسے نہ ہوں کہ وہ اس قابل ہی نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاسکیں۔

بندہ اور خدا کا درست تعلق انصار اللہ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے

حضرت مصلح موعودؓ جنہوں نے یہ تنظیم قائم فرمائی، فرماتے ہیں کہ انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں سے گزر رہے ہیں اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان جانے کی فکر میں ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اگلے جہان جارہا ہو تو اُسے اس وقت اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں اس دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندا ہو، اس کے اعمال خراب ہوں اور اس کے پاس وہ زادِراہ نہ ہو جو اگلے جہان میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندہ اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایک ایسے حصہ میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہیئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہو سکتا۔
پھر انصار کو اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ آپکا نام انصار اللہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ تو مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں۔ اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں۔ تاکہ آپ کو دیکھ کر آپکی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ دین کا چرچا یہی ہے کہ تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنے اہل و عیال کو ہمیشہ نماز وغیرہ کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ یہی اصل خدمت آپ لوگوں کی ہے۔ آپ خود بھی نماز اور ذکرِالٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولادوں کو بھی نماز اور ذکرِالٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ جب تک جماعت میں یہ روح بیدار ہے اور لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کا تعلق قائم رہے اور اپنے اپنے درجہ کے مطابق کلامِ الٰہی اِن پر نازل ہوتا رہے اسی وقت تک جماعت زندہ رہتی ہے

کیونکہ اس میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی آواز سُن کر اُسے لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور جب یہ چیز مٹ جاتی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ سے بے تعلق ہو جاتے ہیں تو اس وقت قومیں بھی مرنے لگ جاتی ہیں۔ پس آپ لوگوں کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور اپنی اولادوں کو بھی ذکرِ الٰہی کی تلقین کرتے رہنا چاہیے۔

پھر تہجد اور ذکرِ الٰہی اور مساجد کی آبادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کی دماغی نمائندگی انصار اللہ کرتے ہیں۔ جب کسی قوم کے دماغ اور دل اور ہاتھ ٹھیک ہوں تو وہ قوم بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ پس مَیں پہلے تو انصار کو یہ توجہ دلاتا ہوں ان میں سے وہ ہیں جو صحابی ہیں یا کسی صحابی کے بیٹے ہیں (اور اسوقت یہاں کافی صحابہ کی اولاد میں سے بھی ہیں) یا کسی صحابی کے شاگرد ہیں۔ اس لئے جماعت میں نمازوں، دعاؤں اور تعلق باللہ کو قائم رکھنا اُن کا کام ہے۔ اُن کو تہجد، ذکرِ الٰہی اور مساجد کی آبادی میں اتنا حصہ لینا چاہیے کہ نوجوان اُن کو دیکھ کر خود ہی اِن باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اصل میں تو جوانی کی عمر ہی وہ زمانہ ہے جس میں تہجد، دعا اور ذکرِ الٰہی کی طاقت بھی ہوتی ہے اور مزہ بھی آتا ہے۔ لیکن عام جوانی کے زمانے میں موت اور عاقبت کا خیال کم ہوتا ہے اس وجہ سے نوجوان غافل ہو جاتے ہیں لیکن نوجوانی میں اگر کسی کو یہ توفیق مل جائے تو وہ بہت ہی مبارک وجود ہوتا ہے۔ پس ایک طرف تو مَیں انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے نمونے سے اپنے بچوں اپنے ہمسایوں کے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو زندہ کریں اور دوسری طرف مَیں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنا اعلیٰ نمونہ دکھائیں کہ نسلاً بعد نسل اسلام کی روح زندہ رہے۔ پس آپ نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو عہد باندھا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام استعدادوں کو بروئے کار لائیں۔

جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ تعلق باللہ کو بڑھائیں۔ دعاؤں اور نمازوں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ تہجد میں بھی باقاعدگی اختیار کریں۔ اپنی راتوں کو زندہ کریں۔ اپنے بچوں اپنے احمدی ماحول کے بچوں کی تربیت کی فکر اپنے اندر پیدا کریں۔ بعض والدین بڑی پریشانی اور فکر کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے بچے جوانی کو پہنچ کر ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں یا نکل گئے ہیں تو بہر حال جو وقت ہماری کمزوریوں کی وجہ سے ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا اور ہماری اولاد میں سے اگر کوئی بے دینی کی طرف چل پڑا ہے تو پیار سے محبت سے اُسے واپس لانے کی کوشش کریں۔ اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے اس کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ گو ایسی ایک آدھ مثال ہی ملتی ہے لیکن ہم اپنا ایک بھی بچہ کیوں ضائع ہونے دیں۔ بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں۔ کیونکہ اب خلافت کی وابستگی کے ساتھ ہی آپکی زندگی اور بقا ہے ویسے بھی اپنی اولاد کے راعی ہیں آپ لوگ۔ اور ہر راعی سے پوچھا جائے گا اس کی رعایا کے بارہ میں۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیّت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کیلئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی۔

خلافت کے ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھو

فرمایا کہ آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو صحابہ جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی چاہیے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو۔ اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو۔ کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی، خدام کی بھی ضرورت ہوگی اور اطفال کی بھی ضرورت ہوگی۔ ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ اکیلا نبی بھی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دیئے ہوئے تھے اور رسول کریمؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی جماعت دی تھی۔ اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھی قائم رہیں۔ اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی انشاء اللہ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ انصار اللہ خصوصیت کے ساتھ اپنے کام کی نگرانی کریں تاکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ان کا کام نمایاں ہو کر لوگوں کے سامنے آجائے اور محسوس کرنے لگ جائیں کہ یہ ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہے۔ مگر مَیں سمجھتا ہوں جب تک انصار اللہ اپنی ترقی کے لئے صحیح طریق اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ مَیں سمجھتا ہوں بڑی عمر کے لوگوں کو ضرور یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے کہ وہ شباب کی عمر میں سے گزر کر اب ایسے حصۂ عمر میں گزر رہے ہیں جس میں دماغ تو سوچنے کے لئے موجود ہوتا ہے مگر زیادہ عمر گزرنے کے بعد ہاتھ پاؤں محنت، مشقت اور کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس کی وجہ سے اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے کاموں کے سرانجام دینے کے لئے کچھ نوجوان سیکرٹری 40 سال کے اوپر کے مگر زیادہ عمر کے نہ ہوں، مقرر کرلیں جن کے ہاتھ پاؤں میں طاقت ہو اور وہ دوڑنے، بھاگنے کا کام آسانی سے کر سکیں۔ تاکہ ان کاموں میں سُستی اور غفلت کے آثار پیدا نہ ہوں۔

آپ نے اس وقت فرمایا تھا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر 40 سال سے 55 سال کی عمر تک کے لوگوں پر نظر دوڑاتے تو ضرور اس عمر کے لوگوں میں ایسے لوگ مل جاتے جن کے ہاتھ پاؤں بھی ویسے ہی چلتے ہیں جیسے

اُن کے دماغ چلتے ہیں۔اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 40 سال سے 55 سال تک کے لئے بعد میں انصاراللہ کی صف دوم کا قیام فرمایا اور اس کے لئے ایک نائب صدر بھی علیحدہ ہوتا ہے تو جو بڑی عمر سے ہیں ان لوگوں کو چاہئے کہ جو 40 سال سے 55 سال کی عمر تک کے ہیں کہ بڑوں سے تجربہ حاصل کریں۔ اور بڑوں کو چاہئے کہ اپنے تجربے سے اس عمر کے انصار کو تربیت دیں اور اُن کو راہنمائی کریں اور برداشت کرنے کا بھی مادہ پیدا کریں۔ یہ نہیں کہ ہم بڑے ہیں تو اس لئے ہمارے پاس ہی سارے عہدے ہونے چاہئیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ ایک الٰہی قدرت کا کرشمہ ہے کہ ایک زمانہ انسان پر ایسا آتا ہے جب اس کے جسمانی قویٰ تو نشوونما پاتے ہیں مگر اس کے دماغی قویٰ ابھی پردہ میں ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہتا کہ ان میں انحطاط واقع ہوجاتا ہے اُن میں گراوٹ آنی شروع ہوجاتی ہے اُن میں کمی شروع ہوجاتی ہے۔ انحطاط نہیں بلکہ قویٰ دماغیہ ایک پردے کے اندر رہتے ہیں اور یہ زمانہ وہ ہوتا ہے جو 25 سال سے 40 تک کی عمر کا ہے۔لیکن پھر اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آتا ہے جو جسم میں نشوونما اور ارتقاء کی طاقت تو نہیں رہتی مگر جو اسے کمال حاصل ہو چکا ہوتا ہے وہ قائم رہتا ہے۔یہی وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ عام طور پر نبیوں کو اصلاح خلق کے لئے کھڑا کیا کرتا ہے گویا یہ زمانہ بَلَغَ اَشُدَّہٗ کا زمانہ ہوتا ہے، طاقتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔پس جب مَیں نے انصاراللہ میں شمولیت کے لئے 40 سال سے اوپر کی شرط رکھی تو اس کے معنے یہ تھے کہ کام کرنے کا بہترین زمانہ انہیں حاصل تھا۔

تمام عمر کے انصار سے انصاراللہ تنظیم کام لے

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے ہم انصار کی عمر کو پہنچ گئے ہیں اس لئے اب ہم کچھ نہیں کرسکتے۔فرمایا کہ بشرطیکہ اس عمر والوں سے فائدہ اٹھایا جاتا مگر مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے اس حکمت کو نہ سمجھا اور کام اُنہی لوگوں کے سپرد رکھا جو زیادہ عمر کے ہیں۔ حالانکہ اگر سارے کے سارے کام اُن لوگوں کے سپرد کردئے جائیں جو 60 سال سے اوپر یا 70 سال کے قریب ہوں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگوں کے پاس دماغ تو ہوگا مگر کیونکہ کام کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں نہیں ہوں گے اس لئے وہ کام خراب ہوجائے گا۔مفید نتائج کا حصول نہیں ہوگا۔لیکن الحمدللہ جب سے صف دوم قائم ہوئی ہے، ہر طرح کے انصار اپنے کاموں میں شامل ہوتے ہیں تو عاملہ کے ممبران کے علاوہ بھی جو دوسرے انصار ہیں مجلس عاملہ کو اور انصاراللہ کی تنظیم کو کوشش کرنی چاہئے کہ اُن کو بھی زیادہ سے زیادہ اپنے پروگراموں میں شامل کریں اور ایسے لوگ جو ایک عمر کے بعد مایوس ہونا شروع ہوجاتے ہیں اُن کو مایوسی سے نکالیں۔اُن کی مایوسی دور کریں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے کہا صف دوم کی وجہ سے نئی قوت اور ہمت پیدا ہوچکی ہے انصاراللہ میں۔اب انصاراللہ کا وہ تصور نہیں ہے کہ 40 سال سے اوپر نکلے اور جو بھی کام کرتے تھے پہلے، وہ اب ختم ہوجائیں اور آج کی کھیلوں میں آپ نے

اندازہ لگالیا کہ نوجوانوں کے نوجوانوں نے، خدام الاحمدیہ کو بھی ہرا دیا رسہ کشی میں۔ تو الحمدللہ جہاں یہ خوشی ہے انصاراللہ کے لئے وہاں خدام الاحمدیہ کے لئے فکر کا مقام بھی ہے کہ بوڑھے اُن سے آگے نکل گئے ہیں۔ ان کاموں میں تو کم از کم ان کو آگے نکلنا چاہیے۔

بس یہ چند گزارشات تھیں اس پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کو ہمت سے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے تبلیغ کے کام کو بھی، تربیت کے کام کو بھی اور عبادت کو بھی حقیقی رنگ میں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ جنوری، فروری، مارچ 2014ء)

ذیلی تنظیموں کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کا جماعت پر بہت بڑا احسان ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 5 دسمبر 2003ء میں جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو گرانقدر نصائح سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

ابتدائی ذیلی تنظیمیں بچوں اور نوجوانوں کو اطاعت سکھلاتی ہیں

"جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے ایک نظام کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتا ہے۔ ایک بچی جب سات سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو وہ ناصرات الاحمدیہ کی رکن بن جاتی ہے جہاں انہیں ایک ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ پھر انہی میں سے ان کے سائق بنا کر اپنے عہدیدار کی اطاعت کا تصور پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر پندرہ سال کی عمر کو جب پہنچ جائیں تو بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں اور بچیاں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں اور ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت بچپن سے تربیت حاصل کر کے اوپر آنے والے بچے اور بچیاں ہیں جب نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو ان نیک تنظیموں میں شامل ہونے سے جماعتی نظام اور طریقوں سے ان کو مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عمر کے ساتھ ساتھ کیونکہ اب یہ بچے اور بچیاں اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے پندرہ سال کی عمر کے بعد یہ خود بھی اپنے میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں اور ان کے تحت ان کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور نظام چل رہا ہوتا ہے۔ تو پندرہ سال کی عمر کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لجنہ یا خدام میں جا کر یہ لوگ اپنے عہدیدار اپنے میں سے منتخب کرتے ہیں اور پھر مرکزی ہدایات کی روشنی میں متفرق امور اور تربیتی امور خود سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ تو بچپن سے ہی ایسی تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے، ایسے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے ان کو ٹریننگ ہو جاتی ہے اور پھر یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں اور جماعتی نظام میں پوری طرح سموئے جاتے ہیں

تو جماعتی کاموں میں بھی زیادہ فائدہ مند اور مفید وجود ثابت ہوتے ہیں اور اس نظام کا ایک حصہ بنتے ہیں۔ تو بہر حال انہی ذیلی نظاموں کا حصہ بنتے ہوئے ہر بچہ، جوان، عورت، مرد، جب جماعتی نظام کا حصہ بن جاتے ہیں تو گو جماعتی نظام پہلے ہے، مقدم ہے۔ لیکن اس میں ہر بچے اور نوجوان کی اس طرح مکمل Involvement نہیں ہوتی جس طرح کہ شروع میں ذیلی تنظیموں میں ہو رہی ہوتی ہے اور ہو بھی نہیں سکتی۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ کی دوررس نظر نے ذیلی تنظیموں کا قیام کیا تھا اور یہ آپ کا ایک بہت بڑا احسان ہے جماعت پر۔ اور اسی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا، ابتداء سے ہی جماعت کے ہر بچہ کے ذہن میں جماعتی نظام کا ایک تقدس اور احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اسی احترام اور تقدس کے تحت وہ پروان چڑھتا ہے اور چونکہ ابتداء سے ہی نظام کا تصورِ پیار و محبت اور بھائی چارے اور مل جل کر کام کرنے کی روح کے ساتھ وہ بچہ پروان چڑھ رہا ہوتا ہے اور پھر خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار و محبت کا تعلق اس ٹریننگ کی وجہ سے ہو رہا ہوتا ہے اور ہو جاتا ہے اس لئے ہر فرد جماعت جب جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہوا اور اپنے عہدیداران کی اطاعت بخوشی کرتا ہے تو اس لئے کرتا ہے کہ بچپن سے نظام کے بارہ میں پڑنے والی آواز اور خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق اور پیار کی وجہ سے مجبور ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام جماعت چونکہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت کی براہ راست اس پر نظر ہوتی ہے اس لئے نئے شامل ہونے والے، نومبائعین بھی ان احمدیوں کے علاوہ بھی جو پیدائشی احمدی ہوں، بڑی جلدی نظام میں سموئے جاتے ہیں۔

عہدیداران کو غصہ کی عادت ترک کرنی ہوگی

لیکن جیسے جیسے یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے، نظام جماعت کو چلانے والے کارکنان اور عہدیداران کی ذمہ داریاں بھی زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ انہیں تسبیح اور استغفار کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ کا جو حکم ہے اس طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہی چیز ان کو زیادہ احساس دلا رہی ہے، یا کم از کم احساس دلانا چاہئے کہ اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دینے کے احساس کو زیادہ ابھارنے کی ضرورت ہے۔ نظام جماعت کی ذمہ داری ادا کرتے وقت اپنی اناؤں اور خواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دینے کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آ جانے کی عادت کو عہدیداران کو ترک کرنا ہوگا اور کرنا چاہئے۔ جماعت کے احباب سے پیار، محبت کے تعلق کو بڑھانے، ان کی باتوں کو غور اور توجہ سے سننے اور ان کے لئے دعائیں کرنے کی عادت کو مزید بڑھانا چاہئے۔ تبھی سمجھا جا سکتا ہے کہ عہدیداران اپنی ذمہ داریاں مکمل طور پر ادا کر رہے ہیں یا کم از کم ادا کرنے کی

کوشش کر رہے ہیں۔

قوم کے سردار قوم کے خادم ہوتے ہیں

جماعت احمدیہ میں عہدیدار اسٹیجوں پر بیٹھنے یا رعونت سے پھرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کے سردار قوم کے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جماعت کو اکٹھا رکھنے کے لئے ایک رہنما اصول اس آیت میں بتا دیا ہے جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبی کی وجہ سے کہ آپ کے دل میں لوگوں کے لئے نرمی اور محبت کے جذبات تھے لوگ آپ کے ارد گرد اکٹھے ہوتے تھے اور آپ کے پاس آتے تھے تو پھر مَیں اور آپ، ہم کون ہوتے ہیں جو محبت اور پیار کے جذبات لوگوں کے لئے نہ دکھائیں اور امید رکھیں کہ لوگ ہماری ہر بات مانیں۔ ہمیں تو اپنے آقا کی اتباع میں بہت بڑھ کر عاجزی، انکساری، پیار اور محبت کے ساتھ لوگوں سے پیش آنا چاہئے۔ کیونکہ خلیفہ وقت کے لئے تو ہر ملک میں، ہر شہر میں یا ہر محلے میں جا کر لوگوں کے حالات سے واقفیت حاصل کرنا مشکل ہے۔ یہ نظام جماعت قائم ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔

عہدیداران خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں

وہ تمام عہدیدار چاہے ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں چاہے جماعتی عہدیدار ہوں، خلیفۂ وقت کے نمائندے کے طور پر اپنے اپنے علاقہ میں متعین ہیں اور ان سے یہی امید کی جاتی ہے اور یہی تصور ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔ اگر وہ اپنے علاقہ کے احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، ان کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہو رہے، ان سے پیار محبت کا سلوک نہیں کر رہے، یا اگر خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی معاملہ میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے تو بغیر تحقیق کے مکمل طریق کے جواب دے دیتے ہیں یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے، جو خدا نہ کرے ہمارے کسی عہدیدار میں ہو، غلط رپورٹ دے دیتے ہیں تو ایسے تمام عہدیدار گنہگار ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں بغیر مکمل تحقیق کے ایک رپورٹ چند احمدیوں کے بارہ میں مقامی جماعت کی طرف سے مرکز میں آئی کہ انہوں نے فلاں فلاں جماعتی روایات سے ہٹ کر کام کیا ہے اور جماعتی قواعد کے مطابق اس کی سزا اخراج از نظام جماعت تھی۔ جب مرکزی دفتر نے مجھے لکھا اور ان اشخاص کو اخراج از نظام جماعت کی سزا ہو گئی۔ تو جن کو سزا ہوئی تھی انہوں نے شور مچایا کہ ہمارا تو اس کام سے کوئی واسطہ ہی نہیں، ہم تو بالکل معصوم ہیں، اور کسی طرح بھی ہم ملوث نہیں ہیں۔ تو پھر مرکز نے نئے سرے سے کمیشن خود مقرر کیا اور تحقیق کی تو پتہ چلا کہ صدر جماعت نے بغیر مکمل تحقیق کے رپورٹ کر دی تھی اور اب صدر صاحب کہتے ہیں غلطی سے نام چلا

گیا۔یعنی یہ تو بچوں کا کھیل ہو گیا کہ ایک معصوم کو اتنی سخت سزا دلوا رہے ہیں اور پھر بھولے بن کر کہہ دیا کہ غلطی سے نام چلا گیا۔تو ایسے غیر ذمہ دار صدر کو تو مَیں نے مرکز کو کہا ہے کہ فوری طور پر ہٹا دیا جائے۔اور آئندہ بھی جو کوئی ایسی غیر ذمہ داری کا ثبوت دے گا اس کو پھر تا زندگی کبھی کوئی جماعتی عہدہ نہیں ملے گا۔ایسے شخص نے ہمیں بھی گناہگار بنوایا۔اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔ (مسلم کتاب الامارہ باب فضلۃ الامام العادل......)

تم میں سے ہر ایک نگران ہے

پھر ایک حدیث ہے۔ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔امیر نگران ہے اور آدمی اپنے گھر کا نگران ہے،عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے،اولاد کی نگران ہے۔پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس طرح نبھایا ہے۔

تو تمام عہدیداران اپنے اپنے دائرہ عمل میں نگران بنائے گئے ہیں۔مَیں نے پہلے بھی ذیلی تنظیموں کا بھی ذکر کیا ہے تو بعض دفعہ بعض رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی معلومات پر مبنی ہوتی ہیں،ان کی طرف سے آ رہی ہوتی ہیں۔تو اگر ہر لیول پر اس نگرانی کا صحیح حق ادا نہیں ہو رہا ہو گا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرما دی ہے کہ اگر تم بطور نگران اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر رہے ہے تو تم پوچھے جاؤ گے۔اللہ تعالیٰ کے حضور مجرم کی حیثیت سے حاضر ہونا اور پوچھے جانا بذات خود ایک خوف پیدا کرنے والی بات ہے لیکن یہاں جو فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم پوچھے جاؤ گے اور شاید نرمی کا سلوک ہو جائے اور جان بچ جائے بلکہ فرمایا کہ جنت ایسے لوگوں پر حرام کر دی جائے گی۔پس بڑا شدید انذار ہے،خوف کا مقام ہے،رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر عہدیدار کو ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

عہدیداران کسی کے خلاف جلدی میں رائے قائم نہ کریں

یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ ذیلی تنظیموں کی عاملہ ہو،لجنہ،انصار،خدام کی یا جماعت کی عاملہ، کسی شخص کے بارہ میں جب کوئی رائے قائم کرنی ہو تو اس بارہ میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔چاہے اس شخص کے گزشتہ رویہ کے بارہ میں علم ہو کہ کوئی بعید نہیں کہ اس نے ایسی حرکت کی ہو اس لئے اس کو سزا دے دو یا سزا

کی سفارش کر دو۔ نہیں، بلکہ جو معاملہ عاملہ کے سامنے پیش کیا ہے اس کی مکمل تحقیق کریں۔ اگر شک کا فائدہ مل سکتا ہے تو اس کو ملنا چاہئے جس پر الزام لگ رہا ہے۔ اگر وہ شخص مجرم ہے تو شاید اس کو یہ احساس ہو جائے کہ گو مَیں نے جرم تو کیا ہے لیکن شک کی وجہ سے مجھ سے صرف نظر کیا گیا ہے۔ تو آئندہ اس کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے یا کم از کم مجلس عاملہ یا ایسے عہدیدار اس حدیث پر تو عمل کرنے والے ہوں گے جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔

بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو سزا سے بچانے کی حتی الامکان کوشش کرو۔ اگر اس کے بچنے کی کوئی راہ نکل سکتی ہو تو معاملہ رفع دفع کرنے کی سوچو۔ امام کا معاف اور درگزر کرنے میں غلطی کرنا، سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔

(ترمذی ابواب الحدود-باب ما جاء فی درء الحدود)

عہدیدار اپنے فرائض کی ادائیگی کے ذمہ دار ہیں

.... بحیثیت عہدیدار تم پر بڑی ذمہ داری ہے۔ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس لئے صرف یہ نہ سمجھو کہ عہدیدار بن کر، صرف عاملہ میں بیٹھ کر جو معاملات لڑائی جھگڑے یا لین دین کے آتے ہیں ان کو ہی نمٹانا مقصود ہے۔ بلکہ ہر عہدیدار پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری نبھائے۔ ہر سیکرٹری اپنے فرائض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ اب سیکرٹری امور عامہ کا صرف یہ کام ہی نہیں ہے کہ آپس کے فیصلے کروائے جائیں یا غلط حرکات اگر کسی کی دیکھیں تو انہیں دیکھ کر مرکز میں رپورٹ کر دی جائے۔ اس کا یہ کام بھی ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بیکار افراد جن کو روزگار میسر نہیں، خدمت خلق کا بھی کام ہے اور روزگار مہیا کرنے کا بھی کام ہے، اس کے لئے روزگار کی تلاش میں مدد کرے۔ بعض لوگ طبعاً کاروباری ذہن کے بھی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار کریں۔ اگر ایسے افراد میں صلاحیت دیکھیں تو تھوڑی بہت مالی مدد کر کے معمولی کاروبار بھی ان سے شروع کروایا جا سکتا ہے۔ اور اگر ان میں صلاحیت ہوگی تو وہ کاروبار چمک بھی جائے گا اور آہستہ آہستہ بہتر کاروبار بن سکتا ہے۔ مَیں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے جو پاکستان میں بھی سائیکل پر پھیری لگا کر یا کسی دوکان کے تھڑے پر بیٹھ کے، ٹوکری رکھ کر یا چند کپڑے کے تھان رکھ کر اس وقت دو کانوں کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ تو یہ ہمت دلانا بھی، توجہ دلانا بھی، ایسے لوگوں کو پیچھے پڑ کر کہ کسی نہ کسی کام پر لگیں یہ بھی جماعتی نظام یا جماعتی نظام کے عہدیدار کا کام ہے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے یعنی سیکرٹری امور عامہ۔

پھر سیکرٹری تعلیم ہے۔ عموماً سیکرٹریان تعلیم جماعتوں میں اتنے فعال نہیں جتنے ان سے توقع کی جاتی ہے یا کسی عہدیدار سے توقع کی جا سکتی ہے۔ اور یہ مَیں یونہی اندازے کی بات نہیں کر رہا، ہر جماعت اپنا اپنا جائزہ لے لے تو پتہ چل جائے گا کہ بعض سیکرٹریان پورے سال میں کوئی کام نہیں کرتے۔ حالانکہ مثلاً سیکرٹری تعلیم کی مثال دے رہا ہوں، سیکرٹری تعلیم کا یہ کام ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بچوں کی فہرست بنائے جو پڑھ

رہے ہیں، جو سکول جانے کی عمر کے ہیں اور سکول نہیں جا رہے۔ پھر وجہ معلوم کریں کہ کیا وجہ ہے وہ سکول نہیں جا رہے۔ مالی مشکلات ہیں یا صرف نکما پن ہی ہے۔ اور ایک احمدی بچے کو تو توجہ دلانی چاہئے کہ اس طرح وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً پاکستان میں ہر بچے کے لئے خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شرط لگائی تھی کہ ضرور میٹرک پاس کرے۔ بلکہ اب تو معیار کچھ بلند ہو گئے ہیں اور مَیں کہوں گا کہ ہر احمدی بچے کو ایف۔اے ضرور کرنا چاہئے......

.... پھر سیکرٹری تربیت یا اصلاح وارشاد ہے ان کو بھی بہت فعال کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ سیکرٹریان تربیت یا اصلاح وارشاد بعض جگہوں پر کہلاتے ہیں، اپنے معین پروگرام بنا کر نچلے سے نچلے لیول سے لے کر مرکزی لیول تک کام کریں جس طرح کام کرنے کا حق ہے تو امور عامہ کے مسائل بھی اس تربیت سے حل ہو جائیں گے، تعلیم کے مسائل بھی کافی حد تک کم ہو جائیں گے، رشتہ ناطہ کے مسائل بھی بہت حد تک کم ہو جائیں گے۔ یہ شعبے آپس میں اتنے ملے ہوئے ہیں کہ تربیت کا شعبہ فعال ہونے سے بہت سارے شعبے خود ہی فعال ہو جاتے ہیں اور جماعت کا عمومی روحانی معیار بھی بلند ہوگا۔ تو یہ جو حدیث ہے، لوگوں کی ضروریات پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ یہ عہدے تمہارے سپرد ہیں ان عہدوں کی ذمہ داری کو سمجھو اور ان کو ادا کرو۔ جب اس طریق سے ہر عہدیدار اپنے اپنے شعبہ کی ذمہ داریاں ادا کرے گا تو لوگوں کے دلوں میں آپ کے لئے مزید عزت واحترام پیدا ہوگا اور جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت کا عمومی معیار بھی بلند ہوگا۔

عہدیدار محبت اور پیار سے حکم دے

اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس ہے وہ مَیں سناتا ہوں۔ فرمایا:

"دنیا میں بہترین مصلح وہی سمجھا جاتا ہے جو تربیت کے ساتھ اپنے ماننے والوں میں ایسی روح پیدا کر دیتا ہے کہ اس کا حکم ماننا لوگوں کے لئے آسان ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دل پر کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم باقی الہامی کتب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور الہامی کتابیں تو یہ کہتی ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ مگر قرآن یہ کہتا ہے کہ اس لئے کرو، اس لئے کرو۔ گویا وہ خالی حکم نہیں دیتا بلکہ اس حکم پر عمل کرنے کی انسانی قلوب میں رغبت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ تو سمجھانا اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا، یہ کامیابی کا ایک اہم گر ہے۔ اور قرآن کریم نے اس پر خاص زور دیا ہے۔ چنانچہ سورۂ لقمان میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے جو نصیحتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے کہ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط (لقمان:20) کہ تمہارے ساتھ چونکہ کمزور لوگ بھی ہوں گے اس لئے ایسی طرز پر چلنا کہ کمزور رہ نہ جائیں۔ بے شک تم آگے بڑھنے کی کوشش کرو مگر اتنے تیز بھی نہ ہو جاؤ کہ کمزور طبائع بالکل رہ جائیں۔

دوسرے جب بھی تم کوئی حکم دو، محبت پیار اور سمجھا کر دو۔ اس طرح نہ کہو کہ "ہم یوں کہتے ہیں"۔ (تو قرآن شریف کی تعلیم تو یہ ہے کہ محبت اور پیار سے حکم دو، نہ کہ آرڈر ہو۔) بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو کہ لوگ اسے سمجھ سکیں۔ اور وہ کہیں کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ کے یہی معنی ہیں۔

گویا میانہ روی اور پُرحکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی روح پیدا کیا کرتی ہیں۔ اور پُرحکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کر دی جائے کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی۔ یہی وقت ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کا قدم ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے" (مشعل راہ جلد اول صفحہ 15)

عہدیداران لوگوں میں نظام جماعت کا احترام پیدا کریں

......اصل میں تو امراء، صدران، عہدیداران یا کارکنان جو بھی ہیں ان کا اصل کام تو یہ ہے کہ اپنے اندر بھی اور لوگوں میں بھی نظام جماعت کا احترام پیدا کیا جائے۔ اور اسی طرح جماعت کے تمام افراد کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں میں بھی جماعت کا احترام پیدا کریں۔ نظام جماعت کا احترام پیدا کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ جو نصائح مَیں عہدیداران کے لئے کرتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف عہدیداران کے لئے ہیں بلکہ تمام افراد جماعت مخاطب ہوتے ہیں اور ان کو بھی یہ نصائح ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کل کو ایک عہدیدار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے، یا بیمار ہو جانے کی وجہ سے، یا بڑھاپے کی وجہ سے، یا فوت ہو جانے کی وجہ سے کوئی دوسرا شخص اس عہدے کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ پھر انتخابات بھی ہوتے ہیں، عہدے بدلتے بھی رہتے ہیں۔ تو ہر ایک کو اپنے ذہن میں یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ جب بھی وہ عہدیدار بنیں گے وہ ایک خادم کے طور پر خدمت کرنے کے لئے بنیں گے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ عہدیدار بدلے بھی جاتے ہیں، خلیفۂ وقت خود بھی اپنی مرضی سے بعض عہدوں کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ تو بہر حال نئے آنے والے شامل ہوتے ہیں اور نئے آنے والوں کی بھی یہی سوچ ہونی چاہئے اور اگر بنیادی ٹریننگ ہوگی تو اس سوچ کے ساتھ جو عہدہ ملے گا تو ان کو کام کرنے کی سہولت بھی رہے گی۔

تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہر شخص کو اس ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے کہ اس نے نظام جماعت کا احترام کرنا ہے اور دوسروں میں بھی یہ احترام پیدا کرنا ہے۔ تو خلیفۂ وقت کی تسلی بھی ہوگی کہ ہر جگہ کام کرنے والے کارکنان، نظام کو سمجھنے والے کارکنان، کامل اطاعت کرنے والے کارکنان میسر آسکتے ہیں تو بہر حال

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اصل کام نظام جماعت کا احترام قائم کرنا ہے اور اس کو صحیح خطوط پر چلانا ہے۔ تو اس کے لئے عہدیداران کو، کارکنان کو دو طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ایک تو وہ ہیں جو جماعت کے عام ممبر ہیں۔ جتنے زیادہ یہ مضبوط ہوں گے، جتنا زیادہ ہر شخص کا نظام سے تعلق ہوگا، جتنی زیادہ ان میں اطاعت ہوگی، جتنی زیادہ قربانی کا ان میں مادہ ہوگا، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت مضبوط ہوگا۔ اور یہ چیزیں ان میں کس طرح پیدا کی جائیں۔ اس سلسلہ میں عہدیداران کے فرائض کیا ہیں؟ اس کا مَیں اوپر تذکرہ کر چکا ہوں۔ اگر وہ پیار محبت کا سلوک رکھیں گے تو یہ باتیں لوگوں میں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ اور یہی آپ کا گروہ ہے جتنا زیادہ اس کا تعلق جماعت سے اور عہدیدارن سے مضبوط ہوگا، اتنا ہی زیادہ نظام جماعت بھی آرام سے اور بغیر کسی رکاوٹ کے چلے گا۔ اتنا زیادہ ہی ہم دنیا کو اپنا نمونہ دکھانے کے قابل ہو سکیں گے۔ اتنی ہی زیادہ ہمیں نظام جماعت کی پختگی نظر آئے گی۔ جتنا جتنا تعلق افراد جماعت اور عہدیداران میں ہوگا۔ اور پھر خلیفۂ وقت کی بھی تسلی ہوگی کہ جماعت ایسی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے جن سے بوقت ضرورت مجھے کارکنان اور عہدیداران میسر آ سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ کچھ جماعتیں تو اعلیٰ معیار کی ہوں اور کچھ جماعتیں ابھی بہت پیچھے ہوں تو بہرحال یہ فکر کا مقام ہے۔ تو عہدیداران کو اپنے علاقہ میں، اپنے ضلع میں یا اپنے ملک میں اس نہج پر جائزے لینے ہوں گے کہ کہیں کوئی کمی تو نظر نہیں آ رہی۔ اپنے کام کے طریق کا جائزہ لینا ہوگا۔ اپنی عاملہ کی مکمل Involvement کا یا مکمل ان کاموں میں شمولیت کا جائزہ لینا ہوگا۔ کہیں آپ نے عہدے صرف اس لئے تو نہیں رکھے ہوئے کہ عہدہ مل گیا ہے اور معذرت کرنا مناسب نہیں اس لئے عہدہ رکھی رکھو اور اس سے جس طرح بھی کام چلتا ہے چلائے جاؤ۔ اس طرح تو جماعتی نظام کو نقصان پہنچ رہا ہوگا۔ اگر تو ایسی بات ہے تو یہ زیادہ معیوب بات ہے اور یہ زیادہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت اس کے کہ عہدے سے معذرت کر دی جائے۔ اس لئے ایسے عہدیدار تو اس طرح جماعت کے نظام کو، جماعت کے وقار کو نقصان پہنچانے والے عہدیدار ہیں۔

عہدیداران اپنے ماتحت عہدیداروں کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں

دوسرے یہ ذمہ داری ہے عہدیداران کی عام لوگوں سے ہٹ کر، اپنے دوسرے برابر کے عہدیداروں یا ماتحت عہدیداران یا کارکنان کا احترام ہے۔ یہ کوئی دنیاوی عہدہ نہیں ہے جس طرح مَیں پہلے بھی کہہ آیا ہوں کہ جو آپ کو مل گیا ہے اور کوئی سمجھ بیٹھے کہ اب سب طاقتوں کا مَیں مالک بن گیا ہوں۔ یہاں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے امیر اپنی عاملہ کا احترام کریں، ان کی رائے کو وقعت دیں، اس پر غور کریں۔ اسی طرح اگر کوئی ماتحت بھی رائے دیتا ہے تو اس کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں، کم نظر سے نہ دیکھیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ مشورہ کریں تو ہم، آپ تو بہت معمولی چیز ہیں۔ تو کسی کی رائے کو کبھی بھی تکبر کی نظر

سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ اپنا ایک وقار عہدیدار کا ہونا چاہئے اور یہ نہیں کہ غصے میں مغضوب الغضب ہو کر ایک تو رائے کو رد کر دیا اور مسجد میں یا میٹنگ میں تُو تکار بھی شروع ہو جائے۔ یا گفتگو ایسے لہجہ میں کی جائے جس سے کسی دوسرے عہدیدار کا یا کسی دوسرے شخص کے بارہ میں جس سے استخفاف کا پہلو نکلتا ہو، کم نظر سے دیکھنے کا پہلو نکلتا ہو۔ تو ہمارے عہدیداران اور کارکنان کو تو انتہائی وسعت حوصلہ کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ کھلے دل سے تنقید بھی سننی چاہئے، برداشت بھی کرنی چاہئے۔ اور پھر ادب کے دائرے میں رہ کر ہر شخص کی عزت نفس ہوتی ہے اس کا خیال رکھ کر دلیل سے جواب دینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ مَیں نے یہ کہہ دیا ہے اس پر عمل نہیں ہو رہا تو تم یہ ہو، تم وہ ہو، یہ بڑا غلط طریق ہے۔ عہدیدار کا مقام جماعت میں عہدیدار کا ہے خواہ وہ چھوٹا عہدیدار ہے یا بڑا عہدیدار ہے۔ پھر قطع نظر اس کے کہ کسی کی خدمت کو لمبا عرصہ گزر گیا ہے یا کسی کی خدمت کو تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ اگر کم عمر والے سے یا عہدے میں اپنے سے کم درجہ والے سے بھی ایسے رنگ میں کوئی گفتگو کرتا ہے جس سے سُبکی کا پہلو نکلتا ہو تو گو دوسرا شخص اپنے وسعت حوصلہ کی وجہ سے، یعنی جس سے تلخ کلامی کی گئی ہے وہ اپنے وسعت حوصلہ کی وجہ سے، اطاعت کے جذبہ سے برداشت بھی کر لے ایسی بات لیکن اگر ایسے عہدیدار کا معاملہ جو دوسرے عہدیداران یا کارکنان کا احترام نہیں کرتے میرے سامنے آیا تو قطع نظر اس کے کہ کتنا Senior ہے اس کے خلاف بہرحال کارروائی ہوگی، تحقیق ہوگی۔ اس لئے آپس میں ایک دوسرے کا احترام کرنا بھی سیکھیں اور مشورے لینا اور مشوروں میں ان کو اہمیت دینا۔ اگر اچھا مشورہ ہے تو ضروری نہیں کہ چونکہ مَیں بڑا ہوں اس لئے میرا مشورہ ہی اچھا ہو سکتا ہے اور چھوٹے کا مشورہ اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس کو بہرحال وقعت کی نظر سے دیکھنا چاہئے، اس کو کوئی وزن دینا چاہئے.....

کسی کو عہدے کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔ عہدہ خوف پیدا کرتا ہے

.....اس کے علاوہ عہدیداران کے متعلق بعض عمومی باتیں بھی ہیں جن کا مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے جماعت میں عموماً عہدے کی خواہش کا اظہار کوئی نہیں کرتا اور جب عہدہ مل جاتا ہے تو خوف پیدا ہوتا ہے کہ مَیں ادا بھی کر سکتا ہوں یا نہیں۔ لیکن بعض سر پھرے بھی ہوتے ہیں۔ خط لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے ضلع میں صحیح کام نہیں ہو رہا۔ لکھنے والا لکھتا ہے گو مَیں جانتا ہوں کہ عہدے کی خواہش کرنا مناسب نہیں لیکن پھر بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے سپرد امارت یا فلاں عہدہ کر دیا جائے تو مَیں چھ مہینے یا سال میں اصلاح کر سکتا ہوں۔ تبدیلیاں پیدا کر دوں گا۔ تو بعض تو ایسے سر پھرے ہوتے ہیں جو کھل کر لکھ دیتے ہیں اور بعض بڑی ہوشیاری سے یہی مدعا بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ان پر مَیں یہ واضح کر دوں کہ ہمارے نظام میں، جماعت احمدیہ کے نظام میں اگر کسی انتخاب کے وقت کسی کا نام پیش ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو ووٹ دینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔ اپنے آپ کو ووٹ دینا بھی اس بات کا اظہار ہے کہ مَیں اس عہدے کا حقدار

ہوں۔ایسے لوگوں کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

... حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے عہدے لینے کے لئے مجالس میں شامل ہوتے ہیں۔ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کے لئے اور لعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کے لئے۔وہ وہی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (الماعون:5-7) ریا ہی ریا ان میں ہوتی ہے۔کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا......

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 20-21)

پھر حضرت مصلح موعودؓ نے کارکنان کو ہدایات دیتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ۔

"کارکنوں کو چاہئے کہ تندہی سے کام کریں۔یہ خواہش کہ ہمارا نام ونمود ہو ایسا خیال ہے جو خراب کرتا ہے۔اس خیال کے ماتحت بہت لوگ خراب ہو گئے ہیں،ہوتے ہیں ہوتے رہیں گے۔تم اللہ سے ڈرو اور اسی سے خوف کرو اور اس بات کو مدنظر رکھو کہ اس کا کام کر کے اس سے انعام کے طالب ہو............اور لوگوں سے مدح اور تعریف نہ چاہو۔اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں للّٰہیت پیدا کرے۔اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور مجھ پر بھی رحم کرے۔آمین"

(خطبہ فرمودہ 22/دسمبر 1922ء از خطبات محمود جلد 7 صفحہ 433)

خلاصہ ہدایات بابت عہدیداران

... پھر آخر میں خلاصۃً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ جو باتیں مَیں نے کہی ہیں عہدیداران کے لئے اور یہ خلفائے سلسلہ کہتے چلے آئے ہیں پہلے بھی لیکن ایک عرصہ گزرنے کے بعد بعض باتیں یاد نہیں رہتیں۔جو نئے آنے والے عہدیداران ہوتے ہیں جو نہیں سمجھ رہے ہوتے صحیح طرح اس لئے بار بار یاددہانی کروانی پڑتی ہے۔تو خلاصۃً یہ باتیں ہیں:

(1)......عہدیداران پر خود بھی لازم ہے کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسر یا عہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔اگر یہ کریں گے تو آپ کے نیچے جو لوگ ہیں،افراد جماعت ہوں یا کارکنان،آپ کی مکمل اطاعت اور عزت کریں گے۔

(2)......یہ ذہن میں رکھیں کہ لوگوں سے نرمی سے پیش آنا ہے۔ان کے دل جیتنے ہیں،ان کی خوشی غمی میں ان کے کام آنا ہے۔اگر آپ یہ فطری تقاضے پورے نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عہدیدار کے دل میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(3)...... امراء اور عہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیا ہے، شریف النفس ہوں، جماعت کی اطاعت کی روح ان میں ہو اور نظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔

(4)...... کبھی کسی فرد جماعت سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض لوگ بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ امراء کے، عہدیداران کے، یا نظام جماعت کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے ایسے لوگوں نے لیکن پھر بھی ان کی بدتمیزیوں کو جس حد تک برداشت کر سکتے ہیں کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر کسی قسم کا شکوہ نہ کریں، بدلہ لینے کا خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ ان کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(5)...... پھر یہ کہ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رہنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ پھر کبھی اپنے گرد 'جی حضوری' کرنے والے یا خوشامد کرنے والے لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں۔ جن عہدیداروں پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتا ہے پھر ایسے عہدیداران سے انصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ایسے عہدیدار پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُرے مشیر میرے اردگرد اکٹھے نہ کرے۔

(6)...... پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے جیسا کہ مَیں بیان بھی کر چکا ہوں کہ جہاں نظام جماعت کے تقدس پر حرف نہ آتا ہو، عفو اور احسان کا سلوک کریں۔ ان کے لئے مغفرت مانگیں جو ان کی اصلاح کا موجب بنے۔ یہ تو عہدیدارن کے لئے ہے لیکن آخر میں مَیں پھر احباب جماعت کے لئے ایک فقرہ کہہ دیتا ہوں کہ آپ پر بھی، جو عہدیدار نہیں ہیں، ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اور ساتھ دعا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ واریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے"

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 531-532)

باب دوم

2004ء
کے
ارشادات وفرمودات

- شادی بیاہ پر انصار کو مردوں کی طرف Serve کرنے کی ہدایت
- عہدیداران اپنے عزیز رشتہ داروں اور دیگر احباب جماعت میں فرق نہ کریں
- انصار اللہ کے نمونہ سے ہی دوسروں نے سبق لینا ہے
- دستور اساسی کے مطابق کام کریں
- ذیلی تنظیموں کا مقصد جماعت میں ہر عمر کے احمدی کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلانا ہے
- فرد جماعت کی بات عہدیدار کے پاس ایک راز ہے اسے باہر نکال کر خیانت نہیں کرنی چاہئے
- انابت اللہ، عاجزی سے اللہ کے حضور جھکنا اور اصولوں کے مطابق عبادت بجالانا ہے
- انصار اپنے گھروں کی نگرانی کریں
- عہدیدار آنے والے ہر فرد کو خوش آمدید کہیں اور اُٹھ کر ملیں
- تمام قائدین دستور اساسی کا مطالعہ کریں
- قیادت تعلیم القرآن کی ذمہ داریاں
- آج انصار اللہ اپنے عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں
- جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیدار نیکیوں اور عبادتوں کو پہلے اپنے گھروں میں رائج کریں
- ذیلی تنظیمیں بدعات پھیلانے والوں کا جائزہ لے کر سدباب کی کوشش کریں دور ہٹے
- احمدیوں کو قریب لانے کی ذمہ داری ذیلی تنظیموں کی ہے
- انصار والدین کو سمجھائیں کہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کریں
- جنوری سے ہی نئے سال کا پلان بنا کر کام کیا کریں
- عہدیداران اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریق پر نبھانے کیلئے خدا سے مدد طلب کریں

شادی بیاہ پر انصار کو مردوں کی طرف Serve کرنے کی ہدایت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30 جنوری 2004ء کو خطبہ جمعہ میں پردے کی اہمیت، اس کی برکات وفوائد بیان فرمائے۔ جس میں حضور نے شادی بیاہ کے فنکشنز پر کھانا تقسیم کرتے وقت انصار کو مردوں کی طرف کھانا Serve کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا۔

"بعض جگہوں پر ہمارے ہاں شادیوں وغیرہ پر لڑکوں کو کھانا Serve کرنے کے لئے بلا لیا جاتا ہے۔ دیکھیں کہ سختی کس حد تک ہے اور کجا یہ ہے کہ لڑکے بلا لئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر والے ہیں حالانکہ چھوٹی عمر والے بھی جن کو کہا جاتا ہے وہ بھی کم از کم 17-18 سال کی عمر کے ہوتے ہیں۔ بہر حال بلوغت کی عمر کو ضرور پہنچ گئے ہوتے ہیں۔ وہاں شادیوں پر جوان بچیاں بھی پھر رہی ہوتی ہیں اور پھر پتہ نہیں جو بیرے بلائے جاتے ہیں کس قماش کے ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان سے پردے کا حکم ہے۔ اگر چھوٹی عمر کے بھی ہیں تو جس ماحول میں وہ بیٹھتے ہیں، کام کر رہے ہوتے ہیں ایسے ماحول میں بیٹھ کر ان کے ذہن بہر حال گندے ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور سوائے کسی استثناء کے الا ماشاء اللہ، اچھی زبان ان کی نہیں ہوتی اور نہ خیالات اچھے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ عموماً یہ لڑکے تسلی بخش نہیں ہوتے۔ تو ماؤں کو بھی کچھ ہوش کرنی چاہئے کہ اگر ان کی عمر پردے کی عمر سے گزر چکی ہے تو کم از کم اپنی بچیوں کا تو خیال رکھیں۔ کیونکہ ان کام کرنے والے لڑکوں کی نظریں تو آپ نیچی نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ باہر جا کر تبصرے بھی کر سکتے ہیں اور پھر بچیوں کی، خاندان کی بدنامی کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ احمدی لڑکے، خدام، اطفال کی ٹیم بنائی جائے جو اس طرح شادیوں وغیرہ پر کام کریں۔ خدمت خلق کا کام بھی ہو جائے گا اور اخراجات میں بھی کمی ہو جائے گی۔ بہت سے گھر ہیں جو ایسے بیروں وغیرہ کو رکھنا Afford ہی نہیں کر سکتے لیکن دکھاوے کے طور پر بعض لوگ بلا بھی لیتے ہیں تو اس طرح احمدی معاشرے میں باہر سے لڑکے بلانے کا رواج بھی ختم ہو جائے گا۔ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ یا اگر لڑکیوں کے فنکشن ہیں تو لجنہ اماء اللہ کی لڑکیاں کام کریں۔ اور اگر زیادہ ہی شوق ہے کہ ضرور ہی خرچ کرنا ہے، Serve کرنے والے لڑکے بلانے ہیں یا لوگ بلانے ہیں تو پھر مردوں کے حصے میں مرد آئیں۔ یہاں مَیں نے دیکھا ہے کہ عورتیں بھی Serve کرتی ہیں عورتوں کے حصے میں تو وہاں پھر عورتوں کا انتظام ہونا چاہئے اور اس بارہ میں کسی بھی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بعض لوگ دیکھا دیکھی خرچ کر رہے ہوتے ہیں تو یہ ایک طرح کا احساس کمتری ہے۔ کسی قسم کا احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ ارادہ کر لیں کہ ہم نے قرآن کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور پاکیزگی کو بھی قائم رکھنا ہے تو کام تو ہو ہی جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کو ثواب بھی مل رہا ہوگا" (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 87-88)

عہدیداران اپنے عزیز رشتے داروں اور دیگر احباب جماعت میں فرق نہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 6 فروری 2004ء کو فرمایا۔

" پہلی بات جو اس میں بیان کی گئی ہے، اس کی مَیں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو کام تم اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہے ہو اس میں ہمیشہ خلوص نیت ہونا چاہئے۔ جماعتی عہدے جو تمہیں دئے جاتے ہیں انہیں نیک نیتی کے ساتھ بجالاؤ۔ صرف عہدے رکھنے کی خواہش نہ رکھو بلکہ اس خدمت کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ ایک تو خود اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دو۔ دوسرے اس عہدے کا صحیح استعمال بھی کرو۔ یہ نہ ہو کہ تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے اور اصول ہوں، ان سے نرمی کا سلوک ہو اور غیروں سے مختلف سلوک ہو، ان پر تمام قواعد لاگو ہو رہے ہوں۔ ایسا کرنا بھی خیانت ہے۔

پھر اس عہدے کی وجہ سے تم یا تمہارے عزیز کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے والے نہ ہوں۔ مثلاً یہ بھی ہوتا ہے کہ چندوں کی رقوم اکٹھی کرتے ہیں۔ تو بہتر یہی ہے کہ ساتھ کے ساتھ جماعت کے اکاؤنٹ میں بھجوائی جاتی رہیں۔ یہ نہیں کہ ایک لمبا عرصہ رقوم اپنے اکاؤنٹ میں رکھ کر فائدہ اٹھاتے رہے۔ اگر امیر نے یا مرکز نے نہیں پوچھا تو اس وقت تک فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ اور اگر کبھی مرکز پوچھ لے تو کہہ دیا کہ ہم نے یہ رقم ادا کرنی تھی مگر بہانے بازی کی کہ یہ ہو گیا اس لئے ادا نہیں کر سکے۔ تو غلط بیانی اور خیانت دونوں کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ شیطان چونکہ انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے اس لئے ایسے مواقع پیدا ہی نہ ہونے چاہئیں اور ان سے بچنا چاہئے۔

پھر یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کے کام آؤ، ان کے حقوق ادا کرو۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو، نظام کی پوری پابندی کرو۔ کسی بات پر اعتراض پیدا ہوتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ اعتراض انسان کو بہت دور تک لے جاتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ عہدے داروں سے بڑھ کر نظام تک اور پھر نظام سے بڑھ کر خلافت تک یہ اعتراض چلے جاتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ کرو گے تو یہ بھی خیانت ہے"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 109-110)

انصار اللہ کے نمونہ سے ہی دوسروں نے سبق لینا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 4 اپریل 2004ء کو نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ بورکینا فاسو کی میٹنگ میں شعبہ وائز عاملہ کے ممبران کے کام کا جائزہ لیا اور تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

''انصار اللہ کے نمونہ سے ہی دوسروں نے سبق لینا ہے اس لئے آپ کو اعلیٰ نمونہ قائم کرنا چاہئے۔

فرمایا کہ شروع سے ہی اپنے نظام کو مضبوط کریں۔ اگر آپ نے شروع میں توجہ نہ دی تو پھر بہت پیچھے رہ جائیں گے'' (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 اپریل 2004ء)

دستوراساسی کے مطابق کام کریں

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 10 اپریل 2004ء کو نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ بینن کی میٹنگ میں اراکین کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایات دیتے ہوئے فرمایا ''دستوراساسی کے مطابق عہدے بنا کر کام کریں اور ہر ماہ اپنی رپورٹس مجھے بھجوائیں'' (الفضل انٹرنیشنل 7 تا 13 مئی 2004ء)

ذیلی تنظیموں کا مقصد جماعت میں ہر عمر کے احمدی کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلانا ہے

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 21 مئی 2004ء کو خطبہ جمعہ میں خلافت ایک دائمی سلسلہ ہے کی تفصیل بیان فرمائی۔ اس دوران حضور نے انصار کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہوئے فرمایا۔

"غرض کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے۔ افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر ذاتی ہدایات دے کر۔ اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔ خود مبلغین کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّوبدل کی۔ اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُوررس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔ اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر

ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں" (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 344)

فرد جماعت کی بات عہدیدار کے پاس ایک راز ہے، امانت ہے اسے باہر نکال کر خیانت نہیں کرنی چاہئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 28 مئی 2004ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا

''جماعتی عہدیداران ہیں، صدر جماعت یا سیکرٹریان مال، ان کو بھی یہ کہتا ہوں کہ ہر فرد جماعت کی کوئی بھی بات ہر عہدیدار کے پاس ایک راز ہے اور امانت ہے اس لئے اس کو باہر نکال کر امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے، یا مجلسوں میں بلاوجہ ذکر کر کے امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ رعایت یا معافی چندہ کوئی شخص لیتا ہے تو یہ باتیں صرف متعلقہ عہدیداران تک ہی محدود رہنی چاہئیں''

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 361)

انابت الی اللہ، عاجزی، توبہ واستغفار سے اللہ کے حضور جھکنا اور اس کے اصولوں کے مطابق عبادت بجالانے کا نام ہے

مجلس انصاراللہ جرمنی کے 24ویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں مؤرخہ 31 مئی 2004ء کو بادھومبرگ کے مقام پر انابت الی اللہ کے موضوع پر نہایت بصیرت افروز خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

"انصاراللہ کا اصل مقصد اشاعت اسلام، تربیتِ اولاد اور استحکام خلافت ہے۔ انابت الی اللہ یہ ہے کہ عاجزی دکھاتے ہوئے توبہ، استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق عبادت بجالانا۔ انصار اب عمر کے اُس حصہ میں ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا بہت ضروری ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ دنیاداروں کے دل میں بھی نرمی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے لیکن ایک احمدی تو زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کا زیادہ پابند ہے۔ نمازوں اور نوافل کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃ کا حکم دیا ہے نمازیں اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ انابت الی اللہ کے لئے نمازوں اور دعاؤں اور نوافل کی ضرورت ہے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کا بھی اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ (بنی اسرائیل:79)

اس آیت کی روشنی میں اپنی عبادات بجالائیں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے پیش فرمایا جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ باوجود دل نہ چاہنے کے نماز کے لئے آنا اور اچھی طرح وضو کرنا۔ بعض لوگ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن کاروبار میں لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ آپ کی نمازیں ایسی ہوں جو آپ کی حفاظت کریں۔ آپ نے مجلس انصار اللہ جرمنی کی طرف سے سو مساجد تحریک کی مد میں پانچ لاکھ یورو کے وعدہ کا بھی ذکر فرمایا۔ انصار اللہ کی بہت بڑی ذمہ داری اپنی اولاد کی تربیت کرنا ہے اور تربیت اولاد کے لئے اپنا نیک نمونہ پیش کرنا بہت ضروری ہے۔ تربیت کا آغاز بچپن سے ہی کر دینا چاہئے بچوں کو سات سال کی عمر سے نمازوں کا عادی بنائیں گھر میں بھی سنتیں اور نوافل ادا کریں بچے اپنے والدین کو دیکھتے ہیں۔ نوجوان نسل کو بھی پیارے انداز میں نماز پڑھنے کی تلقین کریں۔ بعض والدین باقاعدگی سے نماز نہیں پڑھتے ایسی صورت ہو تو بچے کب نماز پڑھیں گے۔ اگر اس عمر میں نماز نہیں پڑھیں گے تو کب پڑھیں گے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کے سات سو احکام میں سے ایک پر بھی عمل نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم کا گہرائی سے مطالعہ کرتے رہیں اور قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔ مجلس انصار اللہ ایک خاص پروگرام کے تحت کتب حضرت مسیح موعودؑ کو پڑھنے کا اہتمام کرے۔ اپنی اولاد کے لئے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اپنی بیگم کے ساتھ نرم رویہ اور بچوں کے ساتھ پیار کا سلوک کریں اور آپ کا یہ نعرہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ بھی سچ بن جائے۔ اسلام نے انشاء اللہ ترقی کرنی ہے۔ جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود ؑ سے کیے ہیں وہ ہر حال میں پورے ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم سب متقی بن جائیں تا ہمارا بھی اس ترقی میں حصہ ہو۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اس راہ میں فدا ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین" (ماہنامہ الناصر جرمنی اگست 2004ء)

انصار اپنے گھروں کی نگرانی کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 5 جون 2004ء کو میٹنگ میں مجلس عاملہ انصار اللہ ہالینڈ کے کاموں کا جائزہ لیا اور انصار کو اپنی تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ”انصار اپنے گھروں کی نگرانی کریں اور بچوں کی تربیت کریں۔ گھروں میں بیویوں سے حسن سلوک کریں“

(الفضل انٹرنیشنل 25/جون تا یکم جولائی 2004ء)

عہدیدار آنے والے ہر فرد کو خوش آمدید کہیں اور اُٹھ کر ملیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 ستمبر 2004ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا

''جماعت کے عہدیداران کو بھی میں کہنا چاہتا ہوں، ان کو بھی سبق لینا چاہئے کہ ملنے کے لئے آنے والے کو اچھی طرح خوش آمدید کہنا چاہئے۔خوش آمدید کہیں، ان سے ملیں، مصافحہ کریں، ہر آنے والے کی بات کو غور سے سنیں۔بعض لکھنے والے مجھے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے بعض معاملات ہیں کہ آپ سے ملنا تو شاید آسان ہو لیکن ہمارے فلاں عہدیدار سے ملنا بڑا مشکل ہے۔تو ایسے عہدیداران کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ کو یاد رکھنا چاہئے، ملنے والے سے اتنے آرام سے ملیں کہ اس کی تسلی ہو اور وہ خود تسلی پا کر آپ سے الگ ہو۔پھر دفتروں میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ہر آنے والے کو کرسی سے اٹھ کر ملنا چاہئے، مصافحہ کرنا چاہئے۔اس سے آپ کی عاجزی کا اظہار ہوتا ہے اور یہی عاجزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی ہے۔دیکھیں آپ بیٹھتے وقت بھی کتنی احتیاط کیا کرتے تھے'' (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 637-638)

تمام قائدین دستور اساسی کا مطالعہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 5 ستمبر 2004ء کو نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی میٹنگ میں باری باری تمام سیکرٹریان (قائدین) سے تعارف حاصل کیا اور ہر ایک سے اُس کے شعبہ کے کام اور پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور قائد عمومی کو ہدایت فرمائی کہ ''ہر ماہ مجلس انصار اللہ کے کام کی رپورٹ باقاعدگی سے حضور انور کی خدمت میں بھجوائیں۔حضور انور نے تمام قائدین کو ہدایت فرمائی کہ انصار اللہ کے کانسٹی ٹیوشن، دستور اساسی کا مطالعہ کریں۔اور ہر قائد اپنے شعبہ کے بارہ میں لائحہ عمل اور ہدایات پڑھے اور پھر اس کے مطابق اپنے اپنے شعبہ کو آرگنائز کریں اور پروگرام بنائیں اور کام کریں''۔

- قائد تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انصار کے مطالعہ کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جو چھوٹی کتب ہیں وہ مقرر کریں اور باقاعدہ امتحان لیں۔حضور انور نے فرمایا ''سال میں کم از کم دو امتحان تو ہو سکتے ہیں''۔

- انصار کی آمد اور چندوں کا بھی حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ ''چندہ بڑھانے میں بہت گنجائش ہے۔چندے مزید بڑھائے جا سکتے ہیں۔فرمایا موصیان کی تعداد بڑھائیں''۔

- قائد ایثار کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ''یہاں جو Old People Homes ہیں جہاں بوڑھے لوگوں کو رکھا جاتا ہے وہاں ہمارے انصار جائیں۔ان لوگوں سے ملیں۔باتیں کریں ان کا حال دریافت کریں۔پھول پھل وغیرہ لے کر جائیں۔اس طرح ان سے ملنے اور باتیں کرنے سے آپ کو مقامی

زبان بھی آئے گی۔اور آپ کچھ نہ کچھ زبان سیکھ لیں گے‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل یکم تا7/اکتوبر 2004ء)

قیادت تعلیم القرآن کی ذمہ داریاں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 24 ستمبر 2004ء کو خطبہ جمعہ میں جماعت کو قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔آپ نے خطبہ میں مجلس انصار اللہ کی قیادت تعلیم القرآن کو مخاطب ہو کر بعض ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا۔آپ فرماتے ہیں۔

’’ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے،سمجھنا ہے،غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے۔ اور پھر اس پر عمل کرنا ہے تب ہی ان لوگوں میں شمار ہو سکیں گے جن کے لئے یہ کتاب ہدایت کا باعث ہے۔ ورنہ تو احمدی کا دعویٰ بھی غیروں کے دعوے کی طرح ہی ہوگا کہ ہم قرآن کو عزت دیتے ہیں۔اس لئے ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ صرف دعویٰ تو نہیں؟ اور دیکھے کہ حقیقت میں وہ قرآن کو عزت دیتا ہے؟ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا اور قرآن کو عزت دینا یہی ہے کہ اس کے سب حکموں پر عمل کیا جائے۔قرآن کی عزت یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض لوگ شیلفوں میں اپنے گھروں میں خوبصورت کپڑوں میں لپیٹ کر قرآن کریم رکھ لیتے ہیں اور صبح اٹھ کر ماتھے سے لگا کر پیار کر لیا اور کافی ہو گیا اور جو برکتیں حاصل ہونی تھیں ہو گئیں۔ یہ تو خدا کی کتاب سے مذاق کرنے والی بات ہے۔دنیا کے کاموں کے لئے تو وقت ہوتا ہے لیکن سمجھنا تو ایک طرف رہا،اتنا وقت بھی نہیں ہوتا کہ ایک دو رکوع تلاوت ہی کر سکیں‘‘۔

ہر احمدی کو اپنے بچوں کو قرآن پڑھانے کی فکر ہونی چاہئے

پس ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اس کے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ یہ تفسیر بھی تفسیر کی صورت میں تو نہیں لیکن بہرحال ایک کام ہوا ہوا ہے کہ مختلف کتب اور خطابات سے،ملفوظات سے حوالے اکٹھے کر کے ایک جگہ کر دیئے گئے ہیں اور یہ بہت بڑا علم کا خزانہ ہے۔اگر ہم قرآن کریم کو اس طرح نہیں پڑھتے تو فکر کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے بارے میں سوچنا چاہئے کہ کیا وہ احمدی کہلانے کے بعد ان باتوں پر عمل نہ کر کے احمدیت سے دور تو نہیں جا رہا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن

شریف کو چھوڑ دیا ہے۔لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اپنی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّالَهٗ لَحَافِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی بے شک ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں" (الحکم 17 نومبر 1905ء)

پس ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بھی جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:" قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا" (ملفوظات جلد اول صفحہ 409)

قیادت تعلیم القرآن کے قیام کا مقصد

پس بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصار اللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبودار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رائی بقراۃ القرآن او تأ کل بہ، او فجر بہ)

اس حدیث سے قرآن کریم کی مزید وضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جو قرآن کریم پڑھتے بھی ہیں اور اس پر غور بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں وہ ایسے خوشبودار پھل کی طرح ہیں جس کا مزا بھی اچھا ہے اور جس کی خوشبو بھی اچھی ہے۔ کیسی خوبصورت مثال ہے۔ کہ ایسا پھل جس کا مزا بھی اچھا ہے جب انسان کوئی مزیدار چیز کھاتا ہے تو پھر دوبارہ کھانے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ تو قرآن کریم کو جو اس طرح پڑھے گا کہ اس کو سمجھ آ رہی ہوگی اس کو سمجھنے سے ایک قسم کا مزا بھی آ رہا ہوگا اور جب اس پر عمل کر رہا ہوگا تو اس کی خوشبو بھی ہر طرف پھیلا رہا ہوگا۔ اس کے احکام کی خوبصورتی ہر ایک کو ایسے شخص میں نظر آ رہی ہوگی۔

پس ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں جو تقویٰ میں ترقی کرنے والے اور راہ ہدایت پانے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اس کی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بھی ایسے باپوں کو ماڈل سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بیویاں بھی ان سے خوش ہوتی ہیں اور پھر ایسی بیویاں ایسے خاوندوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے عملوں کو بھی ان کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس طرح ایسے لوگ بغیر کچھ کہے بھی خاموشی سے ہی ایک اچھے راعی، ایک اچھے نگران کا نمونہ بھی قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا ہمسایہ بھی ان کی تعریف کے گیت گا رہا ہوتا ہے اور ان کا ماحول اور معاشرہ بھی ایسے لوگوں کی خوبیاں گنوا رہا ہوتا ہے۔ ان کا افسر بھی ایسے شخص کی فرض شناسی کے قصے سنا رہا ہوتا ہے اور اس کا ماتحت بھی ایسے اعلیٰ اخلاق کے افسر کے گن گا رہا ہوتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہوتا ہے۔ اور اس کے دوست اور ساتھی بھی اس کی دوستی میں فخر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خوبیاں ہیں جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل کر کے ایک مومن حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ اور بھی بہت ساری خوبیاں ہیں۔ یہاں تو میں ساری گنوا نہیں سکتا۔ تو جس کو یہ سب کچھ مل جائے وہ کس طرح سوچ سکتا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل نہ کرے جب عمل کرنے کے بعد یہ سب کچھ حاصل ہو رہا ہے۔ اور پھر جو دوسری مثال اس میں دی کہ جو اتنی نیکی رکھتا ہے گو وہ باقاعدہ گھر میں تلاوت تو نہیں کر رہا ہوتا، ترجمہ پڑھنے والا تو نہیں ہے، اس پر غور کرنے والا تو نہیں ہے لیکن جب بھی جمعہ پر آتا ہے، درسوں پر آتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے، وہاں قرآن کریم کی کوئی ہدایت کی بات سن لیتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی

کوشش کرتا ہے۔تو وہ اس کا مزا تو نہیں لیتا جو قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور غور کرنے سے حاصل ہوسکتا ہے لیکن اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے بھی وہ کچھ نہ کچھ حصہ لے رہا ہوتا ہے۔

اس مثال میں جس طرح بیان کیا گیا ایسے لوگ ہیں جو دنیا کے دکھاوے کے لئے قرآن کریم پڑھتے ہیں تو قرآن کریم کی خوشبو اس کو پڑھنے کی وجہ سے ماحول میں قائم ہوگی۔کوئی نیک فطرت اس سے فائدہ اٹھالے گا۔لیکن وہ شخص جو دکھاوے کی خاطر یہ سب کچھ کررہا ہے اس شخص کو اس کا پڑھنا کوئی مٹھاس، کوئی خوشبو میسر نہیں کرسکتی۔کوئی فائدہ اس کو نہیں پہنچے گا۔اور پھر وہ شخص جو نہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے، اس میں تو فرمایا کہ ایسی منافقت بھرگئی ہے کہ جس میں نہ خوشبو ہے اور نہ مزا ہے۔نہ وہ خود فیض پاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فیض پاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایسا بننے سے محفوظ رکھے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔راوی کہتے ہیں اس پر آپؐ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! خدا کے اہل کون ہوتے ہیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 128 مطبوعہ بیروت)

اہل اللہ بننے کے لئے جیسا کہ پہلی حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔قرآن کریم کو پڑھنے والے بھی بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بھی بنیں۔

کامیاب وہی ہے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ " کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے" (الحکم 31/اکتوبر 1901ء)

پس ہر احمدی کو اپنی کامیابیوں کو حاصل کرنے کے لئے یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔دین بھی سنور جائے گا اور دنیاوی مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔آج دیکھ لیں مسلمانوں میں جو لڑائی جھگڑے اور دنیا کے سامنے ذلت کی حالت ہے وہ اسی لئے ہے کہ نہ قرآن پڑھتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔جو پڑھتے ہیں وہ عمل نہیں کرتے، سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تو ظاہر ہے پھر قرآن کو چھوڑنے کا یہی نتیجہ نکلنا تھا جو نکل رہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رکھو قرآن کریم حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن کریم پر عمل نہیں کرتے۔عمل نہ کرنے والوں میں ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں۔اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے، اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے

ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں ان کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے اور اس کا پانی بہت سے امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے،۔ اسے تو چاہئے تھا کہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا۔ مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جو موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے، مگر نہیں۔ اس کی پروا بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہوگی''۔

فرمایا کہ'' مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 140-141۔ الحکم 24 ستمبر 1904)

جب یہ دوسروں کے لئے نصیحت ہے تو یہ ہمارے لئے تو اور بھی زیادہ بڑھ کر ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو عمل نہیں کرتے، قرآن کریم میں آیا ہے کہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْآنَ مَھْجُوْرًا (الفرقان:13). اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ پس احمدیوں کو ہمیشہ فکر کرنی چاہئے کیونکہ ماحول کا بھی اثر ہو جاتا ہے۔ دنیا داری بھی غالب آ جاتی ہے۔ کوئی احمدی کبھی بھی ایسا نہ رہے جو کہ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہ کرتا ہو، کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اس کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی کوئی احمدی اس آیت کے نیچے آ جائے کہ اس نے قرآن کریم کو متروک چھوڑ دیا ہو۔ پس اس کے لئے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو کمیاں ہیں ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی کمی تو نہیں۔ ہم نے قرآن کریم کو چھوڑ تو نہیں دیا۔ تلاوت باقاعدگی سے ہو رہی ہے یا نہیں۔ ترجمہ پڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ تفسیر سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ نہیں۔ متروک چھوڑنے کا مطلب یہی ہے کہ اس کے حکموں پر عمل نہیں کر رہے نہ اللہ کے حقوق ادا کر رہے ہیں نہ بندوں

کے حقوق ادا کر رہے ہیں۔ایسی صورت میں جب ہر کوئی اپنا جائزہ لے تو ہر ایک کو اپنا علم ہو جائے گا کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں رہے گی......

قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے

.... قرآن کریم کے پڑھنے کے بھی کچھ آداب ہیں اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین دن سے کم عرصے میں قرآن کریم کو ختم کیا اس نے قرآن کریم کا کچھ نہیں سمجھا۔(ترمذی ابواب القراءۃ) بعض لوگوں کو بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے اتنے دن میں، ایک دن میں یا دو دن میں سارا قرآن کریم ختم کرلیا۔یا ہم نے اتنے منٹ میں سیپارے ختم کر دیئے یا اتنا سیپارہ ختم کر دیا۔بلکہ رمضان کے دنوں میں تو پاکستان میں (اور جگہوں پہ بھی ہوگا) غیروں کی مسجدوں میں مقابلہ ہوتا ہے کہ کون جلدی تراویح پڑھاتا ہے.....

..... حکم یہ ہے کہ قرآن کریم غور سے اور سمجھ کر پڑھو، ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کریم خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔(ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ) تو یہ مزید کھل گیا کہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔

اور کس طرح پڑھنا چاہئے؟ اس کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے۔اور ان بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔بلا مدد وحی کے ایک بالائی منصوبہ جو کتاب اللہ کے ساتھ ملاتا ہے وہ اس شخص کی ایک رائے ہے جو کہ کبھی باطل بھی ہوتی ہے، اور ایسی رائے جس کی مخالفت احادیث میں موجود ہو وہ محدثات میں داخل ہوگی۔رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تصرف شروع ہو جاتا ہے۔بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے۔دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمت الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر ایک اور قسم کا پھول چنتا ہے۔پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے۔ورنہ پھر سوال ہوگا کہ تم نے ایک نئی بات کیوں بڑھائی۔خدا تعالیٰ کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے اگر سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہوگی

ورنہ نہیں"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 915 جدید ایڈیشن) یہ باتیں ہوتی ہیں کہ اس طرح سورۃ یاسین پڑھی جائے تو برکت ہوگی اور اگر اس طرح ہوگی تو نہیں ہوگی۔

پس ہر ایک کو اس نصیحت پر عمل کرنا چاہئے، دلوں کو پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس طرح غور اور تدبر سے پڑھنا چاہئے جیسا کہ آپؑ نے فرمایا۔ پھر ہر ایک جائزہ لے کہ کتنے حکم ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں۔ تو اگر روزانہ تلاوت کی عادت ہو اور پھر اس طرح روزانہ جائزہ ہو تو کیا دل کے اندر کوئی برائی رہ سکتی ہے۔ کبھی نہیں۔ تو یہ بھی ایک پاک کرنے کا ذریعہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:" قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے"

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308-309)

انصاراللہ میں بھی ابھی 100 فیصد تلاوت قرآن کرنے والے نہیں

اللہ کرے کہ ہم خود بھی اور اپنے بیوی بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانے والے ہوں اور اپنے دلوں کو منور کرنے والے ہوں اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انصاراللہ کے ذمہ خلافت ثالثہ میں یہ لگایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کریں، قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دیں۔ گھروں کو بھی اس نور سے منور کریں لیکن ابھی بھی جہاں تک میرا اندازہ ہے انصاراللہ میں بھی 100 فیصد قرآن کی تلاوت کرنے والے نہیں ہیں۔ اگر جائزہ لیں تو یہی صورتحال سامنے آئے گی۔ اور پھر یہ کہ اس کا ترجمہ پڑھنے والے ہوں آج انصاراللہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے یہ بھی ان کے پروگرام میں ہونا چاہئے کہ اپنے گھروں میں خود بھی پڑھیں اور اپنے بیوی بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی اس پر عمل کرنے والے ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے"

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 61)

پھر آپؑ فرماتے ہیں "قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل

ہے۔اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہوتو ہو،لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102۔الحکم 17 جنوری 1907)

پھر آپؑ فرماتے ہیں" قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہوجاتے ہیں۔ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر خدا ہے۔قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191۔الحکم 17 جون 1902)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن کریم کے مقام کو پہچانیں اور اپنی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں اور اپنی نسلوں کی زندگیاں بھی سنوارنے والے ہوں۔اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں نصائح فرمائی ہیں ان پر عمل کرنے والے ہوں"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 686-699)

آج انصار اللہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں

نیشنل عاملہ سے لے کر نچلی سے نچلی سطح تک عاملہ کے تمام عہدیداران کو وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی تاکیدی نصیحت

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 2004ء کے آخری روز مورخہ 26 ستمبر کو خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"الحمدللہ کہ آج آپ کو اپنا بائیسواں سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام تک پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس دفعہ حاضری بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور دوسرے پروگرام بھی،تربیتی پروگرام بھی شامل کئے گئے۔ ذکرِ حبیب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقاریر بھی

ہوئیں۔ بہرحال وہ آپ لوگوں کے علم میں اضافے اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنی ہونگی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہر کوئی ان باتوں کو جو سنی گئی ہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرے۔

انصار کا اپنے گھر میں سلوک مثالی ہو

اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے، جہاں ہر قسم کی آزادی ہے، انصاراللہ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں آپکو اپنے بچوں کی طرف، اپنے گھروں کی طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے، بیوی کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ بیوی سے اگر حسنِ سلوک ہوگا تو وہ یکسوئی سے آپکے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کرے گی۔ ورنہ تو وہ بچوں کی تربیت کی بجائے گھر میں ہر وقت ان بچوں کے سامنے ایسے خاوند، ایسے باپ جو صحیح طرح اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، ان کے رویّوں کا ذکر ہی ہوتا رہے گا، ان کی شکایتیں ہی ہوتی رہیں گی۔ بچے اور ماں ایک دوسرے سے اپنے باپوں کے بارے میں رونے ہی روتے رہیں گے۔ اور پھر ایسی صورت کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے بچے آپ سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے۔ چالیس سال کی عمر کے انصار جو ہیں ان کے بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں، اس سے بڑی عمر کے انصار ہیں ان کے بچوں کی نوجوانی میں شادیاں ہوگئیں، ان کے آگے بچے ہیں، تو ہر عمر کے انصار کے گھر کا جو ماحول ہے، اس میں اگر اس کا رویّہ اپنے گھر والوں سے ٹھیک نہیں تو وہ بعض دفعہ ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔ اور پھر آپ سے جب پرے ہٹیں گے تو پھر دین سے بھی پرے ہٹتے چلے جائیں گے۔

نحن انصاراللہ کے حوالہ سے انصاراللہ کی ذمہ داریاں

اگر بچوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ ہمارا باپ یا ہمارا دادا یا ہمارا نانا دین کے بڑے خدمت گاروں میں شمار ہوتا ہے لیکن گھر کے اندر وہ اعلیٰ اخلاق جو ایک دیندار کے اندر ہونے چاہئیں ان کا اظہار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جو نظارے ان بزرگوں میں نظر آنے چاہئیں وہ نظر نہیں آتے، تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ جس طرح ہونی چاہئے وہ توجہ نہیں ہوتی۔ پھر بچے یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہماری ماں کے ساتھ جو حسنِ سلوک اس گھر میں ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا تو باہر جاکر جس دین کی خدمت کا ایسا شخص نعرہ لگاتا ہے بچے کے ذہن میں یہی رہے گا کہ وہ سب ڈھکوسلا ہے۔ تو پھر جیسا کہ میں نے کہا ایسے بچے دین سے بھی دُور ہو جاتے ہیں۔ اور معاشرے میں اس ماحول میں شیطان تو پہلے ہی اس تاک میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب کوئی ایسی ذہنی کیفیت والا نظر آئے اور کب میں اس کو اپنے جال میں پھنساؤں۔ پھر ایسے بگڑتے ہوئے بچے جب شیطان اپنے جالوں میں ان کو پھنسا لیتا ہے تو بعض اوقات خدا کی ذات کے بھی انکاری ہو جاتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پہ بھی یقین نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے خدا کے نام پر اپنے باپوں کو اپنے بزرگوں کو دوہرے

معیار قائم کرتے دیکھا ہوتا ہے، دو عملی کرتے ہوئے دیکھا ہوتا ہے۔ جب ان کے بچوں کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈال دے کہ اگر خدا ہوتا تو تمہارا باپ جو یہ دو عملیاں کر رہا ہے اس کو پکڑ نہ لیتا۔ تو دیکھیں اس کے بڑے بھیانک نتائج سامنے آسکتے ہیں اگر انسان سوچے تو خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ اسلئے ہر احمدی کو اور خاص طور پر انصار اللہ کو جو عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں اب صحت مزید کمزور ہونی ہے، قویٰ جو ہیں مزید کمزور ہونے ہیں اور کچھ ایسی عمر کے بھی ہیں، پتہ تو نہ جوان کا ہے نہ بچے کا، لیکن کسی وقت بھی خدا کی طرف سے بلاوا آسکتا ہے۔ تو اگر ہم نے اب بھی اپنے رویّوں کو بدلنے کی کوشش نہ کی، اگر اب بھی ہم نے اپنے گھر کے رَاعٍ بننے کا حق ادا نہ کیا، اگر اب بھی ہم نے ان کی نگرانی اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو خدا تعالیٰ پوچھے گا نہیں کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ، ہم اللہ کے انصار ہیں۔ کیا اللہ کے انصار ایسے ہوتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مددگار بننے کی بجائے اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے دور ہٹانے والے بن رہے ہو۔ جب تمہارے اپنے گھروں میں تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں بلکہ تمہارے نمونہ کی وجہ سے تمہاری اولادوں میں نمازوں کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں دین کی غیرت نہیں ابھری، ایسی غیرت کہ وہ نوجوانی میں بھی اپنی ذاتی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والے ہوں۔ اگر تمہاری بیوی، تمہاری بہو، تمہارے حسن سلوک اور عبادت گزاری کی گواہی نہیں دیتیں تو صرف مختلف مواقع پر یہ اعلان کر دینا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اللہ کی مدد کیا ہے۔ آجکل یہ کیا طریقہ ہے جس سے ہم اللہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد گولے چلانا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد کیلئے توپوں اور بندوقوں سے جنگ کرنا ہے؟ نہیں، بلکہ آج انصار اللہ، اللہ کے مددگاروں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ ان کے گھروں سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں، ان کے ماحول سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں تبھی وہ پورے معاشرے میں اللہ کی مدد سے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں پھیلا سکتے ہیں۔ اللہ کو تو کسی بندے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کو دے رہا ہے کہ تم میری تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر اس دنیا میں زندگی گزارو گے اور تم میری تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ گے تو اس طرح تم میرے دین کی مدد کر رہے ہو گے۔

اگر خاموشی سے بھی، زبان سے کچھ کہے بغیر بھی تمہارے عملی نمونہ سے کسی کی اصلاح ہوتی ہے اور اس وجہ سے دوسرے کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت بڑھ رہی ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو خاموشی سے بھی، کچھ کہے بغیر بھی انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہونگے۔ اللہ تو تمہیں محض اور محض اپنے فضل سے

اپنے مددگاروں میں شمار کر رہا ہوگا کہ تم اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہو اور اس وجہ سے بعض سعید روحیں راہِ راست پر آ رہی ہیں، تمہارے نمونہ کو دیکھ کر سیدھے راستے پر آ رہی ہیں، ورنہ اللہ کو ہماری مدد کی کیا پرواہ ہے اور کیا ضرورت ہے۔ اس کو تو کوڑی کی بھی ضرورت نہیں ہماری ان مددوں کی۔

ان رجال میں شمار نے کے لئے دعا کریں جو مسیح موعودؑ کے مددگاروں میں سے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اس زمانے میں بھی ہمارے پاس بے شمار مثالیں ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے براہ راست خوابوں کے ذریعے سے لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ بعض ایسی ٹھوکریں انکی اصلاح کا باعث بن گئیں جن کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل ہو گئے۔ پھر اگر جماعت کی ضروریات کا دیکھا جائے تو ایسے ایسے رنگ میں مالی ضروریات بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائیں جب بھی ضرورت ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلو ۃ والسلام کے زمانے میں بھی اور خلفاء کے زمانے میں بھی۔ اور ایسے لوگ جو اس طرح احمدی ہوئے وہ اپنے ایمانوں میں اکثر اوقات ان سے زیادہ مضبوط ہیں جتنا کہ پیدائشی احمدی ہیں۔ یہ واقعات اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ اس لئے دکھاتا ہے تاکہ ہمیں بتا سکے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس مشن کو میں اپنے پیاروں کے ذریعے جاری کرتا ہوں اس کو پھیلانے کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ تو میں اپنے بندوں پر خود بھی ظاہر کرسکتا ہوں۔ ان کو راہ راست پر لانے کے طریقے اور بھی ہیں۔ اور اسی لئے وقتاً فوقتاً نمونے دکھاتا بھی رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تاکہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بندوں پر انحصار ہے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا۔ تمہیں تو ثواب کا مستحق بنانے کے لئے، ان نیکیوں پر قائم رکھنے کے لئے، تمہیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے یہ موقع دیا ہے کہ اگر تم زمانے کے امام پر ایمان لائے ہو تو اس کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کام میں میرے پیاروں کا ہاتھ بٹاؤ۔ جو تعلیم اس نے دی ہے اس پر عمل کرو اور اپنے نیک نمونے قائم کرو تاکہ تمہیں دنیا اور آخرت کے انعاموں کا وارث بنایا جائے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے اپنے پیاروں سے کیے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ان کو اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص نے میری مدد نہ کی تو غلبہ کس طرح ہوگا۔ یا اگر فلاں حکومت نے مخالفت کی تو میرے کام کیسے آگے بڑھیں گے، میری جماعت کس طرح پھیلے گی۔ اگر چند لوگ وعدہ کر کے بھول بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی مدد کے لئے اور لوگ لے آتا ہے اور جماعت پیدا کر دیتا ہے۔ ظالم حکومتوں سے بھی خود نپٹ لیتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے کئے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی اس قدرت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے اور تقریباً ہر احمدی جس کا جماعت کے نظام سے پختہ تعلق ہے اس کو اس کا تجربہ ہے۔ بہت سارے مواقع پر یہ اظہار ہوتے رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ

اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے۔ وہ ضرور بضرور اپنے وعدوں کے مطابق مددگار بھیجتا رہے گا، دین کے خادم بھیجتا رہے گا، دین کی نصرت کرنے والے بھیجتا رہے گا۔ اور آج سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اس وعدہ کو پورا فرما رہا ہے اور آئندہ بھی فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ لیکن ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے اور اپنے عملوں کو درست کرتے ہوئے خدا سے یہ دعا مانگنی چاہئے کہ ہمارا بھی ان رِجال میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ قبول کرتے ہوئے مسیح موعود کے مددگاروں میں شامل کرے گا۔ ورنہ اگر ہمارے عمل اس قابل نہیں، ہماری عبادتیں سوز و گداز سے بھری ہوئی نہیں، ہم اللہ کی نظر میں مقبول نہیں تو لاکھ ہم نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کہتے رہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور دوسرے لوگ آکر یہ مقام لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو اس طرح قبول نہیں کرتا وہ تو یہی کہے گا کہ پہلے اپنی حالت درست کرو، اپنے اعمال درست کرو، انسانی حقوق ادا کرو، پھر میرے دین کے مددگار کہلا سکتے ہو۔

نحن انصار اللہ کا نعرہ لگانے سے قبل اس کے معانی پر غور کریں

پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے۔ کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے اور قربانیاں ہیں کیا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔ صحابہ کرام، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکّا دکّا لے لیتا ہے۔ نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے۔ لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔

اپنی عبادتوں کو زندہ کریں

پس انصار اللہ کا فرض بنتا ہے اور میں بار بار کہتا ہوں کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں، اپنے لئے، اپنی اولادوں کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے، دکھی انسانیت کیلئے، غلبۂ اسلام کیلئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں۔ آخرت کی فکر اپنے دلوں میں پیدا کریں جب آخرت کی فکر زیادہ ہوگی تو معاشرہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ زیادہ ہوگی، قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس بارہ میں انصار اللہ نے پروگرام بھی

بنالیا ہے اور میرا خطبہ بھی سن لیا ہے۔ قربانی کرتے ہوئے ہر ایک کا حق ادا کریں، اس کا حق اس کو دینے کی کوشش کریں۔ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی برائیوں کو دیکھیں تو پھر اصلاح بھی ہوگی اور اصلاح کی طرف توجہ بھی پیدا ہوگی۔ پھر مالی قربانیوں کی طرف توجہ کریں، اپنے عہدوں کو پورا کریں۔ آپ نے عہد کیا ہے کہ احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کیلئے قربانی کرتا رہوں گا۔ یہ جو ابھی عہد دہرایا ہے، پس اس بارہ میں سوچیں، غور کریں کہ کہاں تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہاں تک اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کیا ہے۔

مجلس عاملہ کا ہر ممبر نظام وصیت میں شامل ہو

مَیں نے جلسہ کی تقریر کے دوران آخری دنوں میں انصاراللہ کے ذمّہ بھی یہ لگایا تھا کہ وہ نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دیں، اس بارے میں بھی کوشش کریں۔ ایک بہت بڑی تعداد ہے جو صفِ دوم کے انصار پر مشتمل ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کی تلقین بھی تبھی کامیاب ہوگی، تبھی کارآمد ہوگی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام میں بھی شامل ہوں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں شامل ہونے والوں کے لئے بہت دعائیں کی ہوئی ہیں۔ اور جس کو یہ دعائیں لگ جائیں اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور اس کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ پس اس طرف بھی توجہ کریں۔ اور سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لے کر نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک۔ ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہوگا۔

اللہ کے انصار بن کر جو برکتیں حاصل کی ہیں ان کو اپنی اولاد میں منتقل کریں

پس یہ طریق ہیں نصرت کے وعدے کو پورا کرنے کے، یہ طریق ہیں اپنے وعدے کو سچا کرنے کے اور یہ طریق ہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اس کے نتیجے میں حاصل کرنے کے۔ اللہ تعالیٰ کے دین نے تو انشاء اللہ تعالیٰ غالب آنا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہاماً فرمایا تھا اور اتفاق یہ ہے کہ آج سے سو سال پہلے کا یہ الہام ہے۔ دو، تین اکتوبر کا کہ قَدْ جَآءَ الدِّیْنُ مِنَ النُّصْرَةِ ثُمَّ سَیَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَةِ (تذکرہ، صفحہ ۵۲۰، مطبوعہ ۱۹۶۹ء، ربوہ) کہ دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اب بھی دوبارہ وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔ پس جہاں یہ الہام ہمیں یہ تسلی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں احمدیت کو بھی غلبہ عطا کروں گا اسی طرح جیسے پہلے اسلام کو غلبہ عطا ہوا تھا۔ کہیں کوئی کم عقل یہ نہ سمجھ لے کہ شاید میری کسی کوشش کی وجہ سے یا میرے کسی کام کی وجہ سے یا میرے کسی کارنامے کی

وجہ سے، میری کسی قربانی کی وجہ سے غلبہ عطا ہو رہا ہے یا جماعت میں ترقی ہو رہی ہے۔اس بارہ میں اور بھی بہت سارے الہامات ہیں نصرت کے بارہ میں اللہ تعالٰے کے۔تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ نے انصار بنا کر برکتیں سمیٹنے کا موقع دیا ہے۔پس ان برکتوں کو اگر جاری رکھنا ہے، اپنی نسلوں کی اصلاح کی خواہش اگر آپ کو ہے اور تمنا ہے، تو عملی نمونے قائم کرنے ہونگے۔گھروں میں بھی، ماحول میں بھی، معاشرہ میں بھی۔عبادتوں کے بھی عملی نمونے، اعلیٰ اخلاق کے بھی عملی نمونے اور قربانی کے معیار کے بھی نمونے قائم کرنے ہوں گے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے، جیسا کہ میں نے کہا، کہ ہمیں انصار اللہ بنا کر اس ثواب کا مستحق بنا رہا ہے۔ہمیں ان ترقیات میں ہماری حقیر سی کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے شامل فرما رہا ہے جو جماعت کے لئے اس نے مقدر کی ہوئی ہیں۔جس کا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ سب انصار کو حقیقی معنوں میں انصار اللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔اور خدا کرے کہ یہ غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ہمارے اعمال کی کمزوریاں کہیں ہمیں ان نظاروں کے دیکھنے سے، جس کے خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح سے وعدے کئے ہیں۔محروم نہ کر دیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دنیا جائے گزشتنی وگزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجا لانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا"

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

"یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کیلئے بلاتا ہے۔اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمتِ مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں، ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ " تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔آسمان سے عجیب سلسلۂ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔اگر تم

ایسا کرو گے (یعنی دل میں اگر لاؤ گے) ہلاک ہو جاؤ گے" (تبلیغ رسالت۔ جلد دہم۔ صفحہ 45 تا 65)

اللہ کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں انصار اللہ بھی ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں اور ان تمام دعاؤں کے وارث ہوں جو آپؑ نے اپنی جماعت کے نیک لوگوں کیلئے کی ہیں۔ اللہ توفیق دے۔" (الفضل انٹرنیشنل 31 دسمبر 2004ء)

جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہدیدار، نیکیوں اور عبادتوں کو پہلے اپنے گھروں میں رائج کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم اکتوبر 2004ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

''اگر (عہدیدار) اپنے گھر سے ہی نیکیوں کو پھیلانے اور نمازوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر تو کامیابی ہوگی۔ اگر نہیں کریں گے تو اس کا باہر بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔ کوئی دعوت الی اللہ بھی کارگر نہیں ہو گی۔ اگر ہر عہدیدار خواہ وہ جماعتی عہدیدار ہو یا ذیلی تنظیموں انصار، خدام یا لجنہ کے عہدیدار ہوں۔ ان نیکیوں اور عبادتوں کو اپنے گھروں میں رائج نہیں کریں گے تو باہر بھی کوئی آپ کی بات نہیں سنے گا۔ انقلاب لانے والے پہلے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں۔ وہی قوم ترقی کرتی ہے جن کے لیڈروں کے اپنے نمونے اعلیٰ ہوں، جن کے عہدیدار خود مثالیں قائم کرنے والے بنیں۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جماعت کے ہر فرد پر، ہر بچے پر، ہر بڑے پر، ہر عہدیدار پر کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرتے ہوئے پاک نمونے دکھائیں۔ عبادتوں کے معیار قائم رکھیں تا کہ سب سے بڑی نعمت جو خلافت کی نعمت ہے وہ آپ میں ہمیشہ قائم رہے"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 707-708)

ذیلی تنظیمیں، بدعات پھیلانے والوں کا جائزہ لے کر سدباب کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 22 اکتوبر 2004ء کو خطبہ جمعہ میں ذیلی تنظیموں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ: ''پیر بنیں۔ پیر پرست نہ بنیں''۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ بعض رپورٹیں ایسی آتی ہیں، اطلاعیں ملتی رہتی ہیں، پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی، بعض جگہ ربوہ میں بھی کہ بعض احمدیوں نے اپنے دعا گو بزرگ بنائے ہوئے ہیں۔ اور وہ بزرگ بھی میرے نزدیک نام نہاد ہیں جو پیسے لے کر یا ویسے تعویذ وغیرہ دیتے ہیں یا دعا کرتے ہیں کہ 20 دن کی دوائی لے جاؤ، 20 دن کا پانی لے جاؤ یا تعویذ لے جاؤ۔ یہ سب فضولیات اور لغویات ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ احمدی

نہیں ہیں جو اس طرح تعویذ وغیرہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے دعا کروانے والا بھی یہ سمجھتا ہے کہ مَیں جو مرضی کرتا رہوں، لوگوں کے حق مارتا رہوں، مَیں نے اپنے بزرگ سے دعا کروالی ہے اس لئے بخشا گیا، یا میرے کام ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ مومن کہلانا ہے تو میری عبادت کرو، اور تم کہتے ہو کہ پیر صاحب کی دعائیں ہمارے لئے کافی ہیں۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں ان سے بچیں۔ عورتوں میں خاص طور پر یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے، جہاں جہاں بھی ہیں ہمارے ایشین (Asian) ملکوں میں اس طرح کا زیادہ ہوتا ہے یا جہاں جہاں بھی Asians اکٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں بھی بعض دفعہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ذیلی تنظیمیں اس بات کا جائزہ لیں اور ایسے جو بدعات پھیلانے والے ہیں اس کا سدباب کرنے کی کوشش کریں۔ اگر چند ایک بھی ایسی سوچ والے لوگ ہیں تو پھر اپنے ماحول پر اثر ڈالتے رہیں گے۔ نہ صرف ذیلی تنظیمیں بلکہ جماعتی نظام بھی جائزہ لے اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ چند ایک بھی اگر لوگ ہوں گے تو اپنا اثر ڈالتے رہیں گے۔ اور شیطان تو حملے کی تاک میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات ماننے والے بننے کی بجائے اس طرح بعض شرک میں پڑنے والے ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ لیکن مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہ بیماری چاہے چند ایک میں ہی ہو، جماعت کے اندر برداشت نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دعا سکھاتا ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں ہر ایک یہ دعا کرے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔ خلیفۂ وقت بھی یہ دعا کرتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا۔ اور یہ پیر پرست طبقہ کہتا ہے کہ ہم جو مرضی عمل کریں ہمارے پیر صاحب کی دعاؤں سے ہم بخشے جائیں گے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ یہ تو نعوذ باللہ عیسائیوں کے کفارہ والا معاملہ ہی آہستہ آہستہ بن جائے گا۔ وہی نظریہ پیدا ہوتا جائے گا۔ پس اس طرف چاہے یہ چھوٹے ماحول میں ہی ہو، بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ابھی سے اس کو دبانا ہوگا۔ اور ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس رمضان میں اپنے اندر انشاء اللہ تعالیٰ انقلابی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ ہر احمدی یہ کوشش کرے اور ہر احمدی خود ان دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مزے چکھے بجائے اس کے کہ دوسروں کے پیچھے جائے"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 764-765)

دور ہٹے احمدیوں کو قریب لانے کی ذمہ داری ذیلی تنظیموں کی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 دسمبر 2004ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"اگر چند ایک بھی ایسے احمدی ہوں جن کا جماعت سے اتنا زیادہ تعلق نہ ہو۔ تعلق سے میری مراد ہے جماعتی پروگراموں میں حصہ نہ لیتے ہوں یا جلسوں وغیرہ پہ نہ آتے ہوں یا جن کا دینی علم نہ ہو، ایسے لوگ اپنے آپ کو بڑا پڑھا لکھا بھی سمجھتے ہیں، یہ لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ اپنے ماحول میں اس قسم کی باتوں سے بُرائی کا بیج بو سکتے ہیں۔ یا بعض دفعہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو لا مذہب قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ بھی

ماحول پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور کیونکہ برائی کے جال میں انسان بڑی جلدی پھنستا ہے اس لئے بہرحال فکر بھی پیدا ہوتی ہے کہ ایسے مغربی معاشرے میں جہاں مادیت زیادہ ہو، اس قسم کی باتیں کہیں اَوروں کو بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ اس وجہ سے مَیں نے اس موضوع کو لیا ہے۔ لیکن کچھ کہنے سے پہلے ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بھی اپنے ماحول میں جائزہ لیتے رہیں۔ عموماً جو احمدی کہلانے والے ہیں عموماً ان تک ان کی پہنچ ہونی چاہئے۔ جو نوجوان دُور ہٹے ہوتے ہیں ان کو قریب لانا چاہئے تا کہ اس قسم کی ذہنیت یا اس قسم کی باتیں ان کے ذہنوں سے نکلیں"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 867)

انصار، والدین کو سمجھائیں کہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 24 دسمبر 2004ء کو خطبہ جمعہ میں لڑکے اور لڑکیوں کی شادیوں کے حوالے سے بعض زریں نصائح فرمائیں۔ جس میں بعض ایسے لوگوں کا ذکر کیا جو لڑکیوں کی کمائی کی خاطر ان کو گھروں میں بٹھا چھوڑتے ہیں۔ جو لڑکیوں کی شادی میں تاخیر کا موجب ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

"بعض لوگ ایسے ہیں جو بیٹیوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض بیٹوں کی کمائی کھانے کے لئے اس طرح کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جو بیٹیوں کی کمائی کھانے والے ہیں وہ صرف اس لئے کہ گھر کے جو لڑکے ہیں وہ نکمے ہیں، کوئی کام نہیں کر رہے پڑھے لکھے نہیں اس لئے گھر بیٹیوں کی کمائی پر چل رہا ہے اور اگر شادی کر بھی دی تو کوشش یہ ہوتی ہے کہ داماد، گھر داماد بن کر رہے، گھر میں ہی موجود رہے جو اکثر ناممکن ہوتا ہے۔ جس سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے شادی کرنے کے بعد اگر میاں بیوی علیحدہ رہنا چاہتے ہیں اور ان کو توفیق ہے اور والدین عمر کے اس آخری حصے میں نہیں پہنچے ہوتے جہاں ان کو کسی کی مدد کی ضرورت ہو اور کوئی بچہ ان کے پاس نہ ہو، پھر تو ایک اور بات ہے قربانی کرنی پڑتی ہے۔ وہ بھی لڑکوں کا کام ہے۔ اگر کسی کے لڑکا نہ ہو تو پھر لڑکی کی مجبوری ہے۔ لیکن عموماً لڑکی بیاہ کر جب دوسرے گھر میں بھیج دی تو اس کو اپنا گھر بسانے دینا چاہئے۔ اور اس طرف جماعتی نظام کے ساتھ ہماری تینوں ذیلی تنظیموں لجنہ، خدام، انصار، ان کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ ان کو بھی اپنے طور پر تربیت کے تحت سمجھاتے رہنا چاہئے۔ انصار والدین کو سمجھائیں، لجنہ والدین کو، لڑکیوں کو اور خدام لڑکوں کو سمجھائیں"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 933-934)

جنوری سے ہی نئے سال کا پلان (Plan) بنا کر کام کیا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ فرانس کی مورخہ 29 دسمبر 2004ء کی میٹنگ میں تمام قائدین سے اُن کے عہدوں کا تعارف حاصل کیا اور اُن کے کام اور آئندہ کے لائحہ عمل کا جائزہ لیا اور ہر قائد کو اُس کے شعبے کے بارہ میں ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجلس انصار اللہ کی مساعی کی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی کے ساتھ خلیفۃ المسیح کو آنی چاہئے۔

۞ قائد تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انصار اللہ کیلئے باقاعدہ نصاب مقرر کر کے امتحان لیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی چھوٹی کتاب مقرر کر لیں۔ اور پھر اس کا امتحان ہو۔ مجلس عاملہ کے تمام ممبران بھی امتحان میں شامل ہوں۔ حضور انور نے فرمایا جو صرف فرنچ زبان جانتے ہیں اُن کے لئے فرنچ زبان میں علیحدہ لیں اور اردو زبان والوں سے علیحدہ امتحان لیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کے بارہ میں بھی حضور انور نے انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ انصار ترجمہ قرآن کریم سیکھیں۔

۞ قائد ایثار کو مخاطب ہوتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ کئی بوڑھے انصار فارغ ہوں گے انہیں چاہئے کہ وہ یہاں کے Old People's Home میں جائیں۔ وہاں بوڑھوں سے دوستی کریں۔ باتیں کریں ان کا حال پوچھیں اور تعلق بنائیں۔ جاتے ہوئے پھل وغیرہ ساتھ لے لیا۔ اس طرح تعارف بڑھے گا اور رابطے وسیع ہوں گے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ قائد تعلیم القرآن کو قرآن کریم سکھانے اور ترجمہ سکھانے کی طرف خصوصیت سے توجہ دینی چاہئے خود بھی توجہ دیں بچوں کو بھی توجہ دلائیں۔ قرآن کریم سب کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا آنا چاہئے۔

۞ انصار اللہ کے چندہ کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو انصار اللہ بالکل چندہ ادا نہیں کرتے کہ ان کی آمد نہیں ہے۔ ان سے بھی کچھ نہ کچھ لے لیا کریں آخر وہ کھاتے پیتے تو ہیں۔

۞ صف دوم کے انصار کیلئے نائب صدر کا تقرر نہیں تھا۔ حضور انور نے نائب صدر کا تقرر فرمایا اور ہدایت دی کہ انصار اللہ کے دستور سے اپنی ذمہ داریاں اور کام پڑھ لیں۔ انصار کو سیر وغیرہ کرنی چاہئے۔ سائیکلنگ کرنی چاہئے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ تمام قائدین اپنی مجالس کو Active کریں۔ نئے نئے راستے کام کے نکالیں۔ اپنے شعبوں میں کام میں بہتری کیلئے سوچیں اور کام کے، ملک کے حالات کے مطابق نئے طریقے سوچیں اور جوانوں سے زیادہ کام لیں۔

۞ حضور انور نے مجلس عاملہ کو ہدایت فرمائی کہ جنوری سے انصاراللہ کا نیا سال شروع ہو جائے گا۔اس لئے نئے سال کیلئے باقاعدہ پلان بنائیں اور اس کے مطابق کام کریں۔اپنے سامنے ٹارگٹ رکھیں اور اس کو حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کریں۔ (الفضل انٹرنیشنل 11 تا 17 فروری 2005ء)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریق پر نبھانے کے لئے خدا سے مدد طلب کریں اور اپنے رویوں میں تبدیلی پیدا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 31 دسمبر 2004ء کو عہدیداروں کو ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کی طرف توجہ دلائی اور احباب جماعت اور ان کے درمیان جو محبت کا رشتہ قائم ہے اس کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔حضور نے آغاز میں تشہد وتعوذ،سورۃ فاتحہ اور سورۃ النساء کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ ط اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ط اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا o

(النساء:59)

اور فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت جماعت میں جاری فرمایا اور اس نظام خلافت کے گرد جماعت کا محلّہ کی سطح یا کسی چھوٹی سے چھوٹی اکائی سے لے کر شہری اور ملکی سطح تک کا نظام گھومتا ہے۔یعنی کسی چھوٹی سے چھوٹی جماعت کے صدر سے لے کر ملکی امیر تک کا بلا واسطہ یا بالواسطہ خلیفہ وقت سے رابطہ ہوتا ہے۔پھر ہر شخص انفرادی طور پر بھی رابطہ کر سکتا ہے۔ہر فرد جماعت خلیفۂ وقت سے رابطہ رکھتا ہے۔لیکن اگر کسی جماعتی عہدیدار سے کوئی شکوہ ہو یا شکایت ہو اور خلیفہ وقت تک پہنچانی ہو تو ہر ایک کے انفرادی رابطے کے باوجود اس کو یہ شکایت امیر کے ذریعے ہی پہنچانی چاہئے اور امیر ملک کا کام ہے کہ چاہے اس کے خلاف ہی شکایت ہو وہ اسے آگے پہنچائے اور اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہے تو وضاحت کر دے تا کہ مزید خط وکتابت میں وقت ضائع نہ ہو۔لیکن شکایت کرنے والے کا بھی کام ہے کہ اپنی کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے کسی عہدیدار کے خلاف شکایت کرتے ہوئے اسے جماعتی رنگ نہ دے۔تقویٰ سے کام لینا چاہئے۔بعض دفعہ بعض کم علم یا جن میں دنیا کی مادیت نے اپنا اثر ڈالا ہوتا ہے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو جماعت کے وقار اور روایات کے خلاف ہوتی ہیں اس لئے ایسے کمزوروں یا کم علم رکھنے والوں کو سمجھانے کے لئے مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ ایسی

باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

منتخب عہدیدار کو ووٹ نہ دینے والا بھی اس کی کامل اطاعت کرے

عہدیداروں کا چناؤ آپ انتخاب کے ذریعے سے کرتے ہیں۔عموماً اسی طرح ہوتا ہے،سوائے اس کے کہ بعض خاص حالات میں بعض جگہ نامزدگی کر دی جائے اور یہ جو نامزدگی ہے یہ بھی مرکز یا خلیفۂ وقت کی منظوری سے ہوتی ہے۔تو بہرحال جب یہ انتخاب اکثریت کی خواہش کے مطابق ہو جاتا ہے تو پھر جس نے منتخب عہدیدار کو ووٹ نہیں بھی دیا اس کا بھی کام ہے کہ مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ عہدیدار کے ساتھ رہے۔پھر تمام جماعت اگر اس طرح رہے گی تو ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح بن کے رہے گی، بنیان مرصوص کی طرح بن کے رہے گی۔ یہ تمام باتیں میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ خدانخواستہ کہیں سے کوئی بغاوت کی بو آ رہی ہے یا کہیں کوئی مسئلہ کھڑا ہوا ہے۔یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ بعض دنیادار جیسا کہ میں نے کہا اپنی کم علمی یا بے وقوفی یا دنیاداری کی وجہ سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔اور بعض دفعہ جماعت میں نئے شامل ہونے والے ایسی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔اور اس کے علاوہ یہ نومبائعین کی اپنی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان کو نظام جماعت کے بارے میں، عہدیداروں کی ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا جائے۔کیونکہ نئے آنے والوں کے ذہنوں میں سوال اٹھتے رہتے ہیں۔

بہرحال الٰہی وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں یہ نظام، نظام خلافت کے ساتھ قائم رہنا ہے اور اب یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔کوئی مخالف یا کوئی دشمن اب اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا انشاءاللہ۔لیکن ہمیں اپنے ذہنوں میں بعض باتیں تازہ رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً ان باتوں کی جگالی کرتے رہنا چاہئے۔تاکہ جو پُرانے احمدی ہیں ان کے ذہنوں میں بھی یہ باتیں تازہ رہیں اور اس کے ساتھ ہی نومبائعین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔اور کبھی کسی کے ذہن میں کسی قسم کی بے چینی پیدا نہ ہو۔

انتخاب میں عہدیدار کو ووٹ دینے کا طریق اور اس کے اسلوب

سب سے پہلے تو ہم قرآن کریم سے رہنمائی لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا فرمایا ہے یا کیا فرماتا ہے کہ اپنے عہدیداروں کا چناؤ کس طرح کرو۔جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ عہدیدار چننے والوں کو فرمایا کہ عہدے اُن کو دو، اُن لوگوں کو منتخب کرو جو اس کے اہل ہوں۔ اس قابل ہوں کہ جس کام کے لئے انہیں منتخب کر رہے ہو وہ اس کو کر سکیں، وقت دے سکیں۔ یہ نہیں کہ چونکہ تمہارے تعلقات ہیں، اس لئے ضرور اس عہدے کے لئے اسی کو منتخب کرنا ہے یا ضرور اسی کو اس عہدے کے لئے ووٹ دینا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی ذمہ داری چناؤ کرنے والوں پر، منتخب کرنے والوں پر ڈالی گئی ہے۔ اس لئے جو ووٹ دینے کے جماعتی قواعد کے تحت حقدار ہیں، ہر ممبر تو ووٹ نہیں دیتا۔ جو بھی ووٹ دینے کا حقدار ہے ان کو ہمیشہ دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہئے کہ جو بہتر ہو اس کو ووٹ دے سکے۔

یہاں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ بعض دفعہ بعض افراد پر کسی وجہ سے پابندی لگی ہوتی ہے کہ وہ انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اس لئے اس بارے میں ضد نہیں کرنی چاہئے کہ کیونکہ ہمارے نزدیک فلاں شخص ہی اس کام کے لئے موزوں تھا یا موزوں ہے اس لئے اسی کو ہم نے ووٹ دینا تھا اور اس کی اجازت دی جائے ورنہ ہم انتخاب میں شامل نہیں ہوتے۔ یہ غلط طریق ہے۔ اطاعت کا تقاضا یہ ہے اور نظام جماعت کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہو گیا ہے کہ کسی شخص کو حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے تو پھر اس بارے میں اصرار نہیں کرنا چاہئے ......

عہدہ ایک قومی امانت ہے اس کا حق ادا کرو

......اور یہ بھی ذہن میں رہے، منتخب کرنے والوں کے اور جو منتخب ہو رہے ہیں ان کے بھی، بعض دفعہ لمبا عرصہ کر کے بعض ذہنوں میں باتیں آ جاتی ہیں کہ کوئی عہدہ جماعت میں کسی کا پیدائشی حق نہیں ہے، کوئی مستقل حق نہیں ہے۔ اس لئے جو خدمت کا موقع ملتا ہے وہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل ہو تو اللہ تعالیٰ خود ہی خدمت کا موقع دے دیتا ہے۔ خود کبھی خواہش نہیں کرنی۔ اس لئے اشارۃً بھی کبھی کسی قسم کا یہ اظہار نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے عہدیدار بناؤ۔ نہ کسی کے دوست یا عزیز کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی شخص کے حق میں ہلکا سا بھی اشارۃً یا کنایۃً اظہار کرے کہ اس کو ووٹ دیا جائے۔ اگر نظام جماعت کو پتہ چل جاتا ہے تو پھر جس کے حق میں پہلے پراپیگنڈہ کیا گیا ہے اس کو بھی اور جو پراپیگنڈہ کرنے والا ہے یا جس نے کوئی بات کسی کے لئے کہی ہو انتخابات سے پہلے، اس کو بھی انتخابات میں شامل ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس حق سے محروم کیا جا سکتا ہے اور کر بھی دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ جو جماعت کے انتخاب ہیں ان کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت گزاروں کی ٹیم چننے والا تصور کر کے انتخاب کرنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منتخب عہدیداران کی ذمہ داری بھی لگائی ہے کہ تمہیں جب منتخب کر لیا جائے تو پھر اس کو قومی امانت سمجھو۔ اس امانت کا حق ادا کرو۔ اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھاؤ۔ اپنے وقت میں سے بھی اس ذمہ داری کے لئے وقت دو۔ جماعتی ترقی کے لئے نئے نئے راستے تلاش کرو۔ اور تمہارے فیصلے انصاف اور عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہونے

چاہئیں۔کبھی تمہاری ذاتی انا، رشتہ داریوں یا دوستیوں کا پاس انصاف سے دور لے جانے والا نہ ہو۔کبھی کسی عہدیدار کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ فلاں شخص نے مجھے ووٹ نہیں دیا تھا۔یا فلاں کا نام میرے مقابلے کے لئے پیش ہوا تھا اس لئے مجھے کبھی موقع ملا، کبھی کسی معاملے میں تو اس کو بھی تنگ کروں گا۔یہ مومنانہ شان نہیں ہے بلکہ انتہائی گری ہوئی حرکت ہے۔

عہدیداران اور احباب جماعت ایک دوسرے کے لئے دعا کریں

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے یہ ایسی نصیحت ہے کہ تم دونوں، ووٹ دے کر منتخب کرنے والوں اور عہدیداروں، دونوں کے لئے بڑی اعلیٰ نصیحت ہے کہ ووٹ دینے والا سوچ سمجھ کر ووٹ دے اور جو شخص منتخب ہو جائے وہ بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔اللہ تعالیٰ ہر عہدیدار کو چاہے وہ جماعتی عہدیدار ہوں یا ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا افراد جماعت کو بھی اور عہدیداران کو بھی یہ توجہ دلائی ہے کہ اس کے بعد بھی دعاؤں میں لگے رہو۔ ہر عہدیدار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ سے دعا مانگے کہ وہ اسے ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر فرد جماعت یہ دعا کرے کہ جو عہدیدار منتخب ہوئے ہیں وہ ہمیشہ اس امانت کے ادا کرنے کے حق کو اس کے مطابق ادا کرتے رہیں۔اور کبھی کوئی مشکل نہ آئے، کبھی کوئی ابتلاء نہ آئے جو عہدیدار اور افراد جماعت کے لئے کسی بھی قسم کی ٹھوکر کا باعث بنے۔اگر اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے کہ یہ عہدیدار جو انہوں نے منتخب کیا ہے وہ پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایسے انتظامات فرمائے کہ اسے بدل دے تا کہ کبھی نظام جماعت پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح دونوں مل کر دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیک نیت سے کی گئی دعاؤں کو سنے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کے لئے اور دین کی خدمت کرنے والوں پر بڑی گہری نظر ہوتی ہے۔ وہ بڑی گہری نظر رکھتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے، وہ دلوں کا حال جانتا ہے۔ وہ اس درد کی وجہ سے جو تمہارے دل میں ہے ہمیشہ بہتری کے سامان پیدا فرماتا رہے گا اور ہمیشہ تمہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط رکھے گا۔اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کی ٹھوکر سے بچائے۔

عہدیداران انصاف کے تمام تقاضے پورے کریں

اب میں ذرا وضاحت سے عہدیداران کا احباب جماعت سے کس قسم کا رویہ یا سلوک ہونا چاہئے

اس کے بارے میں کچھ بتاؤں گا۔اور پھر احباب جماعت، افراد جماعت عہدیداروں سے کیسا رویہ رکھیں۔ عہدیداروں کو تو ایک اصولی ہدایت قرآن نے دے دی ہے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔ اگر کوئی غور کرے اور سوچے کہ انصاف کے کیا کیا تقاضے ہیں تو اس کے بعد کچھ بات رہ نہیں جاتی۔لیکن ہر کوئی اس طرح گہری نظر سے سوچتا نہیں۔اس طرح سوچا جائے جس طرح ایک تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والا سوچتا ہے تو پھر تو اس کی یہ سوچ کر ہی روح فنا ہو جاتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔لیکن نصیحت کیونکہ فائدہ دیتی ہے جیسا کہ میں نے کہا باتوں سے اور جگالی کرتے رہنے سے یاددہانی ہوتی رہتی ہے۔بعض باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ مزید ذرا وضاحت کھول کر کر دی جائے۔

عہدیداران غصہ کو دبائیں اور مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ حکم فرمایا ہے کہ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) یعنی غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوں۔تو اس کے سب سے زیادہ مخاطب عہدیداروں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔کیونکہ ان کی جماعت میں جو پوزیشن ہے جو ان کا نمونہ جماعت کے سامنے ہونا چاہئے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں۔اگر اصلاح کی خاطر کبھی غصے کا اظہار کرنے کی ضرورت پیش بھی آ جائے تو علیحدگی میں جس کی اصلاح کرنی مقصود ہو، جس کا سمجھانا مقصود ہو اس کو سمجھا دینا چاہئے۔تمام لوگوں کے سامنے کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے اور ہر وقت چڑ چڑے پن کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔یا کسی بھی قسم کے تکبر کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔اصلاح کبھی چڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ مستقل مزاجی سے درد رکھتے ہوئے اور دعا کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جانے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔اور ایک آدھ دفعہ کی جو غلطی ہے، اگر کوئی عادی نہیں ہے تو اصلاح کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ عفو سے کام لیا جائے۔ معاف کر دیا جائے، درگزر کر دیا جائے۔

جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران اپنے رویوں میں تبدیلی پیدا کریں

اس لئے یہاں بھی (مراد فرانس میں) اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، جماعتی عہدیدار بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنے رویوں میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔لوگوں سے پیار اور محبت کا سلوک کیا کریں۔خاص طور پر بعض جگہ لجنہ کی طرف سے شکایات زیادہ ہوتی ہیں اور ان میں بھی خاص طور پر بچیوں یا نوجوان بچیوں اور نئے آنے والیوں جنہوں نے نظام کو پوری طرح سمجھا نہیں ہوتا، ان کے لئے تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اس لئے ان کے لئے بہت خیال رکھنا چاہئے۔کیونکہ تربیت کرنے کی

جیسی آپ چھاپ لگا دیں گے بچوں پر بھی اور نئے آنے والوں پر بھی۔ آئندہ نمونے بھی ویسے ہی نکلیں گے، آئندہ عہدیدار بھی ویسے ہی بنیں گے۔ تو خلاصہ یہ کہ غصے کو دبانا ہے اور عفو سے کام لینا ہے درگزر سے کام لینا ہے۔ لیکن یہ نرمی بھی اس حد تک نہ ہو کہ جماعت میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ ایسی صورت میں بہرحال اصلاح کی کوشش بھی کرنی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو عادی نہیں ہیں ان کو تو معاف کر کے بھی اصلاح ہو سکتی ہے لیکن اگر جماعت میں فتنے کا خطرہ ہو تو پھر معافی کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ ہے کہ اگر ایسی بات ہو تو نہ صرف مقامی طور پر اس کی اصلاح کرنی ہے بلکہ اس کی مرکز کو بھی اصلاح کرنی چاہئے۔ لیکن سختی ایسی نہ ہو، جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ جن کی اصلاح نرمی سے ہو سکتی ہے کہ وہ نوجوان اور نئے آنے والے دین سے ہی متنفر ہو جائیں۔

عہدیداران، عہدہ کو فضلِ الٰہی سمجھ کر قوم کا خادم بن کر خدمت کریں

پھر عہدیداروں میں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر اپنے خلاف ہی شکایت ہو تو سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ ہمیشہ سچی بات کہنے سننے کرنے کی عادت ڈالیں۔ چاہے جتنا بھی کوئی عزیز یا قریبی دوست ہو اگر اس کی صحیح شکایت پہنچتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ اگر یہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ معذرت کر دیں کہ فلاں وجہ سے مَیں اس کام سے معذرت چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی ایک شخص کا کسی خدمت سے محروم ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ پوری جماعت میں یا جماعت کے ایک حصے میں بے چینی پیدا کی جائے۔ یاد رکھیں جو عہدہ بھی ملا ہے چاہے وہ جماعتی عہدہ ہو یا ذیلی تنظیموں کا عہدہ ہو اس کو ایک فضل الٰہی سمجھیں۔ پہلے بھی بتا آیا ہوں اس کو اپنا حق نہ سمجھیں۔ یہ خدمت کا موقع ملا ہے تو حکم یہی ہے کہ جو لیڈر بنایا گیا ہے وہ قوم کا خادم بن کر خدمت کرے۔ صرف منہ سے کہنے کی حد تک نہیں۔ چار آدمی کھڑے ہوں تو کہہ دیا جی میں تو خادم ہوں بلکہ عملاً ہر بات سے ہر فعل سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ واقعی خدمت کرنے والے ہیں اور اگر اس نظریے سے بات نہیں کہہ رہے تو یقیناً پوچھے جائیں گے۔ جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو پوری طرح ادا نہ کرنے کی وجہ سے یقیناً جواب طلبی ہوگی۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی اور اپنے فرائض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔ اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا۔

(مسلم کتاب الایمان۔ باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

اب دیکھیں اس انذار کے بعد کون ہے جو بڑھ بڑھ کر اختیارات کو حاصل کرنے کی خواہش کرے یا

عہدے کو حاصل کرنے کی خواہش کرے۔ یہ تو ایسا خوف کا مقام ہے کہ اگر صحیح فہم اور ادراک ہو تو انسان ایک کونے میں لگ کے بیٹھ جائے۔ پس عہدیدار اس فضل الٰہی کی قدر کریں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں۔ اللہ تعالیٰ کا غضب لینے کی بجائے اس کی محبت حاصل کرنے والے بنیں۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور اس کے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا۔ (ترمذی ابواب الاحکام باب فی الامام العادل)

پس سب کو چاہئے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے وہ طریقے اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے رسول نے بتائے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ عمروؓ بن مرہ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو امام حاجتمندوں، ناداروں غریبوں کے لئے اپنا دروازہ بند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضروریات وغیرہ کے لئے آسمان کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو سننے کے بعد حضرت معاویہ نے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ لوگوں کی ضروریات اور مشکلات کا مداوا کیا کرے اور ان کی ضرورتیں پوری کرے۔ (ترمذی کتاب الاحکام باب فی امام الرعیۃ)

جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران خلیفہ وقت کے نمائندہ ہیں

پس لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کریں، اپنے بھائیوں سے، بہنوں سے اس لئے پیار اور محبت کا سلوک کریں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اس کا محبوب بننا ہے۔ اور یاد رکھیں امراء بھی، صدران بھی اور عہدیداران بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیداران بھی کہ وہ خلیفۂ وقت کے مقرر کردہ انتظامی نظام کا ایک حصہ ہیں اور اس لحاظ سے خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔ اس لئے ان کی سوچ اپنے کاموں کو اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے اسی طرح چلنی چاہئے جس طرح خلیفۂ وقت کی۔ اور انہیں ہدایات پر عمل ہونا چاہئے جو مرکزی طور پر دی جاتی ہیں۔ اگر اس طرح نہیں کرتے تو پھر اپنے عہدے کا حق ادا نہیں کر رہے۔ جو اس کے انصاف کے تقاضے ہیں وہ پورے نہیں کر رہے۔

پھر عہدے کی خواہش کرنا ہے پہلے بھی مَیں نے کہا کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو جماعت میں بڑی معیوب سمجھی جاتی ہے اور ہر اس شخص کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جو اس بارے میں کوشش کرتا ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن! تو امارت اور حکومت نہ مانگ۔ اگر تجھے بغیر مانگے یہ عہدہ ملے تو اس ذمہ داری کے بارے میں تیری مدد کی جائے گی۔ (یعنی خواہش نہ ہو اور پھر عہدہ مل

جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور اپنے بندے کی مدد کرتا ہے۔) اور اگر تیرے مانگنے پر تجھے یہ عہدہ دیا گیا ہے تو تُو پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوگا۔ (ذرا سی بھی غلطی ہوگی تو پکڑ بہت زیادہ ہوگی۔) اور جب تو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق قسم کھائے اور پھر اس قسم سے برعکس تجھے بہتر بات نظر آئے تو وہ بہتر بات کر اور اپنی قسم کو توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کردے۔(بخاری کتاب الاحکام) یہی ہے کہ عہدیداران بھی بعض دفعہ قسم تو نہیں کھاتے لیکن بعض ضدیں ہوتی ہیں کہ یہ کام اس طرح نہیں ہونا چاہئے تو اگر جماعت کے مفاد میں ہو تو پھر تمہاری ضدیں یا تمہاری قسمیں زیادہ اہم نہیں ہیں۔ ان کو ختم کرو۔ یہ جماعت کے مفاد میں حائل نہیں ہونی چاہئیں بلکہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اس طرح کام ہونا چاہئے جس طرح جماعت کے حق میں بہترین ہو۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور اچھی خبر ہی دیا کرو اور لوگوں کو بِدکایا نہ کرو۔ (صحیح البخاری کتاب العلم۔ باب ما کان النبیؐ یتخولھم بالموعظۃ والعلم کی لاینفروا)

تو اصولی قواعد بھی اس لئے ہیں کہ صحیح سمت میں چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حکموں پر چلتے ہوئے لوگوں کے لئے بہتری اور آسانی پیدا کی جائے۔ تمہاری ضدیں، تمہاری قسمیں، تمہاری انائیں کبھی بھی کسی بات میں حائل نہ ہوں جس سے لوگ تنگ ہوں۔ اگر کوئی قاعدہ بن بھی گیا ہے یا کوئی فیصلہ ہو بھی گیا ہے اگر اس سے لوگ تنگ ہو رہے ہیں تو بدلا جا سکتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ لوگ ہمیشہ تمہارے پاس خوشی کی خبروں اور محبت اور پیار کے پیغاموں کے لئے اکٹھے ہوا کریں نہ کہ تنگ ہونے کے لئے دور بھاگتے چلے جائیں۔

عہدیداران، مربیان کا ادب واحترام اپنے دل اور لوگوں کے دلوں میں پیدا کریں

پھر دنیا میں ہر جگہ جماعتی عہدیداروں کی ایک یہ بھی ذمہ داری ہے کہ مبلغین یا جتنے واقفین زندگی ہیں ان کا ادب اور احترام اپنے دل میں بھی پیدا کیا جائے اور لوگوں کے دلوں میں بھی۔ ان کی عزت کرنا اور کروانا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا، حسب گنجائش اور توفیق ان کے لئے سہولتیں مہیا کرنا، یہ جماعت کا اور عہدیداران کا کام ہے تا کہ ان کے کام میں یکسوئی رہے۔ وہ اپنے کام کو بہتر طریقے سے کرسکیں۔ وہ بغیر کسی پریشانی کے اپنے فرائض کی ادائیگی کرسکیں۔ اگر مربیان کو عزت کا مقام نہیں دیں گے تو آئندہ نسلوں میں پھر آپ کو واقفین زندگی اور مربیان تلاش کرنے بھی مشکل ہو جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری کردہ واقفین نو کی تحریک کے تحت بہت سے واقفین نو بچے وقف کے میدان میں آ رہے ہیں۔ لیکن جتنا جائزہ مَیں نے لیا ہے میرے خیال میں جتنے مبلغین کی ضرورت ہے اتنے اس میدان میں نہیں آ رہے دوسری فیلڈز (Fields) میں جا رہے ہیں۔ بہرحال جب مربی کو مقام دیا جائے

گا، گھروں میں ان کا نام عزت و احترام سے لیا جائے گا، ان کی خدمات کو سراہا جائے گا تو یقیناً ان ذکروں سے گھر میں بچوں میں بھی شوق پیدا ہوگا کہ ہم وقف کر کے مربی بنیں۔ تو اس لحاظ سے بھی عہدیداران کو خیال کرنا چاہئے۔ چھوٹے موٹے اختلافات کو ایشو (Issue) نہیں بنا لینا چاہئے جس سے دونوں طرف بے چینی پھیلنے کا اندیشہ ہو....

عہدیداران مسکراتے چہرے کے ساتھ احباب کو ملیں

.....اب عہدیداروں کو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ لوگوں کے لئے پیار اور محبت کے پر پھیلائیں۔ خلیفہ وقت نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔ اور آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس پیاری جماعت کو آپ کی نگرانی میں دیا ہے۔ ان کا خیال رکھیں۔ ہر ایک احمدی کو یہ احساس ہو کہ ہم محفوظ پروں کے نیچے ہیں۔ ہر ایک سے مسکراتے ہوئے ملیں چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ بعض عہدیدار مَیں نے دیکھا ہے بڑی سخت شکل بنا کر دفتر میں بیٹھے ہوتے ہیں یا ملتے ہیں۔ ان کو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ پر عمل کرنا چاہئے جس کا روایت میں یوں ذکر آتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے مَیں نے اسلام قبول کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملاقات سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے تھے۔ (بخاری کتاب الأدب باب التبسم والضحک) تو کوئی پابندی نہیں تھی جب بھی ملتے مسکرا کر ملتے۔

بعض عہدیداروں کے متعلق شکوہ ہے کہ لوگ کسی کام کے لئے عہدیداروں کے پاس اپنے کام کا حرج کر کے جاتے ہیں تو بعض عہدیدار امراء، بعض دفعہ مہینہ مہینہ نہیں ملتے۔ ہوسکتا ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو کیونکہ شکایت کرنے والے بعض دفعہ مبالغہ بھی کر جاتے ہیں لیکن دنوں بھی کسی سے کیوں چکر لگوائے جائیں۔ اس لئے امراء کو چاہئے کہ وقت مقرر کریں کہ اس وقت دفتر ضرور حاضر ہوں گے اور پھر اس وقت میں لوگوں کی ضروریات پوری کریں۔ بعض امراء یہ کرتے ہیں کہ اپنے نمائندے بٹھا دیتے ہیں اور ان نمائندوں کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ فلاں فیصلہ بھی کرنا ہے۔ اب اگر اس فیصلے کے لئے جانا پڑے تو پھر ان کو انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ امراء خود جائیں یا پھر اپنے نمائندے کو پورے اختیار دیں کہ جو تم نے کرنا ہے کرو۔ سیاہ و سفید کے مالک ہو۔ پھر امیر بننے کی ضرورت ہی نہیں ہے پھر تو اسی کو امیر بنا دینا چاہئے۔ پھر مسکراتے ہوئے اور خوش دلی سے ملیں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کا معیار بڑا اونچا ہے۔ ہر احمدی، اگر امیر مسکرا کر ملتا ہے تو اس کی مسکراہٹ پر ہی خوش ہو جاتا ہے، چاہے کام ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی نیکی ہو۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء) تو مسکرا کر ملنا اور

بھائی کے جذبات کا خیال رکھنا بھی نیکی ہے۔تو نیکیوں کا پلڑا تو جتنا بھی بھاری کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔اس لئے عہدیداران کو، امراء کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

افراد جماعت (انصار) کا نظام جماعت میں کردار

اب مَیں افراد جماعت کو بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا نظام جماعت میں کیا کردار ہونا چاہئے۔ پہلی بات یاد رکھیں کہ جتنے زیادہ افراد جماعت کے معیار اعلیٰ ہوں گے اتنے زیادہ عہدیداران کے معیار بھی اعلیٰ ہوں گے۔پس ہر کوئی اپنے آپ کو دیکھے اوران معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کرے اوراپنے فرائض یعنی ایک فرد جماعت کے عہدیدار کے لئے کہ اطاعت کرنی ہے اس کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔ یہ نمونے جب آپ دکھا رہے ہوں گے تو اپنی نسلوں کو بھی بچا رہے ہوں گے۔انہی نمونوں کو دیکھتے ہوئے آپ کی اگلی نسل نے بھی چلنا ہے اورانہیں نمونوں پر جو نسلیں قائم ہوں گی وہ آئندہ جب عہدیدار بنیں گی تو وہ وہی نمونے دکھا رہی ہوں گی جو اعلیٰ اخلاق کے نمونے ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔جس نے حاکم وقت کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جو حاکم وقت کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ۔باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

امیر کی اور نظام جماعت کی اطاعت کے بارے میں یہ حکم ہے۔لوگ تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خلیفہ کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں، مکمل طور پر اطاعت میں ہیں، ہر حکم ماننے کو تیار ہیں۔لیکن فلاں عہدیدار یا فلاں امیر میں فلاں فلاں نقص ہے اس کی اطاعت ہم نہیں کر سکتے۔تو خلیفہ وقت کی اطاعت اسی صورت میں ہے جب نظام کے ہر عہدیدار کی اطاعت ہے۔اور تب ہی اللہ کے رسول کی اور اللہ کی اطاعت ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اوراس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔(صحیح مسلم کتاب الامارۃ) فرمایا کہ جو حالات بھی ہوں تمہاری حق تلفی بھی ہو رہی ہو، تمہارے سے زیادتی بھی ہو رہی ہو تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہ بھی ہو اور دوسرے کے ساتھ بہتر سلوک ہو رہا ہو، تب بھی تم نے کہنا ماننا ہے۔سامنے لڑائی جھگڑے کے لئے کھڑے نہیں ہو جانا۔کسی بات سے انکار نہیں کر دینا۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ اطاعت کرو۔ یہ بہرحال نظام جماعت میں بھی حق ہے کہ اگر کوئی غلط بات دیکھیں تو خلیفہ وقت کو اطلاع کر دیں اور پھر خاموش ہو جائیں، پیچھے نہیں پڑ جانا کہ کیا ہوا، کیا نہیں ہوا۔اطلاع کر دی، بس ٹھیک ہے۔

حضرت عبادہؓ بن صامت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے

وقت عہد لیا کہ تنگی ہو یا آسائش، خوشی ہو یا ناخوشی، ہر حال میں آپؐ کی بات سنیں گے اور اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے خواہ ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔ نیز ہم ان لوگوں سے جو کام کے اہل اور صاحب اقتدار ہیں، مقابلہ نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ ہم کھلا کھلا کفر دیکھیں اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی برہان آ جائے کہ حکام غلطی پر ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور حق بات کہیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

تو مطلب یہی ہے کہ اطاعت کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ حق بات کہنی ہے۔ سوائے شریعت کے واضح حکم کی کوئی خلاف ورزی کر رہا ہو تو پھر اطاعت نہ کریں جس طرح حکومت پاکستان نے احمدیوں پر پابندی لگا دی ہے کہ نمازیں نہیں پڑھنیں۔ تو یہ تو ہمارا ایک حق ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرنا۔ اور شریعت کے قانون پہ تو کوئی قانون بالا نہیں ہے اس لئے احمدی نمازیں پڑھتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ملکی قانون کی ہر طرح پابندی کی جاتی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے: ’حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو‘۔ یہ جو دو الفاظ ہیں ان کو اپنا شعار بناؤ، یہی تمہارا طریق ہونا چاہئے۔ ’خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے‘۔ کسی کو حقیر اور کمزور سمجھتے ہوا گر وہ بھی تمہارا امام ہے تو اطاعت کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اپنے امیر میں کوئی بظاہر ناگوار یا کوئی بری بات دیکھے تو وہ صبر کرے اور کیونکہ جو شخص تھوڑا سا بھی جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اور تعلق توڑ لیتا ہے وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن وتحذیر الدعاۃ الی الکفر)

احباب کو عہدیداران میں بُری بات دیکھ کر بھی جماعت سے تعلق نہیں توڑنا چاہئے

تو صبر سے مراد یہ ہے کہ امیر کی بری بات دیکھ کے یہ نہیں کہ پورے نظام کے خلاف ہو جاؤ۔ نظام سے وابستہ رہو اور وہ بات آگے پہنچا دو اور اس کے بعد صبر کرو۔ جماعت سے تعلق نہیں ٹوٹنا چاہئے۔ اگر تمہارا جماعت سے تعلق ٹوٹتا ہے تو یہ جہالت کی موت ہے۔ تو جن لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے اس لئے ہم ایک طرف ہو گئے نمازوں اور جمعوں پہ بھی بعض نے آنا چھوڑ دیا تو فرمایا کہ یہ ایسی حرکتیں ہیں، یہ جہالت کی حرکتیں ہیں۔ اکّا دکّا کوئی واقعات ہوتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے عموماً ایسا جماعت میں نہیں ہوتا۔ یہ جہالت کی حرکتیں جو ہیں ان سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ تمہارا کام یہ ہے کہ صبر کرو اور دعا کرو۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی کہا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری یہ نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کو قبول میں کروں گا۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عوفؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہیں۔تم ان پر لعنت بھیجتے ہو اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہیں۔راوی کہتا ہے کہ اس پر ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم ایسے سرداروں کو ان سے جنگ کر کے ہٹا کیوں نہ دیں۔آپؐ نے فرمایا نہیں جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے ہیں اس وقت تک کوئی ایسی بات نہیں کرنی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب الانکار علی الامراء فیما یخالف الشرع)

یعنی دینی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتے۔تو آنحضرتؐ نے یہ حکم واضح طور پر دے دیا کہ اگر کوئی اس قسم کے بھی لوگ ہوں جو اتنا تنگ کر دیں کہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے لگ جاؤ تب بھی ان سے بغاوت نہیں کرنی۔اللہ نہ کرے کہ کبھی جماعت کی یہ صورتحال ہو۔لیکن یہ ایک انتہائی مثال ہے ایسی صورتحال ہو بھی جائے جیسا کہ بتایا گیا ہے تب بھی تم نے فرمانبرداری دکھانی ہے۔دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے جماعت اور نظام جماعت کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔اگر افراد جماعت بھی اور عہدیدار بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، جماعتی وقار کی خاطر ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر اپنے خاص فضلوں کی بارش برساتا رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

پس آج یہ ہر احمدی کا کام ہے کہ خدا کی عظمت اور جلال کو قائم کرے اور اللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے پیار ومحبت شفقت اور فرمانبرداری کے نمونے دکھائے۔تاکہ اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں جگہ پائے۔اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔آمین

احباب کو نظام جماعت وخلافت سے اخلاص کے نمونے برقرار رکھنے کی نصیحت

جماعت کی جب ترقی ہوتی ہے تو حاسدوں کے حسد بھی بڑھ جاتے ہیں۔وہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ مختلف حیلوں، بہانوں سے جماعت میں بے چینی پیدا ہو، ہمدرد بن کر باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔حالانکہ یہ لوگ مخالفین کے آلہ کار بنے ہوئے ہوتے ہیں۔بعض دفعہ کسی عہدیدار کے متعلق کوئی بات کر کے بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بعض دفعہ فرد جماعت کے دل میں کسی عہدیدار کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔بعض دفعہ مرکزی عہدیداران کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور بعض دفعہ مجھے ایسے خط لکھ دیں گے اور عموماً ایسے خط بغیر نام اور پتے کے ہوتے ہیں کہ گویا جماعت میں اخلاص ووفا

کے نمونے نہیں رہے، نعوذ باللہ تمام عہدیدار بھی اور اکثریت جماعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دور ہٹ گئی ہے۔ یہ سب ان کے دلوں کی خواہش ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے مجھے لکھا اور ایسا بھیانک نقشہ کھینچا کہ گویا اب جماعت نام کی رہ گئی ہے، عمل ختم ہو گئے ہیں، کوئی چیز باقی نہیں رہی، اخلاص ختم ہو گیا ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں اور آپ ہی اس کا جواب بھی دے دیا کہ مجھے پتہ ہے آپ یہی جواب دیں گے جو حضرت علیؓ نے دیا تھا کہ پہلے خلفاء کے ماننے والے میرے جیسے لوگ تھے اور مجھے ماننے والے تم جیسے لوگ ہو۔ لیکن سن لیں میرا جواب یہ نہیں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ نے ہمیشہ قائم رہنا ہے اور وفا قائم کرنے والے اس میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ میرا جواب یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں لاکھوں، کروڑوں ایسے ہیں جو حضرت علیؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اخلاص و وفا کے نمونے قائم کرنا جانتے ہیں۔ نظام جماعت اور نظام خلافت کے لئے قربانیاں کرنا جانتے ہیں۔ یہ خوف دلانا ہے تو کسی دنیا دار کو دلاؤ۔ مَیں تو روزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتا ہوں۔ لوگوں کے اخلاص و وفا کے نظارے دیکھتا ہوں۔ مجھے تو یہ باتیں ڈرانے والی نہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کئے ہیں وہ انہیں پورا ہوتا ہمیں دکھا بھی رہا ہے اور ہمیشہ دکھاتا بھی رہے گا اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری نسلوں کو بھی دکھاتا رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بتائی ہوئی اسلامی تعلیم پر عاجزی اور وفا کے ساتھ چلتے رہیں

جماعت کو مَیں یہ کہتا ہوں کہ دعاؤں کے ساتھ ہر سطح پر اخلاص و وفا کے نمونے دکھاتے ہوئے اس اسلامی تعلیم پر عمل کرتے چلے جائیں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے۔ عاجزی اور وفا دکھاتے ہوئے اگر آپ چلتے رہیں گے تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جماعت سے چمٹے رہیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اُن لوگوں کو خطرہ ہے جو ٹھوکر کھا کر شیطان کے بہکاوے میں آ کر جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یا جماعت کے ساتھ چمٹے رہنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں۔ اُن کی دنیا و آخرت دونوں سنوری ہوئی ہیں اور انشاء اللہ سنوری رہیں گی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپؑ اپنی جماعت سے کیا امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے مطابق سب کو چلنے کی توفیق دے۔

فرمایا کہ:" میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ............تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل، اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو"۔

پھر فرمایا کہ:" اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ"۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا"

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 2 صفحہ 221)

تو یہ جو مجھے نصیحتیں کرنے والے ہیں ان کو سوچنا چاہئے کہ وہ جماعت میں نہیں رہ سکتے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے اور ہمیشہ جماعت کے ساتھ چمٹا رہ کر نظام جماعت کی اطاعت کر کے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھ کر ان فضلوں کے وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ اللہ سب کو توفیق دے۔ آمین"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 942 تا 960)

باب سوم

2005ء

کے

ارشادات وفرمودات

- ذیلی تنظیمیں چندہ وقف جدید اور چندہ دہندگان میں اضافہ کریں
- اسلام اور آنحضورؐ پر غیروں کے اعتراضات کا جواب دینے کی ذیلی تنظیموں کو تلقین
- خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدہ سنیں
- قائدین انصار کو کانسٹی ٹیوشن مہیا کریں
- کانسٹی ٹیوشن کے مطابق اپنی عاملہ بنائیں
- انصار وصیت کے نظام کی طرف جلدی بڑھیں
- عہدیداران اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں
- جماعتی وقار کے خلاف ہر بات عہدیداران کو بتلائیں
- مطالعہ کتب اور امتحانات میں اراکین عاملہ کو بھی شامل کریں
- عہدیدار جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا احترام اپنے دل میں پیدا کریں
- عہدیدران کو تعزیز یافتہ افراد سے تعلق رکھنے میں احتیاط کرنی چاہیئے
- پچاس فیصد انصار ایسے ہوں جن کے ہاں الفضل آتا ہو
- عہدیداران اپنے عہدہ جو ایک امانت ہے کی حفاظت کریں
- قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں
- نومبائعین کو نظامت جماعت میں ضم کریں
- ہمارے بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہی ہے
- عہدہ لے کر کام نہ کرنا اپنے نفس اور خدا کے ساتھ دھوکا ہے
- ذیلی تنظیمیں خوشی کے مواقع پر مساجد کی تعمیر میں چندہ دینے کی تلقین کریں
- ذیلی تنظیموں کا نظام شادی بیاہ پر نظر رکھیں
- انصار بوڑھے اور کمزور لوگوں کا وزٹ کریں
- ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں

ذیلی تنظیمیں چندہ وقف جدید اور چندہ دہندگان میں اضافہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 7 جنوری 2005ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّا ماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا۔ اور اُس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہوگا اور سب سے بڑا مقصد جو قربانی کا جذبہ دل میں پیدا کرنا ہے وہ حاصل ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اگر مائیں اور ذیلی تنظیمیں مل کر کوشش کریں اور صحیح طریق پر کوشش ہو تو اس تعداد میں آسانی سے (جو موجودہ تعداد ہے) دنیا میں 6 لاکھ کا اضافہ ہوسکتا ہے، بغیر کسی دقت کے۔ اور یہ تعداد آسانی سے 10 لاکھ تک پہنچائی جاسکتی ہے۔ کیونکہ موجودہ تعداد 4 لاکھ کے قریب ہے جیسا کہ مَیں آگے بیان کروں گا"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 9)

اسلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غیروں کے اعتراضات کا خطوط کے ذریعہ اخبارات میں جواب دینے کی ذیلی تنظیموں کو تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 18 فروری 2005ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"ایسے لوگ جو یہ لغویات، فضولیات اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے گزشتہ ہفتے بھی میں نے کہا تھا کہ جماعتوں کو انتظام کرنا چاہئے۔ مجھے خیال آیا کہ ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو بھی کہوں کہ وہ بھی ان چیزوں پہ نظر رکھیں کیونکہ لڑکوں، نوجوانوں کی آج کل انٹرنیٹ اور اخباروں پر توجہ ہوتی ہے، دیکھتے بھی رہتے ہیں اور ان کی تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ نظر رکھیں اور جواب دیں۔ اس لئے یہاں خدام الاحمدیہ بھی کم از کم 100 ایسے لوگ تلاش کرے جو اچھے پڑھے لکھے ہوں جو دین کا علم رکھتے ہوں۔ اور اسی طرح لجنہ اپنی 100 نوجوان بچیاں تلاش کر کے ٹیم بنائیں جو ایسے مضمون لکھنے والوں کے جواب مختصر خطوط کی صورت میں ان اخبارات کو بھیجیں جن میں ایسے مضمون آتے ہیں یا خطوط آتے ہیں۔

آج کل پھر اخباروں میں مذہبی آزادی کے اوپر ایک بات چیت چل رہی ہے۔اسی طرح دوسرے ملکوں میں بھی جہاں جہاں یہ اعتراضات ہوتے ہیں۔ وہاں بھی اخباروں میں یا انٹرنیٹ پر خطوط کی صورت میں لکھے جا سکتے ہیں۔ یہ خطوط گو ذیلی تنظیموں کے مرکزی انتظام کے تحت ہوں گے لیکن یہ ایک ٹیم کی Effort نہیں ہوگی بلکہ لوگ اکٹھے کرنے ہیں۔انفرادی طور پر ہر شخص خط لکھے یعنی 100 خدام اگر جواب دیں گے تو اپنے اپنے انداز میں۔خط کی صورت میں کوئی تاریخی، واقعاتی گواہی دے رہا ہوگا اور کوئی قرآن کی گواہی بیان کر کے جواب دے رہا ہوگا۔اس طرح کے مختلف قسم کے خط جائیں گے تو اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تصویر واضح ہوگی۔ایک حسن ابھرے گا اور لوگوں کو بھی پتہ لگے گا کہ یہ لوگ کس حسن کو اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے ماند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جو تصور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے لئے مسلمانوں کے پاس دلیل نہیں ہے اس لئے جلد غصے میں آجاتے ہیں۔اس کو بھی اس سے رد کرنا ہوگا۔ ہمارے پاس تو اتنی دلیلیں ہیں کہ ان کے پاس اتنی اپنے دفاع کے لئے نہیں ہیں۔لیکن کیونکہ مسلمان تمام انبیاء کو مانتے ہیں۔اس لئے انبیاء کے خلاف تو کوئی بات کر نہیں سکتے اور یہ لوگ بے شرم ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ اچھالنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کے شر سے پناہ دے"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 105-106)

خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدہ سنیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 3 مئی 2005ء کو نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کینیا مشرقی افریقہ کی میٹنگ میں شمولیت فرما کر درج ذیل ہدایات اراکین کو دیں۔

۞ صدر مجلس انصاراللہ کے انتخاب کے طریق کار کے بارہ میں حضور انور نے ان کو سمجھایا اور تفصیل کے ساتھ ان کو بتایا کہ کس طرح صدر کا انتخاب ہوتا ہے۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ اپنی رپورٹس میں جماعتوں کی بجائے مجالس کا لفظ استعمال کیا کریں۔حضور انور نے قائد عمومی کو ہدایت فرمائی کہ تمام مجالس سے رابطہ رکھنا، یاددہانیاں کروانا اور ان سے ماہانہ رپورٹس کا حصول اس شعبہ کی ذمہ داری ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ مجلس انصاراللہ براہ راست خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہے اس لئے آپ نے مجلس عاملہ انصاراللہ کی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے خلیفۃ المسیح کو بھجوانی ہے۔فرمایا رپورٹ باقاعدگی سے ہر ماہ بھجوائیں۔یہ نہیں کہ چند ماہ کی اکٹھی بھجوادی یا سال کے بعد بھجوادی یہ طریق درست نہیں ہے۔

۞ حضور انور نے تمام قائدین کو ہدایت فرمائی کہ اپنے اپنے شعبوں میں فعّال اور مستعد ہوں اور اپنی مجالس

سے با قاعدہ اپنے اپنے شعبوں کے بارہ میں رپورٹس حاصل کریں،ان کو یاددہانی کروائیں۔فرمایا مبلغین/معلمین سے بھی مدد لیں۔حضور نے فرمایا کہ گراس روٹ سے کام شروع کریں۔

۞ حضورانور نے چندوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہر ایک ناصر کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔جوغریب ہیں وہ بھی نظام میں شامل ہوں خواہ وہ آپ کے مقررہ ریٹ کے مطابق نہ بھی دیں۔جو بھی دے سکیں ان سے لیا جائے۔حضورانور نے فرمایا کہ آپ نے مجلس کا بجٹ اور تمام ضروریات خود پوری کرنی ہیں۔

۞ حضورانور نے قائد تبلیغ کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی جو 360 مجالس ہیں ان سب میں تبلیغی پلان بنائیں۔ یاددہانی کے خطوط بھیجیں اور یاددہانی کرواتے رہیں جب تک کہ اپنا مقصد حاصل نہ کرلیں۔

۞ حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے سالانہ اجتماع پر اچھی مجالس کو سندات خوشنودی اور جو مجلس اول آئے اس کو علمِ انعامی دیا جائے۔حضورانور نے قائد تعلیم کو ہدایت فرمائی کہ جو بالکل اَن پڑھ ہیں ان کو قرآن کریم ناظرہ پڑھائیں۔صرف نیروبی ریجن میں آپ نے کوشش نہیں کرنی بلکہ سارے ملک میں یہ انتظام کرنا ہے۔

۞ حضورانور نے قائد تحریک جدید کو ہدایت فرمائی کہ انصار کو تحریک جدید کے نظام میں شامل کریں۔غرباء کو بھی شامل کریں خواہ وہ ایک شلنگ چندہ دیں۔اسی طرح حضورانور نے قائد وقف جدید کو بھی ہدایت فرمائی کہ اپنے چندہ کے نظام کو منظّم کریں اور باقاعدہ فہرستیں بنائیں اور اپنے ممبران کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔

۞ حضورانور نے قائد تجنید کو فرمایا کہ آپ تمام مجالس سے اپنی تجنید مکمل کریں۔ممبران کی فہرستیں تیار ہوں جس میں ان کا نام،والد کا نام،پروفیشن،تعلیم وغیرہ کا ذکر ہو۔فرمایا اپنی تجنید مکمل کر کے رپورٹ بھجوائیں۔

۞ حضور نے قائد ایثار کو فرمایا کہ آپ غریب،ضرورتمند لوگوں کی مدد خدمت خلق فنڈ کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔ ہسپتالوں کی مدد سے Rural Area میں میڈیکل کیمپ لگا سکتے ہیں جہاں علاج کی سہولت نہیں ہے۔ حضورانور نے فرمایا کہ غرباء اور ضرورتمند لوگوں کی امداد اور میڈیکل کیمپ لگانے کا پروگرام، یہ دو مقاصد آپ حاصل کرلیں تو یہ آپ کے لئے بہت ہے۔ان دونوں پر توجہ دیں۔حضور نے فرمایا کہ ہومیوپیتھی کیمپ بھی لگائے جاسکتے ہیں۔

۞ حضور نے قائد تربیت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اس بات کی کوشش کریں کہ ہر ناصر پانچ نمازیں ادا کرے،نماز باجماعت ادا کرے،نماز جمعہ میں باقاعدہ شامل ہو۔خلیفۃ المسیح کے خطبات کو باقاعدہ سنیں۔جو ناظرہ قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں وہ تلاوت قرآن کریم روزانہ باقاعدہ کریں۔کم از کم دو رکوع کی تلاوت کریں۔جو قرآن کریم ناظرہ پڑھنا نہیں جانتے ان کے لئے سپیشل درس کا پروگرام ہو۔ان کے لئے جو اچھی آواز میں پڑھنے والا ہے دو رکوع کی تلاوت کر دے۔

۞ حضورانور نے فرمایا کہ نائب صدر اوّل کو سپیشل ڈیوٹی ''ایڈیشنل قائد تربیت نومبائعین'' کی دیں۔

یہ سب نومبائعین کی لسٹ بنائیں، کلاسز لگائیں، ان کو ٹرینڈ کریں، نظام میں شامل کریں، اپنے اجتماعات میں شامل کریں۔ آخر پر حضور انور نے فرمایا: اب مستعد ہو کر کام کریں اور اپنی خامیاں دور کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 20 مئی 2005ء)

قائدین انصار کو کانسٹی ٹیوشن مہیا کریں

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ تنزانیہ کے ساتھ مؤرخہ 13 مئی 2005ء بروز جمعۃ المبارک "مسجد سلام" میں میٹنگ میں حضور انور نے صدر صاحب انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ تمام قائدین کو انصار اللہ کا کانسٹی ٹیوشن (constitution) مہیّا کریں۔ ان کو علم ہونا چاہئے کہ ان کے شعبہ کا کیا کام ہے۔ ان کی کیا ذمہ داری ہے۔

- حضور انور نے بڑی تفصیل کے ساتھ قائدین کو ان کے شعبہ جات اور کام کے بارہ میں بتایا اور ان کو سمجھایا کہ کس طرح آپ نے اپنے شعبہ کے تحت پروگرام بنانے ہیں اور پھر ان پر عمل کرنا ہے اور کروانا ہے۔
- حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ہر ٹاؤن اور گاؤں میں جہاں انصار اللہ ممبران موجود ہیں وہ اپنی مجلس قائم کریں۔ حضور انور نے آمد اور اخراجات کا بجٹ بنانے کے بارہ میں بھی تفصیل کے ساتھ ان کو سمجھایا۔ حضور انور نے فرمایا اب وقت ہے کہ تمام ذیلی تنظیمیں فعّال ہوں اور مستعد ہوں تو ترقی کی رفتار کئی گنا ہو گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 جون 2005ء)

کانسٹی ٹیوشن کے مطابق اپنی عاملہ بنائیں اور ہر قائد کو اس کے فرائض سے آگاہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ مشرقی افریقہ میں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ یوگنڈا کے ساتھ میٹنگ میں مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ (جن کا تقرر حال ہی ہوا) کو مؤرخہ 22 مئی 2005ء بروز اتوار درج ذیل ہدایات سے نوازا۔

- ''اپنی عاملہ کا تقرر کر کے باقاعدہ منظوری حاصل کریں اور اپنی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائیں''۔
- حضور انور نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو بڑی تفصیل کے ساتھ انصار اللہ کا سارا نظام سمجھایا اور ہدایت دی کہ کانسٹی ٹیوشن (constitution) کے مطابق اپنی عاملہ بنائیں اور کانسٹی ٹیوشن کے مطابق ہر قائد کو اس کے فرائض کا علم ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا ''ہر گاؤں، قصبہ میں جہاں بھی انصار موجود ہیں وہاں انصار کی مجلس قائم کریں اور اس طرح گراس روٹ لیول سے اپنے کام کو منظّم کریں''۔ حضور انور نے

انصاراللہ کے چندوں کا بھی جائزہ لیا اور بجٹ بنانے کے بارہ میں بھی ہدایات سے نوازا۔
(الفضل انٹرنیشنل 1 جولائی 2005ء)

انصار وصیت کے نظام کی طرف جلدی بڑھیں

حضور انور کا ماہنامہ ''انصاراللہ'' وصیت نمبر کے لئے خصوصی پیغام

پیارے صدر صاحب مجلس انصاراللہ ربوہ

السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہٗ

یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' وصیت کے حوالہ سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

وصیت کے نظام کو قائم ہوئے خدا کے فضل سے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے دو سال قبل اس نظام کو جاری فرمایا۔ یہ آپؑ کی آخری وصیّت تھی جو آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو فرمائی اور یہ خوشخبری دی کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ۔آپ فرماتے ہیں۔

''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اسکی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں''
(الوصیّت۔روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

پس وصیت کا نظام اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ ہے۔اس نظام کے قیام سے جنت قریب کر دی گئی ہے۔اگر کوئی ایک وقت میں جنتی نہیں بھی تو وہ اس نظام میں شامل ہونے کی وجہ سے جنتی بنا دیا جائے گا۔ میں نے جلسہ سالانہ یو۔کے 2004ء کے اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے۔اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں اور ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ اس سال کے آخر تک اس نظام میں کم از کم پچاس ہزار موصی بن جائیں اور نظام کے قیام پر سو سال ہو جانے پر کم از کم پچاس فیصد چندہ دہند موصی بن جائیں اور ایسے مومن نکلیں کہ کہا جائے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔الحمدللہ کہ میری آواز پر مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت نے لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اور کثرت سے احمدی نظام وصیّت میں داخل ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی ان مالی قربانیوں کو

قبول فرماتے ہوئے اپنے قرب سے نوازے۔اس موقع پر میں اپنے انصار بھائیوں اور خاص طور پر صفِ دوم کے انصار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس طرف خاص توجہ دیں۔ وہ انصار جو اپنے دلوں میں ایمان اور اخلاص تو رکھتے ہیں مگر وصیّت کے بارہ میں سستی دکھلا رہے ہیں میری ان کو یہ نصیحت ہے کہ وہ اشاعتِ اسلام کی خاطر اور اپنے نفوس میں نیک اور پاک تبدیلیوں کے لئے وصیّت کی طرف جلدی بڑھیں کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ جنت کے حصول کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

زندگی بہت مختصر ہے اور نہیں معلوم کہ کس وقت خدا تعالیٰ کی طرف بلاوا آ جائے۔بعض بڑے مخلصین بغیر وصیت کے نظام میں شامل ہوئے وفات پا جاتے ہیں اور پھر حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ مقبرۂ موصیان میں دفن کئے جاتے۔ ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے قربانی کرنے والے ہیں کہ وہ اپنے اموال کے دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں مگر وصیت کرنے میں سستی کرتے ہیں ایسے دوستوں کو میرا یہ پیغام ہے کہ وہ سستیاں ترک کریں اور اس نظام میں شامل ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وصیت کی شرائط کو اگر غور سے پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ صرف ایک مالی قربانی کی ہی تحریک نہیں ہے بلکہ اپنے نفسوں کو پاک اور صاف کرنے کا ایک مسلسل جہاد ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو‘‘ پس اس لحاظ سے انصار کی یہ ذمّہ داری بھی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اپنی بیویوں اور اپنی اولادوں کو بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے تیار کریں۔ اپنے بچوں کی بچپن سے ہی دینی ماحول میں تربیت کریں، نمازوں کی عادت ڈالیں۔ مالی قربانی کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور نظام خلافت سے محبت اور اطاعت کا جذبہ ان میں اُجاگر کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے۔ اپنی نسلوں کو دنیا کے عذاب سے بچانے والے ہوں گے۔ قُوْا أَنفُسَكُمْ وأَهْلِيْكُمْ نَاراً (التحریم:7) پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے"

(الوصیت)

پس خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی راہیں تلاش کریں۔اس کی ایک راہ اس زمانہ میں نظام وصیت میں شامل ہونا ہے اس کے لئے جلد قدم بڑھائیں- پھر اس نظام کا نظام خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ ''الوصیت'' میں جن دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے- ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوگا یعنی نظامِ خلافت کا اجراء ہوگا جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا جب تک اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے تو جماعت کے تقویٰ کا معیار بھی بڑھتا رہے گا اور پھر ان قربانی والے متقیوں کے ذریعہ انشاء اللہ خلافت حقّہ اسلامیہ بھی ہمیشہ قائم رہے گی کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا وعدہ ہے- پس اس نعمت کی قدر کریں اور اس کے ساتھ کامل وفا اور پورے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہو جائیں اور یاد رکھیں کہ آپ کی ساری ترقیات خلافت سے ہی وابستہ ہیں- اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ میں سے ہر ایک خلافت احمدیہ کا فرمانبردار رہے اور نظام وصیت میں شامل ہو کر آپ خود بھی اور آپ کی نسلیں بھی خدا کے فضلوں کی وارث بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہوں- کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ

والسلام۔خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ انصار اللہ جون 2005ء صفحہ 9 تا 11)

عہدیداران اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 24 جون 2005ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے" کہ نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں ایک دوسرے کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔تو تقویٰ کا اعلیٰ معیار تبھی قائم ہوسکتا ہے جب پیار، محبت اور عاجزی اور ایک دوسرے کی خاطر قربانی کی روح پیدا ہو۔کیونکہ جس میں اپنے بھائی کے لئے محبت نہیں اس میں تقویٰ بھی نہیں۔جس میں انکسار نہیں وہ بھی تقویٰ سے خالی ہے۔جس دل میں اپنے بیوی بچوں کے لئے نرمی نہیں وہ بھی تقویٰ سے عاری ہے۔جو بیوی یا خاوند ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ بھی تقویٰ سے خالی ہیں۔ جو عہدیدار اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں وہ بھی تقویٰ سے خالی ہیں۔غرض کہ جو دل بھی اپنی اَنا اور تکبر یا کسی بھی قسم کی بڑائی دل میں لئے ہوئے ہے وہ تقویٰ سے عاری ہے۔ جو بھی اپنے علم کے زعم میں دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے وہ تقویٰ سے خالی ہے۔لیکن جو لوگ اپنی عبادتوں کے ساتھ ساتھ عاجزی اور

انکساری دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی عزت کرتے ہیں، ان سے محبت کرتے ہیں، ان کے حقوق ادا کرتے ہیں، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے ہیں اور یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا خوف ہے، صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت نے اس کی مخلوق سے محبت پر بھی ان کو مجبور کیا ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بے انتہا انعام پانے والے ہیں"......

ہر ایک آپس کی رنجش دور کرے

...... یہ وہ روح ہے جو ہر احمدی کے دل میں پیدا ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد آپ ہی وہ قوم ہیں جن پر دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی خواہش ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی چاہتے ہیں تو پھر اللہ کی مخلوق سے محبت بھی اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے اور اپنے انجام بخیر کے لئے اور اس کے سایہ رحمت میں جگہ پانے کے لئے کرنی ہوگی۔ اور جلسے کے یہ دن اس بات کی طرف توجہ پیدا کرنے کے لئے ٹریننگ کے طور پر ہیں۔ اس کی ابتدا آج سے ہی ہو جانی چاہئے۔ آج سے ہی ہر دل میں یہ ارادہ ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں، اپنے معیار اونچے کرنے ہیں۔ جو ناراض ہیں وہ ایک دوسرے کو گلے لگائیں، جو روٹھے ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے کو منائیں۔ جنہوں نے گلے شکوے دلوں میں بٹھائے ہوئے ہیں وہ ان گلوں شکووں کو اپنے دلوں سے نکال کر باہر پھینکیں۔ اور ان دنوں میں عبادتوں کے ساتھ ساتھ محبتیں بانٹنے کی بھی ٹریننگ حاصل کریں۔ یہ عہد کریں کہ پرانی رنجشوں کو مٹا دیں گے۔ ایک دوسرے کے گلے اس نیت سے لگیں کہ پرانی رنجشوں کا ذکر نہیں کرنا۔ ایک دوسرے سے کی گئی زیادتیوں کو بھول جانا ہے۔ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی بلکہ حقیقی مومن بن کر رہنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی گئی عبادتیں بھی قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور اللہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کی گئی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگیاں بھی اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پائیں۔ اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق مومن بن جائیں۔ تبھی ہم مومن بن سکتے ہیں جب یہ باتیں اپنے اندر پیدا کریں گے جن کے بارے میں ایک روایت میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

حضرت عامر کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب باب تراحم المومنین وتعاطفھم)

تقویٰ سے عاری عہدیداروں کے خلاف تعزیری کارروائی ہوگی

..... کچھ مرد غلط اور غلیظ الزام لگا کر بیویوں کو چھوڑ دیتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ایسے لوگوں کا تو قضا کو کیس سننا ہی نہیں چاہئے جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کو سیدھا انتظامی ایکشن لے کر امیر صاحب کو اخراج کی سفارش کرنی چاہئے۔ غرض کہ ایک گند ہے جو کینیڈا سمیت مغربی ملکوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ اور پھر اس طبقے کے لوگ ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ بعض بچیوں کے جب دوسری جگہ رشتے ہو جاتے ہیں تو ان کو تڑوانے کے لئے غلط قسم کے خط لکھ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی خوف نہیں ایسے لوگوں کو۔ اللہ تعالیٰ کے عظمت و جلال کی ان کو کوئی بھی فکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت سے دور رہنے کی ان کو کوئی بھی پروا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اور بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کریں اور اس تکلیف پر ایک جسم کی طرح، جس طرح جسم کا کوئی عضو بیمار ہونے سے تکلیف ہوتی ہے اُسے محسوس کریں، بے چینی کا اظہار کریں وہ بے حسی میں بڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مومنوں کو یہ فرما رہے ہیں کہ ایک لڑی میں پروئے جانے کے بعد تم ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرو۔ میاں بیوی کا بندھن تو اس سے بھی آگے قدم ہے۔ اس سے بھی زیادہ مضبوط بندھن ہے۔ یہ تو ایک معاہدہ ہے جس میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر تم یہ اقرار کرتے ہو کہ ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم اس اقرار کے ساتھ ان کے لئے اپنے عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہو کہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے ہم ہر وقت اس فکر میں رہیں گے کہ ہم کن کن نیکیوں کو آگے بھیجنے والے ہیں۔ وہ کون سی نیکیاں ہیں جو ہماری آئندہ زندگی میں کام آئیں گی۔ ہمارے مرنے کے بعد ہمارے درجات کی بلندی کے کام بھی آئیں۔ ہماری نسلوں کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے کام بھی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ کے نیچے یہ عہد و پیمان کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خبیر ہے۔ جو کچھ تم اپنی زندگی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرو گے یا کر رہے ہو گے دنیا سے تو چھپا سکتے ہو لیکن خدا تعالیٰ کی ذات سے نہیں چھپا سکتے۔ وہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ دلوں کا حال بھی جاننے والا ہے۔ دنیا کو دھوکا دے سکتے ہو کہ میری بیوی نے یہ کچھ کیا تھا یا بعض اوقات بیویاں خاوند پہ الزام لگا دیتی ہیں لیکن (اکثر صورتوں میں بیویوں پر ظلم ہو رہا ہوتا ہے) لیکن خدا تعالیٰ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مرد، عورت کو دھوکا دیتے ہیں۔ لڑکیاں بھی بعض اس زمرے میں شامل ہیں لیکن ان کی نسبت بہت کم ہے۔

اور پھر عہدیدار بھی غلط طور پر مردوں کی طرفداری کی کوشش کرتے ہیں۔ عہدیداروں کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں کہ اپنے رویوں کو بدلیں۔ اللہ نے اگر ان کو خدمت کا موقع دیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ نہ ہو کہ ایسے تقویٰ سے عاری عہدیداروں کے خلاف بھی مجھے تعزیری کارروائی کرنی پڑے۔

مرد کو اللہ تعالیٰ نے قَوَّام بنایا ہے،اس میں برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔اس کے اعصاب زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔اگر چھوٹی موٹی غلطیاں،کوتاہیاں ہو بھی جاتی ہیں تو ان کو معاف کرنا چاہئے.......

مخلوق سے ہمدردی اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث بنتی ہے

.......پس آپس میں ایسی محبت پیدا کریں کہ دوسرے کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں۔دوسرے کی ضروریات کو اس لئے پورا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کا باعث بنے گی اور آپ کی ضرورتیں بھی خدا تعالیٰ پوری فرماتا رہے گا۔دوسروں کی تکلیف دور کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کی بھی تکلیفیں دور فرمائے گا۔اور سب سے بڑی بات جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ قیامت کے دن ستاری ہو۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زمرے میں شامل فرمائے جن سے ہمیشہ ستاری اور مغفرت کا سلوک ہوتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق آپ کی خواہش کے مطابق ایسی جماعت بنے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بھی ہو اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والی بھی ہو آپس میں محبت اور اخوت کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والی بھی ہو۔آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو‘‘۔

(اطلاع منسلکہ آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور یہ ماحول تو یہاں میسر آ گیا ہے کہ ان تین دنوں میں دنیاداری سے ہٹ کر خالص اللہ کے ہوتے ہوئے اس کے حضور جھکتے ہوئے،اس سے مدد مانگتے ہوئے،اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی محبت،سب محبتوں پر غالب آ جائے۔اور یہ محبت اس وقت تک غالب نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کی محبت ٹھنڈی نہ ہو جائے۔اگر نمازیں پڑھ رہے ہیں اور اس طرح جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں کہ دنیا کے کام کا حرج نہ ہو جائے تو یہ تو انقطاع نہیں ہے۔یہ تو دنیا سے تعلق توڑنے والی بات نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ دنیاوی کاموں کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ یہ بھی ناشکری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کام کے جو موقعے دیئے ہیں ان سے پورا فائدہ نہ اٹھایا جائے۔لیکن اگر یہ کام،یہ کاروبار،یہ جائیدادیں خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی ہیں تو پھر ایسے کام بھی،ایسی ملازمتیں بھی،ایسے کاروبار بھی ایسی جائیدادیں بھی پھینک دینے کے لائق ہیں۔اگر ملازمتوں میں،کاروباروں میں خدا تعالیٰ کو بھلا کر دھوکے اور فراڈ کئے جا رہے ہیں تو ایسے کاروبار اور ایسی ملازمتوں پر لعنت ہے۔لیکن اگر یہی کام،یہی کاروبار،یہی جائیدادیں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کا باعث بن رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا

باعث بن رہی ہیں تو یہی چیزیں ہیں جو بندے کو خدا تعالیٰ کے سایہ رحمت میں رکھ رہی ہیں اور سایہ رحمت میں رکھنے کے قابل بنا رہی ہیں۔ پس احمدی کی دنیا داری بھی دین کی خاطر ہونی چاہئے۔

پھر ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

" اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 99، البدر صفحہ 3 تا 8 مورخہ 8 ستمبر 1904ء)

عہدیداران عبادتوں اور اعلیٰ اخلاق میں نمونہ بنیں

پس ہم میں سے ہر ایک اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے کہلا سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد اعلیٰ اخلاق بھی اپنائے جائیں۔ دراصل تو اعلیٰ اخلاق بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہی ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ اخلاق بھی تقویٰ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر اپنی محبت اور اس کے نتیجے میں تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جن برائیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے ان سے مکمل بچنے والے ہوں۔ اپنے دلوں کو کینوں اور بغضوں سے پاک کرنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی رنجشوں کو جماعتی رنگ دینے والے نہ ہوں۔ کسی عہدیدار سے ذاتی عناد یا رنجش کی وجہ سے اس عہدیدار کی حکم عدولی کرنے والے نہ ہوں۔ اور اسی طرح عہدیداران بھی اپنی کسی ذاتی

رنجش کی وجہ سے کسی کے خلاف ایسی کارروائی نہ کریں جس سے ان کے عہدے کا ناجائز استعمال ظاہر ہوتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو موقع دیا ہے کہ وہ جماعتی عہدیدار بنایا گیا ہے اس پر خدا کا شکر کریں۔، نہ کہ اس وجہ سے گردنیں اکڑ جائیں اور تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے۔ جماعتی عہدیداران کو اپنی عبادتوں میں بھی اور اعلیٰ اخلاق میں بھی ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ عاجزی اور انکساری کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں۔ عدل اور انصاف کے بھی تمام تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ پس جہاں ایک عام احمدی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرے، صبر سے کام لے، ایک دوسرے کے قصوروں کو معاف کرنے کی عادت ڈالے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق جماعت کا فرد بنے تا کہ دشمن کے ہنسی ٹھٹھا سے بھی بچے۔ کیونکہ جب احمدی اتنے دعووں کے بعد ایسی غلطیاں کرتا ہے تو دشمن کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے، مخالفین کے لئے جماعت پر انگلیاں اٹھانے کا باعث بنتا ہے۔ اور کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی غیرت رکھتا ہے ایسی حرکتوں کی وجہ سے وہ احمدی جس نے دشمن کو ہنسی کا موقع دیا اللہ تعالیٰ کے قرب سے گر جاتا ہے۔ تو جب ایک عام احمدی کی ایسی حرکتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا تو جو عہدیدار ہیں وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں زیادہ ہیں۔ اس لئے ان کو اور زیادہ استغفار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا اہل بنائے کہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرسکیں"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 375-384)

جماعتی وقار کے خلاف ہر بات عہدیداران کو بتلائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم جولائی 2005ء کو کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے بعد اگلے خطبہ جمعہ میں عہدیداران کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا۔

"یاد رکھیں جہاں محبت کرنے والے دل ہوتے ہیں وہاں فتنہ پیدا کرنے والے شیطان بھی ہوتے ہیں جو اس تعلق کو توڑنے یا اس تعلق میں رخنے ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں سے بھی آپ کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ اپنے ماحول پر نظر رکھنی ہے۔ کہیں سے بھی کوئی ایسی بات سنیں جو جماعتی وقار یا خلافت کے احترام کے خلاف ہو تو فوری طور پر عہدیداران کو بتائیں، امیر صاحب کو بتائیں، مجھے بتائیں۔ کیونکہ بعض دفعہ بظاہر بہت چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن اندر ہی اندر پکتی رہتی ہیں اور پھر بعض کمزور طبائع کو خراب کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ عہدیداران بھی اپنے اندر یہ عادت پیدا کریں کہ جب ایسی باتیں سنیں تو سن کر سرسری طور پر دیکھنے کی بجائے اس کی تحقیق کرلیا کریں، یا کم از کم نظر رکھا کریں۔ ایک دفعہ اگر سنی ہے تو ذہن میں رکھیں اور اگر دوبارہ سنیں تو بہرحال اس پر توجہ دینی چاہئے۔ امیر صاحب کو بتائیں پھر مجھے بھی بتائیں اسی

واسطے سے، بعض دفعہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ چھوٹی سی بات لگ رہی ہوتی ہے اس لئے کہ ہر ایک کو اس کے پس منظر کا، بیک گراؤنڈ کا پتہ نہیں ہوتا۔ اس کی جڑیں کسی اور جگہ ہوتی ہیں۔ اس لئے کسی فتنے کو کبھی چھوٹا نہ سمجھیں، اگر کوئی ایسی بات ہے جو وقتی ہے، آپ کے نزدیک سطحی سی بات ہے، اور غصے میں کسی نے کہہ دی ہے تو اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ اور اِن وقتی شکایتوں اور شکووں کو دُور کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ اور عہدیداروں کی طرف سے بھی کی جانی چاہئے۔

عہدیداروں کو اس بات کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور ایسی باتیں سننی چاہئیں تا کہ توجہ نہ دینا فرد جماعت اور عہدیداروں میں دوری پیدا کرنے کا باعث نہ بن جائے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا جب بھی کسی بات کا مجلسوں میں ذکر ہو رہا ہے اور پھر شرارت پھیلانے کی غرض سے ذکر ہو رہا ہے تو اس کا پتہ چل جاتا ہے۔ بہر حال ہر صورت میں جب بھی آپ کوئی ایسی بات سنیں جس میں ذرا سی بھی نظام کے خلاف کسی بھی قسم کی بو آتی ہو تو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس لئے یہاں سمیت تمام دنیا کے عہدیداران بھی اور امراء بھی جہاں جہاں بھی ہیں، ان سے مَیں کہوں گا کہ اپنے آپ کو ایک حصار میں، ایک شیل (Shell) میں بند کر کے یا محصور کر کے نہ رکھیں، جہاں صرف ایسے لوگ آپ کے اردگرد ہوں جو ''سب ٹھیک ہے'' کی رپورٹ دینے والے ہوں۔ بلکہ ہر ایک احمدی کی ہر متعلقہ امیر اور عہدیدار تک پہنچ ہونی چاہئے تا کہ ہر طبقے اور ہر قسم کے لوگوں سے آپ کا براہ راست تعلق ہو۔ بعض دفعہ، بعض نوجوان بھی ایسی معلومات دیتے ہیں اور ایسی عقل کی بات کہہ دیتے ہیں جو بڑی عمر کے لوگ یا تجربہ کار لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی۔ اس لئے کبھی بھی، کسی بھی نوجوان کی یا کم پڑھے لکھے کی بات کو تخفیف یا کم نظر سے نہ دیکھیں۔ وقعت نہ دیتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ ہر بات کو توجہ دینی چاہئے۔ پھر بعض دفعہ نوجوانوں کے ذہنوں میں بعض سوال اٹھتے ہیں اور اس معاشرے میں اور آج کل کے نواجونوں کے ذہن میں بھی باتیں اٹھتی رہتی ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ اور ایسا کیوں نہیں ہے؟۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو بھی، لجنہ اماء اللہ کو بھی اور جماعتی عہدیداران کو بھی ایسے نوجوانوں کی تسلی کرانی چاہئے، ان کو تسلی بخش جواب دینے چاہئیں تا کہ کسی فتنہ پرداز کو ان کو استعمال کرنے کا موقع نہ ملے۔

عہدیداران خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں

پھر عہدیداران جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں وہ صرف عہدے کے لئے عہدیدار نہیں ہیں بلکہ خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ نظام جماعت، جو نظام خلافت کا ایک حصہ ہے، کی ایک کڑی ہیں۔ ہر عہدیدار اپنے دائرے میں خلیفہ وقت کی طرف سے، نظام جماعت کی طرف سے تفویض کئے گئے، ان کے سپرد کئے گئے اس حصہ فرض کو صحیح طور پر سرانجام دینے کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے ایک عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہئے۔ اور

اُن عہدیداروں میں اپنے آپ کو شمار کرنا چاہئے جن سے لوگ محبت رکھتے ہوں۔ جس کا ایک حدیث میں یوں ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔

(مسلم کتاب الامارۃ۔ باب خیار الائمۃ وشرارھم)

تو اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے تمام عہدیدار اپنے فرائض نبھائیں اور جب فیصلے کرنے ہوں تو خالی الذہن ہو کر کیا کریں، کسی طرف جھکاؤ کے بغیر کیا کریں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تقویٰ یہی ہے کہ اگر اپنے خلاف یا اپنے عزیز کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو دے دیں۔ لیکن انصاف کے تقاضے پورے کریں تو پھر ایسے عہدیدار اللہ کے محبوب بن رہے ہوں گے جیسا کہ ایک حدیث میں ذکر آتا ہے۔

حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب اور ان سے زیادہ قریب انصاف پسند حاکم ہوگا اور سخت ناپسندیدہ اور سب سے زیادہ دور ظالم حاکم ہوگا۔

(ترمذی ابواب الاحکام باب ماجاء فی الامام العادل)

عہدیدار اپنے دائرے میں نگران ہے

یہاں حاکم تو نہیں ہیں لیکن عہدے بہرحال آپ کے سپرد کئے گئے ہیں، ایک ذمہ واری آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ ایک دائرے میں آپ نگران بنائے گئے ہیں۔ پس یہ جو خدمت کے مواقع دیئے گئے ہیں یہ حکم چلانے کے لئے نہیں دیئے گئے بلکہ خلیفہ وقت کی نمائندگی میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ہیں۔

خلیفہ وقت کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں یہ فرمادیا ہے کہ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (صٓ: 27) یعنی پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کر اور اپنی خواہش کی پیروی مت کر۔ وہ تجھے اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔

عہدیداران سے خلیفہ وقت نے انصاف کے ساتھ فرائض ادا کرنے کی امید رکھی ہے

پس جب عہدیداران پر خلیفۂ وقت نے اعتماد کیا ہے اور اُن سے انصاف کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کی امید رکھی ہے۔ کیونکہ ہر جگہ تو خلیفۂ وقت کا ہر فیصلہ کے لئے پہنچنا مشکل ہے، ممکن ہی نہیں ہے۔ تو اگر عہدیداران، جن میں قاضی صاحبان بھی ہیں، دوسرے عہدیداران بھی ہیں اپنے فرائض انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا نہیں کرتے تو پھر اللہ کی گرفت کے نیچے آتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ

دوہرے گناہگار ہو رہے ہوتے ہیں۔ دوہرے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ایک اپنے فرائض صحیح طرح انجام نہ دے کر، دوسرے خلیفۂ وقت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا کر، خلیفۂ وقت کے علم میں صحیح صورت حال نہ لا کر۔ نمائندے کی حیثیت سے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، عہدیداران کا یہ فرض بنتا ہے کہ خلیفۂ وقت کو ایک ایک بات پہنچائیں۔

یہ خیال کہ خلیفۃ المسیح کو کوئی بات بتلانا تکلیف دہ ہوگا، شیطانی خیال ہے

بعض دفعہ بیوقوفی میں بعض لوگ یہ کہہ جاتے ہیں، ان میں عہدیدار بھی شامل ہیں، کہ ہر بات خلیفہ وقت تک پہنچا کر اسے تکلیف میں ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ عام لوگ بھی جس طرح مَیں نے کہا کہہ دیتے ہیں کہ اپنی تکلیفیں زیادہ نہ لکھو جو مسائل ہیں وہ نہ لکھو۔ وہ کہتے یہ ہیں کہ پہلے تھوڑے معاملات ہیں؟ پہلے تھوڑی پریشانیاں ہیں؟ جماعتی مسائل ہیں جوان کو اور پریشان کیا جائے۔ تو یاد رکھیں، میرے نزدیک یہ سب شیطانی خیال ہیں، غلط خیال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا براہ راست حکم خلیفہ کے لئے ہے اور کیونکہ کام کے پھیل جانے کی وجہ سے، کام بہت وسیع ہو گئے ہیں، پھیل گئے ہیں، خلیفہ وقت نے اپنے نمائندے مقرر کر دیئے ہیں تا کہ کام میں سہولت رہے۔ لیکن بنیادی طور پر ذمّہ داری بہرحال خلیفۂ وقت کی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کو ذمّہ دار ٹھہرایا ہے تو پھر اس کی مدد کے لئے وہ تیار رہتا ہے۔ کیونکہ خلیفہ بنایا بھی اُس نے ہے تو یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے بھی خود، ذمّہ داری بھی اس پر ڈالے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کا ہاتھ بھی اس پر نہ رکھے۔ اس لئے یہ تصور ہی غلط ہے کہ خلیفۂ وقت کو تکلیف نہ دو۔ خلیفہ کی جو برداشت ہے اور تکلیف دہ باتیں سننے کا جس قدر حوصلہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہوتا ہے یا خلافت کے انعام کے بعد جس طرح اس کو بڑھا تا جاتا ہے کسی اور کو نہیں دیتا۔ اس لئے یہ ساری ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سے ادا کروانی ہوتی ہے۔ بہرحال وہ حوصلہ بڑھا دیتا ہے۔ اس لئے یہ تصور غلط ہے کہ تکلیف نہ دو۔ کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور تکلیف پہنچانا اس حد تک جائز ہے بلکہ ہر ایک کا فرض ہے۔

پس اس تصور کو عہدیداران جن کے ذہنوں میں یہ بات ہے کہ خلیفہ وقت کو تکلیف کیا دینی ہے، وہ ذہن سے یہ بات نکال دیں اور مجھے بھی گناہگار ہونے سے بچائیں اور خود بھی گناہگار ہونے سے بچیں۔ اگر اصلاح کی خاطر کسی بڑے آدمی کے خلاف بھی کارروائی کرنی پڑے تو کریں اور اس بات کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کریں کہ اس کے کیا اثرات ہوں گے۔ اگر فیصلے تقویٰ پر مبنی اور نیک نیتی سے کئے گئے ہیں تو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہمیشہ آپ کے شامل حال رہے گی۔ ورنہ یاد رکھیں اگر جماعت احمدیہ الٰہی جماعت ہے اور یقیناً الٰہی جماعت ہے تو پھر اس کی رہنمائی بھی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے، فرماتا رہے گا۔ ایک حد تک تو بعض عہدیداران سے صرف نظر ہو گی لیکن پھر یا تو خلیفۂ وقت کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا یا کسی اور ذریعہ

سے اس عہدیدار سے خدمت کا موقع چھین لے گا، اس کو خدمت سے محروم کر دے گا۔ پس تمام عہدیداران تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ہمیشہ اپنے فرائض منصبی ادا کریں۔ اور آپ کا کبھی کوئی فیصلہ، کبھی کوئی کام نفسانی خواہشات کے زیراثر نہ ہو۔ اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔

خلیفہ وقت اور افراد جماعت کا لطیف تعلق اور عہدیداران کی ذمہ داریاں

دوسری بات مَیں احباب جماعت سے یہ کہنا چاہتا ہوں، جیسے کہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں کہ ایک بہت بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق رکھتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں یہ ریزولیوشنز، یہ خط، یہ وفاؤں کے دعوے تب سچے سمجھے جائیں گے، تب سچے ثابت ہوں گے جب آپ ان دعووں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ نہ کہ وقتی جوش کے تحت نعرہ لگالیا اور جب مستقل قربانیوں کا وقت آئے، جب وقت کی قربانی دینی پڑے، جب نفس کی قربانی دینی پڑے تو سامنے سوسو مسائل کے پہاڑ کھڑے ہو جائیں۔ پس اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظام جماعت جو نظام خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے تقویٰ پر قائم رہنے کی جو تلقین کی جاتی ہے اور یقیناً یہ خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہی ہے، اس پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی جس آیت میں خلافت کا انعام دیئے جانے کا وعدہ فرمایا ہے اس سے پہلی آیتوں میں یہ مضمون بھی بیان ہوا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کا تقویٰ اختیار کرو تو پھر تمہاری کامیابیاں ہیں۔ ورنہ پھر کھوکھلے دعوے ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے اور ہم وہ کر دیں گے۔ ہم آگے بھی لڑیں گے، ہم پیچھے بھی لڑیں گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ط وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ط قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِّمَا تَعْمَلُوْنَ (النور:53-54)

یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تُو انہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تُو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ۔ دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

پس اگر حقیقت میں یہ سچا دعویٰ ہے تو پھر تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کریں، اس کے بندوں کے حقوق ادا کریں، جلسے کے دنوں میں جو نصائح کی گئی تھیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے

اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے اس عہد پر عمل کر کے دکھائیں کہ ہر معروف فیصلے پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ ورنہ یہ عہد یہ دعوے کھوکھلے ہیں۔ تم اپنی باتوں سے تو زبانی جمع خرچ میں یہ کہہ سکتے ہو کہ ہاں ہم یوں کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ان دعووں کی کنہ تک سے واقف ہے۔ اس کو گہرائی تک علم ہے۔ دلوں کا حال جانتا ہے۔ باتوں کی اصل حقیقت کو جانتا ہے۔ اس لئے اس کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ پس اللہ کا یہ خوف دل میں رکھتے ہوئے ہر احمدی کو اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر اس طرح زندگی گزارو گے تو تمہارا خلافت کے ساتھ تعلق بھی مضبوط ہوگا اور کیونکہ یہ تعلق خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرماتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے فیض پانے والے ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو نیک اعمال بھی بجا لانے والے ہوں۔ پس خلافت سے تعلق مشروط ہے نیک اعمال کے ساتھ۔ خلافت احمدیہ نے تو انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ لیکن نظام خلافت سے تعلق انہیں لوگوں کا ہوگا جو تقویٰ پر چلنے والے اور نیک اعمال بجا لانے والے ہوں گے۔ اگر جائزہ لیں تو آپ کو نظر آ جائے گا کہ جن گھروں میں نمازوں میں بے قاعدگی نہیں ہے، ان کا نظام سے تعلق بھی زیادہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں ان کا خلافت اور نظام سے تعلق بھی زیادہ ہے۔ اور جن گھروں میں نمازوں میں بے قاعدگیاں ہیں، جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے میں وہ شدت نہیں ہے احمدی ہونے کے باوجود نظام جماعت کا احترام نہیں ہے، لوگوں کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کرتے وہی لوگ ہیں جن کے گھروں میں بیٹھ کر خلیفۂ وقت کے بارہ میں بعض منفی تبصرے بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو نظام جماعت اور جماعتی عہدیداران سے بالا بھی وہاں سمجھا جا رہا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ تبصرے شروع کرتے ہیں عہدیداروں سے اور بات پہنچتی ہے خلیفۂ وقت تک۔ جب نظام جماعت کی طرف سے ان کے خلاف کوئی فیصلہ آتا ہے تو اس پر بجائے استغفار کرنے کے اعتراض ہو رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ نظام جماعت میں تو خلافت کی وجہ سے یہ سہولت میسّر ہے کہ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ کوئی فیصلہ کسی فریق کی طرفداری میں کیا گیا ہے تو خلیفۂ وقت کے پاس معاملہ لایا جا سکتا ہے۔ اگر پھر بھی بعض شواہد یا کسی کی چرب زبانی کی وجہ سے فیصلہ کسی کے خلاف ہوتا ہے تو اس کو تسلیم کر لینا چاہئے اور بلاوجہ نظام پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ اعتراض تو بڑھتے بڑھتے بہت اوپر تک چلے جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر اس حدیث کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے، پیش نظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے میرے سے فیصلہ اپنے حق میں کروا لیتا ہے حالانکہ وہ حق پہ نہیں ہوتا تو وہ آگ کا گولہ اپنے پیٹ میں ڈال رہا ہوتا ہے۔ یعنی اس وجہ سے وہ اپنے پر جہنم واجب کر رہا ہوتا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس فعل کی وجہ سے اس دنیا میں بھی اذیت میں مبتلا

رکھے۔اس کو کئی قسم کے صدمات پہنچ رہے ہوں مختلف طریقوں سے۔مختلف وجوہات سے وہ مشکلات میں گرفتار ہو جائے۔تو بہر حال جیسا کہ مَیں پہلے عہدیداران سے بھی کہہ آیا ہوں کہ انہیں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلے کرنے چاہئیں۔لیکن فریقین سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ بھی حسن ظنی رکھیں اور اگر فیصلے خلاف ہو جاتے ہیں تو معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں۔اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے دوسرے فریق کو آگ کا گولہ پیٹ میں بھرنے دیں۔اور لڑائیوں کو طول دینے اور نظام جماعت سے متعلق جگہ جگہ باتیں کرنے کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم پر عمل کریں کہ سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔اللہ تعالیٰ سب میں یہ حوصلہ پیدا فرمائے اور ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے۔

میاں بیوی کے جھگڑوں میں عہدیداران کا کردار

لیکن یہاں مَیں عہدیداران خاص طور پر امراء کے لئے ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان مغربی ممالک میں جیسا کہ مَیں اپنے جلسے کی تقریر میں ذکر کر چکا ہوں عائلی یا میاں بیوی کے جھگڑوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔اور یہ جھگڑے ایسی نوعیت اختیار کر جاتے ہیں کہ علم ہونے اور ہمدردی ہونے کے باوجود نظام جماعت بعض پابندیوں کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا۔کیونکہ بعض صورتوں میں ملکی قانون ایک فریق کو حق پر نہ ہونے کے باوجود اس کے شرعی حقوق کی وجہ سے بعض حق دے دیتا ہے۔اس لئے ایسے مرد جو ظلم کر کے اپنی بیویوں کو گھروں سے نکال دیتے ہیں۔یہ بھی نہیں دیکھتے کہ موسم کی شدت کیا ہے۔پھر ایسے ظالم باپ ہوتے ہیں کہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اس موسم کی شدت میں ماں کی گود میں چند ماہ کا بچہ ہے۔تو ایسے لوگوں کے خلاف نظام جماعت کو عورت کی مدد کرنی چاہئے۔پولیس میں بھی اگر کیس رجسٹر کروانا پڑے تو کروانا چاہئے۔یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ ہم جماعت میں فیصلہ کر لیں گے اور باہر نہ نکلیں۔بعد میں اگر فیصلہ جماعت کے اندر کیا جا سکتا ہو تو کریں،کیس واپس لیا جا سکتا ہے۔لیکن ابتدائی طور پر ضرور رپورٹ ہونی چاہئے۔اور پھر جو لاوارث اور بے سہارا عورتیں ہیں،ان ملکوں میں آ کر لاوارث بن جاتی ہیں کیونکہ والدین یہاں نہیں ہوتے،مختلف غیروں کے گھروں میں رہ رہی ہیں ان کو بھی جماعت کو سنبھالنا چاہئے،ان کی رہائش کا بھی جماعت بندوبست کرے،ان کے لئے وکیل کا انتظام کرے۔(اور پھر ظاہر تو ہو جاتا ہے،پردہ پوشی کی جائے تو الگ بات ہے)۔ایسے ظالم خاوندوں کے خلاف جماعتی تعزیر کی سفارش بھی مجھے کی جائے۔تو اس کے لئے فوری طور پر امریکہ اور کینیڈا کے امراء ایسی فہرستیں بنائیں،بعض دوسرے مغربی ممالک میں بھی ہیں،لجنہ کے ذریعہ سے بھی پتہ کریں اور ایسی عورتوں کو ان کے حق دلوائیں۔اور جن عورتوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے اور نظام جماعت بھی اس بارے میں حرکت میں نہیں آ رہا تو یہ عورتیں مجھے براہ راست لکھیں"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 389-396)

مطالعہ کتب اور امتحانات میں اراکین مجلس عاملہ کو بھی شامل کریں

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کینیڈا کے ساتھ مؤرخہ 5 جولائی 2005ء بروز منگل حضور انور نے میٹنگ میں نائب صدر صف دوم کو ہدایت فرمائی کہ صف دوم کے تمام انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔ ان کی سائیکل ریس وغیرہ کروالیا کریں۔ آؤٹنگ (outing) وغیرہ کے پروگرام ہونے چاہئیں۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے ان کے بجٹ، چندہ دینے والے انصار کی تعداد، کمانے والے انصار کی تعداد اور اس تعلق میں دیگر امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔ معاون صدر سے حضور انور نے ان کے سپرد کام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ قائد صحت جسمانی نے حضور انور کی خدمت میں مختلف ٹورنامنٹس اور کھیلوں کی رپورٹ پیش کی۔ قائد ایثار نے خدمت خلق کے کام کے بارہ میں رپورٹ پیش کی۔ حضور انور نے قائد ایثار کو فرمایا کہ انصاراللہ کا لائحہ عمل پڑھیں اس کے مطابق سکیم بنا کر کام کریں۔

۞ قائد وقف جدید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انصار سے ذاتی رابطے پیدا کریں تا کہ آپ کا ٹارگٹ پورا ہو۔

۞ قائد تربیت نے حضور انور کو بتایا کہ نماز باجماعت کے قیام کی طرف توجہ دی جارہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس کا Follow Up ہونا چاہئے۔ اصل چیز یہ نہیں ہے کہ سکیم بنائی یا پروگرام بنایا۔ اصل چیز یہ ہے کہ کیا حاصل ہوا ہے اور کیا نتیجہ نکلا ہے؟۔

۞ قائد تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مطالعہ کتب میں اور امتحانات میں مجلس عاملہ کو بھی شامل کریں اور ان سے رپورٹ لیتے رہا کریں کہ کتنے صفحات کا مطالعہ کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے خزانے میں سے حصہ لیتے رہیں۔

۞ ایڈیشنل قائد مال کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ چندہ کے سلسلہ میں ہر ایک سے رابطہ رکھیں اور سبھی کو اس نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

۞ انصاراللہ کے اراکین خصوصی سے حضور انور نے فرمایا کہ اپنے لئے اور باقیوں کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دیتا ہے۔

۞ قائد اشاعت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ رسالہ انصاراللہ جو آپ کو پاکستان سے آتا ہے اس کی تعداد بڑھائیں۔ آپ کے جو Active انصار ہیں وہ یہ رسالہ لگوا سکتے ہیں۔

۞ قائد تجنید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ہر سال آپ کی تجنید مکمل ہونی چاہئے۔ خدام انصار میں آرہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر سال تجنید مکمل کیا کریں۔ فرمایا قائد تجنید بہت مستعد ہونا چاہئے۔

۞ قائد عمومی کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جن مجالس سے آپ کو رپورٹس موصول نہیں ہوتیں ان کو

بار بار یاددہانی کروائیں اور ان کے پیچھے پڑیں اور کوشش کریں کہ آپ کو سو فیصد مجالس سے رپورٹس ملیں۔
(الفضل انٹرنیشنل 19 اگست 2005ء)

ذیلی تنظیموں کے عہدیدار، جماعتی اور دوسری ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کا احترام اپنے دل میں پیدا کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 26 اگست 2005ء کو جرمنی کے جلسہ سالانہ کے دنوں میں حبل اللہ کے معانی بیان کرتے ہوئے ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو یہ نصائح فرمائیں۔

"یہاں اس ملک میں آکر آپ میں سے بہتوں کے جو معاشی حالات بہتر ہوئے ہیں اس بات سے آپ کے دلوں میں ایک دوسرے کی خاطر مزید نرمی آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے آگے سر مزید جھکنا چاہئے کہ اس نے احسان فرمایا اور اس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رسّی کو مزید مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اس کے حکموں پر عمل کیا جائے۔ اپنے بھائیوں کے حقوق ادا کئے جائیں اور یوں اللہ کا پیار بھی حاصل کیا جائے۔ اور جہاں ہم اس طرح اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر رہے ہوں گے وہاں آپس کی محبت اور پیار اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی وجہ سے آپس میں مضبوط بندھن میں بندھ رہے ہوں گے۔ اور جب ہم اس طرح بندھے ہوں گے اور اللہ کی رسّی کو تھامے ہوئے اس کے احکامات پر عمل کر رہے ہوں گے تو ہمارا ایک رعب قائم ہوگا جو مخالفین کے ہر حملے سے ہمیں محفوظ رکھے گا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا جماعتی وقار بھی جاتا رہے گا اور تمہارے اندر بزدلی بھی پیدا ہو جائے گی۔ جیسا کہ فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانفال:47) اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پس ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر ایسے مواقع آ بھی جائیں جس میں کسی کی طرف سے زیادتی ہوئی ہو تو صبر اور حوصلے سے اس کو برداشت کرنا چاہئے۔ آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں پڑ کر اپنی اناؤں کے سوال پیدا کر کے اپنی طاقتوں کو کم نہ کریں۔ ہر بھائی دوسرے بھائی کی عزت کا خیال رکھے۔ ہر بہن دوسری بہن کی عزت کا خیال رکھے۔ اپنے بچوں کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے احترام پیدا کریں۔ عہدیدار افراد جماعت کی عزت نفس کا خیال رکھیں اور افراد جماعت عہدیداروں کی عزت کریں، ان کے وقار کا خیال رکھیں۔ پھر آپس میں عہدیدار ایک دوسرے کی عزت اور احترام کریں۔ ذیلی تنظیموں کے عہدیدار دوسری ذیلی تنظیموں کے

عہدیداروں کا احترام اپنے اندر اور اپنی تنظیم کے اندر پیدا کریں۔ پھر تمام ذیلی تنظیموں کے عہدیدار جماعتی عہدیداروں کا احترام اپنے دل میں پیدا کریں۔ آپس میں تمام عہدیدار ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھیں۔عہدیداروں سے میں کہتا ہوں کہ جب یہ چیز عہدیداروں کی سطح پر اعلیٰ معیار کے مطابق پیدا ہو جائے گی۔تو جماعت کے اندر ایک روحانی تبدیلی خود بخود پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ جس طرح آپ تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کر رہے ہوں گے۔ اسی طرح افراد جماعت ایک دوسرے کا احترام کر رہے ہوں گے اور خیال رکھ رہے ہوں گے۔ ضرورتیں پوری کر رہے ہوں گے۔ قربانی دینے کا شوق پیدا ہو رہا ہوگا۔ پس اس بات کو چھوٹی نہ سمجھیں۔ یہی باتیں آپ کو اعلیٰ اخلاق کی طرف لے جانے والی ہیں اور انہیں باتوں کے اپنانے سے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے سے، اپنے اوپر لاگو کرنے سے، ہم جماعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہوں گے۔

ان باتوں کے اختیار کرنے کی طرف توجہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف طریقوں سے ہمیں سمجھایا ہے کہ آپس میں اخوت اور بھائی چارے کی فضا کس طرح پیدا کرنی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی کسی کی بے چینی اور اس کے کرب کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کرب اور اس کی بے چینی کو دور کرے گا اور جو شخص کسی تنگ دست کے لیے آسانی مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی اور آرام کا سامان بہم پہنچائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب فی السترۃ علی المسلم)

پس یہ آسانیاں پیدا کرنا بھی محبت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ خاص طور پر ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی طرف بہت توجہ دیں۔ لیکن یہاں ایک وضاحت بھی کر دوں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ غلاظت کو معاشرے میں پلنے اور بڑھنے دیا جائے اور جو غلط حرکات ہو رہی ہوں ان سے اس طرح پردہ پوشی کی جائے کہ جو معاشرے پر برا اثر ڈال رہی ہو۔ اس کی اطلاع عہدیداران کو دینی ضروری ہے۔ مجھے بتائیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرنا یا کسی کے متعلق باتیں سن کے آگے پھیلانا یہ غلط طریق کار ہے۔ اس معاملے میں پردہ پوشی ہونی چاہئے۔ لیکن اصلاح کی خاطر بتانا بھی ضروری ہے۔ لیکن ہر جگہ بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ برائیاں اگر کوئی کسی میں دیکھتا ہے تو ایک احمدی کو بے چین ہو جانا چاہئے، اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ بے چینی سے اس کی غلطیوں کو لوگوں پہ ظاہر نہیں کرنا۔ بے چینی اصلاح کے لئے ہونی

چاہیئے اور وہیں بات کرنی چاہیئے جہاں سے اصلاح کا امکان ہو۔ اگر خود اصلاح نہیں کر سکتے تو جس طرح مَیں نے کہا ہے پھر عہدیداروں کو بتائیں، مجھے بتائیں۔ اور پھر یہ عہدیدار رحم اور محبت کے جذبات کے ساتھ اس شخص کی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عامر کہتے ہیں کہ مَیں نے نعمانؓ بن بشیر کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو مومنوں کو ان کے آپس کے رحم، محبت وشفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے۔ اس کا سارا جسم اس کے لئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔

(بخاری کتاب الأدب۔ باب رحمۃ الناس والبھائم)

پس معاشرے کو تکلیف سے بچانے کے لیے اپنے آپ کو اس بیماری سے بچانے کے لیے پاک دل ہو کر اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے، دعا کرنی چاہیئے۔ یہ رویے اگر ہوں گے تو یقیناً یہ ایسے رویے ہیں جو معاشرے کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق ڈھالنے والے ہوں گے۔

پھر آپس کے تفرقہ کو دور کرنے کے لیے، آپس میں محبت کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت خوبصورت اصل ہمیں بتا دیا۔

روایت میں آتا ہے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ قطع تعلق رکھے اور یہ کہ وہ راستے میں ایک دوسرے سے ملیں تو منہ پھیر لیں۔ ان دونوں میں سے بہترین وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (الادب المفرد للبخاری، باب من بدا بالسلام)

پس آپس کی رنجشوں کو لمبا نہیں کرنا چاہیئے اس سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے جماعتی وقار کو نقصان پہنچاتا ہے۔ غیر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ کئی خط آتے ہیں لوگ لکھتے ہیں کہ فلاں شخص کے ساتھ ناراضگی تھی، آپ کے کہنے پر جب مَیں اس کے پاس گیا اور اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگی تو اس نے سختی سے مجھے جھڑک دیا۔ وہ بات کرنے کا روادار نہیں، سلام کرنے کا روادار نہیں۔ یہاں جرمنی میں کئی ایسے واقعات ہیں"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 520-523)

عہدیداران کو تعزیر یافتہ افراد سے تعلق رکھنے میں احتیاط کرنی چاہیئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2 ستمبر 2005ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"بعض معمولی باتیں ہوتی ہیں جو دلوں کو ٹیڑھا کرنے کا باعث بن جاتی ہیں اور عموماً یہی چیزیں ہوتی

ہیں۔مثلاً دو باتیں ہیں ایک شدید محبت اور ایک شدید غصہ جس میں انتہا پائی جاتی ہو۔تو اصل میں جو شدید محبت ہے وہی شدید غصے کی وجہ بنتی ہے۔ جب غصہ آتا ہے تو وہ یا تو نفس کی محبت غالب ہونے کی وجہ سے آتا ہے یا اپنے کسی قریبی عزیز کی محبت غالب ہونے کی وجہ سے آتا ہے۔بعض دفعہ میاں بیوی کی جو گھریلو لڑائیاں یا خاندانی لڑائیاں یا کاروباری لڑائیاں ہوتی ہیں ان میں انسان مغلوب الغضب ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ تو جب یہ مغلوب الغضب ہوتا ہے تو اس وقت اپنے نفس سے ہی پیار کر رہا ہوتا ہے۔اس کو اپنے نفس کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہوتی اور اس کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔بالکل ہوش و حواس غائب ہوتے ہیں۔

قضاء میں بعض معاملات آتے ہیں اگر فیصلہ مرضی کے مطابق نہ ہو، ایک فریق کے حق میں نہ ہو تو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ہوش و حواس میں نہیں رہتے۔صاف جواب ہوتا ہے کہ جو کرنا ہے کر لو۔اور پھر جب تعزیر ہو جاتی ہے، سزا مل جاتی ہے تو پھر معاشرے کے دباؤ کی وجہ سے معافی مانگتے ہیں کہ غلطی ہو گئی، ہمیں معاف کر دیں اور پھر فیصلہ پر بھی عملدرآمد کر دیں گے۔تو یہ تو وہی حساب ہو جاتا ہے ان کا کہ سو جوتیاں بھی کھا لیں اور سو پیاز بھی کھا لئے۔لیکن بعض ایسے بھی ہیں جن کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی، جھوٹی اَناؤں نے انہیں اپنے قبضے میں لیا ہوتا ہے۔اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اطاعت کرنی ہے۔ویسے اگر اپنے اوپر کوئی بات نہ ہو، اپنا مسئلہ نہ ہو تو دعوے یہ ہوتے ہیں کہ نظام جماعت پر، خلیفۂ وقت پر ہماری تو جان بھی قربان ہے۔لیکن اپنے خلاف فیصلہ ہو جائے تو پھر وہ نہیں مانتے۔اور پھر نہ صرف مانتے نہیں بلکہ جماعت کے خلاف اعتراض بھی کرنے شروع ہو جاتے ہیں۔تو ایسے جو لوگ ہیں وہ اس زمرے میں شمار ہوتے ہیں جن کے دل آہستہ آہستہ مستقل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔جھوٹی اناؤں کی خاطر، چند ایکڑ زمین کی خاطر وہ اپنا دین بھی گنوا بیٹھتے ہیں۔لیکن ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے عزیز جو مجلس لگاتے ہیں یا ان کو اپنی مجلسوں میں بلاتے ہیں یا بعض دفعہ پاس بٹھا کر کھانا کھلا لیتے ہیں کہ جی مجبوری ہو گئی تھی۔بعض دفعہ یہ بہانے بن رہے ہوتے ہیں کہ فلاں عزیز کی وفات پر وہ آیا تھا اس لئے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیا۔تو ایسے لوگ بھی اس مجرم کی طرح بن رہے ہوتے ہیں۔نظام جماعت کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی۔خلیفۂ وقت کے فیصلوں کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ جماعت کی تعزیر جو ایک معاشرتی دباؤ کے لئے دی جاتی ہے، اس کو اہمیت نہ دیتے ہوئے چاہے ایک دفعہ ہی سہی اگر کسی ایسے سزا یافتہ شخص کے ساتھ بیٹھتے ہیں جس کی تعزیر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زبانِ حال سے یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں کہ سزا تو ہے لیکن کوئی حرج نہیں، ہمارے تمہارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے تعلقات قائم ہیں۔سوائے بیوی بچوں یا ماں باپ کے۔ان کے تعلقات بھی اس لئے ہوں کہ سزا یافتہ کو سمجھانا ہے۔اور قریبی ہونے کی وجہ سے ان میں درد زیادہ ہوتا ہے اس لئے ایک درد سے سمجھانا ہے۔ان کے لئے دعائیں کرنی ہیں۔اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی جماعتی تعزیر یافتہ

سے تعلق رکھتا ہے تو میرے نزدیک اسے نظام جماعت کا کوئی احساس نہیں ہے۔اور خاص طور پر عہدیداران کو یہ خاص احتیاط کرنی چاہئے"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 538-539)

پچاس فیصد انصار ایسے ہوں جن کے ہاں الفضل آتا ہو

حضور انور کے ساتھ اراکین مجلس عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی کی میٹنگ مورخہ 3 ستمبر 2005ء کو ہوئی۔ جس میں حضور انور نے دعا کے بعد تمام قائدین سے باری باری ان کی کارگزاری کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔

- قائد عمومی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ آپ خود مستعد ہوں اور اپنی تجنید مکمل کریں۔ قائد عمومی نے بتایا کہ جماعت نے تجنید تیار کی ہے وہاں سے ہم لے رہے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ انصار اللہ کی اپنی تجنید مکمل کریں جماعتی نظام کو ذیلی تنظیموں کی مدد کرنی چاہئے اور ذیلی تنظیموں کو جماعت کی مدد کرنی چاہئے۔
- نومبائعین کی تربیت کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ انصار جو آپ کے ذریعہ احمدی نہیں ہوئے وہ آپ کے تحت آنے چاہئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اپنی مجالس کے زعماء کو کہیں کہ ان نومبائعین کے گھروں میں جائیں۔ ان سے رابطہ کریں۔ ان کو نماز سکھائیں۔ جو مسلمان نہیں ہیں۔ فرمایا جب کوئی نومبائع جگہ تبدیل کرے تو آپ کو علم ہونا چاہئے کہ وہ کس علاقہ میں منتقل ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا گزشتہ دس سالوں میں انصار اللہ کی جو بیعتیں ہوئی ہیں ان کو تلاش کریں۔ اس کام کیلئے کافی توجہ کی ضرورت ہے۔
- قائد تعلیم نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ انصار کو پورے سال کا لائحہ عمل دیا جاتا ہے۔ رسالہ ''الوصیت'' پڑھنے کیلئے دیا ہوا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کی معین رپورٹ آپ کو آنی چاہئے کہ کتنوں نے پڑھ لیا ہے۔ عاملہ ممبران کا بھی جائزہ لیں کہ کتنوں نے یہ کتاب پڑھی ہے۔ مرکزی طور پر سارے ملک کے انصار سے امتحان لیں۔ فرمایا کسی کتاب کے چند صفحے دے دیں۔ بے شک کتاب دیکھ کر حل کر دیں یہ کام کر لیں۔ بہت بڑا کام ہے۔
- قائد مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے بجٹ اور ماہانہ چندوں کا جائزہ لیا اور ہدایت دی کہ تجنید کے مطابق تمام انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔
- قائد اشاعت نے بتایا کہ الفضل انٹرنیشنل میں انصار اللہ جرمنی کا رسالہ ''الناصر'' شائع ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا الفضل انٹرنیشنل کتنے انصار پڑھتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کتنے انصار کے گھروں میں الفضل آتا ہے۔آپ کی مجلس عاملہ، ریجنل عاملہ اور مقامی مجالس عاملہ کو بھی آنا چاہئے۔حضور انور نے فرمایا پندرہ صد کی تعداد میں اس کی خریداری بڑھائیں، پچاس فی صد انصار ایسے ہونے چاہئیں جن کے ہاں الفضل آتا ہو۔

۞ قائد تربیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کو نمازوں کی ادائیگی اور تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلائیں۔فرمایا چھوٹی مجالس میں اپنے زعماء کو Active کریں۔جن کے گھر نماز سنٹر سے دور ہیں وہ اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالا کریں۔

۞ قائد خدمت خلق (ایثار) کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ انصار ہسپتالوں میں جا کر مریضوں، بوڑھوں کا حال پوچھیں اور پھل، پھول وغیرہ ساتھ لے جائیں۔دوسرے ملکوں سے یہاں لوگ آئے ہوئے ہیں ان کے جا کر حالات دیکھیں اور ان سے تعلقات بنائیں۔

۞ قائد تحریک جدید کو نے ہدایت فرمائی کہ آپ کا تحریک جدید کا چندہ جماعت کی وصولی کا 1/4 ہونا چاہئے۔

۞ قائد عمومی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کی جن مجالس سے ماہانہ رپورٹس نہیں آتیں وہاں سے باقاعدگی سے رپورٹس آنی چاہئیں۔باقی مجالس کو بھی Active کریں اور تمام مجالس رپورٹس بھیجیں۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ جو انصار لازمی چندہ نہیں دے رہے وہ لازمی چندہ دیں گے تو ان سے مجلس انصار اللہ کا قبول ہوگا۔جو مجلس انصار اللہ کا چندہ دیتا ہے اور لازمی نہیں دیتا تو وہ اس کا انصار اللہ کا چندہ لازمی چندہ میں شمار کیا جائے اور جماعت کے کھاتہ میں چلا جائے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص کہتا ہے کہ میری آمد اتنی ہے، میں اس پر اتنا دوں گا تو آپ لکھ لیں اور اس سے لے لیا کریں۔اصل مقصد یہ ہے کہ تربیت ہونی چاہئے۔نفس کی اصلاح ہو، دین کی طرف رجحان ہو، خدا کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو، اللہ کے حکموں پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو موصی ہے اس کو سمجھانا چاہئے کہ وصیت کرنے کے بعد تم نے اعلیٰ معیار کی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔ایک عہد کیا ہے۔اپنے اس عہد اور اعلیٰ معیار کی قربانی سے پھر رہے ہو۔فرمایا جو موصی نہیں ہیں ان کو بھی سمجھاتے رہنا چاہئے کہ یہ چندہ بھی جماعت کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ذیلی

تنظیموں کا بھی مقرر شدہ ہے۔ اس کو بھی باقاعدہ ادا کرو۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ کوفرمایا کہ آپ کو چاہئے کہ 2008ء تک پانچ مساجد بنا کر دیں۔ چندوں کا مسئلہ نہیں ہے، جرأت پیدا کریں، حوصلہ پیدا کریں، خدا تعالیٰ خود حالات پیدا کر دے گا۔ (الفضل انٹرنیشنل اکتوبر 2005ء)

عہدیداران اپنے عہدہ جو ایک امانت ہے کی حفاظت کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 9 ستمبر 2005ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"یہ ایمان کی نرم ٹہنیاں بھی اس وقت مضبوط ہوں گی جب اپنے نفس پر کسی برائی کو غالب نہیں آنے دو گے۔ اور جب یہ چیز حاصل کر لو گے تو ایمان میں مزید مضبوطی پیدا ہو گی اور پھر اگلا قدم یہ ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے تمہارے جتنے بھی عہد ہیں ان کی حفاظت کرو۔ جتنی امانتیں ہیں ان کی حفاظت کرو۔ ہر احمدی کا بہت بڑا عہد اس زمانے کے امام کے ساتھ ہے، ان کو مان کر ہے۔ جو عہد بیعت آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوا ہے، ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کیا وہ ان دس شرائط بیعت کی پابندی کر رہا ہے؟ ہر احمدی خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتا ہے کہ اے خدا! مَیں تیری تعلیم کو بھلا بیٹھا تھا لیکن اب مسیح موعود کے ہاتھ پر عہد کرتا ہوں کہ میرے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما آئندہ انشاء اللہ میں اس عہد پر قائم رہوں گا۔

پھر عہدیداروں کے عہد ہیں۔ ان کے سپرد امانتیں ہیں۔ وہ جائزے لیں کہ کہاں تک وہ اپنے عہد اور اپنی امانتیں پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جائزہ لیں کہ اپنے کام، اپنے فرائض کا حق ادا نہ کر کے وہ کہیں گناہگار تو نہیں ہو رہے۔ وہ اپنے ایمانوں میں ترقی کرنے کی بجائے، ایمانی پودے کی حفاظت اور آبیاری کی بجائے اس کو سکھا تو نہیں رہے۔ کیونکہ ایمان کی مضبوطی کے لئے ہر پہلو پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جائزہ لیں کہ کوئی پہلو ایسا تو نہیں رہ گیا جس سے میرا ایمان وہیں رک گیا ہو۔ مجھے تو حکم ہے کہ تم نے نیکیوں میں ترقی کرنی ہے۔ جہاں نیکیوں میں ترقی رکی وہاں ایمان کی ترقی بھی رک جائے گی۔ غرض یہ عہد اور امانتیں اس قدر ہیں کہ جس کی انتہا نہیں ہے۔ ایک عہد سے دوسرا عہد سامنے آتا چلا جاتا ہے۔ اور ایک امانت کی ادائیگی کے بعد دوسری امانت کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ چاہے وہ ایک عام احمدی کی طرف سے ہو، عہدیداروں کی طرف سے ہو یا کسی ذمہ دار کی طرف سے ہو۔ اور یہیں پر بس نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو تم نے ایمان کے درخت کو مضبوط کیا ہے اس پر بھی ابھی پھل نہیں لگے گا جس سے تم بھی فیض پا سکو اور دوسرے بھی فیض اٹھائیں۔ اس کے لئے اور طاقتیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ غرض یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کو تا زندگی جاری رکھنا ہو گا۔ اور جب ان نیکیوں میں اور ایمان کو مضبوط کرنے کی کوشش میں باقاعدگی آ جائے گی پھر

ایمان ایسی حالت میں پہنچ جائے گا کہ جب ہر فعل خود بخود خدا کی رضا حاصل کرنے والا فعل ہوگا۔ پس ہر احمدی کو اپنے ہر فعل سے خدا کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ جب یہ صورت ہو جائے گی تو اپنے ماحول پر بھی آپ پہلے سے بہت بڑھ کر اثر انداز ہو رہے ہوں گے۔ اور احمدیت اور حقیقی اسلام کے پیغام کو لوگوں کی ہمدردی اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے پھیلا رہے ہوں گے۔ اللہ کرے کہ آپ اس طرف توجہ کریں۔ اپنی ایمانی حالت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں اور دنیا کو بھی احمدیت کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کرنے والے ہوں۔ اور آپ کی زندگی بھی پھل لانے والی زندگی بن جائے" (خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 552-553)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ڈنمارک کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ مؤرخہ 10 ستمبر 2005ء بروز ہفتہ کو ہوئی۔ جس میں حضور انور نے قائد تعلیم کو ہدایت فرمائی کہ انصار کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب مطالعہ کے لئے مقرر کریں یا کتاب کا کوئی حصہ مقرر کریں اور پھر انصار سے اس کا امتحان لیں اور انہیں کہیں کہ بے شک کتاب سے دیکھ کر پرچہ حل کر لیں لیکن سب امتحان دیں۔

❁ حضور انور نے قائد تربیت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ انصار کو توجہ دلاتے رہیں کہ گھروں میں اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ ان کو نماز پڑھائیں، قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں اور نگرانی بھی کریں۔

❁ قائد عمومی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنی مجالس ہیں جو آپ کو ریگولر رپورٹس بھجواتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا تمام مجالس سے ماہانہ رپورٹ لیا کریں اور پھر اپنی ماہانہ رپورٹ تیار کر کے مجھے بھجوایا کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ قائد عمومی کا یہ بڑا کام ہے کہ اپنے تمام حلقہ جات کو Active کریں، خود بھی دورہ کریں، وفود بھجوائیں۔

❁ نائب صدر صف دوم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ صف دوم کے انصار کے لئے خاص پروگرام بنائیں۔ ان کی جوانی کی روح قائم رہنی چاہئے۔

❁ قائد وقف جدید اور قائد تحریک جدید سے حضور انور نے ان کے کام کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی جو انصار نومبائع ہیں ان کو سنبھالیں اور انصار کی تنظیم کا بھی حصہ بنائیں۔

❁ قائد تبلیغ و قائد ایثار سے بھی ان کے پروگراموں کا حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کے لئے چھوٹی چھوٹی جگہوں پر جائیں اور وہاں تبلیغ کے پروگرام بنائیں اور رابطے کریں۔ فرمایا۔ ڈنمارک کے جو چار جزیرے ہیں ان سب میں پیغام پہنچانے کے لئے پروگرام بنائیں اور دورے کریں۔ مختلف قوموں کے جو لوگ آباد ہیں ان میں بھی تبلیغ کریں۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شعبہ ایثار کو ہدایت فرمائی کہ اولڈ پیپلز ہوم میں جائیں۔خود بھی جائیں اور دوسرے انصار کو بھی بھجوائیں۔ساتھ پھل، پھول وغیرہ لے جائیں۔اس طرح ان کا حال پوچھیں۔ان سے باتیں کریں اور تعلق بڑھائیں۔

۞ قائد تجنید کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تجنید مکمل کرنے کی ہدایت فرمائی۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے بجٹ اور انصار کے ماہانہ چندہ کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا۔فرمایا ممبر شپ چندہ کا حساب علیحدہ رکھیں اور چندہ اجتماع کا حساب علیحدہ رکھیں۔فرمایا جو انصار مجلس کے چندہ کو اہمیت نہیں دیتے ان کو آہستہ آہستہ سمجھاتے رہیں۔آپ کا کام سمجھانا اور سمجھاتے چلے جانا ہے۔ان میں قربانی کا احساس پیدا کریں۔حضور انور نے فرمایا! قائد تربیت جب تربیت کر لیں گے تو چندے بھی خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔حضور انور نے فرمایا جو شخص لازمی چندہ ادا نہیں کرتا اس سے ذیلی تنظیم کا چندہ نہیں لینا۔سوائے اس کے کہ اس کو بتایا جائے کہ تم جو ذیلی تنظیم کا چندہ دے رہے ہو اس کو لازمی چندہ میں ڈال رہے ہیں۔

۞ ایک سوال کے جواب پر کہ جو شخص چندہ اجتماع یا مجلس کا ماہانہ چندہ نہیں دیتا لیکن صدقہ دینا چاہتا ہے تو کیا اس سے صدقہ لے لیا جائے۔حضور انور نے فرمایا کہ جو صدقہ دینا چاہتا ہے اس سے صدقہ لے لیا جائے لیکن اس کو مجلس کا چندہ اور اجتماع کا چندہ ادا کرنے کی تلقین کریں اور سمجھاتے رہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 اکتوبر 2005ء)

نومبائعین کو نظام جماعت میں ضم کریں

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ سویڈن کی میٹنگ مؤرخہ 14 ستمبر 2005ء بروز بدھ کو مسجد ناصر گوتھن برگ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ منعقد ہوئی۔جس میں حضور انور نے نائب صدر انصار اللہ صف دوم کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم اس لئے بنایا گیا تھا کہ خدام سے انصار اللہ میں جانے والے سُست نہ ہو جائیں۔حضور انور نے فرمایا سائیکل چلائیں، سیر کریں۔فرمایا ان کو Active رکھنا آپ کا کام ہے۔فرمایا ان کو خدمت خلق کے پروگراموں میں شامل کریں۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے انصار اللہ کے بجٹ، چندہ دہندگان کی تعداد اور چندہ کے معیار کا بھی جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔فرمایا انصار اللہ کے چندہ مجلس اور چندہ اجتماع کا حساب علیحدہ علیحدہ رکھا کریں۔

۞ قائد ایثار کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو بڑی عمر کے انصار ہیں یہ ہسپتالوں میں جائیں، اولڈ پیپلز ہوم میں جائیں، بیماروں کی عیادت کریں۔ان کا حال دریافت کریں۔اپنے ساتھ پھول، پھل وغیرہ لے جائیں۔اس طرح تعلق بڑھے گا اور رابطے قائم ہوں گے۔

۞ حضور انور نے فرمایا یہ بھی جائزہ لیں کہ افریقہ، قادیان وغیرہ میں انصار اللہ سویڈن خدمت خلق کے تحت کیا خدمت کرسکتی ہے۔

۞ شعبہ نومبائعین کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ تین سال بعد نومبائع نہیں رہتا۔ تین سال کے بعد اس کو باقاعدہ نظام کا حصہ بنائیں۔ حضور انور نے فرمایا جو نومبائعین انصار کی عمر کے ہیں ان کو اپنے اجتماع پر لے کر آئیں۔ ان کو شروع سے ہی جماعت کے نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ فرمایا جب ان کو اپنے پروگراموں میں شامل کریں گے تو ان کو نمازوں اور چندوں کی عادت پڑے گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویسے تو یہاں ایسے انصار بھی ہیں جن کو سویڈش زبان آتی ہے۔ فرمایا ان نومبائعین سے ملیں۔ ان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔

۞ فرمایا خطبہ جمعہ سویڈش زبان میں ہونا چاہئے، اردو زبان میں اس کا خلاصہ بتا دیا جائے۔ فرمایا MTA پر جب خطبہ آتا ہے تو سن کر کم از کم 15-20 منٹ کا خلاصہ بنایا کریں۔ میرا خطبہ سن کر نوٹ لے لیا کریں اور اس کا سویڈش میں ترجمہ کرلیا کریں۔

۞ حضور انور نے نئے آنے والوں کو نظام کا حصہ بنانے کے بارہ میں فرمایا کہ ان کو پہلے سے بتا دیا کریں کہ جماعت کسی فرد کی نہیں ہے۔ آپ جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ جس کے ذریعہ بیعت ہوئی ہے اس کو ساتھ لے جاکر بتا دیا جائے کہ اب یہ نومبائع جماعت کے سپرد ہے۔ بیعت کروانے والا خود بتا دے کہ اب تم نظام کا حصہ ہو۔ جماعت تم سے رابطہ رکھے گی۔

۞ حضور انور نے فرمایا جب شعبہ تربیت کا رابطہ Active ہوگا تو بیعت کرانے والے کا خود بخود پیچھے چلا جائے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر شہر اور ہر علاقے میں اپنی ٹیم بنائیں جو ان نومبائعین کے قریب ہوں اور رابطہ کرسکیں۔ آپ خود تو ہر جگہ نہیں جاسکتے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کا کم از کم ہر ہفتہ نومبائع سے رابطہ ہونا چاہئے تاکہ جب وہ کہیں دوسری جگہ منتقل ہو تو آپ کو اطلاع دے کر جائے کہ فلاں جگہ جا رہا ہوں، وہاں میں کس سے رابطہ کروں۔

۞ قائد تحریک جدید اور قائد وقف جدید کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ باقاعدہ ٹارگٹ بنا کر کام کریں۔

۞ قائد تبلیغ کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا۔ آپ نے نیا چارج سنبھالا ہے تو گزشتہ تمام ریکارڈ دیکھیں، فائلوں کا مطالعہ کریں اور پھر آگے چلیں۔ فرمایا کہ کتب کا سٹال لگانا تو ایک چھوٹا سا ذریعہ تبلیغ ہے۔ یہ آپ کی تبلیغ کا کل ذریعہ نہیں ہے۔ آپ وسیع پیمانہ پر اپنے تبلیغی پروگرام بنائیں۔ مختلف پاکٹ تلاش کریں۔ دوسرے ممالک سے آنے والے مہاجرین، عرب، البانین، یوگوسلاوین، ہنگری، پولش وغیرہ مختلف جگہوں پر آباد ہیں۔ مختلف ممالک کے لوگ آتے رہتے ہیں ان سے رابطے کریں اور ان کے پاس جائیں اور پیغام

پہنچائیں ۔فرمایا اپنی تبلیغ کی ٹیمیں بنائیں ۔ مالمو میں بھی بنائیں اور سٹاک ہالم میں بھی بنائیں اور ان میں صف اوّل ،صف دوم کے انصار کو شامل کریں ۔فرمایا سٹال لگا لینا کافی نہیں یہ تو پرانا طریق ہے۔اب نئے راستے تلاش کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔مختلف قوموں سے جولوگ احمدی ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ آپ کی قوم میں نفوذ کا کیا ذریعہ ہے۔کیا طریق ہے رابطوں کا، ان نومبائعین کو کہیں کہ آپ پروگرام بنائیں، مجلس لگائیں ہم تبلیغ کے لئے آئیں گے۔

۞ قائد تعلیم کو حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ انصار کے مطالعہ کے لئے کوئی کتاب مقرر کریں ان کا امتحان لیں ۔ساری مجلس عاملہ کا بھی امتحان لیں۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انصار کو کہیں کہ بے شک دیکھ کر پرچہ حل کریں لیکن سب انصار آپ کے امتحان میں شامل ہوں ۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو خطبے سنتے ہیں ان کے بارہ میں آپ کو معین طور پر علم ہونا چاہئے ۔فرمایا والدین کو توجہ دلائیں کہ اپنے بچوں کو گھروں میں نمازیں پڑھائیں ۔قرآن کریم کی تلاوت کروائیں اور اس طرف توجہ دلاتے رہیں۔

۞ قائد عمومی کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ماہانہ رپورٹ فارم میں ہر شعبے کا علیحدہ علیحدہ سوالنامہ تیار کریں۔اس طرح مجالس سے ہر شعبہ کی علیحدہ علیحدہ رپورٹ آئے گی۔

۞ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قائد اشاعت کو ہدایت فرمائی کہ انصار جو رسالہ شائع کرتے ہیں وہ آدھا اردو میں اور آدھا سویڈش زبان میں شائع کیا کریں۔فرمایا صف دوم کے انصار کی ٹیم بنائیں وہ ترجمہ کر دیا کریں۔

۞ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قائد تجنید کے بارہ میں ہدایت فرمائی کہ قائد تجنید علیحدہ بنائیں۔وہ اپنی تجنید مکمل کرے اور جو لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں ان کو بھی رابطہ کر کے اپنی تجنید میں شامل کرے۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اکتوبر 2005ء)

ہمارے بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہی ہے

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ بھارت 16-17-18 ستمبر 2005ء کے موقع پر درج ذیل پیغام بھجوایا:

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ بھارت کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ کرے

کہ آپ سب اس اجتماع سے بھر پور فائدہ اٹھانے والے ہوں اور علم و عرفان اور روحانیت سے معمور ہو کر یہاں سے بخیریت اپنے گھروں کو واپس لوٹیں۔ آمین

مجھے یہ کہا گیا ہے کہ اس موقع پر آپ کو کوئی پیغام بھجواؤں۔ میرا پیغام تو یہی ہے جس پر میں شروع دن سے زور دیتا چلا آیا ہوں کہ ہمارے بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔ دعا ہی ہمارا ہتھیار ہے اس کے سوا اور کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو مکہ کی گلیوں میں خدائے تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرتؐ کی دعاؤں کا اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئیں تھیں۔" پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"یہ میری نصیحت جس کو ساری نصائح قرآنی کا مغز سمجھتا ہوں قرآن شریف کے 30 پارے ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا"

ابھی کچھ دنوں تک رمضان بھی شروع ہونے والا ہے۔ اس مہینہ کا بھی دعاؤں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ پھر آپ تمام انصار پُرانے بھی اور نو مبائعین بھی دعاؤں پہ زور دیں۔ دعاؤں سے اپنے مولیٰ کو راضی کریں اور اسی سے مدد کے طالب ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام فرماتے ہیں۔

"میں ایک ضروری نصیحت کرتا ہوں کاش لوگوں کے دل میں پڑ جاوے۔ دیکھو عمر گزری جا رہی ہے۔ غفلت کو چھوڑ دو اور تضرع اختیار کرو اکیلے ہو ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ خدا ایمان کو سلامت رکھے اور تم پر وہ راضی اور خوش ہو جائے" اللہ تعالیٰ آپ سب کو دعا کا حقیقی عرفان عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ہفت روزہ بدر قادیان 27 ستمبر 2005ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

عہدہ لے کر کام نہ کرنا اپنے نفس اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ ہے

نیشنل مجلس انصاراللہ ناروے کے ساتھ میٹنگ میں مؤرخہ 23 ستمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک مسجد نور اوسلو کے مقام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام قائدین سے باری باری ان کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہر ایک کو ہدایات سے نوازا۔

۞ نائب صدر صف دوم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ صف دوم کے انصار کے لئے آپ کے پروگرام علیحدہ ہونے چاہئیں۔صف دوم کے انصار کے لئے آپ نے کوئی پروگرام نہیں بنایا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عہدہ لے لینا اور کام نہ کرنا یہ اپنے نفس کے ساتھ بھی دھوکہ ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی۔حضور انور نے فرمایا کہ انصاراللہ کا کانسٹی ٹیوشن (constitution) پڑھیں اور کام کریں۔

۞ صدر مجلس انصاراللہ ناروے نیشنل مجلس عاملہ ناروے میں سیکرٹری تعلیم بھی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ بہت سے قائدین عاملہ مجلس انصاراللہ کے پاس جماعت کی نیشنل مجلس عاملہ میں بھی عہدے ہیں۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ جو مجلس عاملہ انصاراللہ کے عہدیدار ہیں ان کے پاس کوئی دوسرا عہدہ نہیں ہوگا۔حضور انور نے امیر ناروے کو فرمایا کہ آپ پہلے یہ جائزہ لیں کہ کس کو جماعت کے عہدہ سے ہٹانا ہے اور کس کو انصاراللہ کے عہدے سے ہٹانا ہے۔فرمایا پہلے جائزہ لے کر مجھ سے منظوری حاصل کریں پھر ان کو ہٹا کر ان کی جگہ نیا انتخاب کروائیں۔

۞ قائد تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کب تبلیغی دورے کرتے ہیں۔سال میں کتنے دورے کئے ہیں۔جس جگہ ایک دفعہ گئے ہیں کیا دوبارہ بھی وہاں کا دورہ کیا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انصاراللہ میں سے ٹیمیں نکالیں۔مختلف علاقوں کے لئے ٹیمیں بنائیں جو وہاں جائیں اور تبلیغ کریں اور پھر مسلسل رابطے رکھیں۔ٹیموں کو Activate کریں۔یہ دورے کریں اور بار بار جائیں۔ایک دفعہ جانے سے تو پتہ نہیں چلتا۔نہ تو آپ کو قیافہ شناسی ہے کہ ایک دفعہ وہاں جا کر ہی سب کچھ پتہ چل جائے اور نہ ہی اگلا شخص پہلی مرتبہ کھل کر اظہار کرتا ہے۔فرمایا بار بار رابطہ کریں۔فرمایا یہاں ترک، بوزنین، سربین ہوں گے۔ جائزہ لیں کہ یہ لوگ کہاں کہاں آباد ہیں۔کہاں ان کی پاکٹس (Pockets) ہیں وہاں جائیں اور کام کریں اور رابطے اور تعلق بڑھائیں۔

۞ قائد تجنید کو حضور انور نے اپنی تجنید مکمل کرنے کی ہدایت فرمائی۔فرمایا کہ قاعدہ یہ ہے کہ جو لوگ یہاں سے شفٹ ہوئے ہیں لیکن ان کی کمائی ناروے میں ہے تو چندہ ناروے میں ہی دینا ہے۔

۞ قائد تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ سال میں اجتماع کے علاوہ بھی امتحان لیں۔کم از کم سال میں ایک دفعہ تو لیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی چھوٹی کتاب مقرر کر لیں اور پھر اس کا امتحان لیں۔فرمایا آپ نے رسالہ وصیت انصار کو پڑھنے کے لئے دیا ہے تو چیک کریں کہ کتنوں نے پڑھا ہے۔

۞ قائد تربیت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ یہ بھی جائزہ لیں کہ گھروں میں نمازیں پڑھی جارہی ہیں اور

بچے نمازیں پڑھ رہے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں۔انصاراللہ کو اس طرف مسلسل توجہ دلاتے رہنا آپ کا کام ہے۔حضور انور نے قائد صحت جسمانی و ذہانت کے کام کا بھی جائزہ لیا۔

۞ قائد عمومی کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنی مجالس سے ہر ماہ رپورٹس لیا کریں اور مجھے باقاعدگی سے ہر ماہ آپ کی طرف سے رپورٹ آنی چاہئے۔جس ماہ کوئی کام نہیں ہوا۔اس ماہ کی رپورٹ میں یہ لکھیں کہ کوئی کام نہیں ہوا لیکن رپورٹ ہر ماہ ضرور بھجوانی ہے۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے انصار اللہ کے سالانہ بجٹ ،کمانے والے انصار، چندہ مجلس دینے والے انصار اور چندہ کے معیار کا جائزہ لیا۔قائد مال لمبا عرصہ ملک سے باہر رہنے کی وجہ سے پوری طرح معلومات پیش نہ کر سکے جس پر حضور انور نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اگر آپ ملک سے باہر رہتے ہیں تو انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ جماعت سے،نظام سے اور اپنے عہدے سے انصاف کرتے ہوئے اپنا اسسٹنٹ بنا کر رکھنا تھا۔چندہ کے معیار کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ پیسے اکٹھے کرنا مقصد نہیں ہے۔احساس دلانا مقصد ہے کہ قربانی کیا چیز ہے۔

۞ قائد ایثار کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بوڑھوں کے پاس چلے جایا کریں۔اسی طرح ہسپتالوں میں جایا کریں۔مریضوں کی عیادت کریں،پھل پھول وغیرہ ساتھ لے گئے۔ اس طرح رابطے اور تعلقات بڑھیں گے اور خدمت بھی ہوگی۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عہدیداروں کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا یہ کمال نہیں ہے کہ آپ نے کیا کام کیا۔کمال یہ ہے کہ آپ نے دوسروں سے کیا کام کروایا۔فرمایا آپ سب اپنے عہدوں کا حق ادا کریں اور وقت دیا کریں۔فرمایا یہاں انصار کی بڑی تعداد نہیں ہے آپ ہر ایک کو Active کر سکتے ہیں۔آپ کو تو دنیا کے لئے نمونہ ہونا چاہئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 نومبر 2005ء)

ذیلی تنظیمیں خوشی کے مواقع پر مساجد کی تعمیر میں چندہ دینے کی تلقین کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 نومبر 2005ء کو تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے خطبہ کے آخر میں ذیلی تنظیموں کو مساجد کی تعمیر کی مد میں چندہ دینے اور اپنی اولاد کو اس کی تحریک کرنے کی یوں نصیحت فرمائی۔

"اس زمانے میں جس میں مادیت کا دور دورہ ہے احمدی ہی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے اس کے گھر بھی تعمیر کرتا ہے اور اس کی عبادت سے اپنے آپ کو سجانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔اپنی نسلوں

میں بھی ان کی اعلیٰ تربیت کے ذریعہ یہ روح پھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مدّ مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی۔ ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقع پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی۔ وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندہ دیتے تھے یا اپنے جیب خرچ سے دیتے تھے۔ یہ مد اب بھی شاید ہو۔ حالات کی وجہ سے پاکستان میں تو مَیں اس پر زور نہیں دیتا لیکن باہر پتہ نہیں، ہے کہ نہیں اور اسے اب بیرون کہنے کی تو ضرورت بھی نہیں۔عموماً مساجد کی ایک مد ہونی چاہئے اس میں جب بچے پاس ہو جائیں تو اس وقت یا کسی اور خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں چندہ دیا کریں اور اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں بے شمار احمدی بچے امتحانوں میں پاس ہوتے ہیں۔اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں،ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مَدّ میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ ان والدین کو بھی خاص طور پر اس ماحول میں بہت سی فکروں سے آزاد فرما دے گا"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 665-666)

ذیلی تنظیموں کا نظام بیاہ شادیوں پر نظر رکھے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 25 نومبر 2005ء کو خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو بد رسوم سے بچنے کی تحریک فرمائی۔ بیاہ شادیوں کے موقعوں پر جو ناچ،بے ہودہ گانے اور دیگر قبیح ہندوانہ رسومات بجالائی جاتی ہیں۔ان کا تفصیل سے ذکر کر کے جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو حرکت میں آنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ بغیر کسی رعایت کے ایسے لوگوں کی پکڑ ہونی چاہئے جو رسومات بجالاتے ہیں۔ان کی مرکز رپورٹ بھجوانا ذیلی تنظیموں کا کام ہے۔آپ نے فرمایا۔

"بعض دفعہ ہمارے ملکوں میں شادی کے موقعوں پر ایسے ننگے اور گندے گانے لگا دیتے ہیں کہ ان کو سن کر شرم آتی ہے۔ایسے بے ہودہ اور لغو اور گندے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ پتہ نہیں لوگ سنتے کس طرح ہیں۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدی معاشرہ بہت حد تک ان لغویات اور فضول حرکتوں سے محفوظ ہے لیکن جس تیزی سے دوسروں کی دیکھا دیکھی ہمارے پاکستانی ہندوستانی معاشرہ میں یہ چیزیں راہ پا رہی ہیں۔ دوسرے مذہب والوں کی دیکھا دیکھی جنہوں نے تمام اقدار کو بھلا دیا ہے اور ان کے ہاں تو مذہب کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔شرابیں پی کر خوشی کے موقع پر ناچ گانے ہوتے ہیں،شور شرابے ہوتے ہیں،طوفان بدتمیزی

ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس معاشرے کے زیر اثر احمدیوں پر بھی اثر پڑ سکتا ہے بلکہ بعض اِکا دُکا شکایات مجھے آتی بھی ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ احمدی نے ان لغویات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہے اور بچنا ہے۔ بعض ایسے بیہودہ گانے گائے جاتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ہندو اپنے شادی بیاہوں پر تو اس لئے گاتے ہیں کہ وہ دیوی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں۔ مختلف مقاصد کے لئے، مختلف قسم کی مورتیاں انہوں نے بنائی ہوتی ہیں جن کے انہوں نے نام رکھے ہوئے ہیں ان سے مدد طلب کر رہے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے لوگ بغیر سوچے سمجھے یہ گانے گا رہے ہوتے ہیں یا سن رہے ہوتے ہیں۔ اس خوشی کے موقع پر بجائے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو طلب کرنے کے کہ اللہ تعالیٰ یہ شادی ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے، آئندہ نسلیں اسلام کی خادم پیدا ہوں، اللہ تعالیٰ کی سچی عباد بننے والی نسلیں ہوں، غیر محسوس طور پر گانے گا کر شرک کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس جو شکایات آتی ہیں ایسے گھروں کی ان کو مَیں تنبیہ کرتا ہوں کہ ان لغویات اور فضولیات سے بچیں۔ پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بعض گھر جو دنیاداری میں بہت زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں ان کی ایسی رپورٹس آتی ہیں اور کہنے والے پھر کہتے ہیں کہ کیونکہ فلاں امیر آدمی تھا اس لئے اس پر کارروائی نہیں ہوئی۔ یا فلاں عہدیدار کا رشتہ دار عزیز تھا اس لئے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اس سے صرف نظر کیا گیا۔ غریب آدمی اگر یہ حرکتیں کرے تو اسے سزا ملتی ہے۔ بہر حال یہ تو بعض دفعہ لوگوں کی بدظنیاں بھی ہیں لیکن جب اس طرح صرفِ نظر ہو جائے چاہے غلطی سے ہو جائے اور پتہ نہ لگے تو یہ بدظنیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس بارے میں واضح کر دوں کہ ایسی حرکتیں جو جماعتی وقار کی اور اسلامی تعلیم اور اقدار کی دھجیاں اڑاتی ہوں اگر مجھے پتہ لگ جائے تو ان پر مَیں بلا استثنا، بغیر کسی لحاظ سے کارروائی کروں گا اور کی بھی جاتی ہے اس لئے یہ بدظنیاں دور ہونی چاہئیں۔ بعض لوگ اکثر مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ علیحدہ پروگرام بناتے ہیں اور پھر اسی طرح کی لغویات اور ہلڑ بازی چلتی رہتی ہے گھر میں علیحدہ ناچ ڈانس ہوتے ہیں چاہے لڑکیاں لڑکیاں ہی ڈانس کر رہی ہوں یا لڑکے لڑکے بھی کر رہے ہوں لیکن جن گانوں اور میوزک پہ ہو رہے ہوتے ہیں وہ ایسی لغو ہوتی ہیں کہ وہ برداشت نہیں کی جا سکتیں اس لئے آج میں خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان اور اس معاشرے کے لوگوں کو جہاں ہندووانہ رسم و رواج تیزی سے راہ پا رہے ہیں، داخل ہو رہے ہیں، ان کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اپنی اصلاح کر لیں اور جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کا نظام جو ہے یہ بھی ان بیاہ شادیوں پہ نظر رکھے اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی بیہودہ فلموں کے ناچ گانے یا ایسے گانے جو سراسر

شرک پھیلانے والے ہوں دیکھیں تو ان کی رپورٹ ہونی چاہئے۔ اس بارے میں قطعاً کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی کس خاندان کا ہے اور کیا ہے؟ آج کل پاکستان میں کیونکہ شادیوں کا سیزن ہے تو جیسا کہ مَیں نے کہا اِکاّ دُکاّ یہ شکایات پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے چند مہینے خاص طور پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ویسے تو جب بھی اور جہاں بھی اس قسم کی حرکتیں ہو رہی ہوں فوری نوٹس لینا چاہئے لیکن ان دنوں میں جیسا کہ مَیں نے کہا شادیوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی بھی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ حالانکہ غیروں کو جب ہم اپنی شادیوں پر بلاتے ہیں تو ان کی اکثریت جو ہے وہ ہماری شادی کے طریق کو پسند کرتی ہے کہ تلاوت کرتے ہیں، دعائیہ اشعار پڑھتے ہیں، دعا کرتے ہیں اور بچی کو رخصت کرتے ہیں۔ اور یہی طریق ہے جس سے اس جوڑے کے ہمیشہ پیار محبت سے رہنے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے دعا کر رہے ہوتے ہیں اور اس کی آئندہ نسل کے لئے اولاد کے لئے بھی نیک صالح ہونے کی دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ہاں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ لڑکی کی شادی کے وقت دعائیہ اشعار کے ساتھ خوشی کے اظہار کے لئے شریفانہ قسم کے دوسرے شعر بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور یہ ہر علاقے کے رسم و رواج کے مطابق جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انصار پسند کرتے ہیں تو یہ نہیں فرمایا کہ ضرور ہونا چاہئے بلکہ فرمایا کہ انصار پسند کرتے ہیں۔ یہ خاص خاص لوگ ہیں جو پسند ہیں اور اس میں کیونکہ کوئی شرک کا اور دین سے ہٹنے کا اور کسی بدعت کا پہلو نہیں تھا اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح کرنا چاہئے کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہر ایک، ہر قبیلہ، ضرور دف بجایا کرے اور یہ ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اپنے رواج کے مطابق ایسے رواج جو دین میں خرابیاں پیدا کرنے والے نہ ہوں ان کے مطابق خوشی کا اظہار کر لیا کرو یہ ہلکی پھلکی تفریح بھی ہے اور اس کے کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں۔ لیکن ایسی حرکتیں جن سے شرک پھیلنے کا خطرہ ہو، دین میں بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہو اس کی بہرحال اجازت نہیں دی جا سکتی۔ شادی بیاہ کی رسم جو ہے یہ بھی ایک دین ہی ہے جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم شادی کرنے کی سوچو تو ہر چیز پر فوقیت اس لڑکی کو دو، اس رشتے کو دو، جس میں دین زیادہ ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ شادی بیاہ صرف خوشی کا اظہار ہے خوشی ہے اور اپنا ذاتی ہمارا فعل ہے۔ یہ غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں اسلام نے یہ نہیں کہا کہ تارک الدنیا ہو جاؤ اور بالکل ایک طرف لگ جاؤ۔ لیکن اسلام یہ بھی نہیں کہتا کہ دنیا میں اتنے کھوئے جاؤ کہ دین کا ہوش ہی نہ رہے۔ اگر شادی بیاہ صرف شور و غل اور رونق اور گانا بجانا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع ہو کر اور پھر تقویٰ اختیار کرنے کی طرف اتنی توجہ دلائی ہے کہ توجہ نہ دلاتے۔ بلکہ شادی کی ہر نصیحت اور ہر ہدایت کی بنیاد ہی تقویٰ پر ہے۔ پس اسلام نے اعتدال کے اندر رہتے ہوئے جن جائز باتوں کی اجازت دی ہے اُن کے اندر ہی رہنا چاہئے اور

اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے۔ حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے کہ دین میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک مومن کے لئے ایک ایسے انسان کے لئے جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے شادی نیکی پھیلانے، نیکیوں پر عمل کرنے اور نیک نسل چلانے کے لئے کرنی چاہیئے۔ اور یہی بات شادی کرنے والے جوڑے کے والدین، عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ ان کے ذہنوں میں بھی یہ بات ہونی چاہیئے کہ یہ شادی ان مقاصد کے لئے ہے نہ کہ صرف نفسانی اغراض اور لہو ولعب کے لئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شادیاں کی تھیں اور اسی غرض کے لئے کی تھیں اور یہ اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا کہ شادیاں کرو اور دین کی خاطر کرو۔ یہی آپ نے نصیحت فرمائی۔ نہ ان لوگوں کو پسند فرمایا جو صرف عبادتوں میں لگے رہتے ہیں اور دین کی خدمت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ نہ اپنے نفس کے حقوق ادا کرتے ہیں نہ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ نہ ان لوگوں کو پسند کیا جو دولت کے لئے، خوبصورتی کے لئے، اعلیٰ خاندان کے لئے رشتے جوڑتے ہیں یا جو ہر وقت اپنی دنیا داری اور بیوی بچوں کے غم میں ہی مصروف رہتے ہیں۔ نہ ان کے پاس عبادت کے لئے وقت ہوتا ہے اور نہ دین کی خدمت کے لئے کوئی وقت ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ نہ اسلام یہ کہتا ہے کہ دنیا میں اتنے پڑ جاؤ کہ دین کو بھول جاؤ، نہ یہ کہ بالکل ہی تجرد کی زندگی اختیار کرنا شروع کردو اور دنیا داری سے ایک طرف ہو جاؤ۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ کسی صحابی نے کہا ہے کہ میں شادی نہیں کروں گا اور مسلسل عبادتوں میں اور روزوں میں وقت گزاروں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ مَیں تو عبادتیں بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، بندوں کے دوسرے حقوق بھی ادا کرتا ہوں شادیاں بھی کی ہیں۔ پس جو شخص میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

پھر اسلام کسی بھی طرف جھکاؤ سے منع کرتا ہے۔ اپنا اُسوۂ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ نہ افراط کرو نہ تفریط کرو۔ آخر میں جو فرمایا کہ جو میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے بھی وارننگ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شادی صرف خوشی کا نام ہے اور اس میں ہر طرح جو مرضی کرلو کوئی حرج نہیں۔ تو آپ نے یہ کہہ کر کہ جو میری سنت سے منہ موڑتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنی افراط کرنے والوں کو بھی بتا دیا کہ لغویات سے بچنا نیکیوں کو قائم کرنا بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ ترین معیار حاصل کرنا میری سنت ہے اس لئے تم بھی نیکیوں پر چلنے کی اور لغویات سے بچنے کی لہو ولعب سے بچنے کی میری سنت پر عمل کرو۔ بعض لوگ بعض شادی والے گھر جہاں شادیاں ہو رہی ہوں دوسروں کی باتوں میں آ کر یا ضد کی وجہ سے یا دکھاوے کی وجہ سے کہ فلاں نے بھی اس طرح گانے گائے تھے، فلاں نے بھی یہی کیا تھا، تو ہم بھی کریں گے اپنی نیکیوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے بھی ہر احمدی کو بچنا چاہیئے۔ فلاں نے اگر کیا

تھا تو اس نے اپنا حساب دینا ہے اور تم نے اپنا حساب دینا ہے۔ اگر دوسرے نے یہ حرکت کی تھی اور پتہ نہیں لگا اور نظام کی پکڑ سے بھی بچ گیا تو ضروری نہیں کہ تم بھی بچ جاؤ۔ تو سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سب کام کرنے ہیں یا نیکیاں کرنی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہیں، وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے ہر اس چیز سے بچنا ہوگا جو دین میں برائی اور بدعت پیدا کرنے والی ہے۔ اس برائی کے علاوہ بھی بہت سی برائیاں ہیں جو شادی بیاہ کے موقع پر کی جاتی ہیں اور جن کی دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں یہ برائیاں جو ہیں اپنی جڑیں گہری کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح دین میں اور نظام میں ایک بگاڑ پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، اب پھر کہہ رہا ہوں کہ دوسروں کی مثالیں دے کر بچنے کی کوشش نہ کریں، خود بچیں۔ اور اب اگر دوسرے احمدی کو یہ کرتا دیکھیں تو اس کی بھی اطلاع دیں کہ اس نے یہ کیا تھا۔ اطلاع تو دی جا سکتی ہے لیکن یہ بہانہ نہیں کیا جا سکتا کہ فلاں نے کیا تھا اس لئے ہم نے بھی کرنا ہے تا کہ اصلاح کی کوشش ہو سکے، معاشرے کی اصلاح کی جا سکے۔ ناچ ڈانس اور بیہودہ قسم کے گانے جو ہیں ان کے متعلق مَیں نے پہلے بھی واضح طور کہہ دیا ہے کہ اگر اس طرح کی حرکتیں ہوں گی تو بہر حال پکڑ ہوگی"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 686-691)

انصار بوڑھے اور کمزور لوگوں کا وزٹ کریں

حضور انور سے اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ماریشس کی میٹنگ مورخہ 5 دسمبر 2005ء کو ہوئی جس میں حضور نے قائد عمومی سے مجالس کی تعداد دریافت فرمائی اور مجلس اور جماعت کا فرق سمجھایا۔ حضور انور نے جائزہ لیا کہ کتنی مجالس باقاعدہ رپورٹس بھجواتی ہیں اور کتنی ہیں جو بے قاعدہ ہیں یا نہیں بھجواتیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو مجالس باقاعدہ ہر ماہ اپنی رپورٹس نہیں بھجواتیں ان کو صرف میٹنگ میں توجہ دلانا کافی نہیں بلکہ خطوط لکھیں اور بار بار یاددہانی کروائیں۔

پھر حضور نے اس بات کا جائزہ لیا کہ جب آپ کو (قائد عمومی کو) رپورٹس موصول ہوتی ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ صدر صاحب کیا کرتے ہیں اور قائدین اپنے اپنے شعبوں کے بارہ میں کیا کرتے ہیں۔ حضور انور نے قائد عمومی کو ہدایت فرمائی کہ آپ رپورٹس صدر صاحب کو دیا کریں۔ وہ اپنے ریمارکس دیں جو اُن مجالس کو بھجوایا کریں۔ قائدین کو کہیں کہ وہ آفس آئیں اور اپنے اپنے شعبوں کی رپورٹس دیکھیں اور اپنے اپنے شعبہ پر ریمارکس دیں جو مجالس کے متعلقہ سیکرٹریان کو بھجوائے جائیں۔

حضور انور نے قائد عمومی کو توجہ دلائی کہ آپ نے ہر مجلس کو اُس کی رپورٹ کی رسیدگی سے مطلع کرنا

ہے کہ فلاں مہینہ کی رپورٹ مل گئی ہے۔اس طرح مجالس زیادہ مستعد اور فعال ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: صدر مجلس کو حق ہے کہ جو زعیم صحیح طرح کام نہیں کر رہا اس کو تبدیل کردیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ مجھے ہر ماہ باقاعدگی سے آپ کی رپورٹ آنی چاہئے۔

۞ نائب صدر صف دوم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے صف دوم کے انصار کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔حضور انور نے فرمایا: ان کے لئے علیحدہ پروگرام بنائیں۔ نیز فرمایا مجالس جو ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں اس میں صف دوم کا سپیشل کالم ہوتا کہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ مجالس میں صف دوم کے تحت کیا کام ہوا ہے اور کیا پروگرام جاری ہیں۔

قائد اشاعت نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ حضور انور کے خطبہ جمعہ کا کریول زبان میں ترجمہ شائع کرتے اور احباب میں تقسیم کرتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا: آپ کی مجلس انصاراللہ کا (News Letter) ہونا چاہئے جس میں مہینہ کے چاروں خطبات کا ذکر ہو اور کریول زبان میں ترجمہ شائع ہو۔

قائد تجنید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنی تجنید ہر وقت up-date رکھیں۔

حضور انور نے صدر صاحب انصاراللہ کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو دو معاون صدر رکھنے کی اجازت ہے۔آپ ان کے سپرد کوئی بھی خاص کام کر سکتے ہیں۔مثلاً وصیت کے نظام میں انصار کو شامل کرنے کیلئے خاص کوشش ہونی ہے۔ یہ کام معاون صدر کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔حضور نے فرمایا صف دوم کے اندر کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ انصار وصیت کے نظام میں شامل ہوں۔

قائد تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ نے کیا سپیشل پروگرام بنایا ہے؟ حضور انور نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے شعبہ کا تعلق انصاراللہ کی دینی تعلیم کے بارہ میں ہے۔آپ کے پاس یہ سارا ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے انصار سادہ نماز جانتے ہیں، کتنے باترجمہ جانتے ہیں، قرآن کریم ناظرہ کتنے جانتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو باترجمہ جانتے ہیں۔ کتنے انصار روزانہ تلاوت کرتے ہیں اور کتنے باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کوئی کتاب مطالعہ کیلئے مقرر کریں۔سوالنامہ بنائیں اور پھر امتحان لیں۔فرمایا اپنے ممبرز کو Activate کریں۔

قائد ایثار نے بتایا کہ بوڑھے لوگوں، بیمار لوگوں کا وزٹ کرتے ہیں۔حضور نے فرمایا میڈیکل کیمپ لگائیں، غربا کی مدد کریں، ہسپتالوں میں آپ کی ٹیمیں جائیں۔بعض مریض ہوتے ہیں جو غریب ہوتے ہیں انہیں مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کا بھی جائزہ لیں اور ایسے لوگوں کی مدد کے پروگرام ہوں۔فرمایا: اپنی ٹیمیں ہفتہ وار بھجوائیں۔اس سے جہاں غربا کی مدد ہوگی وہاں غرباء سے آپ کا مستقل رابطہ ہو جائے گا اور ان

کو احمدیت سے متعارف کروا سکیں گے۔

قائد وقف جدید کو حضور انور نے توجہ دلائی کہ اس وقت جو انصار چندہ وقف جدید ادا کر رہے ہیں وہ انصار کی کل تعداد کا نصف سے بھی کم ہے۔ آپ کو آگے بڑھنا چاہئے۔

قائد تربیت نو مبائعین سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ تین سال کے کتنے نو مبائعین ہیں جو آپ کے ریکارڈ میں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا تین سال بعد نو مبائع جماعت کے نظام کا باقاعدہ حصہ بن جاتا ہے، نو مبائع نہیں رہتا۔ حضور انور نے فرمایا: آپ نو مبائع انصار کی لسٹ بنائیں، ان سے رابطہ کریں، ان کی تربیت کریں، ان کو ٹرینڈ کریں۔ آپ کی ہر مجلس میں جو نو مبائع انصار ہیں ان سے رابطہ کے لئے اپنے شعبہ کے تحت لوگوں کو مقرر کریں جو ان سے مستقل رابطہ رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا ہر نو مبائع سے رابطہ ہونا چاہئے۔ فرمایا 2008ء تک ہر نو مبائع کو نظام کا مکمل حصہ بننا چاہئے۔

قائد تبلیغ اصلاح وارشاد کو حضور انور نے فرمایا کہ مستعد ہوں اور تبلیغ کے لئے پلاننگ کریں۔

قائد تربیت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہونی چاہئیں کہ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کتنے کر رہے ہیں، کتنے ہیں جو نمازوں میں باقاعدہ ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ انصار کو نمازوں میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ ہر ناصر کو پانچ نمازیں باقاعدہ ادا کرنی چاہئیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ شعبہ تعلیم اور تربیت بعض کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

قائد ذہانت وصحت جسمانی کو حضور انور نے فرمایا کہ صف دوم کی کھیلوں کے پروگرام میں ان کی مدد کریں۔

قائد تحریک جدید سے حضور انور نے ان کے وعدہ جات اور چندہ کی ادائیگی کا جائزہ لیا۔۔

قائد مال سے حضور انور نے تفصیل کے ساتھ انصار کے بجٹ، فی کس چندہ کے معیار اور انکم (income) کا جائزہ لیا۔ چندہ اجتماع اور اخراجات کا بھی جائزہ لیا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ نے اپنے ریزروفنڈ سے جو بھی خرچ کرنا ہے میری اجازت سے کرنا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 دسمبر 2006ء)

ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 9 دسمبر 2005ء کو ماریشس میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"یہاں کی تاریخ پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ گویا وہ ایک جان تھے اور اس کا اثر تھا کہ ان چند لوگوں نے آج سے 70 سال بلکہ اس سے بھی پہلے 6-7 سو افراد کی جماعت بنا لی۔ اب ان میں سے ایک ایک کے

آ گے کئی کئی بچے ہیں۔ ان میں تو نسل بڑھ رہی ہے لیکن تبلیغ کے میدان میں پیچھے ہیں۔ اس کی ایک وجہ دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ بھی ہوسکتی ہے۔ آپس کی ان لوگوں کی طرح پیار ومحبت میں کمی کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے پس اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے جہاں اپنی کمزوریوں کو دور کریں وہاں جیسا کہ میں نے کہا تبلیغ میں بھی آگے بڑھیں، لوگوں کی رہنمائی کریں لیکن اس کے لئے اپنے بھی اعلیٰ عمل اور عملی نمونے دکھانے ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو خلافت سے وابستگی اور اخلاص ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کمزوری یہاں کافی ہے کہ تبلیغ کی طرف اس طرح توجہ نہیں دی جارہی جس طرح ہونی چاہئے۔ اس لئے جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں۔ اردگرد کے چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جہاں بھی آبادی ہے وہاں وفد بھیجیں اور ان جزیروں کو احمدیت کی آغوش میں لائیں۔ یہاں اس جزیرے میں بھی تبلیغ کریں۔ مسلمان یہاں اگر خلاف ہیں تو اپنے مولویوں کے احمدیت کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کی وجہ سے خلاف ہیں۔ ان کے علم میں ہی نہیں ہے کہ احمدیت کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور ہمارا کیا ایمان ہے اور کیا مانتے ہیں۔ کئی مسلمان شرفاء باوجود ان فسادیوں کے جلوس نکالنے اور تقریریں کرنے کے، جو کہ ہمارے جلسے کے دوران آخری دن انہوں نے کیں، یہ شرفاء ہمارے جلسے میں شامل ہوئے اور مجھے ملے اور اسلام کی صحیح تصویر دکھانے اور احمدیت کے حقیقی پیغام کے پہنچانے کا شکریہ ادا کر کے گئے۔ تو یہ مستقل تبلیغی رابطے اگر ہوں گے تو انہیں احمدیت کی حقیقی تعلیم سے آگاہی ہوگی۔ پس آپ لوگ ایک ہو کر اس تبلیغی مہم میں جُت جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

یاد رکھیں یہی ایک ذریعہ ہے جس سے آپ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے اور اپنی اولادوں کو بھی محفوظ رکھیں گے۔ اپنے نوجوان بچوں اور بچیوں کو دنیا کے گند سے بچا کر رکھ سکیں گے۔ اپنے بچوں میں بھی اس بات کو راسخ کریں کہ تمہارے باپ دادا نے، تمہارے بزرگوں نے احمدیت کو صحیح سمجھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بے انتہا فضلوں سے نوازا۔ تم لوگ بھی بجائے یہ دیکھنے کے کہ دنیا آجکل کس طرف جارہی ہے یہ دیکھو کہ خدا تعالیٰ تمہیں کس طرف بلا رہا ہے۔ پس اس طرف آؤ اور اس کے حکموں پر عمل کرو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ پس اس کے لئے آپ کو اپنے بچوں کے لئے اپنے عملی نمونے بھی پیش کرنے ہوں گے، اپنے اندر سے بھی چھوٹی چھوٹی برائیوں کو ختم کرنا ہوگا۔ آپ لوگوں کو خود بھی نیکیوں کو اپنانا ہوگا۔ آجکل معاشرے میں بہت سی ایسی برائیاں ہیں جن کا اثر ہمارے معاشرے میں پڑ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے خود بھی ان سے بچیں اور اپنی اولادوں کو بھی ان سے بچائیں۔ کیونکہ اسی میں اب آپ کی بہتری ہے۔ اللہ کرے کہ آپ لوگ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور

نوجوان بھی اور بوڑھے بھی اور مرد بھی اور عورتیں بھی نیکیوں کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھنے والے ہوں تاکہ اپنی نسلوں اور نئے آنے والوں کی تربیت بھی کر سکیں اور احمدیت کے پیغام کو اپنے عمل سے بھی اپنے ہم قوموں کو پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور دعوت الی اللہ کے میدان میں اب تک جو سستی ہوئی ہے اس کی کمی کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آپ کو ہر لحاظ سے اپنی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کا جماعت اور خلافت سے جذبۂ اخلاص و وفا ہمیشہ قائم رہے اور اس میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرماتا رہے۔ آمین"

(خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 716-717)

باب چہارم

2006ء

کے

ارشادات وفرمودات

- سست عہدیداران کو Active کریں
- جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو نظام جماعت کی اہمیت کے بارے میں نصائح
- عہدیداران کو عاملہ کی مدد سے شوریٰ کے فیصلوں پر عمل کروانا چاہئے
- انصاراللہ وصیت کرنے کے بعد ذیلی تنظیم یا چندہ بھی دیں
- انصار کے بچے نمازیں اور قرآن پڑھنے والے ہوں
- جماعتی وذیلی تنظیموں کا نظام فعال اور مستعد ہو تو جماعت کئی گنا ترقی کرتی ہے
- ذیلی تنظیموں کے عہدیداران وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہوں
- دیہاتوں میں دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دیں
- انصاراللہ کی تنظیم اس امر کا جائزہ لے کہ شکوہ کرنے والے کیوں پیدا ہوتے ہیں
- جماعت جہاں قائم نہیں وہاں مجلس انصاراللہ قائم ہو سکتی ہے
- مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جو کام نہ کر سکیں
- جماعتی وذیلی تنظیموں کے عہدیدار لغو حرکات کو چھوڑ دیں
- تمام قائدین اپنی اپنی سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کریں
- انصاراللہ کی سب سے اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے
- جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو معاشرہ کی برائی ختم کرنے کیلئے مہم چلانی چاہئے
- اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے لوگ عطا کرتا رہے گا جو نحن انصاراللہ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے
- لوگوں کے ذہن بدلنے کے لئے چیریٹی واکس اہم رول ادا کرتی ہے
- نیشنل عاملہ انصاراللہ ہالینڈ کو ہدایات
- آپ خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق رکھ کر دینی ودنیاوی حسنات کا حصہ پائیں گے
- ذیلی تنظیموں کو نوجوانوں کو سنبھالنا چاہئے اور ہنر سکھلا کر بیکاری کا خاتمہ کرنا چاہئے
- صحابہ کے فدائیت کے نمونے انصاراللہ نے دکھلانے ہیں
- عہدیداران میاں بیوی کے جھگڑے میں ظالم شوہر کے ساتھ بے جا ہمدردی نہ کریں
- اعزازی خدمت کرنے والے سے بھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو سچائی کے خلاف ہو
- عہدیداران مدد میں برابر کا سلوک کریں
- انصاراللہ اپنے وعدے خود پورے کریں مرکز پر انحصار نہ کریں
- جماعتی سطح پر جو سستیاں یا کمیاں ہیں ان کو ذیلی تنظیموں نے پورا کرنا ہے

سست عہدیداران کو Active کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس عاملہ انصاراللہ بھارت کی میٹنگ مؤرخہ 7 جنوری 2006ء بروز ہفتہ بمقام ایوان انصار میں شمولیت فرمائی۔ حضور نے قائدین سے ان کے شعبوں کا تعارف، ان کے کام، آئندہ کے لائحہ عمل اور منصوبہ بندی کا جائزہ لینے کے بعد قائدین کو ہدایات سے نوازا اور راہنمائی فرمائی۔

۞ حضور انور نے قائد عمومی سے مجالس انصاراللہ کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا نیز دریافت فرمایا کہ کتنی مجالس باقاعدہ رپورٹس بھجواتی ہیں اور کتنی رپورٹس بھجوانے میں بے قاعدہ ہیں۔اور جو رپورٹس نہیں بھجواتیں ان کے بارہ میں کیا طریق اختیار کیا گیا ہے۔فرمایا کہ مرکز کا کام ہے کہ ہر مجلس سے براہ راست رابطہ رکھے اور براہ راست یاددہانی کروائیں، خط لکھیں یا فون وغیرہ کریں۔

۞ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو عہدیدار اتنے سست ہیں ان کو بھی Active کیا جائے اور بار بار یاددہانی کروائی جائے۔فرمایا: ہر مجلس کی ماہانہ رپورٹ میں تمام شعبوں کی ماہانہ رپورٹ کا ذکر ہونا چاہئے۔

۞ نائب صدر صف دوم نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے کہا کہ نومبائعین کی دوصد مجالس قائم کی ہیں۔زیادہ تر صف دوم کے انصار ہیں۔جس پر حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کو نمازوں کے قیام اور قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں اور وصیت کے نظام کو متعارف کروائیں۔فرمایا: صف دوم کے انصار کے اس احساس کو ختم کرنے کے لئے کہ اب وہ بوڑھے ہوگئے ہیں ان کے اپنے پروگرام ہونے چاہئیں۔مثلاً سائیکلنگ ہو، صبح کی سیر ہو، کھیلوں وغیرہ کے پروگرام ہوں۔

۞ حضور نے فرمایا: بعض لوگوں کو ایک دومیل جانا ہوتا ہے لیکن بس کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔ ایک دومیل پیدل چل کر نہیں جاتے۔حضور انور نے فرمایا کہ نیروبی (کینیا) میں دیکھا ہے کہ وہاں لوگ پانچ چھ میل پیدل چل کر اپنے کام پر جاتے ہیں۔یہاں بھی یہ عادت ڈالنی چاہئے۔

۞ معاون صدر نے اپنے کام کے بارہ میں بتایا کہ صدر مجلس جو کام سپرد کرتے ہیں وہ کیا جاتا ہے نومبائعین کی رپورٹس کا جائزہ لیا جاتا ہے اوران سے خط وکتابت ہوتی ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا: تین سال سے زائد کو نومبائع کہنا چھوڑ دیں۔پھر انہیں یہ احساس ہوگا کہ ہماری کوئی علیحدہ حیثیت نہیں ہے۔تین سال کا عرصہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ ان کی تربیت ہوجائے اور نظام کا پتہ چل جائے۔فرمایا: جو تین سال سے قبل کے ہیں اب ان کو باقاعدہ نظام کا حصہ بن جانا چاہئے۔یہ ہرگز مقصد نہیں تھا کہ وہ بالکل علیحدہ چیز بنا دیئے جائیں۔ان کا تشخص علیحدہ قائم کیا جائے۔حضور نے فرمایا: اب آپ کی ساری جماعتیں پُرانی ہیں۔نومبائع صرف وہ ہے جو گزشتہ تین سال میں شامل ہوا ہے۔فرمایا کہ اب یہ جائزہ لیں کہ کتنے ہیں جو نظام میں سموئے گئے اگر نہیں سموئے گئے تو ان کی ٹریننگ اور تربیت کا علیحدہ پروگرام بنائیں۔نئی مجالس کے زعماء،

ان کے منتظمین ان کی ٹریننگ کریں۔ریفریشر کورسز کا انعقاد ہو۔تربیتی پروگرام ہوں۔اتنا عرصہ ہو گیا ہے یہ لوگ فعال ممبر نہیں بن رہے۔اب ان سب کو فعال ہونا چاہئے۔

۞ حضور نے فرمایا: کچھ کو یہاں مرکز میں بلائیں ان کا دس پندرہ روز کا ریفریشر کورس ہو۔پھر قائدین کو ان کے علاقوں میں بھی بھجوائیں۔وہاں جا کر ٹریننگ دیں۔اسی طرح ہر صوبے کے سنٹر میں ،مرکز میں ریفریشر کورس ہوں۔دس پندرہ دن کے لئے لوگ اکھٹے ہوں،ان کے تربیتی کورسز میں اس علاقہ کے مربی صاحب سے مدد لی جاسکتی ہے۔

۞ قائدایثار نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ میڈیکل کیمپ لگائے گئے ہیں۔فرمایا:نئی جماعتوں میں بھی میڈیکل کیمپ لگائیں تا کہ ان کا ایک اچھا اثر قائم ہو۔ڈاکٹرز جائیں گے ان کو احساس ہوگا کہ ہمارے پیچھے کوئی ہے ہم کو پوچھا جا رہا ہے۔چھوڑ نہیں دیا گیا۔

۞ حضور نے فرمایا:ایسے علاقوں میں میڈیکل کیمپس لگائیں جو Remote علاقے ہیں، جہاں طبی سہولتیں نہیں ہیں۔حضورانور نے قائدایثار کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ ہسپتالوں میں بھی جائیں۔وہاں بہت سے غریب مریض ہوتے ہیں۔ان کا حال پوچھیں،ان کی مدد کریں،آپ لوگوں کا ایک تشخص قائم ہوگا کہ یہ لوگ ہیں جوخدمت انسانیت کرنے والے ہیں۔

۞ قائد وقف جدید کو حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ نئے آنے والوں کو بھی چندہ وقف جدید کے نظام میں شامل کریں۔

۞ قائد تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ انصار سے کتنے امتحان لیتے ہیں۔کیا طریق کار ہے۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ باقاعدہ پرچے تیار کریں۔مجالس میں بھجوائیں اور سب انصار امتحان میں شریک ہوں۔فرمایا انتخابات کو آرگنائز کریں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چھوٹی کتب نصاب میں رکھی جاسکتی ہیں،مطالعہ کے لئے رکھیں اور پھر امتحان ہو۔

۞ قائد تجنید کو حضورانور نے تجنید مکمل کرنے کی ہدایت فرمائی۔فرمایا کہ آپ کی تجنید مکمل ہونی چاہئے۔

۞ قائد تربیت نو مبائعین کو ہدایت دیتے ہوئے حضورانور نے فرمایا کہ گزشتہ کئی سالوں سے آپ کے جو نو مبائعین چلے آرہے ہیں اس کے لئے آپ کو ایک سال کا عرصہ دیتا ہوں۔اس کے بعد یہ نو مبائعین نہیں رہیں گے اور باقاعدہ نظام جماعت کا حصہ بن جائیں گے۔

۞ حضورانور نے فرمایا:انصار کا کام ہے کہ گھروں میں تربیت کریں۔بچوں کو توجہ دلائیں۔نمازوں کی طرف توجہ دلائیں،قرآن کریم کی طرف توجہ دلائیں۔

۞ حضور نے دریافت فرمایا کہ نئی مجالس میں کتنے ایسے انصار ہیں جو آپ کی کوششوں کے بعد فعال ہوئے ہیں اور آپ کی کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا ہے فرمایا: ایک سال میں ان کا علیحدہ اجتماع کریں اور انہیں بتائیں کہ اب آپ کو اتنے سال ہو گئے ہیں اب آپ باقاعدہ جماعت کا حصہ بن جائیں۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ نئے آنے والوں کو سنبھالیں اور ایک سال کے اندر اندر ان کو نظام کا حصہ بنائیں۔فرمایا کہ جو نئے احمدی ہیں ان کے اندر اگر تبدیلیاں پیدا ہوئیں تو نظر آنی چاہئیں۔ان تبدیلیوں کو دیکھ کر ان کے عزیز واقارب واپس آئیں۔ان کو قریب لائیں۔فرمایا: جو نئے رابطے قائم ہوئے ہیں ان کا کیا ریسپانس (Response) ہے۔فرمایا: ان لوگوں سے رابطہ رکھیں اور ان کو احساس ہو کہ ہم سے رابطہ رکھا جا رہا ہے۔ہم سے تعلق ہے۔ہم کو پوچھا جا رہا ہے۔

۞ قائد تبلیغ کو حضور انور نے اپنے تبلیغی پروگراموں کو فعال بنانے کی ہدایت فرمائی ہے۔اور فرمایا کہ انصار کو عادت ڈالیں کہ وہ اپنے ذاتی رابطے قائم کریں۔اور تبلیغ کریں اور جو ٹارگٹ آپ نے مجالس کو دیا ہے اس کا Follow Up کریں۔

۞ قائد تحریک جدید سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنے انصار تحریک جدید کے چندہ کے نظام میں شامل ہیں۔

۞ قائد تعلیم القرآن سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنے فیصد انصار ہیں جو قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں کیا پروگرام بنایا ہے۔فرمایا پروگرام بنا کر مجالس کو بھجوائیں اور اس پر عمل کروائیں اور مجالس سے پوچھیں کہ کتنے انصار نے کتنی تعداد میں پڑھنا شروع کر دیا ہے۔

۞ قائد تربیت نے بتایا کہ نئے آنے والوں میں سے جو تعداد اب تربیتی پروگراموں میں شامل نہیں ہے ان میں سے دس فیصد کو ٹارگٹ بنایا جاتا ہے۔حضور نے ہدایت فرمائی کہ پہلے تجنید کا جائزہ لیں اور سابقہ تجنید پر بنیاد نہ رکھیں۔بلکہ مجالس کا خود جائزہ لیں اور پھر معین رپورٹ بنا کر بھجوائیں۔

۞ زعیم اعلیٰ قادیان سے حضور انور نے قادیان کے انصار کی تجنید اور ان کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

۞ آڈیٹر سے حضور انور نے دریافت فرمایا: کیا آپ باقاعدہ آڈٹ کرتے ہیں رسیدیں، بل وغیرہ چیک کرتے ہیں۔دستخط دیکھتے ہیں کہ صدر کی منظوری سے خرچ ہوتا ہے، اخراجات بجٹ کے اندر ہوتے ہیں۔ایک مَد سے دوسری مَد میں تبدیلی قواعد کے مطابق ہے۔

۞ قائد اشاعت سے حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا اشاعت کمیٹی بنائی ہے، سہ ماہی رسالہ کی سرکولیشن کے بارہ میں بھی حضور انور نے دریافت فرمایا۔

۞ قائد ذہانت وصحت جسمانی سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ انصار کی صحت کا خیال رکھتے ہیں۔ کتنے انصار سیر کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ گھر سے مسجد وغیرہ آتے ہیں تو اس کو سیر نہیں کہتے۔ چار پانچ میل کی سیر، سیر ہوتی ہے۔ فرمایا: جماعتوں کو جو سرکلر کرتے ہیں تو پھر رپورٹ بھی منگوایا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی نیشنل عاملہ کی سیر کا جائزہ بھی لیا کریں۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے انصار کے چندہ مجلس، ان کے بجٹ اور چندہ کے معیار کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کی جونئی مجالس قائم ہوئی ہیں ان کو چندہ کے نظام میں شامل کریں اور باقاعدہ اپنے نظام کا حصہ بنائیں۔ خواہ ٹوکن کے طور پر چندہ لیں۔ ایک روپیہ یا آٹھ آنے دیں لیکن ہر ایک دے۔

۞ آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ صدر انصار اللہ کو دور کے صوبوں پر نظر رکھنی چاہئے اور دورہ پر جانا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: صوبوں کے ریجن کی سطح پر بھی اجتماع منعقد کریں جو صوبے دور ہیں جہاں انصار کی تعداد ایک صد پچاس سے زائد ہو وہاں اجتماع کیا کریں۔ ان لوگوں کو آرگنائز کریں اور ان کو ہی آرگنائزر بنائیں۔

۞ تربیت کے لحاظ سے نمازوں کی پابندی ہو۔ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ پیدا ہو۔ مالی قربانی کی اہمیت انہیں بتائیں۔ اخراجات محتاط طریقے سے کرنے ہیں۔ ان میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ ایک ایک پیسے کی حفاظت کرنی ہے اور ممکنہ حد تک بچت کرنی ہے۔ یہ احساس ان میں پیدا ہونا چاہئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 مارچ 2006ء)

جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کو نظام جماعت کی اہمیت اور اس کی اطاعت کے بارے پُر معارف وزریں نصائح

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 9 مارچ 2006 کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونی ضروری ہے اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہونی ہے وہ عَلٰی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃ ہونی ہے اور وہ دائمی خلافت ہے اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ: "خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے

لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

نظام خلافت و جماعت سے جُڑے رہنے کے لئے اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں

پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس دائمی قدرت کے ساتھ وابستہ رہنے کے لئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جُڑے رہنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کے لئے، اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو۔ بہت سارے مقام آسکتے ہیں جب نظام جماعت کے خلاف شکوے پیدا ہوں۔ ہر ایک کی اپنی سوچ اور خیال ہوتا ہے اور کسی بھی معاملے میں آراء مختلف ہو سکتی ہیں، کسی کام کرنے کے طریق سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن نظام جماعت اور نظام خلافت کی مضبوطی کے لئے جماعتی نظام کے فیصلہ کو یا امیر کے فیصلہ کو تسلیم کرنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت نے اس فیصلے پر صاد کیا ہوتا ہے یا امیر کو اختیار دیا ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے فیصلہ کر دو۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ یہ فیصلہ غلط ہے اور اس سے جماعتی مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو خلیفۂ وقت کو اطلاع کرنا کافی ہے۔ پھر خلیفۂ وقت جانے اور اس کا کام جانے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ذمّہ دار اور نگران بنایا ہے اور جب خلیفہ، خلافت کے مقام پر اپنی مرضی سے نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات اس کو اس مقام پر اس منصب پر فائز کرتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے کسی غلط فیصلے کے خود ہی بہتر نتائج پیدا فرما دے گا۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ خلافت کی وجہ سے مومنوں کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ مومنوں کا کام صرف یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے احکامات کی بجا آوری کریں اور اس کے رسول کے حکموں کی پیروی کرنے کی کوشش کریں اور کیونکہ خلیفہ نبی کے جاری کردہ نظام کی بجا آوری کی جماعت کو تلقین کرتا ہے اور شریعت کے احکامات کو لاگو کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے اس کی اطاعت بھی کرو اور اس کے بنائے ہوئے نظام کی اطاعت بھی کرو۔ اور افراد جماعت کی یہ کامل اطاعت اور خلیفۂ وقت کے اللہ کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے کئے گئے فیصلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے اور اپنے بنائے ہوئے خلیفہ کو دنیا کے سامنے رُسوا ہونے سے بچانے کے لئے برکت ڈال دے گا۔ کمزوریوں کی پردہ پوشی فرما دے گا اور اپنے فضل سے بہتر نتائج پیدا فرمائے گا اور من حیث الجماعت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو ہمیشہ بڑے نقصان سے بچالیتا ہے اور یہی ہم نے اب تک اللہ تعالیٰ کا جماعت سے اور خلافت احمدیہ سے سلوک دیکھا ہے اور دیکھتے آئے ہیں۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:60) اے وہ لوگو! جو ایمان

لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اولوالامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ اگر فی الحقیقت تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ یعنی تمہارا کام اطاعت کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پوری پیروی کرو۔ پہلے اپنے آپ کو دیکھو کہ تم اللہ کے حکموں کی پیروی کر رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جو احکامات اتارے ہیں، پہلے تو ان کا فہم و ادراک حاصل کرو، کیا وہ تمہیں حاصل ہو گیا ہے۔ اور جب مکمل طور پر حاصل ہو گیا ہے تو پھر اُن احکامات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ اور جب ایک شخص خود اس پر عمل کرنے لگ جائے گا اور اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بھی عمل کر رہا ہوگا تو پھر وہ شاید اپنے خیال میں یہ کہنے کے قابل ہو سکتا ہے کہ ہاں اب مَیں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، یہ آیت ہمیں کچھ اور بھی کہتی ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم علمی اور عملی لحاظ سے احکام شریعت کے بہت پابند ہیں اور علم رکھنے والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو غیب کا علم بھی رکھتا ہے اور حاضر کا علم بھی رکھتا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے اس کا علم بھی رکھتا ہے اس کو پتہ تھا کہ اگر صرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کہہ دیا تو کئی نام نہاد علماء اور بزعم خویش سنت رسولؐ پر چلنے والے پیدا ہوں گے اور جو جماعت کی برکت ہے وہ نہیں رہے گی اور ہر ایک نے اپنی ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی ہوگی اور اپنے محدود علم کو ہی انتہا سمجھیں گے اور آج ہم مسلمانوں میں دیکھتے ہیں تو یہی کچھ نظر آتا ہے۔ لیکن یہ جو زعم ہے کہ ہم اللہ اور رسول کے حکم پر عمل کر رہے ہیں، اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہلوا کر ختم کر دیا کہ مسیح موعود کے آنے کے بعد اس کو ماننا ضروری ہے اور پھر اس کے بعد جو خلافت عَلٰی مِنْہَاجِ النُّبُوَّة قائم ہونی ہے اس کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ ورنہ یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کر لی۔ اور پھر اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے نظام جماعت میں یکرنگی پیدا کرنے کے لئے اور اس نظام کی حفاظت کے لئے یہ بھی فرما دیا کہ اولوالامر کی بھی اطاعت کرو۔ صرف مسیح موعودؑ کو جو مان لیا اس کے بعد جو نظام مسیح موعودؑ کی جماعت میں، نظام خلافت کے قائم ہونے سے قائم ہوا ہے اس کی بھی اطاعت کرو۔

ذیلی تنظیموں ہی کی وجہ سے جماعت کا ہر شخص جماعتی ڈھانچے اور اطاعت کے مضمون کو سمجھتا ہے

آج ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور ہم اس نظام میں پروئے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بھی توجہ دلاتا رہتا ہے اور ہم دوسرے مسلمان فرقوں کی طرح بکھرے ہوئے نہیں بلکہ خلافت کی برکت کی وجہ سے ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ولسلام کو اپنے وعدے کے مطابق علوم

ظاہری و باطنی سے پُر، ذہین اور فہیم، ایسا موعود بیٹا عطا فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے ہم میں چھوٹی سے چھوٹی سطح سے لے کر ملکی اور پھر مرکزی سطح پر ایک ایسا جماعتی ڈھانچہ بنا کر دے دیا جس میں نہ صرف جماعت کے انتظامی معاملات بلکہ تربیتی، تبلیغی، تعلیمی، تمام قسم کے معاملات جو ہیں، سب کا ایک اعلیٰ انتظام موجود ہے۔ پھر جماعت کے ہر طبقے کو اس کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنے کے لئے، ہر طبقے کے ہر شخص کو جماعتی معاملات میں شامل کرنے اور اس کو اس کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے ذیلی تنظیموں، خدام، اطفال، لجنہ، ناصرات، انصار کا قیام فرمایا۔ آج یہی وجہ ہے کہ جماعت کا ہر وہ شخص، ہر وہ بچہ اور جوان اور عورت جس کا اپنی تنظیموں سے ابتدائی عمر سے رابطہ ہے وہ ان تنظیموں میں شمولیت کی وجہ سے جماعتی ڈھانچے اور اطاعت کے مضمون کو سمجھتے ہیں۔ ان تنظیموں میں ابتداء سے حصہ لینے والے کو علم ہے کہ ان کی حدود کیا ہیں، اس کی ذیلی تنظیموں کی حدود کیا ہیں جماعتی نظام کی اہمیت کیا ہے اور خلیفۂ وقت کی اطاعت کس طرح کرنی ہے۔ لیکن بعض دفعہ دنیاداری کی وجہ سے اپنی اہمیت اور انا کی وجہ سے بعض لوگوں کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے اور باوجود اس اہمیت کا علم ہونے کے کہ اطاعت میں کتنی برکت ہے بعض ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس سے اگر جماعتی نظام متاثر نہ بھی ہو تو پھر بھی بعض کمزور ایمان والوں یا نئے آنے والوں کے لئے ٹھوکر کا باعث بن جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی کمیشن کسی بارے میں قائم ہوا ہے کہ تحقیق کر کے بتائیں، بعض لوگوں کے بعض معاملات کی رپورٹ دیں یا بعض دفعہ کوئی معاملہ خلیفہ وقت کی طرف سے بھجوایا جاتا ہے کہ اس بارے میں جائزہ اور رپورٹ دیں تو تحقیق کرنے کے بعد یا جائزہ لینے کے بعد جو رپورٹ بھجوائی جاتی ہے اگر خلیفۂ وقت اس کے مطابق کوئی فیصلہ نہ کرے تو اور کچھ نہیں کہہ سکتے تو جماعت میں یا کم از کم اس طبقے میں یہ بات کہہ کر بے چینی پیدا کر دیتے ہیں کہ ہم نے تو یوں لکھا تھا پتہ نہیں نیشنل امیر نے یا مرکزی عاملہ نے رپورٹ بدل کر بھیج دی ہے یا خلیفۂ وقت نے اس کے الٹ فیصلہ دیا ہے۔ بہرحال ہم نے تو یہ رپورٹ نہیں دی تھی۔ تو یہ ایسی بات ہے جو یقیناً جماعت میں فتنے کا باعث بن سکتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے۔ اگر کسی سطح پر آپ لوگوں کو خدمت کا موقع دیا گیا ہے تو اس کو فضل الٰہی سمجھیں اور اُن حدود کے اندر ہی رہیں جو مقرر کی گئی ہیں اور اپنی حدود سے تجاوز نہ کریں۔ بعض لوگ بیوقوفی اور کم علمی کی وجہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں، بعض اپنی انا کی وجہ سے۔ اور مختلف ملکوں میں ایسے معاملات اکّا دکّا اٹھتے رہتے ہیں اور توجہ دلانے پر پھر احساس بھی ہو جاتا ہے اور معافی بھی مانگتے ہیں۔

عہدیداران کو اطاعت کے معیار بڑھانے کے لئے خلیفہ وقت کے فیصلوں کی خود تعمیل کرنی ہے

لیکن آج مَیں خطبے میں اس بات کا ذکر اس لئے بھی کر رہا ہوں کہ یہ سب کو بتا دوں کہ جو فتنے کے لئے یہ باتیں کرتے ہیں ان کے علم میں آ جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کافی میچور

(Mature) ہو چکی ہے۔ اپنی بلوغت کو پہنچ چکی ہے اور ایسے لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے خدمت کا موقع دے دیا ہے وہ بھی اپنی نظر اور سوچ کو اپنی ذات کے محور سے نکالیں۔ پھر بعض لوگ اپنی رائے اور عقل کو سب سے بالا سمجھتے ہیں وہ بھی اس خول سے نکلیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں عقل رکھنے والے بھی بہت ہیں۔ علم رکھنے والے بھی بہت ہیں، تقویٰ پر چلنے والے بھی بہت ہیں، تعلق باللہ والے بھی ہیں، اس لئے ہر خدمت گزار جس کو کسی بھی سطح پر خدمت کا موقع ملتا ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اور کامل اطاعت کے ساتھ اس خدمت کی برکات سے فیض اٹھائیں ورنہ اگر کوئی بھی عہدیدار کسی بھی سطح پر کھلے دل سے اور بغیر کوئی خیال دل میں لائے خلیفۂ وقت کی اطاعت نہیں کرے گا تو اس کے عہدے کی حدود میں اس سے نیچے کام کرنے والے بھی اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اور کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ایک وقت تک ایسے لوگوں کو موقع دیتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا خدمت کو اللہ کا فضل سمجھیں، ہم نے تو یہی دیکھا ہے کہ ایسے لوگوں کی وہاں تک پردہ پوشی ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پردہ پوشی فرماتا ہے جب تک کہ ان کی خدمت جماعت کے مفاد میں رہے۔

یہاں میں خطبہ دے رہا ہوں اس لئے یہ واضح کر دوں کہ صرف یہاں نہیں بلکہ بعض دوسرے ملکوں میں بھی بعض عہدیدار اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھتے ہیں اور وہ بھی اپنے تکبر اور انانیت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی اپنے خول سے باہر آنا چاہئے۔ کیونکہ یہی عادت بن چکی ہے کہ جہاں خطبہ دیا جا رہا ہو، لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف وہی مخاطب ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں بھی یہ بیماریاں یا برائیاں ہیں اور ہر جگہ کے وہ لوگ، لوگوں کے خطوط کے ذریعہ سے میرے علم میں آتے رہتے ہیں، ہر اس جگہ پر جہاں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے ذہنوں میں خنّاس سمایا ہوا ہے ان کو اس سے باہر نکلنا چاہئے اور استغفار کرنی چاہئے۔

دوسرے نیشنل امراء سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب کسی بھی قسم کی تحقیق کے لئے کمیشن بناتے ہیں تو تلاش کر کے تقویٰ شعار لوگوں کے سپرد یہ کام کیا کریں۔ یا اگر میرے پاس کسی کمیشن کے بنانے کی تجویز دی جاتی ہے تو ایسے لوگوں کے نام آیا کریں جو تقویٰ پر چلنے والے ہوں اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں اور اطاعت کے اعلیٰ معیار کے حامل ہوں۔ کسی بھی فریق سے ان کا کسی بھی قسم کا تعلق نہ ہو۔ اسی طرح امراء اور مرکزی عہدیداران کو بھی میں کہتا ہوں کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ جماعت کے تعاون اور اطاعت کے معیار بڑھیں تو خود خلیفۂ وقت کے فیصلوں کی تعمیل اس طرح کریں جس طرح دل کی دھڑکن کے ساتھ نبض چلتی ہے۔ یہ معیار حاصل کریں گے تو پھر دیکھیں کہ ایک عام احمدی کس طرح اطاعت کرتا ہے کیونکہ ایک احمدی کے لئے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اور اس یقین پر قائم ہے کہ اب یہ سلسلۂ خلافت چلنا ہے انشاء اللہ اور جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ دائمی اور ہمیشہ رہنے والا سلسلہ ہے ان لوگوں

کے لئے جو ایمان میں ترقی کرنے والے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنے والے ہوں گے، تو احمدی کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد سب سے زیادہ اطاعت اولوالامر کے طور پر خلیفۂ وقت کی اطاعت ہے۔ پھر مرتبے کے لحاظ سے ہر سطح پر جماعتی نظام کا ہر عہدیدار قابل اطاعت ہے۔

عہدیداران کسی کو تخفیف کی نظر سے نہ دیکھیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نظام اور اولوالامر کی اطاعت یہ معیار بنے گی تمہارے ایمان کی حالت کی اور اس بات کی کہ حقیقت میں تم یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ اس یقین پر قائم ہو کہ مرنے کے بعد خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں یہ سوال بھی ہونا ہے کہ تم نے اپنی بیعت کے بعد اپنی اطاعت کے معیار کو کس حد تک بڑھایا ہے۔ وہاں غلط بیانی ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ جسم کے ہر عضو نے گواہی دینی ہے اور اس دن کسی کا کوئی عضو بھی اس کے اپنے کنٹرول میں نہیں ہوگا اس کی اپنی بات نہیں مانے گا بلکہ وہی کہے گا جو حق ہے، حقیقت ہے اور سچ ہے۔ پس اگر آخرت پر یقین ہے اور بہتر انجام چاہتے ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ اولوالامر کے ہر حکم کو بھی مانو۔ اس کی کسی بات کو تخفیف کی نظر سے نہ دیکھو۔ کیسے ہی حالات ہوں اطاعت کا دامن کبھی نہ چھوڑو۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اس سے دنیاوی حاکم بھی مراد ہیں۔ ان کی اطاعت کرنا بھی فرض ہے اور سوائے اس کے کہ وہ کوئی غیر شرعی حکم دیں تم نے اطاعت کرنی ہے۔ تو یہ عمومی حکم ہر ایک کے لئے ہے۔ عہدیداروں کے لئے بھی ہے اور عام احمدی کے لئے بھی ہے۔ بلکہ اللہ اور رسول کی طرف لوٹنے کا حکم اس لئے ہے کہ اگر کوئی دنیاوی حاکم کوئی ایسا حکم دے جو غیر شرعی ہو تو اللہ اور رسول سے رہنمائی لو، قرآن اور سنت سے رہنمائی لو۔ جماعتی نظام میں تو تمہیں یہ حکم نہیں ملنا جو خلاف شریعت ہو۔ نہ خلیفۂ وقت کی طرف سے شریعت کے خلاف کوئی حکم دیا جائے گا۔ دنیاوی حاکموں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو، بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو"

(الحکم جلد 5 نمبر 19 مورخہ 24 مئی 1901ء صفحہ 9)

تو ہر احمدی کو یہ سوچنا چاہئے کہ حکم عمومی طور پر ہر ایک کے لئے ہے۔ اس نے تو بہر حال اپنے نظام اور جو بھی عہدیدار ہے اس کی اطاعت کرنی ہے کیونکہ وہ خلیفۂ وقت کا قائم کردہ نظام ہے۔ لیکن عہدیداروں کو بھی یہ سوچنا چاہئے کہ انہوں نے اگر اطاعت کے معیار بڑھانے ہیں تو خود بھی اطاعت کے اعلیٰ نمونے قائم

کریں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی آتی ہے۔مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے"

اپنی جو نفسانی خواہشات، انائیں، جھوٹی عزتیں ہیں ان کو اطاعت کے لئے ذبح کرنا پڑتا ہے۔ہر سطح پر ہر احمدی کو ایک عام احمدی سے لے کر (عام تو نہیں بلکہ ہر احمدی خاص ہے کیونکہ اس نے زمانے کے امام کو مانا ہے، عام سے میری مراد یہ ہے کہ ایک احمدی جو عہدیدار نہیں ہے، اس سے لے کر) بڑی سے بڑی سطح کے عہدیدار تک، ہر ایک کو اپنی نفس کی خواہشات کو کچلنا ہوگا۔اور وہ اسی وقت پتہ لگتا ہے جب اپنے خلاف کوئی بات ہو۔جہاں تک دوسروں کے معاملات آتے ہیں، ہر ایک بڑھ بڑھ کر اپنی سچائی ظاہر کرنے کے لئے گواہیاں دے رہا ہوتا ہے۔لیکن جہاں اپنا معاملہ آ جائے یا اپنے بچوں کا معاملہ آ جائے وہاں جھوٹ کو بنیاد بنا لیا جاتا ہے۔

فرمایا کہ:"اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی"۔اگر یہ نفس کو ذبح نہیں کرتے تو اس کے بغیر اطاعت ہی نہیں کرتے" اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے"۔ بڑے بڑے جو دعویٰ کرنے والے ہیں کہ ہم عبادت کرنے والے ہیں اور ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں اور اللہ کو ایک جاننے والے ہیں اور اس کا تقویٰ ہمارے دل میں ہے، خوف ہے۔جب اپنے معاملے آتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا تو پھر یہ سب چیزیں نکل جاتی ہیں۔پھر نفس بت بن کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔پس دیکھیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ اپنے نفس کی اَنا کو دبانا بہت مشکل ہے۔

پس اگر اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے تو صرف زبانی نعروں سے یہ رضا حاصل نہیں ہوگی کہ ہم ایک خدا کو ماننے والے ہیں اور اس کی عبادت کرنے والے ہیں بلکہ امام الزمان، اس کے خلیفہ اور اس کے نظام کے آگے یوں سر ڈالنا ہوگا کہ انانیت کی ذرا سی بھی ملونی نظر نہ آئے، کچھ بھی رمق باقی نہ رہے۔ورنہ تو یہ انانیت کے بُت اس نظام کے خلاف کھڑے نہیں ہوتے بلکہ پھر یہ خلیفہ وقت کے مقابلے پہ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔وہاں سے بھی اطاعت سے باہر نکل جاتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔اور وہی شخص جو یہ خیال کر رہا ہوتا ہے کہ مَیں سب سے بڑا

موحّد ہوں، خدا کی عبادت کرنے والا ہوں، شرک کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی اس شرک سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے والا ہو۔ اللہ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے نفس کی خواہشات اور اناؤں کو ختم کرنے کی کوشش کریں اور وہ نمونے قائم کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: "یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملیّت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے"۔ فرمایا کہ اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اب اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد اولوالامر کی اطاعت ہے اور اولوالامر میں نظام جماعت کا ہر شخص شامل ہے۔ ایک احمدی بھی جو عہدیدار نہیں ہے اور وہ بھی جو عہدیدار ہے۔ ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدیدار کی اطاعت کرے۔ ہر احمدی ہر عہدیدار کی اطاعت کرے۔

فرمایا کہ: "اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے"۔ یہی ایک راز ہے، یہی اصل بات ہے اور یہی جڑ ہے کہ "اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے"۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مورخہ 10 رفروری 1901ء)

پس یہ اطاعت کے معیار ہیں جو ایک احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اسی سے توحید کا قیام ہونا ہے۔ پس اس کے لئے ہر احمدی کو، ہر مرد کو، ہر عہدیدار کو، ہر ممبر جماعت کو، ہر مربی اور مبلغ کو کوشش کرنی چاہئے تا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے قیام کا جو کام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمایا ہے اس کو ہم آگے سے آگے لے جا سکیں۔ انشاءاللہ۔

عہدیداران اپنے جائزے لیں

پس جیسا کہ مَیں نے کہا سب سے پہلے اس کے لئے عہدیدار یا کوئی بھی شخص جس کے سپرد کوئی بھی خدمت کی گئی ہے اپنا جائزہ لے اور اطاعت کے نمونے قائم کرے کیونکہ جب تک کام کرنے والوں میں اطاعت کے اعلیٰ معیار پیدا کرنے کی روح پیدا نہیں ہوگی، افراد جماعت میں وہ روح پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس ہر لیول پر جو عہدیدار ہیں چاہے وہ مقامی عاملہ کے ممبر یا صدر جماعت ہیں، ریجنل امیر ہیں یا مرکزی عاملہ کے ممبر یا امیر جماعت ہیں اپنی سوچ کو اس سطح پر لائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائی ہے کہ اپنی، اپنے نفس کی خواہشات کو، اناؤں کو ذبح کرو۔ اور جب یہ مقام حاصل ہوگا تو پھر دل اللہ تعالیٰ کے نور

سے بھر جائے گا اور روح کو حقیقی خوشی اور لذت حاصل ہوگی ایسا مومن جو کام بھی کرے گا وہ یہ سوچ کر کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے اور یہی ایک مومن کا مقصد ہونا چاہئے۔

ذیلی تنظیمیں، اپنے ممبران کی تربیت کریں

پس جہاں جماعتی عہدیداران یہ روح اپنے قول و فعل سے جماعت میں پیدا کرنے کی کوشش کریں وہاں مربیان اور مبلغین کا بھی کام ہے کہ اپنے قول و فعل کے اعلیٰ نمونے قائم کرتے ہوئے جماعت کی اس نہج پر تربیت کریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے ہیں۔ ذیلی تنظیمیں اپنی اپنی مجالس میں اس طریق پر اپنی متعلقہ تنظیموں کے ممبران کی تربیت کریں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش ہے۔ اور جب اطفال اور ناصرات کے لیول سے یہ تربیتی اُٹھان ہو رہی ہوگی تو بہت سے معاشرتی اور اخلاقی مسائل جو اس معاشرے میں پیدا ہو رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دور ہو رہے ہوں گے۔ ہمارے بچے معاشرے کے غلط اثرات سے بچ رہے ہوں گے۔ اس وجہ سے گھروں کا امن اور سکون پہلے سے بڑھ کر قائم ہو رہا ہوگا۔ پس اس اطاعت کے معیار کو بڑھانے کے لئے ہر سطح پر کوشش کریں، ہر سطح پر، ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدیدار کی اطاعت کرے۔ احباب جماعت اپنے عہدیداران کی اطاعت کریں اور سب مل کر خلافت سے سچے تعلق اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں.....

عہدیداران کی باتیں طبیعت پر گراں گزرتی ہیں

جیسا کہ مَیں نے جو آیت تلاوت کی تھی اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اطاعت کرنے والوں کا ہی انجام اچھا ہے۔ بہت سے لوگ لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ انجام بخیر ہو، تو انجام بخیر کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک بہت اہم راستہ ہمیں دکھا دیا ہے کہ اللہ اور رسول اور اولوالامر کی اطاعت کرو اور اپنے اوپر یہ لازم کرلو تو اللہ تم پر رحم فرماتے ہوئے پھر تمہارا انجام بخیر کرے گا۔

اس بارہ میں کہ کس حد تک ہمیں اطاعت کرنی چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امیر کی اطاعت، میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور میرے امیر کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تو اس حد تک اطاعت کا حکم ہے۔ اس کو ہر احمدی کو ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کیونکہ یہی ہماری بنیاد ہے، یہی ہماری اساس ہے اور اس کے بغیر جماعت کا تصور ہی نہیں ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران:133)

کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ رحم حاصل کرنے کے لئے اس

کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی ہوگی۔ وہ اطاعت جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا ہے حدیث میں آتا ہے کہ امیر کی اطاعت کرو گے تو میری اطاعت کرو گے اور میری اطاعت کرو گے تو خدا کی اطاعت کرو گے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ رحم حاصل کرنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے۔ اطاعت جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ آسان کام نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے اطاعت کے دائرے میں ہی ایک احمدی نے رہنا ہے۔ بہت سی باتیں عہدیداران یا امراء کی طرف سے ایسی ہوتی ہیں جو طبیعت پر گراں گزرتی ہیں۔ لیکن جماعت کے وقار اور اپنی عاقبت کے لئے ان کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور اس صبر کا ثواب بھی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔
(بخاری کتاب الأحکام باب السمع والطاعۃ الامام مالم تکن معصیۃ)

پس اس جاہلیت کی موت سے بچنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے اطاعت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو جہالت سے بچاتے ہوئے ہدایت پر قائم رکھے۔

اللہ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ جماعت کے وقار اور تقدس کی خاطر اپنی اناؤں کو ختم کرتے ہوئے اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہو، نہ کہ اپنے آپ کو جماعت سے کاٹ کر جاہلیت کی موت مرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہر ایک پہ اپنا فضل فرمائے۔ آمین‘‘

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 277-287)

نمائندگان شوریٰ میں سے ایک خاصی تعداد عہدیداران کی ہوتی ہے۔ انہیں اپنی عاملہ کی مدد سے تعمیل کروانی چاہئے نیز عہدیداران کو عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی تلقین

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے 24 مارچ 2006ء کو فرمایا:

"اب مَیں نمائندگان سے بھی چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ شوریٰ کی نمائندگی ایک سال کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی جب شوریٰ کا نمائندہ منتخب کیا جاتا ہے تو اس کی نمائندگی اگلی شوریٰ تک چلتی ہے جب تک نیا انتخاب نہیں ہو جاتا۔ صرف تین دن یا دو دن کے اجلاس کے لئے نہیں ہوتی۔ شوریٰ کے نمائندگان کے بعض کام مستقل نوعیت کے اور عہدیداران جماعت کے معاون کی حیثیت سے کرنے والے ہوتے ہیں اس لئے مستقلاً

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت کو اپنے نمائندے ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جوان کے نزدیک ایک تو سمجھ بوجھ رکھنے والے ہوں۔ ہر میدان میں ہر ایک ماہر نہیں ہوتا، کوئی کسی معاملے میں زیادہ صائب رائے رکھنے والا ہوتا ہے یا مشورہ دے سکتا ہے، کوئی کسی معاملے میں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ عبادت گزار ہونا چاہئے اور حقیقی عبادت گزار ہمیشہ تقویٰ پر قدم مارنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرے۔ اور جہاں قرآن اور سنت کے مطابق واضح ہدایات نہ ملتی ہوں وہاں وہ اپنی سمجھ اور علم کو خدا سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کہنے کا یہ مطلب ہے کہ جب نمائندگان کو افراد جماعت اس حسن ظنی کے ساتھ منتخب کرتے ہیں تو جو نمائندگان شوریٰ ہیں ان پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کے افراد نے آپ پر حسن ظن رکھتے ہوئے قرآن کریم کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے کہ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء:59) کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ خدا کرے کہ اکثریت نمائندگان جو وہاں شوریٰ میں آئے ہوئے ہیں ان کا انتخاب اسی سوچ کے ساتھ ہوا ہو اور کسی خویش پروری یا ذاتی پسند کی وجہ سے نہ ہوا ہو۔

لیکن اگر بالفرض بعض ایسے نمائندگان بھی آ گئے ہیں جو ذاتی تعلق کی وجہ سے منتخب ہوئے ہیں تو مَیں امید رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے نمائندگان کو سمجھ بوجھ کے ساتھ تقویٰ پر چلتے ہوئے مشورے دینے والا بنائے اور کبھی مجھے ایسے مشیر نہ ملیں جو دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتے ہوئے مشورے دینے والے ہوں۔ تو مَیں کہہ یہ رہا تھا کہ اگر بعض نمائندگان اس معیار کو مدنظر رکھے بغیر بھی چنے گئے ہیں وہ بھی اب میری یہ بات سن کر استغفار کرتے ہوئے اپنے آپ کو تقویٰ پر چلاتے ہوئے اس امانت کی ادائیگی کا اہل بنانے کی کوشش کریں۔ یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے اس پر چلتے ہوئے اگر آپ عمل کریں گے تو اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچا رہے ہوں گے۔

پس ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک امانت ہے جس کی ادائیگی کا آپ کو حق ادا کرنا ہے۔ اس نمائندگی کو کوئی معمولی چیز نہ سمجھیں کہ تین دن کے لئے ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں کچھ باتیں سن لیں کچھ دوستوں سے مل لئے اور بس، صرف اتنا کام نہیں ہے، ان کا بڑا وسیع کام ہے۔

پھر نمائندگان یہ بھی یاد رکھیں کہ جب مجلس شوریٰ کسی رائے پر پہنچ جاتی ہے اور خلیفۂ وقت سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اس فیصلے کو جماعتوں میں عملدرآمد کرنے کے لئے بھجوا دیا جاتا ہے۔ تو یہ نمائندگان کا بھی فرض ہے کہ اس بات کی نگرانی کریں اور اس پر نظر رکھیں کہ اس فیصلے پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا اور اس طریق کے مطابق ہو رہا ہے جو طریق وضع کر کے خلیفہ وقت سے اس کی منظوری حاصل کی گئی تھی۔ یا

بعض جماعتوں میں جا کر بعض فیصلے عہدیداران کی سستیوں یا مصلحتوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگر تو ایسی صورت ہے تو ہر نمائندہ شوریٰ اپنے علاقے میں ذمہ دار ہے کہ اس پر عملدر آمد کروانے کی کوشش کرے اپنے عہدیداران کو توجہ دلائے، جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان کے معاون کی حیثیت سے کام کرے۔ ایک کافی بڑی تعداد عہدیداران کی نمائندہ شوریٰ بھی ہوتی ہے۔ وہ اگر کسی فیصلے پر عمل ہوتا نہیں دیکھتے تو اپنی عاملہ میں اس معاملے کو پیش کر کے اس پر توجہ دلائیں۔ نمائندگان شوریٰ چاہے وہ انتظامی عہدیدار ہیں یا عہدیدار نہیں ہیں اگر اس سوچ کے ساتھ کئے گئے فیصلوں کی نگرانی نہیں کرتے اور وقتاً فوقتاً مجلس عاملہ میں نتائج کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کا جائزہ نہیں لیتے تو ایسے نمائندگان اپنا حق امانت ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ اور اگر یہاں اس دنیا میں یا نظام جماعت کے سامنے، خلیفۂ وقت کے سامنے اگر بہانے بنا کر بچ بھی جائیں گے تو اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ ضرور پوچھے جائیں گے جو اپنی امانتوں کا حق ادا نہیں کرتے۔

پس اس اعزاز کو کسی تفاخر کا ذریعہ نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ ایک ذمہ داری ہے اور بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر باوجود توجہ دلانے کے پھر بھی مجلس عاملہ یا عہدیداران توجہ نہیں دیتے اور اپنے دوسرے پروگراموں کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے اور شوریٰ کے فیصلوں کو درازوں میں بند کیا ہوا ہے، فائلوں میں رکھا ہوا ہے تو پھر نمائندگان شوریٰ کا یہ کام ہے کہ مجھے اطلاع دیں۔ اگر مجھے اطلاع نہیں دیتے تو پھر بھی امانت کا حق ادا کرنے والے نہیں ہیں، بلکہ اس وجہ سے مجرم بھی ہیں۔ جب بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے، کسی رنجش کی بنا پر کوئی فرد جماعت اگر کوئی خط لکھتا ہے تو پھر جب بات سامنے آتی ہے اور جب بعض کاموں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، یا تحقیق کی جاتی ہے تو پھر یہی عہدیداران اور نمائندگان لمبی لمبی کہانیوں کا ایک دفتر کھول دیتے ہیں۔ امانت کی ادائیگی کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب کوئی غلط بات یا سستی دیکھی تو فوراً اطلاع کی جاتی۔ اور اگر مقامی سطح پر یہ باتیں حل نہیں ہو رہی تھیں تو اُس وقت آپ باتیں پہنچاتے۔

جماعت کی ترقی کی رفتار تیز کرنے کا یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ بعض لوگ اس خوف سے کہ ہم پر ذمہ داری نہ آ پڑے ذمہ داری سے بچنے کے لئے خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں۔ تو اگر اپنا جائزہ لینے کی، اپنا محاسبہ کرنے کی ہر عہدیدار کو ہر نمائندہ شوریٰ کو عادت ہوگی اور یہ خیال ہوگا کہ مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے خلیفہ وقت کو مشورہ دینے کے لئے چنا گیا ہے اور پھر تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے مشورہ دینے کے بعد میری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ مَیں یہ جائزہ لیتا رہوں کہ کس حد تک ان فیصلوں پر عمل ہوا ہے یا ہو رہا ہے تو مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے کاموں میں ایک واضح تبدیلی پیدا ہوگی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ایک مسلسل عمل ہے کام کرنے کا اور جائزے لیتے رہنے کا۔ تبھی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ اور جماعتوں میں ایک واضح بیداری پیدا ہوگی اور نظر آ رہی ہوگی۔

اب اس دفعہ بھی پاکستان کی شوریٰ میں پیش کرنے کے لئے جماعتوں نے بعض تجویزیں رکھیں اور یہ دوسرے ملکوں میں بھی ہوتا ہے لیکن ان تجویزوں کو انجمن یا ملکی مجلس عاملہ شوریٰ میں پیش کرنے کی سفارش نہیں کرتی کہ یہ تجویز گزشتہ سال یا دو سال پہلے شوریٰ میں پیش ہو چکی ہے اور حسب قواعد تجویز تین سال سے پہلے شوریٰ میں پیش نہیں ہو سکتی۔ تو اس تجویز کے آنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کم از کم اس جماعت میں جس کی طرف سے یہ تجویز آئی ہے وہاں اُس فیصلے پر جو ایک سال یا دو سال پہلے ہوا تھا، شوریٰ نے کیا تھا اور پھر منظوری لی تھی، اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اور یہ بات واضح طور پر اس جماعت کے عہدیداران اور نمائندگان شوریٰ کی سستی اور نااہلی ثابت کرتی ہے۔ اور یہ واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ خود ہی کسی کام کو کرنے کے بارے میں ایک رائے قائم کر کے اور پھر اس پر آخری فیصلہ خلیفہ وقت سے لینے کے بعد اس فیصلے کو جماعت نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ یہ سستی صرف اس لئے ہے کہ جس طرح ان معاملات کا پیچھا کرنا چاہئے، مرکز نے بھی پیچھا نہیں کیا، نظارتوں نے بھی پیچھا نہیں کیا یا ملکی سطح پر ملکی عاملہ پیچھا نہیں کرتی۔ ترجیحات اَور اَور رہیں۔ اس طرح مرکزی عہدیداران بھی جب یہ توجہ نہیں دے رہے ہوتے تو وہ بھی اپنی امانت کا حق ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ اس کے لئے مرکزی عہدیداران کو بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور مقامی جماعت کے عہدیداران اور نمائندگان شوریٰ کو بھی اپنا محاسبہ کرنا ہو گا اور جائزہ لینا ہو گا اور وجوہات تلاش کرنی ہوں گی کہ کیوں سال دو سال پہلے فیصلے پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ ملکی انتظامیہ کی طرف سے یا انجمنوں کی طرف سے اس بنا پر کہ تھوڑا عرصہ پہلے کوئی تجویز پیش ہو چکی ہے، پیش نہ کئے جانے کی سفارش آتی ہے۔ ٹھیک ہے شوریٰ میں پیش تو نہ ہو لیکن اپنے جائزے اور محاسبہ کے لئے کچھ وقت ان تجاویز کی جگالی کے لئے ضروری ہے۔

یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ عملدرآمد نہیں ہوا۔ اگر تو 70-80 فیصد جماعتوں میں عمل ہو رہا ہے اور 20-30 فیصد جماعتوں میں نہیں ہو رہا تو پھر تو جائزے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر 70-80 فیصد جماعتوں میں گزشتہ فیصلوں پر عمل نہیں ہو رہا ہے تو لمحہ فکریہ ہے۔ اس طرح تو اعلیٰ مقاصد حاصل نہیں کئے جاتے۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ شوریٰ میں اس کے لئے بھی مخصوص وقت ہونا چاہئے تاکہ دیکھا جائے اپنا جائزہ لیا جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ کج بحثی ناپسندیدہ فعل ہے لیکن بحث سے بچنے کے لئے، اپنے جائزے لینے کے لئے، آنکھیں بند کر لینا بھی اس سے زیادہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس جائزہ میں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جن جماعتوں نے خاص کوشش کی ہے زیادہ اچھا کام کیا ہے ان کا طریقہ کار کیا تھا۔ انہوں نے کس طرح اس پر عملدرآمد کروایا۔ اس طرح پھر جب ڈسکشن (Discussion) ہو گی تو پھر دوسری جماعتوں کو بھی اپنی کارکردگی بہتر کرنے کا موقع مل جائے گا۔ لیکن اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے اس کارروائی یا بحث میں بعض

دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کی ذات پر تبصرے شروع ہو جاتے ہیں۔ کسی کی ذات پر تبصرہ نہیں کرنا بلکہ صرف شعبے کا جائزہ ہو۔ اس فیصلے پر جس پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا، اس کا جائزہ لیا جائے کہ کہاں کمیاں ہیں اور کیوں کمیاں ہیں۔ بہر حال ہمیں کوئی ایسا طریق وضع کرنا ہوگا جس سے قدم آگے بڑھنے والے ہوں۔ یہ نہیں ہے کہ ایک فیصلہ کیا اور تین سال اس پر عمل نہ کیا یا اتنا کم عمل کیا کہ نہ ہونے کے برابر ہو، اکثر جماعتوں نے سستی دکھائی اور پھر تین سال کے بعد وہی معاملہ دوبارہ اس میں پیش کر دیا کہ شوریٰ اس کے لئے لائحہ عمل تجویز کرے۔ تو یہ تو ایک قدم آگے بڑھانے اور تین قدم پیچھے چلنے والی بات ہوگی۔

پھر شوریٰ کے نمائندگان اور عہدیداران کو چاہے وہ مقامی جماعتوں کے ہوں یا مرکزی انجمنوں کے ہوں ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جماعت کی نظر میں آپ جماعت کا ایک بہترین حصہ ہیں جن کے سپرد جماعت کی خدمت کا کام کیا گیا ہے۔ اور آپ لوگوں سے یہ امید اور توقع کی جاتی ہے کہ آپ کا معیار ہر لحاظ سے بہت اونچا ہوگا اور ہونا چاہئے۔ چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہو، عبادت کرنے کی طرف توجہ دینے کے بارے میں ہو، یا بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہو یا خلیفہ وقت سے تعلق اور اطاعت کے بارے میں ہو۔

اس لئے نمائندگان اور عہدیداران کو اس لحاظ سے بھی اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ وہ کس حد تک اپنی عبادتوں کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں بتا آیا ہوں کہ عبادت ایک بنیادی چیز ہے جس کو نمائندگی دیتے ہوئے مدنظر رکھنا چاہئے اور ایک عام مسلمان کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ عبادت گزار ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین ہی نہیں ہے۔

(الترغیب والترھیب جلد نمبر اول حدیث نمبر 820 الترھیب من ترک الصلوۃ تعمد او اخراجھا......طبع اول 1994 دار الحدیث قاہرہ)

تو ایک عام احمدی کے لئے جب نمازوں کی ادائیگی فرض ہے تو عہدیدار جو ہر لحاظ سے افراد جماعت کے لئے نمونہ ہونا چاہئیں ان کے لئے تو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ان کی کوئی نماز بغیر جماعت کے نہ ہو سوائے کسی اشد مجبوری کے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ جو دو تین دن شوریٰ کے لئے آتے ہیں اور آئے ہیں، ان میں صرف یہی نہیں کہ ان دنوں میں ہی یہیں نمازیں پڑھنی ہیں اور دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے بلکہ ہر نمائندے کو، ہر عہدیدار کو، باقاعدہ نماز باجماعت کا عادی ہونا چاہئے۔ خود اپنے جائزے لیں، اپنا محاسبہ کریں، دین کی سر بلندی کی خاطر آپ کے سپرد بعض ذمہ داریاں کی گئی ہیں۔ اگر ان میں دین کے بنیادی ستون کی طرف ہی توجہ نہیں ہے تو خدمت کیا کریں گے اور مشورے کیا دیں گے۔ جو دل عبادتوں سے خالی ہیں ان کے مشورے بھی تقویٰ کی بنیاد پر نہیں ہو سکتے۔

پھر بندوں کے حقوق ہیں۔ نمائندگان اور عہدیداران کو اپنے دلوں کو ہر قسم کی برائیوں اور رنجشوں

سے پاک کرنا ہوگا، لین دین کے معاملے میں بھی ان کے ہاتھ بالکل صاف ہونے چاہئیں۔ ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں بھی ان کے ہاتھ بالکل صاف ہونے چاہئیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمسائے سے حسن سلوک کا خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کی یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ صحابہ کو خیال ہوا کہ شاید یہ ہمارے ورثہ میں حصہ دار بننے والے ہیں"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 160-164)

انصار اللہ وصیت کا چندہ ادا کرنے کے بعد ذیلی تنظیم کا چندہ بھی دیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 31 مارچ 2006ء کو فرمایا۔

" جو چندے کے معاملے میں سستیاں دکھانے والے ہیں وہ اپنے جائزے لیں اور جو جماعتی عہدیدار نئے شامل ہونے والوں کو اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں کرتے وہ بھی ذمہ دار ہیں۔ پس جہاں دین کی نصرت کے لئے آسمان پر شور ہے وہاں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان ذمہ داریوں کو بھی ہمیں نبھانا ہوگا۔ اور ہم ہلاکت سے اس صورت میں بچ سکتے ہیں جب اَحْسِنُوْا پر عمل کرتے ہوئے اپنے فرائض عمدگی سے ادا کرنے والے ہوں اور اس کے نتیجہ میں خدا کی رضا حاصل کرنے والے ہوں....

پس یہ نمونے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے نظارے ہمیں دکھاتے ہیں، وہاں اُن سست لوگوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے، ان کو بھی توجہ دلانے والے بننے چاہئیں جو حیلوں بہانوں سے چندوں میں کمی کی درخواستیں کرتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ مالدار ہونے کی طمع رکھتے ہیں ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ کسی طرح پیسہ اکٹھا ہو جائے۔ یہ چند لوگ اُن برکتوں میں نہ شامل ہو کر جو اس قربانی کی وجہ سے ملنی ہے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ سب احمدیوں کو عقل دے اور اس بخل سے محفوظ رکھے.....

چندوں کے بارہ میں بعض جماعتوں کے بعض استفسار ہوتے ہیں جو بعض لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں جن کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ وضاحت کر دوں۔ ایک تو یہ کہ آج کل وصیت کی طرف بہت توجہ ہے۔ اور وصیت کی طرف توجہ تو ہوگئی ہے لیکن تربیت کی کافی کمی ہے۔ اس لئے بعض موصیان یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم نے وصیت کی ہوئی ہے اس لئے ہم صرف وصیت کا چندہ دیں گے باقی ذیلی تنظیموں کے چندے یا مختلف تحریکات کے چندے ہم پر لاگو نہیں ہوتے۔ تو یہ واضح ہو، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر تو حالات ایسے ہوں کہ تمام چندے نہ دے سکتے ہوں تو اس کی اجازت لے لیں۔ ورنہ توقع ایک موصی سے یہ کی

جاتی ہے کہ ایک موصی کا معیار قربانی دوسروں کی نسبت، غیر موصی کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے۔ تو اگر وصیت کا صرف کم سے کم 1/10 حصہ سے دے کر باقی چندے نہیں دے رہے تو ہوسکتا ہے۔ غیر موصی دوسرے چندے شامل کر کے موصیان سے زیادہ قربانی کر رہے ہوں۔ تو اس لحاظ سے واضح کر دوں کہ کوئی بھی چندہ دینے والا، چاہے وہ موصی ہے یا غیر موصی ہے اگر توفیق ہے تو تمام تحریکات میں چندے دینے چاہئیں کیونکہ ہر تحریک اپنی اپنی ضرورت کے لحاظ سے بڑی اہم ہے

پھر ایک اور بات ہے جس کی طرف مَیں عرصہ سے توجہ دلا رہا ہوں کہ نومبائعین کو مالی نظام میں شامل کریں۔ یہ جماعتوں کے عہدیداروں کا کام ہے۔ جب نومبائعین مالی نظام میں شامل ہو جائیں گے تو جماعتوں کے یہ شکوے بھی دور ہو جائیں گے کہ نومبائعین سے ہمارے رابطے نہیں رہے۔ یہ رابطے پھر ہمیشہ قائم رہنے والے رابطے بن جائیں گے اور یہ چیز ان کے تربیت اور ان کے تقویٰ کے معیار بھی اونچے کرنے والی ہو گی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم میں مالی قربانیوں کے بارے میں بے شمار ہدایات ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جو بھی فضل فرماتا ہے ان کو اس میں بھی شامل کرنا چاہئے"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 172-175)

انصار کے بچے نمازیں اور قرآن پڑھنے والے ہوں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 7 اپریل 2006ء کو مسجد طٰہٰ سنگاپور میں اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ سنگاپور سے ان کا جائزہ لیتے ہوئے صدر صاحب انصار اللہ سے انصار کی تجنید کے بارہ میں دریافت فرمایا اور نائب صدر صف دوم کے بارہ میں تفصیل سے سمجھایا کہ کتنی عمر تک کے انصار صف دوم میں شامل ہیں اور نائب صدر صف دوم کتنی عمر تک کا منتخب ہوتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ 55 سال کی عمر تک کے انصار صف اول میں چلے جاتے ہیں۔ نائب صدر صف دوم کو فرمایا کہ صف دوم کے انصار کے پروگرام بنائیں۔ پیدل سیر کرنی چاہئے۔ سائیکلنگ بھی ہو۔ ان کے لئے کھیلوں کے پروگرام بھی ہوں۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے انصار کے بجٹ اور ان کے چندوں کے معیار کا جائزہ لیا اور اس بات کا جائزہ بھی لیا کہ انصار اللہ کے چندے کا حصہ مرکز، مرکز کو ادا ہوتا ہے۔

۞ قائد صحت جسمانی سے حضور انور نے انصار کے کھیلوں کے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ انصار کے لئے کھیلوں کے پروگرام ہونے چاہئیں۔

۞ قائد تبلیغ (اصلاح وارشاد) کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ نیشنل مجلس علاقہ سنگاپور کی میٹنگ میں سیکرٹری تبلیغ کو یہاں کے خاص حالات وقوانین کے مدنظر تبلیغ کے بارہ میں جو ہدایات دی ہیں ان کے مطابق

آپ بھی کام کریں اوراپنی تبلیغی منصوبہ بندی کریں۔

۞ قائد تعلیم وتربیت سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ انصاراللہ کی اپنی تربیت کے لئے اور ان کے بچوں کی تربیت کے بارہ میں کیا پروگرام بنایا ہے۔ حضورانور نے فرمایا کہ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ انصار کو توجہ دلائیں کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ ان کے بچے نمازیں پڑھنے والے ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کریں اور وقت ضائع نہ کریں۔

۞ شعبہ تعلیم کے لحاظ سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان لیتے ہیں؟ حضور نے ہدایت فرمائی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے کوئی حصہ مقرر کرلیں اور پھر اس کا باقاعدہ تمام انصار سے امتحان لیں۔

۞ قائد عمومی سے حضورانور نے ان کے شعبہ کے تعلق میں کام کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے بھجوایا کریں۔

۞ قائد اشاعت سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ کیا انصار اللہ کا کوئی رسالہ یا بلیٹن وغیرہ ہے۔ حضورانور نے انہیں ہدایت دی کہ اپنے کام کو آرگنائز کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 28 اپریل 2006ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جماعتی وذیلی تنظیموں کا نظام فعال اور مستعد ہو تو جماعت کئی گنا ترقی کرتی ہے

مشرقی بعید کے دورہ 2006ء کے دوران اراکین نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی میٹنگ حضورانور کے ساتھ 8 اپریل کو ہوئی۔ گو یہ میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ کی تھی تاہم حضور نے اس دوران مجلس انصاراللہ کے حوالہ سے فرمایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ذیلی تنظیموں کے قیام کا جو مقصد بیان فرمایا تھا اس کا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضورانور نے فرمایا کہ اگر جماعت کا نظام کمزور ہو اور ذیلی تنظیمیں یا کوئی بھی ایک ذیلی تنظیم فعال ہو تو جماعت ترقی کرتی رہتی ہے۔ اگر ذیلی تنظیمیں مستعد اور فعال نہ ہوں لیکن جماعتی نظام Active ہو تو تب بھی جماعت آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن اگر جماعتی نظام بھی فعال ہو اور ذیلی تنظیمیں بھی فعال، مستعد اور منظّم ہوں تو پھر جماعت کئی گنا تیزی سے ترقی کرتی ہے اور جماعت کا قدم غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا ہے۔

سیکرٹری صاحب مال کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ نیشنل سیکرٹری مال ہیں آپ صرف اپنی جماعتوں کے سیکرٹریان مال کے ذریعہ چندہ اکٹھا کرواسکتے ہیں۔ قائد مال یا خدام ولجنہ

کے سیکرٹریان مال کے ذریعہ چندہ اکٹھا نہیں کرواسکتے۔وہ صرف اپنی تنظیموں کا چندہ اکٹھا کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہیں اوران کی رپورٹس براہ راست مجھے آتی ہیں۔میں ان کی رپورٹس دیکھتا ہوں اوران پر اپنے ریمارکس دیتا ہوں۔

صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو ہدایت

حضور انور نے فرمایا کہ آپ بھی تربیت کا پروگرام بنائیں۔اگر انصاراللہ مساجد میں پچاس فیصد حاضر ہورہے ہیں تو مزید کوشش سے یہ تعداد 75% تک بڑھ سکتی ہے۔اگر زیادہ انصار آئیں گے تو جوانوں کے لئے مثال بنیں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 5 مئی 2006ء)

ذیلی تنظیموں کے عہدیداران وصیت کے مبارک نظام میں شامل ہوں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سڈنی آسٹریلیا میں 14 اپریل 2006ء کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

"اب میں سمجھتا ہوں 100 سال کے بعد بیرون ہندوستان کے پہلے موصی کے ملک میں یہ میرا دورہ ہے اوراس سے پہلے میں وصیت کرنے کی تحریک بھی کر چکا ہوں۔یہاں آنے سے پہلے مجھے علم بھی نہیں تھا کہ یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظام وصیت کا پہلا پھل آج سے 100 سال پہلے لگ چکا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں یہ پھل لگا اور آج سے پورے 100 سال پہلے ایک ایسا کامیاب پھل تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے تسلی بھی کروائی کہ تمہارا انجام بھی بخیر ہوگا۔تو کہنا مَیں یہ چاہتا ہوں کہ بیرون پاکستان اور ہندوستان نظام وصیت کی طرف توجہ اس ملک کے احمدیوں کو اس لحاظ سے بھی خاص طور پر کرنی چاہئے کہ وہ ایک شخص تھا یا چند ایک اشخاص تھے جو یہاں رہتے تھے ان میں سے ایک نے لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر وصیت کے نظام میں شمولیت اختیار کی۔آج آپ کی تعداد سیکڑوں، ہزاروں میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل بھی بہت زیادہ ہیں اور 100 سال بعد اور تقریباً اس تاریخ کو 100 سال بھی پورے ہو چکے ہیں اس لئے اس لحاظ سے آپ لوگوں کو جو کمانے والے لوگ ہیں جو اچھے حالات میں رہنے والے لوگ ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔اور سب سے پہلے عہدیداران اپنا جائزہ لیں اور امیر صاحب بھی اس بات کا جائزہ لیں کہ 100 فیصد جماعتی عہدیداران اس نظام میں شامل ہوں، چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا مرکزی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا مقامی جماعتوں کے عہدیداران ہوں یا مقامی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں۔گو کہ اللہ کے فضل سے مجھے بتایا گیا کہ یہاں موصیان کی تعداد کافی اچھی ہے لیکن حضرت صوفی صاحب کے حالات پڑھ کر جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ

میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ یہاں کا ہر احمدی موصی ہو اور تقویٰ پر قدم مارنے والا ہو۔ یہ ایسا بابرکت نظام ہے جو دلوں کو پاک کرنے والا نظام ہے۔اس میں شامل ہو کے انسان اپنے اندر تبدیلیاں محسوس کرتا ہے۔

اب سالومن آئی لینڈز (Soloman Islands) میں وہاں کے ایک نئے احمدی ہیں، انہوں نے بھی وصیت کی ہے تو جس طرح نئے آنے والے اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں اور انشاءاللہ بڑھیں گے ان لوگوں کو دیکھ کر آپ لوگوں کو بھی فکر ہونی چاہئے کہ کہیں یہ پرانے احمدیوں کو پیچھے نہ چھوڑ جائیں"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 195)

دیہاتوں میں دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دیں

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ آسٹریلیا کے ساتھ میٹنگ میں مؤرخہ 17 اپریل 2006ء بروز سوموار مسجد بیت الہدیٰ میں حضور انور قائد عمومی سے مجالس کی تعداد اور انصار کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے انصار کی تعداد کے لحاظ سے سب سے چھوٹی مجلس اور سب سے بڑی مجلس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔حضور انور نے فرمایا آپ کی آٹھ مجالس ہیں جبکہ لجنہ کی بارہ مجالس ہیں۔آپ بھی اپنے حالات دیکھ لیں۔زیادہ حلقے بنانے ہوں تو بنائے جاسکتے ہیں۔

- حضور انور نے دریافت فرمایا۔کتنی مجالس آپ کو رپورٹ بھجواتی ہیں اور کتنی نہیں بھجواتی؟ فرمایا جو نہیں بھجواتیں ان کو یاددہانی کرواتے رہا کریں اور کوشش کریں کہ تمام مجالس آپ کو اپنی ماہانہ رپورٹس بھجوائیں اور آپ اپنی ماہانہ رپورٹس باقاعدگی سے مجھے بھجوائیں۔
- نائب صدر صف دوم سے حضور انور نے صف دوم کے انصار کی تعداد اور ان کے لئے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔حضور انور نے فرمایا ان کے لئے کھیلوں کے پروگرام کے علاوہ سیر کا پروگرام بھی ہونا چاہئے۔سائیکلنگ ہونی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھلی جگہ دی ہے۔یہاں آپ اپنے پروگرام بنا سکتے ہیں۔باقی مجالس اپنے ہاں پروگرامز آرگنائز کرسکتی ہیں۔
- حضور انور نے فرمایا خدمت خلق کے پروگرام بھی بنائیں۔نائب صدر صف دوم نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ ہم ریڈکراس کے ساتھ مل کر پروگرام بناتے ہیں۔ریڈکراس کے ادارہ کی طرف سے ہم اپنے اس علاقہ کے نگران ہیں اور خدام کے ساتھ مل کر رفاہ عامہ کے کام کرتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا ہیومینٹی فرسٹ یہاں رجسٹرڈ ہے اس کے تحت بھی خدمت کا کام ہوسکتا ہے۔
- قائد صحت جسمانی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کھیلوں کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ میراتھن واک کے بارہ میں حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کیلئے ایسے علاقہ کا انتخاب کریں

جہاں لوگ جماعت کو جانتے نہیں۔مختلف علاقوں سے انصار اس جگہ پہنچ جائیں۔اس سے اس علاقہ میں جماعت کا تعارف ہوگا اور نئے رابطے قائم ہوں گے۔تبلیغ کے لئے راستے کھلیں گے۔آپ کی خدمت کے کاموں سے لوگ آپ کو جان جائیں گے۔ایسے پروگراموں کی طرف توجہ دیں۔فرمایا کہ اس میراتھن واک کے ذریعہ جو چیریٹی (charity)،فنڈز اکٹھے ہوں وہ اس علاقہ کے لوکل اداروں اور آرگنائزیشن کو بھی دیں۔چیرٹی کے طور پر کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہئے۔کچھ ہیومینٹی فرسٹ (Humanity First) کو دے دیں۔فرمایا یا قاعدہ ایک تقریب کا انتظام کر کے جس میں اخباری نمائندے وغیرہ بھی شامل ہوں یہ فنڈز مختلف چیرٹی اداروں کو دینے چاہئیں۔

۞ قائد تجنید سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ انصار کی جو تجنید ہے کیا آپ کو اس پر تسلّی ہے کہ یہ تجنید ہر لحاظ سے مکمل ہے۔فرمایا آپ کی تجنید ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہئے۔

۞ آڈیٹر کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو مجلس انصار اللہ کے جملہ اخراجات کا آڈٹ کرنا چاہئے۔اجتماع کے اخراجات جو علیحدہ ہوتے ہیں اس کا بھی آڈٹ ہونا چاہئے۔

۞ قائد تبلیغ سے حضور انور نے گزشتہ سالوں میں ہونے والی بیعتوں کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ اپنی مجالس کو کہیں کہ صرف شہروں میں بک سٹال لگانے سے اور سنڈے مارکیٹوں میں جا کر لٹریچر تقسیم کرنے سے کام نہیں ہوگا بلکہ ٹیمیں بنا کر شہروں سے باہر کے علاقوں میں جائیں۔چھوٹی جگہوں میں جائیں اور وہاں پیغام پہنچائیں اور ذاتی رابطے قائم کریں۔

۞ حضور انور نے فرمایا: بڑی آبادیوں کے ساتھ چھوٹی آبادیاں بھی ہوتی ہیں ان سے رابطے کریں۔اس طرح کچھ نہ کچھ احمدیت کے بارہ میں ڈسکشن (Discussion) ہو جاتی ہے۔زبان بھی بہتر ہوتی ہے اور رابطے اور تعلق قائم ہوتے ہیں۔بڑے شہروں میں دنیادار زیادہ ہوتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے بتا دیا کہ دینی جماعتوں کو غریب لوگ زیادہ قبول کرتے ہیں تو آپ غریب علاقوں میں تبلیغ شروع کریں۔بڑے شہروں میں تعارف ہونا ضروری ہے وہ ہوتا رہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا: پھر مختلف قوموں سے لوگ آ کر آباد ہیں،مختلف طبقات ہیں،عرب بھی ہیں، انڈونیشین بھی ہیں ان میں نفوذ کریں۔ہر جگہ جا کر رابطے نکالنے ہوں گے۔

۞ حضور انور نے فرمایا: آپ جو بک سٹال لگاتے ہیں تو ایک طبقہ نہ تو بک سٹال پر آتا ہے اور نہ نمائشوں میں آتا ہے اور نہ مارکیٹوں میں آتا ہے اس لئے اگر آپ ٹیمیں بنا کر مختلف علاقوں میں جا کر کام نہیں کریں گے تو پھر بریک تھرو (Break Through) نہیں ہوگا۔اپنے روایتی کام بے شک جاری رکھیں لیکن ہر جماعت میں ٹیمیں بنا کر کام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: عربوں کو عربی کیسٹس کے پروگرام دیں۔ MTA کے ذریعہ تعارف کروائیں۔ پھر یہاں کیبل نیٹ ورک کا جائزہ لیں اور وہاں MTA متعارف کروائیں۔

۞ قائد وقف جدید سے حضور انور نے چندہ وقف جدید میں شامل ہونے والے انصار کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت دی کہ جو انصار باقی رہ گئے ہیں ان کو بھی شامل کریں۔ سب انصار کو شامل ہونا چاہئے خواہ حسب توفیق تھوڑا سا چندہ بطور ٹوکن دیں لیکن سب انصار کو شامل ہونا چاہئے۔

۞ قائد ایثار کو ہدایات دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اولڈ پیپل ہاؤس تلاش کریں۔ وہاں جائیں اور آپس میں بیٹھیں، باتیں کریں۔ اس آخری عمر میں مرنے سے قبل بھی کوئی احمدی ہو جائے تو عاقبت سنور جاتی ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا: ہسپتالوں میں بھی جائیں۔ مریضوں کے لئے پھل، پھول وغیرہ ساتھ لے جائیں۔ اس طرح جہاں خدمت کے کام ہوں گے وہاں تبلیغ بھی ہو جاتی ہے۔

۞ قائد تربیت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس سال کے لئے آپ نے کیا پروگرام بنایا ہے۔ جس پر قائد تربیت نے بتایا کہ ''ترتیل القرآن'' کلاس جاری ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ قائد تربیت کا کام نہیں۔ قائد تعلیم القرآن کا کام ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ کتنے انصار پانچوں نمازیں باجماعت پڑھتے ہیں۔ انصار آگے اپنے بچوں کی تربیت کس طرح کر رہے ہیں۔ بچوں کی نمازیں اور ان کی قرآن کریم کی تلاوت پر نظر رکھنا انصار کا کام ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا ہر قائد کا کام ہے کہ اپنے اپنے شعبہ کا پروگرام بنائیں، عاملہ میں ڈسکس کریں اور پھر اس پر عمل کروائیں۔ حضور انور نے فرمایا انصار کو کہیں کہ بچوں سے حُسن سلوک کریں، بیویوں سے بھی حُسن سلوک کریں۔ بچیوں کے پردہ کا خیال رکھیں۔

۞ حضور انور نے قائد عمومی کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ مجالس سے آنے والی جو رپورٹس ہیں ہر قائد کو اس کے شعبہ کی رپورٹ جانی چاہئے تا کہ وہ اس پر اپنا تبصرہ کر کے بھجوائیں اور مجالس میں اپنے شعبہ کو Active کریں اور انہیں بتائیں کہ یہ یہ کام ہونے والے ہیں جو نہیں ہوئے۔

۞ قائد تعلیم القرآن نے اپنے شعبہ کی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ ہفتہ وار قرآن کریم کی کلاسز جاری ہیں۔ اس وقت ترتیل پر زور ہے تا کہ انصار درست اور صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھ سکیں۔ حضور انور نے فرمایا جن کو بالکل پڑھنا نہیں آتا تو ان کو ناظرہ پڑھا دیں۔

۞ قائد تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا کورس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب مقرر کی ہے جس کا سال کے آخر پر امتحان لینا ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ کوئی کتاب مقرر کریں اور سال

کے آخر پر امتحان لیں۔ بے شک کتاب کو دیکھ کر ہی امتحان دیں۔ اس طرح انصار کو عادت ڈالیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ حضور انور نے فرمایا باقی سلیبس جو آپ نے بنایا ہے وہ نئے آنے والوں کے لئے ہے اور ان کے لئے ہے جو دنیاداری میں پڑے ہوئے ہیں۔

۞ قائد تحریک جدید سے حضور انور نے چندہ میں شامل انصار کا جائزہ لینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ جو انصار باقی رہ گئے ہیں ان کو بھی شامل کریں۔

۞ قائد مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے بجٹ اور چندہ دینے والے انصار کی تعداد اور ان کے فی کس چندہ کے معیار کا تفصیل سے جائزہ لیا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ بعض انصار بہت اچھا کمانے والے ہیں اور بعض کی آمد بہت کم ہے۔ یہ آمد میں جو فرق ہے اس حساب سے ان سے اپنا چندہ لیں۔ آپ نے دونوں کو ایک ہی سٹیج پر رکھا ہوا ہے حالانکہ دونوں کی آمد میں غیر معمولی فرق ہے۔ حضور انور نے فرمایا ابھی جو طریق چل رہا ہے اس کے مطابق کریں پھر مجلس شوریٰ میں ڈسکس کر کے اپنی رپورٹ بھجوائیں۔

۞ قائد اشاعت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ مجلس انصار اللہ کا اپنا ماہانہ بلیٹن ہونا چاہئے خواہ دو چار ورق کا ہی نکال لیں۔ اس میں انصار اللہ کی مساعی درج ہو۔ انصار کے مختلف تربیتی، تعلیمی پروگرام ہیں ان کا ذکر ہو۔ کوئی کتاب مقرر ہے تو اس کا ذکر ہو کہ اس کا امتحان ہوگا۔ مختلف پروگراموں کی اطلاع ہو۔ انصار کے لئے اعلانات وغیرہ ہوں انصار کے لئے نصائح اور ہدایات ہوں۔ اس طرح انصار کی دلچسپی کے لئے سامان پیدا کر دیا کریں۔ (الفضل انٹرنیشنل 26 مئی 2006ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

انصار اللہ کی تنظیم اس امر کا جائزہ لے کہ شکوہ کرنیوالے کیوں پیدا ہوتے ہیں ذیلی تنظیموں کو احباب کی عملی اصلاح کے لئے پلاننگ کرنی چاہئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 21/اپریل 2006ء میں فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کو برا بھلا کہہ دیا تو جس کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے وہ اس قدر غصے میں آجاتا ہے کہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح اس نے ساری زندگی برائی کی نہ ہو۔ فرمایا کہ اگر ہر کوئی اپنی برائیوں پر نظر رکھے تو کسی کے کچھ کہنے پر کبھی غصے میں نہ آئے اور صبر اور برداشت سے کام لے۔ اور جب ہر کوئی صبر اور برداشت سے کام لے گا تو بہت سے چھوٹے چھوٹے مسائل اور گلے شکوے پیدا ہی نہیں ہوں گے یا پیدا ہوتے ہی ختم ہو جائیں گے۔

ایک بزرگ کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ وہ بازار میں جا رہے تھے تو ایک شخص نے ان کو برا بھلا

کہنا شروع کیا اور کوئی دنیا کا عیب یا برائی نہیں تھی جو اس نے نہ نکالی ہو یا ان کو نہ کہی ہو۔ وہ چپ کر کے یہ ساری باتیں سنتے رہے تو برا بھلا کہنے والا شخص جب خاموش ہو گیا تو ان بزرگ نے کہا کہ اگر تو یہ تمام برائیاں جو تم نے مجھ میں گنوائی ہیں واقعی میرے اندر موجود ہیں تو مَیں بھی اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں تم بھی میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ وہ گالیاں نکالنے والا شخص بے قرار ہو کر اس بزرگ سے چمٹ گیا اور کہا کہ مَیں غلط ہوں۔ یہ برائیاں آپ میں نہیں ہیں۔ تو ان بزرگ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ تم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

تو یہ طریق ہیں بات کو ختم کرنے اور نیکیوں کو پھیلانے کے ورنہ ایسے لوگ جو جھگڑے کر کے جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں کاٹے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے واضح طور پر فرمایا ہے۔ پس اگر غلطیاں سرزد ہو جائیں تو صرف نظر سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی حد سے تجاوز کر گیا ہے برداشت سے باہر ہو چکا ہے اور اس میں جماعت کی بدنامی کا بھی امکان ہے تو پھر متعلقہ بڑے نظام کو، نظام جماعت کو یا خلیفہ وقت کو اطلاع دے کر پھر خاموش ہو جانا چاہئے۔ دوسروں کو غیروں کو یا کسی بھی تیسرے شخص کو یہ احساس کبھی پیدا نہ ہو کہ فلاں شخص یا فلاں فلاں عہدیدار ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد رکھتے ہیں۔ غلطیاں ہر ایک سے ہوتی ہیں۔ آج زید سے غلطی ہوئی ہے تو کل بکر سے بھی ہو سکتی ہے اس لئے کینے دلوں میں رکھتے ہوئے کبھی کسی بات کے پیچھے نہیں پڑ جانا چاہئے۔ ہر ایک میں کئی خوبیاں اور اچھائیاں بھی ہوتی ہیں وہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ یہی چیز ہے جس سے محبت اور پیار کی فضا پیدا ہو گی۔ پس ہر ایک کو اپنے نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے چاہے وہ عہدیدار ہے یا عام احمدی ہے، مرد ہے یا عورت ہے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کریں۔ جب غیر معمولی مثالی نمونے ہر جگہ قائم ہوں گے تو جماعت کی تبلیغی لحاظ سے بھی ترقی ہو گی اور تربیتی لحاظ سے بھی ترقی کرے گی۔ آئندہ نسلیں بھی احمدیت کی تعلیم پر حقیقی معنوں میں قائم ہونے والی پیدا ہوں گی بلکہ یہ نسلیں جماعت کا ایک قیمتی اثاثہ بنیں گی۔ زبان ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے محبتیں بھی پنپتی ہیں اور قتل و غارت بھی ہوتی ہے۔ اس کا صحیح استعمال بھی انتہائی ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے سوال پر اسلام کی یہ خوبی بیان فرمائی کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ بلا مقصد کی بے تکی باتوں کو چھوڑ دے ایسی باتوں کو چھوڑ دے، جن سے دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے، منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دے دیا ہے''۔ فرمایا کہ: ''اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے'' اپنے آپ کو نہ دیکھتا رہے، ''یہ اصلاح

نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کرسکتا جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 262 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اور یہی گُر ہے جس کو اگر ہر فرد اپنا لے تو جماعت کی ایک امتیازی شان قائم ہوسکتی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔ مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہوگیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے!"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 590 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت اعلیٰ مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ آپ کی شرائط بیعت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے اور اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

پس ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمار کرتا ہے اس پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ عہد آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کر رہے ہیں۔ جس عہد کا مَیں ذکر کر رہا ہوں وہ عہد بیعت میں ہم نے کیا ہے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دوسروں کو بھی کہنے کا ہمیں کیا حق ہے۔ پس جیسے کہ مَیں نے پہلے کہا تھا تبلیغی میدان میں ترقی کرنے کے لئے بھی اپنی عملی حالتوں کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہی فرمایا ہے کہ اگر تم خود اپنی اخلاقی حالتوں کو درست نہیں کر رہے تو دوسروں کو تم کیا کہو گے۔

پس اس حوالے سے دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں، اپنی عملی حالتوں کو درست کرتے ہوئے خدائے رحمٰن کا بندہ بنتے ہوئے اس کے اس خوبصورت اور حسین پیغام کو جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا اور جس کے پھیلانے کا کام اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے سپرد کیا ہے اس کو ملک میں پھیلائیں یہ اپنے جائزے لیں، دیکھیں، کہاں کہاں کمیاں ہیں، کہاں کمزوریاں ہیں ان کو پورا کرتے ہوئے اس کام کو بھی سنجیدگی سے سرانجام دینے کی کوشش کریں۔ اس میں ابھی بھی بہت بڑا خلا باقی ہے۔ جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیموں کا نظام بھی اس بارے

میں پلاننگ کریں۔صرف روایتی بک سٹال یا صرف عشرہ تبلیغ منانے سے مقصد حاصل نہیں ہوسکتے۔صرف اتنا کام ہی کامیابی نہیں دلائے گا اس کے لئے مزید پلاننگ بھی کرنی ہوگی۔انفرادی رابطے ہیں اَور دوسری چیزیں ہیں۔مختلف قوموں کے بارے میں جو یہاں آباد ہیں معلومات جمع کر کے پھر ان میں تبلیغ کے نئے ذرائع تلاش کریں، ہر طبقے کے پاس پہنچنے کی کوشش کریں اور پھر قائم شدہ رابطوں کو ہمیشہ قائم رکھیں، ان کے ساتھ مسلسل تعلق اور رابطہ رکھیں۔

اس ضمن میں یہ بھی بات کہنی چاہتا ہوں کہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے بلکہ چند ایک جو احمدی ہوئے ہیں ان کی شکایت بھی ہے کہ یہاں اکثریت کیونکہ پاکستانیوں کی ہے یہ ہمیں اپنے اندر جذب نہیں کرتے۔ اجلاس وغیرہ میں بھی ایسی زبان ہونی چاہئے کہ جو یہاں کی زبان ہے یعنی انگریزی میں کارروائی ہو، تاکہ جو یہاں جزائر سے آئے ہوئے احمدی ہیں وہ بھی سمجھ سکیں۔گو اکثر کو اردو بھی آتی ہے لیکن انگریزی میں زیادہ آسانی ہے۔یہاں کے رہنے والے بھی ہیں جو بچے یہاں پلے بڑھے ہیں ان کو بھی انگریزی زبان زیادہ سمجھ آجاتی ہے۔سوائے چند ایک بڑی بوڑھیوں کے یا بوڑھوں کے یا اَن پڑھوں کے، جن کو سمجھ نہیں آتی ان کیلئے ترجمے کا انتظام ہوسکتا ہے۔یا مختصراً اُردو میں کوئی پروگرام ہوسکتا ہے۔تو بہرحال غیر پاکستانی احمدیوں کے یہ شکوے دور ہونے چاہئیں کہ ہم یہاں آ کر یوں محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم جماعت کا حصہ نہیں ہیں یہ بہت خطرناک صورت ہوسکتی ہے۔ان نئے آنے والوں سے کام بھی لیں، ان کے شکوے دور کریں۔مَیں نے جائزہ لیا ہے، ان نئے آنے والوں کیلئے بعض سے مَیں نے یہ پوچھا ہے یہ کس حد تک صحیح ہے، بہرحال مجھے ان سے جو معلومات ملی ہیں یہی ہیں کہ یہاں ان کو باقاعدہ کوئی سکھانے کا انتظام نہیں ہے۔عورتوں کیلئے دینی تربیت کا، تعلیم کا انتظام لجنہ کرے۔مردوں کے لئے ذیلی تنظیمیں انتظام کریں، مجموعی طور پر جماعت جائزہ لے۔اگر اس سلسلے میں ذیلی تنظیمیں پوری طرح فعال نہیں تو جماعتی نظام کے تحت انتظام ہو اور نگرانی ہو۔اور جو ذیلی تنظیمیں سست ہیں ان کے بارے میں مجھے اطلاع بھی دیں۔تو جب اس طرح کام کریں گے تبھی ہر احمدی کو جماعت کا فعال حصہ بنائیں گے۔جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں بعض فجیئن احمدیوں کو بھی شکوہ ہے کہ بعض دفعہ یہاں آ کر وہ اپنے آپ کو اوپرا محسوس کرتے ہیں۔تو ان سے مَیں کہتا ہوں اس کا ایک یہ بھی علاج ہے۔وہ احمدی ہوئے ہیں انہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور سمجھا ہے وہ اپنے آپ کو اتنا زیادہ جماعتی کاموں میں لگائیں کہ انتظامیہ ان سے کام لینے پر مجبور ہو۔تبلیغ کا بہت بڑا میدان خالی پڑا ہے۔ہر احمدی کے

لئے کھلا ہے۔ اس میں آگے بڑھیں ذاتی رابطے کر کے اَور طریقے اپنا کر تبلیغ کا کام کریں۔ اس کام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیں۔ مردوں میں تو مَیں نے دیکھا ہے اللہ کے فضل سے نوجوانوں میں دوسری قوموں کے بھی کافی لڑکے کام کرنے والے ہیں۔ بعض عورتوں اور بڑی عمر کے لوگوں کو اور عورتوں کو خاص طور پر چاہئے اپنی استعدادوں کے مطابق اور اپنے دائرے کے مطابق تبلیغ کے میدان میں آگے آئیں۔ بہرحال انصاراللہ کی تنظیم اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم ان سب کو جائزے لینے چاہئیں کہ کیوں یہ شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ چاہے وہ دو چار کی طرف سے ہی ہوں۔ لیکن شکوے رکھنے والے بے چینی پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ انصاراللہ کے صدر بھی شاید فجی کے رہنے والے ہیں۔ وہ آسانی سے اپنے لوگوں کی نفسیات دیکھ کر پروگرام بنا سکتے ہیں۔ لجنہ کو بھی جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ غیر پاکستانی احمدیوں کی یا ایسے نوجوان پاکستانیوں کی جو لمبے عرصہ سے ملک سے باہر ہیں اور ان کا معاشرہ بالکل بدل چکا ہے ان کی فہرست بنائیں اور پھر دیکھیں کہ ان کو کس طرح جماعت کا فعال حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ اپنی کوشش کریں تا کہ ان کے شکوے دور ہو جائیں۔ بہرحال اس کیلئے جس طرح میں پہلے کہہ چکا ہوں دونوں طرف سے دلوں کو کھولنے اور بلند حوصلے دکھانے کی ضرورت ہے۔ ہر طبقے کو اپنے تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جس کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا۔ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کا ایک نظام ہے اور یہ خلیفہ وقت کے ماتحت ہے اسلئے نظام کی اطاعت بھی فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو تقویٰ پر چلتے ہوئے جہاں رحمٰن خدا سے تعلق جوڑنے کی توفیق دے وہاں اللہ تعالیٰ اخلاق کے نمونے دکھانے اور اطاعت نظام کا پابند بننے کی بھی توفیق دے۔ اور آج سے آپ لوگوں میں وہ روح پیدا کر دے جس کا اثر ہر دیکھنے والے کو آپ میں نظر آئے۔ اور آپ لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو جلد از جلد اس ملک کی اکثریت میں پھیلانے والے ثابت ہوں۔ آمین"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 204-208)

جہاں جماعت قائم نہیں وہاں مجلس انصار اللہ قائم ہو سکتی ہے

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ فجی کی میٹنگ مؤرخہ 30 اپریل 2006ء بروز اتوار حضور انور کے ساتھ مسجد فضل عمر صووا میں ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے باری باری تمام قائدین سے ان کے کام کی رپورٹ طلب فرمائی اور جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

۞ قائد عمومی سے حضور انور نے مجالس کے بارہ میں دریافت فرمایا اور جماعت اور مجلس کا فرق سمجھایا۔حضور انور نے ہدایت فرمائی جن دو نئی جگہوں پر انصار موجود ہیں وہاں بھی اپنی مجلس قائم کریں۔فرمایا انصار اللہ کی ذیلی تنظیم کو کسی جگہ اپنی مجلس قائم کرنے کے لئے وہاں جماعت کا قائم ہونا ضروری نہیں ہے۔اگر کسی علاقہ میں جماعت قائم نہیں اور آپ اپنی مجلس قائم کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔اسی طرح اگر کسی علاقہ میں ایک جماعت ہے تو آپ اپنی سہولت کے لئے اس ایک جماعت میں دو تین یا زائد مجالس حسب ضرورت قائم کر سکتے ہیں۔

۞ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو مجالس آپ کو رپورٹ بھجوانے میں فعال (Active) نہیں ہیں۔ان کو بار بار یاددہانی کروائیں اور Active کریں۔

۞ حضور انور نے صدر مجلس انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ جب صدر مجلس انصار اللہ کو اپنی منظوری حاصل ہوتی ہے تو اسے جلد مجلس عاملہ نامزد کر کے منظوری حاصل کرنی چاہئے اور مجالس میں زعماء کا انتخاب کر کے اس کی منظوری صدر مجلس کو خود دینی چاہئے۔حضور انور نے ایک معاملہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی بھی مجلس کا زعیم نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کا ممبر نہیں ہوتا۔

۞ حضور انور نے فرمایا جب تک نئے زعیم اور اس کی عاملہ چارج نہ لے تو پہلے زعیم اور اس کی عاملہ کام کرتی رہتی ہے۔اس طرح کہیں بھی کام میں روک نہیں آتی اور خلاء پیدا نہیں ہوتا۔

۞ حضور انور نے قائد عمومی کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ ہر ماہ کی رپورٹ تیار کریں اور صدر مجلس کے دستخط کروا کر مجھے بھجوائیں۔اگر کوئی کام نہیں ہوا تو رپورٹ میں یہ ذکر ہونا چاہئے کہ کوئی کام نہیں ہوا۔رپورٹ بہر حال آنی چاہئے۔

۞ نائب صدر صف دوم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ صف دوم کے انصار کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔حضور انور نے فرمایا اگر کام کرنے کا ارادہ ہو تو انسان خود رستے نکالتا ہے۔تمام مصروفیات اور کام ہونے کے باوجود یہ ارادہ ہوتا ہے کہ میں نے جماعت کے لئے کام کرنا ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کو فعال (Active) رکھنے کے لئے ان کے پروگرام بنائیں۔سیر کے پروگرام ہوں،سائیکل چلائیں اور کھیلوں کے پروگرام ہوں۔

۞ حضور انور نے مجلس عاملہ کے تمام قائدین کو ہدایت فرمائی کہ سارے قائدین اپنی اپنی سکیم بنائیں۔پھر

یہ سکیم مجلس عاملہ سے منظور ہو۔اس کے بعد ہر قائد اپنی سکیم پر عملدرآمد کروائے۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے۔

۞ قائد ذہانت وصحت جسمانی کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنی سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کریں اور کام کریں۔

۞ قائد تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جن انصار کو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں آتا ان کو قرآن مجید کا ترجمہ سکھائیں۔ نماز سکھائیں، نماز کا ترجمہ سکھائیں۔ دعائیں سکھائیں، احادیث سکھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب پڑھنے کے لئے دیں اور سال کے آخر پر اس کا امتحان لیں۔ انصار بے شک کتاب دیکھ کر امتحان دیں۔ فرمایا انصار کو جماعت کی بنیادی تعلیم کا پتہ ہونا چاہئے۔ کئی لوگوں کو جماعت کی بنیادی تعلیم کا علم ہی نہیں ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا مجالس سے صدر مجلس، قائد عمومی اور ہر قائد کا رابطہ رہنا چاہئے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ قائد تعلیم کا یہ کام ہے کہ وہ جائزہ لے کہ انصار کو نماز آتی ہے یا نہیں۔ کتنوں نے نماز یا اس کا ترجمہ یاد کر لیا ہے۔ کتنے روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ کتنے انصار ایسے ہیں جو اپنے گھروں سے بچوں کو نماز کے لئے لاتے ہیں اور ان کے بچے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ باقاعدہ اس معاملہ میں اپنے بچوں کی نگرانی کرتے ہیں اور اپنے بچوں کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ باہر پھر کر اپنا وقت ضائع تو نہیں کر رہے۔ اپنے سکول کی پڑھائی کر رہے ہیں اور دینی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ بچوں کی نگرانی کرنا بھی باپ کا کام ہے۔

۞ قائد مال سے حضور انور نے ان کے بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا اور انصار کی آمد اور فی کس چندہ کے معیار کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ آپ کے چندہ میں جو مرکز کا حصہ ہے وہ باقاعدہ مرکزی ریزروفنڈ میں جمع ہونا چاہئے۔

۞ قائد تجنید سے حضور انور نے انصار کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا اور فرمایا کیا آپ کی جو تجنید ہے آپ اس سے مطمئن ہیں۔

۞ قائد دعوت الی اللہ کے پروگراموں کا حضور انور نے تفصیل سے جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کوئی اسسٹنٹ لگائیں۔ دعوت الی اللہ نہیں ہو رہی۔ آپ کو تو سارا آئی لینڈ احمدی کر لینا چاہئے۔ دعوت الی اللہ کے لئے رابطے کریں، ذاتی تعلقات بڑھائیں۔ ہر مذہب کو اس کے مطابق لٹریچر دیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ نئے احمدی بہت کم ہوئے ہیں۔ پُرانے احمدیوں کے بچے آگے بڑھے ہیں۔ آپ نئے احمدی بھی بنائیں۔

۞ حضور انور نے فرمایا آپ نے دعوت الی اللہ کے لئے جو لٹریچر تیار کیا ہے وہ لوگوں تک بھی پہنچنا چاہئے۔ پھر اس کا تتبع (Follow Up) ہونا چاہئے۔ چھوڑنا نہیں چاہئے۔ اگر Follow Up نہیں کریں

گے، رابطہ (Contact) نہیں کریں گے تو آپ کو کیا پتہ کس کے دل میں کیا تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ایک ٹیم بنائیں جو کام کرنے والی ہو۔فرمایا آپ نے جو سکیم بنائی ہے وہ اچھی ہے۔اب مسلسل رابطہ اور تعلق قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔فرمایا جس کام کا Follow Up نہ ہو، فیڈ بیک نہ ہو اس کا نتیجہ نہیں نکلتا۔

(الفضل انٹر نیشنل 16 جون 2006ء)

مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جو کام نہ کرسکیں

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ نیوزی لینڈ کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ مؤرخہ 7 مئی 2006ء بروز اتوار ''بیت المقیت'' میں ہوئی۔حضورانور نے باری باری تمام قائدین سے ان کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

۞ حضورانور نے فرمایا کہ انصاراللہ میں کوئی جنرل سیکرٹری نہیں ہوتا بلکہ قائد عمومی کہلاتا ہے۔اسی طرح عاملہ کے تمام عہدیداران قائدین کہلاتے ہیں، سیکرٹریان نہیں کہلاتے۔ اسی طرح جماعتی نظام میں جو جماعتیں یا برانچز ہیں وہ ذیلی تنظیموں کے نظام میں مجالس کہلاتی ہیں۔

۞ حضورانور کے دریافت کرنے پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری صرف ایک مجلس Auckland ہے۔ حضورانور نے فرمایا کہ آک لینڈ تو بہت بڑا شہر ہے۔کام اور رابطوں کو آسان کرنے کے لئے اس بڑے شہر کو انصار کی تعداد اور رہائش کے لحاظ سے دو یا تین حصوں میں تقسیم کر کے مجالس بنائی جاسکتی ہیں اور پھر ہر مجلس کا زعیم ہو۔فرمایا اپنی مجلس عاملہ میں رکھ کر اس کا جائزہ لیں۔حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ مجلس عاملہ انصاراللہ کی کارگزاری کی ماہانہ رپورٹ مجھے براہ راست آنی چاہئے اور باقاعدگی سے بھجوایا کریں۔

۞ قائد مال سے حضورانور نے انصاراللہ کے بجٹ اور فی کس چندہ کے معیار کا جائزہ لیا اور فرمایا جو انصار Job کرتے ہیں ان سے باقاعدہ Percentage پر چندہ لیں اور جو انصار فارغ ہیں کوئی کام نہیں کرتے وہ جو بھی دیں ان سے لے لیں۔حضورانور نے چندہ اجتماع کا بھی جائزہ لیا اور اخراجات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

۞ قائد تبلیغ سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ تبلیغ کے لئے کیا پلان بنایا ہے۔حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کرنی چاہئے تھی۔سکیم بنائیں، عاملہ میں رکھیں اور پھر اس پر عمل کریں۔

۞ حضورانور نے فرمایا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے جو کام نہ کرسکیں۔تربیت نہ کرنے کی وجہ سے سستیاں پیدا ہوئی ہیں اور اسی وجہ سے کمیاں پیدا ہوئی ہیں۔اگر تربیت کی ہوتی اور فیملیوں کو سنبھالا ہوتا تو فیملیاں نہ بگڑتیں۔کوئی سنّی سے بیاہی ہوئی ہے تو کسی کا رشتہ لاہوریوں

میں ہوا ہے، کسی نے ہندو سے شادی کر لی ہے۔ حضور انور نے فرمایا خدا نے آپ کو جو نعمت دی ہے اس کو کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ احمدیت تو انشاء اللہ پھیلے گی۔ نئے آئیں گے اور مضبوط ہو جائیں گے۔ آپ لوگ اپنی نسلوں کی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے ضائع ہو جائیں گے اس لئے ہوش کریں۔ اب باتیں چھوڑیں اور کام کرنے کی سکیم بنائیں اور Active ہو کر کام کریں۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد یہ کام کیا ہے کہ ہم پیغام پہنچائیں کوشش کرنا ہمارا کام ہے باقی نتیجہ پیدا کرنا خدا کا کام ہے۔ آپ کی کوشش میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔

۞ حضور انور نے قائد تربیت سے دریافت فرمایا آپ کی سکیم اور پروگرام کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ کے پاس باقاعدہ ریکارڈ ہونا چاہئے کہ کتنے انصار نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ کتنے روزانہ تلاوت کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ انصار کو توجہ دلائیں کہ گھروں میں دین کی باتیں ہوں، مسیح موعودؑ کی باتیں ہوں۔ آپ کی کتب پڑھی جائیں۔ گھروں میں دینی ماحول ہو۔ بچے نمازیں پڑھیں اور قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ انصار کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

۞ حضور انور نے فرمایا اگر آپ نے نئی نسل کو بچانا ہے تو آپ کو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے سکیم بنانی پڑے گی۔

۞ قائد تعلیم سے حضور انور نے فرمایا کہ دنیوی تعلیم کا انصار اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی تعلیم کے بارہ میں بتائیں کہ کیا پروگرام بنایا ہے۔ جس پر قائد تعلیم نے بتایا کہ امسال انصار کے نصاب میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتاب توضیح مرام رکھی ہے۔ گزشتہ سال تک چار کتب ہو چکی ہیں جن کے امتحان لئے جا چکے ہیں۔

۞ حضور انور نے فرمایا ہر ماہ ایک دو ورقہ انصار اللہ کے لئے بلیٹن کے طور پر نکالیں، جس میں قرآن کریم کی ایک آیت، اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح ہو۔ اسی طرح ایک حدیث ہو اور حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس ہو۔ انصار اللہ کے پروگراموں کا ذکر ہو۔ اعلانات ہوں، تربیتی امور ہوں، اردو زبان سکھانے کے تعلق میں حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ بوڑھوں کو مزید کیا اردو سکھانی ہے ان کو کافی اردو آتی ہے۔ بچوں کو سکھائیں اور بچوں کی طرف توجہ دیں۔ بڑوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ انہوں نے خود بھی کچھ نہ کچھ سیکھنا ہے اور بچوں کی تربیت کرنی ہے۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ انصار اللہ کو مطالعہ کے لئے پہلے چھوٹی چھوٹی چیزیں دیں، مضامین دیں، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات دیں۔ بڑی کتابیں پڑھنے کی ان کو بعد میں عادت پڑے گی۔

۞ قائد صحت جسمانی نے بتایا کہ اجتماع کے موقع پر کھیلوں کا پروگرام ہوتا ہے۔ قائد ایثار کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ غریبوں کی مدد کریں۔ عرب ملکوں سے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض غریب ہیں ان کی بھی مدد کر سکتے ہیں۔ ان ملکوں میں بوڑھے ہیں، بیمار ہیں Old People's Home میں جا کر ان سے ملیں اور ان سے باتیں کریں۔ پھل، پھول وغیرہ ساتھ لے جائیں۔ ہسپتالوں

میں جا کر بیماروں سے ملیں ان کا حال دریافت کریں۔ جس کو مدد کی ضرورت ہے اس کی مدد کریں۔ حضور انور نے فرمایا کام کے لئے اگر راستے نکالنے ہیں تو نکل آتے ہیں۔

۞ قائد تحریک جدید اور وقف جدید کو حضور انور نے فرمایا کہ سب انصار کو اس میں شامل کریں اور انصار سے وعدے لیں۔ اس بارہ میں آپ کو کوشش کرنی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا انصار کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بوڑھے ہوگئے ہیں اس لئے سوجاؤ۔ اپنے دماغ استعمال کر کے کام کریں اور جو آئندہ جنریشن (Generation) آرہی ہے اس سے بھی کام کروائیں۔

۞ آخر پر حضور انور نے تبلیغ کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ بہت سے ملکوں کے لوگ یہاں اکٹھے ہوگئے ہیں۔ مختلف پاکٹس (pockets) بنی ہوئی ہیں وہاں جا کر کام کریں۔ ان لوگوں کو عربی، چائنیز، کورین، جاپانی اور انگریزی زبان کا لٹریچر دیں۔ رابطے کریں اور یہ رابطے مستقل نوعیت کے ہوں۔

۞ حضور انور نے فرمایا: تبلیغ مسلسل ایک عمل ہے۔ تھکنا نہیں۔ بارش کے چھینٹے چھینکتے جانا ہے کہیں نہ کہیں یہ پانی اثر کرے گا۔ ہزار میں سے ایک پر بھی اثر ہوجائے تو یہ آپ کی کامیابی ہے۔ فرمایا اگر آپ ایک جگہ دورے پر جاتے ہیں اور پھر چھ ماہ تک ان کو پوچھتے نہیں تو یہ ہرگز درست نہیں۔ جہاں ایک دفعہ جائیں وہاں بار بار رابطہ کریں۔ ایک ٹیم کو ہر دفعہ اسی جگہ پر بھجیں اور مستقل جاتے رہیں۔

۞ حضور انور نے فرمایا دو دو آدمیوں کی ٹیمیں بنائیں اور مختلف علاقوں کا انتخاب کر کے ان کے سپرد کر دیں جہاں یہ بار بار جاتے رہیں۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں کے لوکل باشندے Mori ہیں۔ ان میں بھی تبلیغ کریں۔ ان کو پہلے خدا کی طرف بلائیں۔ فرمایا مختلف طرح کے لوگ ہیں۔ کسی کو بتانا ہے کہ خدا ہے، کسی کو بتانا ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے، کسی کو بتانا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا دعویٰ سچا ہے، کسی کو بتانا ہے کہ احمدیت سچی ہے، کسی کو بتانا ہے کہ خلافت احمدیہ سچی ہے۔ مختلف طبقے ہیں، مختلف لوگ ہیں، ہر ایک کو ان کے حالات کے مطابق پیغام پہنچانا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 جون 2006ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیدار لغو حرکات کو چھوڑ دیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جاپان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ 13 مئی 2006ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''پس اپنے پیغام کو، احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے خوبصورت پیغام کو اگر حقیقی طور پر اس ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں تو آپس میں محبت اور بھائی چارے اور ہمدردی کی فضا پیدا کریں۔ اگر نہیں تو اسلام کی خوبصورت

تعلیم کو دیکھ کر اگر کوئی احمدیت میں شامل ہو بھی جاتا ہے تو کل اپنے ساتھ مختلف سلوک دیکھ کر دین سے متنفر بھی ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص مرد یا عورت آپ عہدیداروں، چاہے وہ امیر ہو یا کوئی بھی اَور ہو، یا ایک عام احمدی بھی ہو آپ لوگوں کے عمل اور رویّے دیکھ کر اور اپنے ذاتی مفادات کی ترجیحات کو دیکھتے ہوئے دین سے متنفر ہوتا ہے تو اس کا گناہ ان دوڑانے والوں کے سر پر ہے۔

پس مَیں عہدیداروں کو چاہے وہ امیر ہوں یا کوئی دوسرے عہدیدار ہوں پہلے کہتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خدمت کا جو یہ موقع دیا ہے اس میں چاہے صدر جماعت ہے یا ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہیں، امیر جماعت ہے آپ لوگوں کو ان لغو حرکات کو چھوڑنا ہوگا۔ اور اگر نہیں چھوڑیں گے تو جماعتی طور پر جو ایکشن ہوگا وہ تو ہوگا ہی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ آپ لوگ، عہدیداران کس طرح کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہاری ان تمام حرکات سے آگاہ ہوں۔ پس اگر اللہ کا خوف ہے تو اپنے دلوں کو بدلیں۔ اپنے عملوں کو ٹھیک کریں۔ اللہ نے جو خدمت کا موقع دیا ہے اس کو فضل الٰہی جانیں۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے اوپر احسان سمجھیں، نہ کہ گروپ بندیاں کر کے سیاست کی دکان چمکانے کی کوشش کی جائے۔ خلیفۂ وقت یا نظام جماعت کسی سے صَرفِ نظر یا پردہ پوشی ایک حد تک کرتا ہے۔ اگر حدوں سے تجاوز کرنے کی کوشش کی جائے، یا یہ نظر آ رہا ہو کہ جماعت کا وقار مجروح ہو رہا ہے تو پھر یقیناً سزا بھی ملتی ہے۔ پس عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عمومی طور پر اپنے رویّے بدلے۔ اپنے اندر اپنے بھائیوں کے لیے ہمدردی کے جذبات پیدا کریں۔

اگر کسی بھائی سے معمولی غلطی ہو جاتی ہے تو اس کو معاف کرنے کی کوشش کریں۔ کسی کی غلطی پر مرکز کو بھی پوری طرح واضح نہ کر کے، لاعلم رکھ کر اتنی سزا نہ دلوائیں کہ وہ سزا اس جرم سے بھی زیادہ بڑھ جائے اور بے چارے کو مار کر ہی دم لیں۔ ایک احمدی کے لیے چاہے وہ جیسا بھی ہو نظام جماعت سے علیحدگی اور خلیفۂ وقت کی ناراضگی موت سے کم نہیں ہوتی۔ پس عہدیداروں کو اپنے رویّے بدلنے چاہئیں۔ امیر جماعت کو اپنے رویّے بدلنے چاہئیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی مَیں خطبات میں کہہ چکا ہوں۔ یا تو یہ عہدیدار خطبات سنتے نہیں ہیں یا وہ باتیں اپنے لیے نہیں سمجھتے یا مغلوب الغضب ہو کر ان باتوں کو بھول جاتے ہیں اور اپنی اَناؤں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اگر کسی کے خلاف سچی شکایت ہو تو مَیں اس کے بارہ میں بات کر رہا ہوں کہ اس کو اتنی ہی سزا ہونی چاہئے۔ اگر جھوٹی شکایت ہو اور صرف اپنی اَنانیت کی خاطر کسی کو سزا دلوائی جاتی ہے تو یہ اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی چرب زبانی کی وجہ سے اپنے حق میں میرے سے فیصلہ کروالیتا ہے اور دوسرے کا حق مارتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں آگ کا گولہ ڈالتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الشھادات باب من اقام البینة بعد الیمین حدیث 2680)

اگر آپ لوگ بھی خلیفۂ وقت سے کسی کے خلاف ایسے فیصلے کروالیتے ہیں تو آگ کا ٹکڑا اپنے پیٹ میں

ڈال رہے ہوتے ہیں ۔اس لیے ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے فیصلے کروانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ہمدردی کے جذبات سے پُر ہوکر سزا بھی دلوانی ہوتو اصلاح کی خاطر سزا دلوانی چاہیے نہ کہ اپنے کینوں اور بغضوں کی تسکین کے لیے۔

پس یہ ہمدردی اور رحم کے جو جذبات ہیں عہدیدار بھی اپنے اندر پیدا کریں اور عام احمدی بھی اپنے اندر پیدا کریں۔ ہر احمدی کے آپس کے تعلقات بھی ایسے ہوں جو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوں۔کسی کو نیچا دکھانے کے لیے نہیں۔کسی کو ہنسی اور ٹھٹھے کا نشانہ نہ بنائیں۔یہ باتیں ہمدردی سے دور لے جانے والی ہیں۔اس سے معاشرے میں فساد اور فتنہ پیدا ہوتا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف رنجشیں اس وقت بڑھتی ہیں، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش اس وقت ہوتی ہے جب بدظنیاں دلوں میں پیدا ہوتی ہیں اور پھر یہ بدظنیاں بڑھتے بڑھتے اس حد تک چلی جاتی ہیں جو تعلقات میں دراڑیں ڈالتی ہیں۔فاصلے بڑھنے شروع ہوجاتے ہیں۔یہ بدظنیاں پھر ایسی کہانیوں کو اختراع کرتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔اس لیے ان بدظنیوں کو اللہ تعالیٰ نے گناہ قرار دیا ہے۔پھر ان بدظنیوں کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا تھا ایسی ایسی کہانیاں بنائی جاتی ہیں جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔اور کسی کے متعلق یہ کہانیاں بنا کر پھر معاشرہ میں اڑائی جاتی ہیں۔الزام تراشیاں کی جاتی ہیں۔مجلسوں میں بیٹھ کر دوسرے کے بارہ میں باتیں کی جاتی ہیں۔کوئی برائی کسی میں ہے یا نہیں ہے اس کو اچھالا جاتا ہے، اپنے زبان کے مزے لینے کے لئے ڈِسکس (Discuss) کیا جاتا ہے اور یہی چیز غیبت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس طرح باتیں کرنے کو مردہ بھائیوں کا گوشت کھانے والے کے برابر قرار دیا ہے"

(الفضل انٹرنیشنل 21 دسمبر 2012ء)

تمام قائدین اپنی اپنی سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کریں

اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ جاپان کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ مؤرخہ 13 مئی 2006ء بروز ہفتہ ہوئی۔جس میں حضور نے تمام قائدین کو ہدایت فرمائی کہ سب اپنے اپنے شعبہ کی سکیم بنائیں اور مجلس عاملہ میں رکھیں اور پھر اس پر عملدرآمد کریں۔فرمایا ہر ماہ مجھے رپورٹ آنی چاہئے کہ کیا کام کیا ہے۔اگر نہیں بھی کیا تب بھی رپورٹ آنی چاہئے اور لکھیں کہ اس ماہ کام نہیں ہوا۔

۞ حضور انور نے فرمایا تبلیغ کی بھی سکیم بنائیں۔جاپان میں بدھسٹ ہیں یہ بہت سخت ہوں گے۔ان پر بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔یہاں لامذہب اور عیسائیوں کی طرف توجہ دیں۔غیر قوموں کے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں اور آباد ہیں ان کی پاکٹس تلاش کریں اور وہاں تبلیغ کے پروگرام بنائیں۔ان سے

رابطے کریں اور پھر مستقل رابطہ رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا اسی طرح تعلیم اور تربیت کی سکیم بنائیں اور کام شروع کریں۔ نومبائعین کی تربیت کر کے ان کو جماعت کے نظام کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ ان کو آپ نے نماز سکھانی ہے۔ قرآن کریم پڑھنا سکھانا ہے۔ آپ نے صرف انصار نومبائعین میں کام کرنا ہے۔ خدام نے اپنا کام کرنا ہے اور لجنہ نے اپنا کام کرنا ہے اور جماعتی نظام نے اپنا کام کرنا ہے۔ سب نے اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 30 جون 2006ء)

انصار اللہ کی سب سے اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے

سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی منعقدہ 26 تا 28 مئی 2006ء کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

پیارے انصار اللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے خوشی ہے کہ آپ اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق پا رہے ہیں اور ایک بار پھر نیک مقاصد کیلئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ کرے کہ اس دوران آپ سب اپنے مولیٰ کو راضی کرنے والی نیکیوں کی توفیق پائیں۔ یاد رکھیں کہ انصار اللہ کی سب سے اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے۔ اگر انصار اپنے بچوں کی اسلامی تعلیمات کے مطابق تربیت کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ایک اہم مقصد کو حاصل کرنے والے ٹھہریں گے۔ اس کیلئے آپ کو نیک نمونہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک آپ کا اپنا نمونہ ٹھیک نہ ہوگا آپ اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ خدا کی محبت اپنے دلوں میں بٹھائیں۔ ہر وہ کام کریں جو آپ کو خدا سے ملانے والا ہو اور ہر اس کام سے باز رہیں جو خدا سے دور لے جانے والا ہے۔ اگر آپ نے اپنے دلوں میں خدا کی خالص محبت پیدا کر لی اور خدا کو اپنے دلوں میں بٹھا لیا تو آپ کے بچوں کے دل بھی اس کی محبت سے بھر جائیں گے۔ پس اپنے نیک نمونے کے ساتھ اپنے بچوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ ہمارا عملی نمونہ ہی ہے جو ہمارے بچوں کے دلوں پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھلائیں تا کہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے بلکہ

اُن کا وعظ اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ اُن باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد:3۔صفحہ:369-370)

پس سب سے اوّل آپ کی عملی حالت کی درستی ہے۔آپ کے نیک نمونہ کو دیکھ کر آپ کے بچے بھی نیکیوں میں آگے بڑھیں گے۔

تربیت کے لئے ایک اور اہم ذریعہ نماز باجماعت کی ادائیگی ہے جس کی طرف بچپن سے ہی توجہ دلانی چاہئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سات سال کی عمر سے بچوں کو نماز کی تلقین کی جائے اور دس سال کی عمر میں انہیں سختی سے نماز کا پابند بنایا جائے لیکن یہ اس وقت ہو نہیں سکتا جب تک آپ خود پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے پابند نہیں ہو جاتے۔اس لئے پانچوں وقت کی نماز مسجد جا کر باجماعت ادا کرنے کی کوشش کیا کریں اور اگر بامر مجبوری مسجد نہ جا سکتے ہوں تو گھر میں اس کا اہتمام کیا کریں۔اگر آپ خود نمازوں کے پابند ہوں گے تو آپ کے بچے بھی نمازوں کے عادی ہو جائیں گے اور آہستہ آہستہ ان کو نمازوں میں لذّت بھی آنے لگے گی اور وہ معاشرے کی برائیوں سے بھی محفوظ رہیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ (العنکبوت:46)

نماز برائیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکنے کا موجب ہے۔پس اگر آپ اپنی اولادوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں اور انہیں مغربی معاشرہ کی برائیوں سے بچانا چاہتے ہیں تو نمازوں پر مداومت اختیار کریں۔

اولاد کی تربیت کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کو قرآن کریم سکھایا جائے اور قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کے بعد اس کا ترجمہ بھی سکھانے کا انتظام کیا جائے تا کہ ان کو اسلامی تعلیمات کا علم ہو۔ پھر ان کو قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کی عادت ڈالیں۔ ہر گھر میں روزانہ تلاوت قرآن کریم ہونی چاہئے اس سے آپ کے گھر برکتوں سے بھر جائیں گے۔ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں۔ بس آپ خود بھی قرآن کریم سیکھیں اور اپنے بچوں کو بھی سکھائیں۔

یہ وہ امور ہیں جن کی طرف میں پہلے بھی بار بار توجہ دلا چکا ہوں لیکن 'ذَکِّرۡ'' کے تحت دوبارہ آپ کی اُن کی طرف توجہ مبذول کروا رہا ہوں کیونکہ یہی وہ امور ہیں جو آپ کی اور آپ کی اولادوں کی روحانی حفاظت کی ضمانت ہیں۔ یہ وہ قلعے ہیں جن کے اندر رہ کر شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ پھر ایک اہم چیز جو اپنے بچوں میں بچپن سے پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ سچائی ہے۔اس کے لئے بھی آپ کو اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔ مذاق میں بھی اپنے بچوں کے ساتھ یا روزمرہ کی زندگی میں جھوٹ نہ بولیں کیونکہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کے بچے بھی جھوٹ کے عادی ہو جائیں گے۔ یہ مغربی معاشرہ تو ہے ہی جھوٹ اور دجل۔آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے اور جھوٹ نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے اس لئے خود بھی ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالیں اور اپنی اولادوں میں بھی یہ وصف پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ سب سے اہم اور آخری بات دُعا ہے کیونکہ تربیت خدا کے فضل کے بغیر نہیں ہوسکتی اور خدا کا فضل دُعا کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ پس سب سے ضروری یہ ہے کہ راتوں کو اٹھیں اور خدا کے حضور جھکیں اور اپنے مولیٰ کریم سے یہ التجا کریں کہ وہ آپ کو اور آپ کی اولادوں کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنا دے۔

حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس میں شک نہیں ہے کہ انسان بعض اوقات تدبیر سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن تدبیر پر کُلی بھروسہ کرنا سخت نادانی اور جہالت ہے جب تک تدبیر کے ساتھ دُعا نہ ہو کچھ نہیں"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 339)

پھر فرماتے ہیں "تدابیر انسان کو ظاہری گناہ سے بچاتی ہیں لیکن ایک کشمکش اندر قلب میں باقی رہ جاتی ہے اور دل اُن مکروہات کی طرف ڈانواں ڈول ہوتا رہتا ہے۔ اُن سے نجات پانے کیلئے دُعا کام آتی ہے کہ خدا تعالیٰ قلب پر ایک سکینت نازل فرماتا ہے۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 339)

اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو ان امور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ الناصر جرمنی جولائی, اگست 2006ء)

جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو معاشرہ کی ہر بُرائی کو ختم کرنے کے لئے مہم چلانی چاہئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 26 مئی 2006ء کے آغاز میں فرمایا۔

"بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے کسی ناراضگی یا کسی غلط فہمی یا بدظنی کی وجہ سے اس حد تک اپنے دلوں میں کینے پالنے لگ جاتے ہیں کہ دوسرے شخص کا مقام اَوروں کی نظر میں گرانے کے لئے، معاشرے میں انہیں ذلیل کرنے کے لئے، رسوا کرنے کے لئے۔ ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے پھر اس کی تشہیر

شروع کر دیتے ہیں اور اس بات سے بھی دریغ نہیں کرتے کہ یہ من گھڑت اور جھوٹی باتیں مجھے پہنچائیں تا کہ اگر کوئی کارکن یا اچھا کام کرنے والا ہے تو اس کو میری نظروں میں گرا سکیں۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ بڑے اعتماد سے بعض لوگوں کے نام گواہوں کے طور پر بھی پیش کر دیتے ہیں اور جب ان گواہوں سے پوچھو، گواہی لو، تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ گواہ بیچارے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں جس کی گواہی ڈلوانے کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔

اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مجبور کیا جاتا ہے کہ مَیں ان جھوٹی باتوں پر یقین کر کے جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے ضرور اسے سزا بھی دوں۔ گویا یہ شکایت نہیں ہوتی ایک طرح کا حکم ہوتا ہے۔ بہت سی شکایات درست بھی ہوتی ہیں۔ لیکن اکثر جو ذاتی نوعیت کی شکایات ہوتی ہیں وہ اس بات پر زور دیتے ہوئے آتی ہیں کہ فلاں فلاں شخص مجرم ہے اور اس کو فوری پکڑیں۔ ان باتوں پر مَیں خود بھی کھٹکتا ہوں کہ یہ شکایت کرنے والے خود ہی کہیں غلطی کرنے والے تو نہیں، اس کے پیچھے دوسرے شخص کے خلاف کہیں حسد تو کام نہیں کر رہا۔ اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ حسد کی وجہ سے یہ کوشش کی جارہی ہوتی ہے کہ دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسد بھی اکثر احساس کمتری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس خیال کے دل میں نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ خدا جھوٹے اور حاسد کی مدد نہیں کرتا۔ اور حسد کی وجہ سے یا بدظنی کی وجہ سے دوسرے پر الزام لگانے میں بعض لوگ اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اپنی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ آج کل کے معاشرے میں یہ چیزیں عام ہیں اور خاص طور پر ہمارے برصغیر پاک و ہند کے معاشرے میں تو یہ اور بھی زیادہ عام چیز ہے۔ اور اس بات پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی بعض دفعہ ایسی گھٹیا سوچ رکھ رہے ہوتے ہیں اور دنیا میں یہ لوگ کہیں بھی چلے جائیں اپنے اس گندے کریکٹر کی کبھی اصلاح نہیں کر سکتے یا کرنا نہیں چاہتے اور آج کل کے اس معاشرے میں جبکہ ایک دوسرے سے ملنا جلنا بھی بہت زیادہ ہو گیا ہے، غیروں سے گھلنے ملنے کی وجہ سے ان برائیوں میں جن کو ہمارے بڑوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ترک کیا تھا بعضوں کی اولادیں اس سے متاثر ہو رہی ہیں۔ ہمارے احمدی معاشرہ میں ہر سطح پر یہ کوشش ہونی چاہئے کہ احمدی نسل میں پاک اور صاف سوچ پیدا کی جائے۔ اس لئے ہر سطح پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے کہ خاص طور پر یہ برائیاں، حسد ہے، بدگمانی ہے، بدظنی ہے، دوسرے پر عیب لگانا ہے اور جھوٹ ہے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے کوشش کی جائے، ایک مہم چلائی جائے"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 255-256)

اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے لوگ عطا کرتا رہے گا جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 4 جون 2006ء کو جلسہ سالانہ بیلجیم میں اختتامی خطاب کے دوران والدین کو یوں توجہ دلائی۔

" آپ میں اکثر ان لوگوں کی اولاد ہیں جن کے آباء واجداد نے احمدیت کے لئے تکالیف اٹھائیں لیکن وہ اپنے ایمان میں ہر دن چڑھنے پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے تھے انہیں ہم ہر روز نئی شان سے پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ آج احمدیت میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر کئی سعید فطرت لوگ احمدیت میں شامل ہوئے اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے لوگ عطا کرتا رہے گا جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے اور تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہیں گے۔ اگر آپ لوگ جو ان کی اولاد ہیں۔ ان کے نقش قدم پر نہ چلے تو اللہ تعالیٰ اور لوگ لے آئے گا جو تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہوں گے۔ لیکن آپ لوگ ان برکتوں سے محروم ہو جائیں گے"

(ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ صفحہ 13-14)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

لوگوں کے ذہن بدلنے میں چیریٹی واکس اہم رول ادا کرتی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 12 تا 20 جون 2006ء کو جرمنی اور ہالینڈ کا دورہ فرمایا۔ جرمنی کے قیام کے دوران مورخہ 14 جون کو بیت السبوح میں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی میٹنگ میں آپ نے شمولیت فرمائی اور بعض شعبہ جات کا جائزہ لے کر انہیں ان کے مناسب حال ہدایات سے نوازا

۞ حضور نے نائب صدر صف دوم سے پوچھا کہ آپ کے کتنے انصار ہیں اور کیا ان کی ورزش کا بھی کوئی پروگرام ہوتا ہے۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ انصار کے پاس سائیکلیں ہیں وہ سب سائیکل چلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سیر اور بعض دیگر ورزشیں بھی کرتے ہیں۔

حضور نے تجنید، تحریک جدید اور صحت جسمانی کے شعبوں کا جائزہ لیا اور فرمایا کہ انصار کے مناسب حال کھیلیں ہونی چاہئیں۔ مثلاً رسہ کشی، سیر، کلائی پکڑنا وغیرہ۔

۞ شعبہ تعلیم کے جائزہ کے دوران حضور انور نے قائد صاحب تعلیم سے فرمایا کہ آپ کون کون سی کتابیں پڑھا رہے ہیں اور کیا ان کا امتحان بھی لیتے ہیں؟ انہوں نے امتحان میں شامل ہونے والوں کی تعداد بتائی تو حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو تجنید کا 1/3 بنتا ہے جو بہت کم ہے۔ فرمایا کہ ایک سال میں کم از کم ایک کتاب تو

ضرور ختم ہونی چاہیئے۔ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کی چھوٹی کتابیں شروع کرلیں اور ایک ایک کرکے پڑھا دیں۔

❁ قائد صاحب ایثار سے فرمایا کہ ایثار کا مطلب ہی خدمت خلق ہے۔ آپ لوگوں کو بوڑھوں کے ہوسٹلوں میں جانا چاہیئے۔ اپنی عمر کے لوگوں سے تعلقات بڑھائیں۔

❁ حضور انور نے آڈیٹر صاحب سے فرمایا کہ آپ کیسے آڈٹ کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ پہلی سہ ماہی کا تو ہو چکا ہے مزید بیرون ملک سفر کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ فرمایا کہ ہر ماہ ہونا چاہیئے۔ قائد صاحب مال سے شعبہ مال کے کل بجٹ، اب تک کی وصولی، فی کس چندوں کی شرح کی بابت دریافت فرمایا۔ چندہ اجتماع کے متعلق فرمایا کہ اس کے لیے آمدنی کی پرسنٹیج (percentage) پر چندہ نہیں ہے بلکہ اس کے لیے فی کس رقم مقرر کرنی چاہیئے۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ پہلے 40 مارک لیے جاتے تھے اب یورو کا جب سے نظام چلا ہے اس وقت سے 14 یورو فی کس وصول کیا جاتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ 14 یورو تو 40 مارک کے مقابل پر کم بنتے ہیں۔ یہ تو کم از کم 25 یورو کے برابر بنتے ہیں۔ اتنا تو کم از کم چندہ رکھنا چاہیئے تھا۔ آپ تو ترقی معکوس کر رہے ہیں جو آپ کو نہیں کرنی چاہیئے۔

❁ حضور انور نے شعبہ تربیت اور تعلیم القرآن کے جائزہ کے دوران دریافت فرمایا کہ پہلے مساجد اور نماز سنٹرز کی تعداد معلوم کریں۔ پھر یہ دیکھیں کہ کتنی مجالس میں نماز باجماعت کا انتظام ہے۔ اور ہر جگہ کم از کم دو نمازیں تو باجماعت ہونی چاہئیں۔ حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مارچ میں ہم نے ہفتہ تربیت منایا تھا اور اپریل کی رپورٹس سے پتہ چلا ہے کہ نمازیں ادا کرنے والوں اور تلاوت کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ فرمایا کہ اب پھر رپورٹ منگوائیں اور دیکھیں کہ کیا یہ تبدیلی صرف ہفتہ تربیت کے دوران تھی یا بعد میں بھی جاری ہے۔ انصار کو بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کی بڑی تعداد کے بچے چھوٹے ہیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کریں تا کہ وہ اچھے کردار والے بن سکیں۔ مکرم امیر صاحب کی درخواست پر ایک بار پھر حضور انور نے اگلی نسل کو نظام جماعت سے منسلک کرنے کے لیے انصار کو نصیحت فرمائی کہ بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دیں۔

❁ تعلیم القرآن کے جائزہ کے دوران حضور انور کو بتایا گیا کہ اساتذہ تیار کرنے کی کلاس ہوئی تھی اور بارہ اساتذہ تیار ہوئے ہیں۔ فرمایا کیا وہ سب پڑھا رہے ہیں؟ اگر نہیں تو اب ان سے کام لیں۔ کوئی نتیجہ سامنے آنا چاہیئے۔

❁ نومبائعین کے شعبہ کو ہدایات دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا انہیں ذیلی تنظیموں سے منسلک کرنے کے ساتھ ساتھ main stream میں بھی شامل کریں اور جماعت کے نظام میں absorb کریں۔

❁ حضور انور نے شعبہ تبلیغ کو بھی اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ فرمایا شہروں میں بھی تبلیغ جاری رکھیں لیکن شہروں کی بجائے دیہاتوں کا رخ کریں۔ دیہات کہیں کے بھی ہوں وہاں کا ماحول سادہ ہوتا ہے۔ جن سے

ایک دفعہ رابطہ ہوا ن رابطوں کو ہفتے دو ہفتے بعد دہرایا کریں۔ مسلسل اور جاری رابطہ ہونا چاہئے۔فرمایا: دیہات کا ماحول چھوٹا ہوتا ہے۔آپ کسی کو ملنے جائیں تو اَور لوگوں کو بھی attraction پیدا ہوگی۔اس سے مزید رابطے پیدا ہوں گے۔فرمایا اس کے علاوہ یہاں مختلف قومیتیں ہیں عربوں، ترکوں اور دیگر قوموں میں سے ان لوگوں کی تلاش کریں جن کو مذہب سے دلچسپی ہے۔ پہلے لوگوں کو خدا کا تصور دینا ہوگا۔پھر مزید تبلیغ ہوسکے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بھی تعلیم دیتے رہیں تاکہ اسلام کے لیے ان کے ذہن کھل جائیں اور ان معاشروں سے ان کے ذہنوں میں اسلام کے متعلق جو غلط نظریات پیدا ہوسکتے ہیں انہیں ان کے ذہنوں سے دور کریں۔پھر ہر جگہ کے لئے ان کے مناسب حال انہی کی زبانوں میں لٹریچر تیار کریں۔مختلف قومیتوں کے مزاج مختلف ہیں عربوں میں بھی سارے ایک جیسے نہیں۔مختلف ممالک کے لوگ مختلف مزاج رکھنے والے ہیں۔ان سب سے علیحدہ علیحدہ approach ہونی چاہئے۔فرمایا سب کو ایک دفعہ تو ہمیں تعارف کروا دینا چاہئے تاکہ اتمام حجت تو ہو۔

۞ حضور انور نے قائد صاحب وصایا سے مجلس عاملہ کے ممبران کی وصایا کی بابت دریافت فرمایا۔حضور انور کو بتایا گیا کہ سوائے ایک کے باقی میں سے سات تو پہلے موصی تھے مزید آٹھ اب شامل ہوئے ہیں۔ایک باقی ہیں ان کا فارم بھی جلد مل جائے گا۔حضور نے فرمایا سب سے پہلے عہدیداروں کو، ناظمین زعماء سب کو تحریک کریں۔

۞ حضور نے شعبہ عمومی کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ جو رپورٹ نہیں بھیجتے انہیں پوچھا کریں۔پھر یہ بھی دیکھا کریں کہ یہ نہ ہو رپورٹ میں figures کو تدریجی بڑھایا جا رہا ہو اور نئے سال کی پہلی رپورٹ سے پھر ان figures کو پیچھے لا کر پہلے کی طرح انہیں زیادہ کیا جا رہا ہو۔ نئے سال میں داخل ہو کر پچھلے سال کے figures بڑھنے چاہئیں۔

۞ حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو فرمایا کہ جو قائدین باوجود توجہ دلانے کے پھر بھی رپورٹ نہ بھجوائیں اس کا مطلب ہے کہ وہ کام نہیں کرنا چاہتے۔فرمایا جن کی مسلسل تین ماہ کی رپورٹ نہ آئی ہو انہیں فارغ کر کے ان کی جگہ نئے آدمی nominate کریں۔(اس موقع پر مکرم امیر صاحب جرمنی نے عرض کی کہ کیا انہیں پہلے وارننگ نہیں دینی چاہئے؟ فرمایا انہیں پہلے سے خبردار کرنا چاہئے کہ اپنی سستی دور کریں ورنہ پھر آپ اس خدمت سے محروم کر دیئے جائیں گے)

حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہمارا ایک چیریٹی واک (charity walk) کا پروگرام بھی ہے۔فرمایا:

ارادے باندھتا ہوں سوچتا ہوں توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے ، کہیں ایسا نہ ہو جائے

فرمایا: پہلے بھی کئی پروگرام بن چکے ہیں اب عملی جامہ پہنائیں۔

۞ فرمایا چیریٹی واکس بہت مفید ہیں۔ان واکس (walks) سے اسلام کے متعلق لوگوں کا ذہن صاف ہوگا۔فرمایا کہ جہاں مخالفت ہو چیریٹی واک کریں۔برلن میں مسجد بنی ہے وہاں چیریٹی واک کریں۔اس کے ذریعہ جمع ہونے والے فنڈ کا زیادہ حصہ وہاں کی لوکل کونسل کو دیں۔فرمایا چیریٹی واک منظّم ہوتی ہے۔پولیس اور انتظامیہ سب کو اس کا پتہ ہوتا ہے۔مقامی لوگ بھی بڑی کثرت سے اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔فرمایا: یوکے میں ہم نے آزما کر دیکھا ہے کہ گو ان لوگوں کے مزاج نرم ہیں لیکن پھر بھی سمجھانا پڑتا ہے۔ورنہ یہ لوگ تھوڑی تھوڑی بات سے گھبرا جاتے ہیں۔ہارن بج جائے،اذان کی آواز آجائے تو ان کے حوصلے کم ہونے لگ جاتے ہیں۔فرمایا وہاں (یوکے میں) جو فارم ہم نے خریدا ہے۔وہاں اگلے فارم والے کو راستہ چاہئے تھا۔میں نے انتظامیہ کو کہا کہ آپ ان کے لیے پچاس فٹ جگہ چھوڑ دیں۔کونسل کو جب پتہ لگے گا کہ یہ لوگ تو تعاون کرنے والے ہیں تو وہ ہمارے متعلق اچھا سوچیں گے۔اب وہاں انشاء اللہ جلسہ بھی ہوگا۔اس لئے وہاں کے لوگوں کے ذہن بدلنے کے لیے مجلس انصاراللہ یوکے نے ایک چیریٹی واک کا انتظام کیا۔اس میں میئر،نائب میئر بھی شامل ہوئے۔ایک ہزار انصار شامل ہوئے۔فرمایا لوگوں کے concept بدلنے کی ضرورت ہے۔لوگوں کو بتائیں کہ ہم چیریٹی واک خدمت خلق کے جذبے سے کرتے ہیں۔یہی کافی ہے۔اس سے ہمدردی ملے گی۔اس سے لوگوں کے اسلام کے متعلق غلط نظریات ڈھل جائیں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 14 جولائی 2006ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ہالینڈ کو ہدایات

(میٹنگ منعقدہ 18/جون 2006ء)

مورخہ 18 جون 2006ء کو نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ ہالینڈ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی اور مختلف شعبہ جات کا جائزہ لیتے ہوئے انہیں ہدایات سے نوازا۔

۞ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کا چندہ جماعت کے کل چندے کا 1/3 ہونا چاہئے۔حضور انور نے قائد تربیت نومبائعین سے فرمایا کہ نومبائعین سے متواتر رابطہ رہنا چاہئے۔ان کو جلسے پہ لانا چاہئے تھا۔فرمایا بیعتیں کرا کرانہیں چھوڑ نہیں دینا چاہئے ورنہ تو پھر ایسے ہی ہے جیسے پرندے پکڑے اور پھر چھوڑ دیئے۔

۞ حضور انور نے تبلیغ کے شعبہ کو بھی فعال ہونے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ آپ تبلیغ کا جامع پروگرام بنائیں۔جتنا زیادہ اسلام کے خلاف شور ہو رہا ہے اتنا ہی آپ لوگوں کی طرف سے دفاعی کارروائی بھی ہونی چاہئے۔حضور انور نے شعبہ مال کو اپنا بجٹ بڑھانے کی بھی ہدایت فرمائی۔(الفضل انٹرنیشنل 14 جولائی 2006ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جس قدر آپ کا خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اسی قدر آپ دینی و دنیاوی حسنات سے حصہ پائیں گے

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت منعقدہ 10,9,8 ستمبر 2006ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

پیارے ممبران مجلس انصار اللہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرم صدر صاحب انصار اللہ بھارت نے سالانہ اجتماع کے موقع پر پیغام بھجوانے کے لئے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اجتماع ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آپ سب کو اس سے بھرپور استفادہ کرنے اور آپ کی روحانی تربیت کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

اس موقع پر میں آپ کو خلافت سے وابستگی اور اطاعت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آج دنیا سخت بدامنی کا شکار ہے۔ مسلمان مسلمان سے لڑ رہا ہے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو کر وہ ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کا شکار ہیں۔ ایک ہی کلمہ پڑھنے والے، ایک ہی نبی کی طرف منسوب ہونے والے، ایک دوسرے کے خلاف محاذ آراء ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث کے خزانے موجود ہونے کے باوجود آج مسلمان اس قیادت کی پہچان سے محروم ہیں جو خدا نے انہیں ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے مامور فرمائی ہے۔ آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے صدقے نظام خلافت سے وابستگی کی توفیق عطا ہوئی ہے جو خدا کے فضل سے دائمی ہے۔ جس قدر آپ کا خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اسی قدر آپ دینی و دنیاوی حسنات سے حصہ پائیں گے۔ آپ کے آپس کے تعلقات میں بہتری آئے گی۔ معاشرے میں بھی امن کی فضا قائم ہوگی اس لئے عافیت کے اس حصار سے فیض پانے کے لئے آپ سب کو خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہوگا۔ غلبہ اسلام اور امن عالم کے لئے دعائیں کرنا ہوں گی اپنے اطاعت کے معیار کو بلند کرنا ہوگا۔ اور اپنے عہدیداروں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے خلافت کے دست و بازو اور خلیفہ وقت کے لئے سلطان نصیر بننا ہوگا۔

اطاعت کا مضمون بہت اہم ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر اس کی اہمیت اور افادیت بیان فرمائی ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مضمون پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک

لذت اور روشنی آتی ہے۔مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں شرط یہ ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی مشکل امر ہے۔اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہوتا ہے"

پھر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جائے"

پس اپنے اطاعت کے معیار کو بلند کریں۔ ہر سطح پر اپنی اطاعت کو سمجھیں۔عہدیداران اپنے سے بالا عہدیداران کی اطاعت کریں۔احباب جماعت اپنے عہدیداران کی اطاعت کریں اور سب مل کر خلافت سے سچے تعلق اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔یاد رکھیں کہ آج خلافت احمدیہ ہی ہے جس کے ذریعہ غلبہ اسلام ہوگا۔اسی سے حقیقی توحید کا درس ملے گا اور اسی کے ذریعہ سے عالمی وحدت کا قیام عمل میں آئے گا۔اللہ آپ سب کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو خلافت کی لڑی میں پروئے رکھے اور اطاعت کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ آپ کے ساتھ ہو۔آمین۔

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ہفت روزہ بدر قادیان 14 دسمبر 2006ء)

ذیلی تنظیموں کو نوجوانوں کو سنبھالنا چاہئے اور ہنر سکھلا کر بیکاری کا خاتمہ کرنا چاہئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 نومبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"ایک مطالبہ نوجوانوں کا بیکاری کی عادت ختم کرنے کا تھا۔ یہ بھی بڑی خطرناک بیماری ہے اور بڑھتی جا رہی ہے۔ پاکستان میں بعض بے کار نوجوان اس لئے بے کار ہیں کہ یا تو ان کے جو رشتہ دار، والدین، بھائی وغیرہ باہر ہیں وہ باہر سے رقم بھیج دیتے ہیں اس لئے ذمہ داری کا احساس نہیں۔یا اس امید پر بیٹھے ہیں کہ باہر جانا ہے۔اب باہر جانا بھی اتنا آسان نہیں رہا، ان لوگوں کو بھی غلط امیدوں پر نہیں بیٹھنا چاہئے۔اور جو آتے ہیں ان کے بھی یہاں اتنی آسانی سے کیس پاس نہیں ہوتے۔اس لئے بلاوجہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور دھوکے میں نہ رہیں۔اپنے نفس کو دھوکہ نہ دیں اور اپنے آپ کو سنبھالیں۔ جماعت اور ذیلی تنظیموں کو بھی اس بارے میں معین پروگرام بنانا چاہئے اور نوجوانوں کو سنبھالنا چاہئے۔ یہ لوگ جو فارغ

بیٹھے ہیں، فارغ بیٹھے یہ مطالبے کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمارا کسی طرح باہر جانے کا انتظام ہو جائے، بعض لڑکوں کے ماں باپ لکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے حالات خراب ہیں باہر بلوا لیں۔ باہر بلوانا کون سا آسان ہے۔ یا ہماری شادی باہر کروا دیں یا جو بھی ذریعہ ہو۔ اور ایسے لوگوں میں سے جب کسی کی شادی یہاں ہو جاتی ہے اور یہاں آ جاتے ہیں تو جب ان ملکوں میں ان کا Stay پکا ہو جاتا ہے تو پھر بیویوں پر ظلم کرنے شروع کر دیتے ہیں یا چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بھی ایک غلط رَو خاص طور پر پاکستان میں اور ہندوستان میں چل پڑی ہے۔ ایسے نوجوانوں کو مَیں کہتا ہوں کہ اپنے ملک میں محنت کی عادت ڈالیں اور محنت کر کے کھائیں۔ اس دوران میں اگر باہر کا کوئی انتظام ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن صرف اس لئے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھے رہنا کہ باہر جانا ہے، اس سے بہت ساری غلط قسم کی عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور بہت ساری برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر وہ برائیاں معاشرے میں، اس ماحول میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح بعض ایسے ہیں جو یہاں آ کر بھی ہنر نہیں سیکھتے، زبان نہیں سیکھتے، اور ذرا سی کوئی تکلیف ہو جائے تو بیماری کا بہانہ کر کے گھر بیٹھ جاتے ہیں۔ کیونکہ مدد مل جاتی ہے اس لئے کام نہیں کرتے۔ بیکاری کی عادت کے خلاف ایسی مہم یہاں بھی چلانے کی بہت ضرورت ہے" (خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 555)

انصار اللہ کا ایک بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا اور بیوی، بچوں میں اس کی اطاعت کی روح پیدا کرنا ہے

حضور انور نے مجلس انصار اللہ UK کے 24 ویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر 5 نومبر 2005ء کو فرمایا:

"حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے وضاحت کی تھی کہ قرآن کریم میں انصار کا لفظ ماننے والوں کے لئے دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے متعلق اور ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے متعلق۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑا اہم نکتہ ہے۔ اگر انصار اس پر غور کریں تو مجلس انصار اللہ جماعت کا ایک انتہائی فعّال حصہ بن سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جہاں حضرت عیسیٰؑ کے تعلق میں لفظ انصار اللہ استعمال ہوا ہے وہاں ایک جگہ تو وہ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ قوم کفر پر اصرار کر رہی ہے تو کون ہے جو میرا مددگار ہوگا۔ اس پر حواریوں نے کہا کہ ہم انصار اللہ ہیں اور اطاعت اور فرمانبرداری میں صفِ اول میں شمار ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کی ایک صورت اس زمانے میں ظاہر ہوئی کہ ہم اس زمانے کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اس کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور اس کی باتوں پر مکمل عمل کا اعلان کرتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح آپ کو بلایا گیا ہے کہ دین کی اشاعت کے لئے اس امام

کے مددگار بن جاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کام آپ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک ایمان مضبوط نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے مثال دے کر بتایا ہے کہ اَعراب یعنی دیہاتوں کے رہنے والے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! تو ان کو بتا دے کہ ابھی یہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کر لی ہے۔ یہ اَسْلَمْنَا کی حالت اٰمَنَّا میں تب داخل ہوگی جب تمہارا اپنا کچھ نہیں ہوگا۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے حوالے سے بتایا کہ مومن وہ ہے جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں اور وہ تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے قبول کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔

40 سال سے زائد ہر ناصر کے دل میں اللہ کا خوف پہلے سے زیادہ ہو

حضور انور نے فرمایا کہ ایک ناصر جو 40 سال سے اوپر ہو چکا ہے اس کی سوچ میں گہرائی آجانی چاہئے۔ اسے اپنی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کے کم ہونے کا احساس ہونا چاہئے۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پہلے سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اس کے اللہ پر ایمان کے معیار بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں اور یہ ایمان کا اعلیٰ معیار اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ کی محبت سب محبتوں پر حاوی ہو جائے۔ حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک کے حوالہ سے بتایا کہ خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اپنی جماعت کو اطلاع دے دیں کہ جو لوگ ایسا ایمان لائے جس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور نفاق اور بزدلی سے آلودہ نہیں اور طاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔

صحابہ رسول ؐ کا اسوہ اپنانے کی تلقین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ذکر ہے یہ دو طرح کے لوگ تھے۔ ایک گروہ مہاجر کہلایا اور ایک انصار۔ جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی طرح انصار کہلانے کا تعلق ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جب حکم ہوا کہ کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ تو کیا مہاجرین اور کیا انصار سب ہی اس میں شامل ہو گئے۔ ان کی عبادتوں کے معیار بھی ایسے تھے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں۔ حضور نے انصار مدینہ کے ساتھ مہاجرین کی مؤاخات کے حوالہ سے انصار کی غیر معمولی قربانیوں کا بھی ذکر فرمایا۔ اور غزوۂ بدر کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مدینہ سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے معاملہ پر ان سے رائے چاہی تو مہاجرین کی طرف سے ہر قسم کی قربانیاں پیش

کرنے کے جواب کے باوجود جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس بارہ میں مشورہ طلب فرمایا تو ایک انصاری صحابی نے عرض کی کہ شاید حضور ہماری رائے جاننا چاہتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ آپ سے پہلا معاہدہ اس وقت ہوا تھا اور وہ آپ کی حفاظت اس صورت میں کرنے کا تھا کہ اگر مدینہ پر حملہ ہو۔لیکن جب یہ معاہدہ ہوا تھا اس وقت ہم آپؐ کے پیارے وجود اور آپؐ کی پیاری تعلیم سے پوری طرح واقف نہیں تھے۔ اب حقیقت ہم پر مکمل طور پر روشن ہوگئی ہے۔ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح آپ سے یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جا کر دشمن سے لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہمارا جواب وہی ہے جو مہاجرین دے چکے ہیں۔ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کے بائیں بھی۔آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپؐ کے پیچھے بھی اور دشمن ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے ہی آپؐ تک پہنچ سکے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تھا فدائیت کا نمونہ جو انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے فیض پانے کے بعد دکھایا۔حضور انور نے اسی طرح غزوۂ اُحد کے موقع پر اس انصاری کے اخلاص اور فدائیت سے معمور پیغام کا بھی ذکر فرمایا جو انہوں نے شدید زخمی حالت میں جام شہادت پانے سے چند لمحے قبل اپنی آخری خواہش کے طور پر دیا تھا۔انہوں نے اپنی قوم کے لئے پیغام دیا تھا کہ میں اپنے پیچھے تمہارے سپرد خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت کر کے جا رہا ہوں۔میں جب تک زندہ رہا اس کی حفاظت کرتا رہا۔اب اگر میری آخری نصیحت کا پاس ہے تو اس رسول کی حفاظت کرنا۔حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ صحابہ نے جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا اعلان کیا تو اپنا سب کچھ اللہ اور رسول اور اس کے دین پر فدا کر دیا۔یہ نمونے ہیں جو آج انصار اللہ نے دکھانے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کے حقوق بھی ادا کرو، عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔اعلیٰ اخلاق اور مالی قربانیوں کے بھی ایسے نمونے قائم کرو جو خدام کے لئے ،آپ کی بیویوں اور بچوں کے لئے مثال بن جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں تحریک جدید میں مالی قربانی کے سلسلہ میں برطانیہ کی جماعتوں کا جو جائزہ پیش کیا تھا اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس جائزے کو آپ کو جھنجوڑ دینا چاہئے۔

حضور انور نے تحریک جدید میں پاکستانی احمدیوں کی قربانی کا ایک دفعہ پھر نہایت تحسین بھرے کلمات میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ باوجود نامساعد حالات کے ان کی مالی قربانی میں گزشتہ سال کی مالی قربانی سے بھی اضافہ تھا اور اضافہ بھی بہت زیادہ تھا۔آپ کی اکثریت وہیں سے آئی ہے۔کیا وجہ ہے کہ جب وہاں ہوتے ہیں تو باوجود حالات خراب ہونے کے قربانیاں کرتے ہیں۔یہاں آتے ہیں تو دوسری ضروریات کا خیال آجاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جتنے بلند معیاروں تک آپ اپنی آئندہ نسلوں کو لے جانا چاہتے ہیں

انہی بلند معیاروں کو سامنے رکھ کر آپ کو اپنی قربانیوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔

خلافت کی حفاظت انصاراللہ کی اہم ذمہ داری ہے

حضورانور نے فرمایا کہ پھر انصاراللہ کا ایک بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے، اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح قائم کرتے ہوئے اس جذبہ کو بڑھائیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ خلافت کا انعام انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا لیکن اپنے معیار ایسے بلند کریں جو ایک حقیقی مومن کا ہونا چاہئے۔ بچوں کی صرف دنیاوی تعلیم پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ ان کو گھروں میں بھی دینی ماحول مہیّا کریں۔ اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ، نماز سینٹرز کے ساتھ جوڑیں۔ قرآن کریم پڑھنے اور دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ بچوں سے ایسا دوستانہ تعلق رکھیں کہ جب گھر آئیں تو باہر کی باتیں آپ سے ڈسکس کریں۔ انہیں اچھا برا سمجھائیں۔ اس طرح کوشش کر کے اگلی نسلوں کو سنبھالیں گے تو ان مومنین میں شامل ہوں گے جن سے خلافت کا وعدہ ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ خلافت مشروط ہے عبادت گزاروں کے ساتھ اور مالی قربانی سے بھی اس کا تعلق ہے۔ حضورانور نے فرمایا کہ تحریک جدید نظام وصیت کے ارہاص کے طور پر ہے۔ جو نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکتے ان کو اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے تا کہ خلافت کی مضبوطی اور اشاعت اسلام کے لئے بڑے چھوٹے سب اس میں شامل ہو سکیں اور مکمل اطاعت اس نظام کو جاری رکھنے کے لئے نہایت اہم ہے۔

آخر میں حضورانور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس روح اور جذبہ کو سب کو اپنے اندر جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ غلبۂ اسلام کے وعدے ہم اپنی زندگیوں میں پورے ہوتے دیکھیں"

(الفضل انٹرنیشنل 17 نومبر 2006ء)

صحابہ کی فدائیت کے نمونے انصاراللہ نے دکھلانے ہیں

انصاراللہ کا ایک بڑا کام خلافت کی حفاظت اور بیوی بچوں میں اس کی اطاعت کی روح پیدا کرنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5 نومبر 2006ء کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے 24ویں سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کی لطیف اور پُر معارف تشریح بیان

فرمائی۔ جس میں حضور نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کے تین مختلف مقامات سے آیات قرآنیہ کی تلاوت کی جن میں انصار کا ذکر ہے اور فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی یا یہ وضاحت کی تھی کہ قرآنِ کریم میں انصار کا لفظ ماننے والوں کیلئے دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے متعلق اور ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے متعلق یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے۔ اگر انصار اس پر غور کریں تو مجلس انصار اللہ جماعت کا ایک انتہائی فعال حصہ بن سکتی ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اگر جائزہ لیں کہ ہم کس حد تک اس پر عمل کر رہے ہیں تو آپ کو خود ہی احساس ہوگا کہ ابھی بہت بڑا وسیع میدان خالی پڑا ہے۔

حضرت عیسیٰ کے تعلق میں انصار کا ذکر

قرآنِ کریم میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں انصار کا ذکر آتا ہے وہاں ایک جگہ تو خود حضرت عیسیٰ قوم کے آپ کی تعلیم پر انکار اور عبادتوں کی طرف توجہ پر انکار کا سن کر بڑے درد سے اعلان کرتے ہیں کہ اکثریت تو ان حکموں پر عمل کرنے اور میری بات سننے سے انکاری ہے کیا تم میں سے کوئی خوش قسمت ہے جو اللہ کا پیغام پہنچانے اور اسکے حکموں پر عمل کرنے میں میرا معاون و مددگار بن جائے۔ اس پر حواریوں نے کہا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان لاتے ہوئے اطاعت اور فرمابرداری میں صفِ اوّل میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر دوسری جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مکمل ایمان لائے اور اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ پھر اس دعویٰ کی ایک صورت اس زمانے میں پیدا ہوئی جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس زمانہ کے امام کو مان کر ہم اسکی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اسکی باتوں پر مکمل عمل کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح اس طرف بلایا گیا کہ دین کی اشاعت اور اسکی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کیلئے میرے مددگار بن جاؤ اور یہ کام تم اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک تمہارا ایمان مضبوط نہ ہو تو صرف اتنا کہہ کر کہ ہم نے زمانہ کے امام کو مان لیا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی اگر بات ہو رہی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے صرف اتنا نہیں کہا تھا کہ ہم آپ پر ایمان لے آئے بلکہ قربانیوں کے اعلیٰ معیار بھی قائم کئے اور اس زمانہ میں بھی یہ نہیں ہوگا کہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ ہم نے امام کو مان لیا ہے تو ایمان حاصل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مثال دے کر بتا دیا ہے کہ اعراب کہتے ہیں، دیہاتوں کے رہنے والے کہتے ہیں کہ آمَنَّا ہم ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بتا دے کہ یہ ابھی

تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ایمان لے آئے، تم یہ تو کہہ سکتے ہو کہ اَسْلَمْنَا کہ ہم نے فرمانبرداری قبول کر لی ہے۔ پس یہ اَسْلَمْنَا کی حالت آمَنَّا میں تب داخل ہوگی جب اپنا کچھ بھی نہیں ہوگا اور سب کچھ خدا تعالیٰ کی خاطر ہوگا۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کیلئے اختیار کرتے اور اسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمالِ فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ 103 تفسیر مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 226,225)

40 سال سے اوپر ہر ناصر کے دل میں اللہ کا خوف پہلے سے زیادہ ہو

تو ایک ناصر جو چالیس سال کی عمر سے اوپر جا چکا ہے، جس کی سوچ میں گہرائی آجانی چاہئے، جس کو اپنی عمر کے بڑھنے کے ساتھ اپنی زندگی کے کم ہونے کا احساس ہو جانا چاہئے، جس کو اللہ کا خوف پہلے کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لاتے ہوئے آپ کے مسیح اور مہدی علیہ السلام کی جماعت میں بھی شامل ہو چکا ہے، اس کے اللہ کے مددگار بننے کے معیار بہت بڑھ جانے چاہئیں۔ ہر وقت یہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ ہم نے خدا کی رضا حاصل کرنی ہے۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنا ہے، جہاں ہر وقت یہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے رتی بھر بھی ادھر اُدھر نہیں ہونا۔ گو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن ایک مومن کا یہی کام ہے کہ اس طرف توجہ رہے اور پھر ایسے شخص کو جس نے انصار اللہ ہونے کا عہد کیا ہے، ایمان کا یہ اعلیٰ معیار اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں پر حاوی ہو جائے، نہ مال کی محبت ہو نہ اولاد کی محبت ہو، نہ کسی اور چیز کی محبت ہو۔ یہ معیار ہے جو ایک خالص مومن کو حاصل کرنا چاہئے۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 309)

تو دیکھیں یہ ایمان کا معیار ہے اور جیسا کہ میں نے کہا جب انسان اس عمر میں داخل ہوتا ہے جب

آئندہ زندگی تھوڑی نظر آتی ہے یا آ رہی ہوتی ہے تو کس قدر اس امر کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ ہمارا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے لگایا ہوا نعرہ ہو اور ہمارا ہر قدم جو اس راہ میں اٹھے وہ اللہ تعالیٰ کے قریب تر لے جانے والا قدم ہو، وہ صدق سے اٹھا ہوا قدم ہو، سچائی اس میں سے پھوٹ رہی ہو۔ اللہ کی عبادتوں کی طرف بھی ہماری نظر ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کیلئے ہر قربانی دینے کیلئے تیار رہنے کی طرف بھی ہماری توجہ ہو اور اخلاق کے اعلیٰ معیار بھی ہم قائم کر رہے ہوں، حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہمارا مطمع نظر ہو اور اپنے اپنے دائرے میں اعلیٰ اخلاق کو پھیلانے اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف ہماری بھرپور کوشش ہو اور ان سب امور میں جن میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی شامل ہیں اور حقوق العباد بھی شامل ہیں ہمارے سے غفلت نہ ہو، کبھی ہم سستی دکھانے والے نہ ہوں۔

آنحضورؐ کے دور میں کُوْنُوْٓا اَنْصَارُ اللّٰہِ کی پکار اور صحابہ کا نمونہ

جب یہ خصوصیات ہم میں پیدا ہو جائینگی تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے عہد کو نبھاتے ہوئے ان لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہلاتے ہیں اور جنہوں نے اپنی روشن اور چمکدار مثالیں اس عہد کے نبھانے کیلئے قائم کی ہیں۔ یہ دو طرح کے لوگ تھے ایک گروہ مہاجر کہلایا اور ایک گروہ انصار کہلاتا ہے۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح انصار بننے کا سوال ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا کہ کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بن جاؤ، تو کیا مہاجرین اور کیا انصار سب ہی اس اعزاز کو پانے کی دوڑ میں شامل ہو گئے اور وہ کارہائے نمایاں دکھائے، ایسے ایسے کام کئے کہ ان کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ جو ہم غیر معمولی قربانیوں کے معیار اور اپنی حالتوں کو یکسر بدلنے کے نظارے صحابہ میں دیکھتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول سے غیر معمولی محبت کی وجہ سے تھا، جو محبت صحابہ کے ایمانوں کی ترقی نے پیدا کر دی تھی۔ ان کی عبادتوں کے معیار بھی ایسے تھے کہ جس کا کوئی مقابلہ نہیں، ان کے دین کی خاطر جان مال، وقت کی قربانی کے معیار بھی ایسے تھے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں، ان کی آپس کی محبت اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کے معیار بھی ایسے تھے کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ لوگ ایسے تھے جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (التوبہ:100)

اور مہاجرین اور انصار میں سبقت لے جانے والے اولین اور وہ لوگ جنہوں نے حسن عمل کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کیلئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہنے والے ہیں۔ یہ بہت عظیم کامیابی ہے۔

پس یہ لوگ ہیں جو ہمارے لئے مثال اور نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں جنہوں نے اپنا ہر عہد نبھایا اور اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور جنتوں کے وارث ٹھہرے۔ یہاں میں ان میں سے ایک گروہ جو انصار کہلاتے ہیں کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ نہیں آ گئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اس طرح فیض نہیں پایا تھا جس طرح مکہ کے ابتدائی مسلمانوں نے فیض پایا اور ایمان میں ترقی کی۔ لیکن ہجرت کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤاخات کا سلسلہ شروع کیا، ایک دوسرے کے بھائی بنائے تو انصار نے مہاجر بھائیوں کیلئے حقوق العباد کی اعلیٰ ترین مثال قائم کرتے ہوئے اپنی جائیدادوں میں سے نصف حصہ ان کو دے دیا، اپنی آمدنیوں میں سے نصف حصہ ان کو دے دیا، ہر چیز بانٹ کر کھانے لگ گئے اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر ہوا، قوتِ قدسیہ کا اثر ہوا تو اَسْلَمْنَا سے آمَنَّا کا ادراک پیدا ہوا۔ جنگ بدر میں انصاری سردار نے کیا خوبصورت جواب دیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک سے مشورہ کر رہے تھے تو ہر دفعہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے تھے کہ کس طرح جنگ لڑی جائے تو مہاجرین ہمیشہ کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر یہی سوال دہراتے جاتے تھے کہ مشورہ دو۔ اس پر ایک انصاری سردار نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور کا ارشاد یا اشارہ شاید ہماری طرف ہے، آپ نے فرمایا ہاں۔ تو انصاری سردار نے عرض کی کہ پھر ہمارا جواب یہ ہے کہ آپ سے پہلا معاہدہ آپ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے ہوا تھا اور وہ آپ کی حفاظت اس صورت میں کرنے کا تھا کہ اگر مدینہ میں دشمن آپ پر حملہ کرے تو ہم آپ کی حفاظت کریں گے اور مدینہ سے باہر نکل کر حفاظت کی ذمہ داری ہم نہیں لے سکتے۔ لیکن اب آپ بدر کے میدان میں کھڑے ہیں، مدینہ سے باہر ہیں تو ہمارے سے ہماری رائے پوچھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اسی لئے میں پوچھ رہا ہوں۔ تو انصار سردار نے عرض کیا کہ جب یہ پہلا معاہدہ ہوا تھا تو اس وقت ہم آپ کے پیارے وجود اور پیاری تعلیم سے پوری طرح واقف نہیں تھے۔ اب حقیقت ہم پر مکمل طور پر کھل گئی ہے، ہر طرح سے روشن ہو گئی ہے۔ اب اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اب ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ جواب نہیں دیں گے فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ (سورۃ المائدہ:25) کہ تو اور تیرا رب جا کر دشمن

سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔نہیں بلکہ ہمارا جواب بھی وہی ہے جو مہاجرین دے چکے ہیں کہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور ہماری لاشوں کو روندے بغیر دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا، اگر آپ کہیں تو ہم لوگ سمندر میں بھی گھوڑے دوڑا دیں۔عرب چونکہ ریگستان میں رہنے والے تھے، سمندر کافی فاصلے پر تھا، پانی سے وہ لوگ ڈرتے تھے اس کو جانتے نہیں تھے ایک خوف تھا۔لیکن اس ایمان نے اتنی جرأت پیدا کر دی کہ آپ کہیں تو ہم سمندر میں بھی گھوڑے دوڑا دیں گے۔تو یہ تھا فدائیت کا وہ نمونہ جو انصار نے آپ ﷺ کی قوت قدسی سے فیض پانے کے بعد دکھایا۔

پھر جنگ اُحد میں انصار کا نمونہ بھی دیکھیں کہ ایک انصاری جو قریب المرگ تھے، زخموں سے چُور تھے، جب ان سے کسی نے پوچھا کہ تمہاری کوئی آخری خواہش رشتے داروں کو پہنچانے کیلئے، تمہارا کوئی پیغام ہے؟ تو انہوں نے نہ اپنے بچوں کی فکر کا اظہار کیا، نہ اپنی بیوی کی فکر کا اظہار کیا، فکر تھی تو آنحضرت ﷺ کی اور کہا کہ میرے رشتے داروں کو یہ پیغام پہنچا دینا کہ وہ تمہیں سلام کہتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تو مر رہا ہوں لیکن اپنے پیچھے تمہارے سپرد خدا تعالیٰ کی ایک مقدس امانت کر کے جا رہا ہوں۔ میں جب تک زندہ رہا اس مقدس امانت کی حفاظت کرتا رہا اپنی جان کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی، اب میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تمہیں میرے آخری الفاظ کا پاس ہے تو اگر تمہیں اپنی جانوں کے نذرانے بھی دینے پڑے تو اس رسول ﷺ کی حفاظت کرنا۔انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اور رشتہ داروں کو پیغام بھیجا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگوں میں آنحضرت ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور آپ لوگ کبھی بھی اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کریں گے۔تو یہ تھے ان ایمان میں سبقت لے جانے والوں کے نمونے۔جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا اعلان کیا تو اپنا سب کچھ اللہ، رسول اور اس کے دین پر نچھاور کر دیا۔پس یہ نمونے ہیں جو آج آپ انصار اللہ کہلانے والوں نے دکھانے ہیں۔

پس جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ انصار اللہ کے الفاظ پر غور کریں، اس عہد پر غور کریں جو آپ اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں پڑھتے ہیں۔آج آپ سے تلوار چلانے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا، جنگ میں اپنے آپ کو جھونکنے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا، توپوں اور گولوں کے سامنے کھڑے ہونے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا۔مطالبہ ہے تو یہ ہے کہ اللہ کے حقوق ادا کرو، اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو۔اپنی عبادتوں کے وہ نمونے قائم کرو جو خدام کیلئے بھی مثال بن جائیں اور اطفال کیلئے بھی مثال بن جائیں، وہ تمہاری بیویوں کیلئے بھی مثال بن جائیں اور تمہاری بچیوں کیلئے بھی مثال بن جائیں۔تمہاری مالی قربانیاں بھی ایسی ہوں جن کے نمونہ سے دوسرے بھی فائدہ اٹھائیں۔

پرسوں جمعہ کو جو میں نے یوکے کی بعض جماعتوں کا جائزہ پیش کیا تھا، اس جائزہ کو آپ لوگوں کو جھنجھوڑ دینا چاہیئے۔ عموماً اچھی کمائی کا وقت اور بہتر آمد کا وقت 40 سال سے 60 سال تک کی عمر کا ہوتا ہے۔ اپنے وعدوں کو دیکھیں، اپنے عہدوں کو دیکھیں، اپنے اس عہد کو دیکھیں اور پھر اپنی قربانی کے معیاروں کو دیکھیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو تم اپنے پر خرچ کر لیتے ہو یا اللہ کی راہ میں جو تم نے خرچ کر دیا وہی بچا ہے، جو تم بچا کر چلے گئے ہو وہ تمہارے کسی کام کا نہیں، وہ تمہارا نہیں۔ لیکن اپنے پر خرچ کرنے کی بھی حدیں مقرر ہیں کہ اعتدال سے خرچ کرو، جائز خرچ کرو۔ جمعہ پر جو میں نے مالی جائزہ پیش کیا تھا اس میں پاکستانی احمدیوں کی قربانی سب سے زیادہ تھی۔ گزشتہ سال سے کُل قربانی میں اضافہ بھی ان کا سب سے زیادہ تھا اور ان کے گزشتہ سال کی نسبت اضافہ بھی بہت زیادہ تھا۔ آپ لوگوں کی اکثریت جو اس وقت میرے سامنے بیٹھی ہے وہیں سے آئی ہوئی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ جب آپ وہاں ہوتے ہیں تو باوجود خراب حالات ہونے کے قربانیاں کرتے ہیں، یہاں آتے ہیں تو دوسری ضروریات کا خیال آجاتا ہے؟ پس اس طرف توجہ دیں۔ آج اس وقت اس دور میں آپ یہاں جو معیار قائم کریں گے وہی اس جماعت کی مثال بن جائے گی۔ جتنے بلند معیاروں تک آپ آئندہ نسلوں کو لے جانا چاہتے ہیں انہیں بلند میعاروں کو آپ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ٹارگٹ مقرر کرنے ہوں گے۔ پس آئندہ نسلوں کو ان قربانیوں کی طرف توجہ دلانے کیلئے بھی آپ کو اپنی قربانیوں کے معیار بڑھانے ہونگے۔

یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ تحریک جدید میں شمولیت میں بھی بہت گنجائش ہے اس طرف بھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ بعض جماعتوں میں نصف سے بھی زائد ایسے لوگ ہیں جو تحریک جدید میں شامل نہیں ہوئے۔ شاید اسی طرح وقف جدید میں بھی ہو تو انصار یہ ذمہ داری اب لیں کہ تعداد کو بڑھانے میں آپ نے اپنا ایک کردار ادا کرنا ہے۔ پہلے انصار اللہ اپنا جائزہ لیں کہ وہ سو فیصدی تحریکات میں شامل ہیں۔ پھر اپنے بیوی بچوں کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔

خلافت کی حفاظت انصار اللہ کی اہم ذمہ داری ہے

جب ان قربانیوں کی طرف توجہ ہوگی تو پھر نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگانے کے بعد آپ کا ایک بہت بڑا کام جیسا کہ آپ کے عہد میں بھی ہے، خلافت کی حفاظت کرنا ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے فرائض کی مکمل ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح پیدا کریں۔ اس جذبے کو بڑھائیں، سطحی نظر سے نہ دیکھیں کہ مومنین کی جماعت سے انعام کا وعدہ ہے۔ ان الفاظ پر غور کریں کہ کن سے خلافت کا وعدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اس انعام کے جاری

رہنے کا وعدہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جاری رہے گا اور ضرور جاری رہے گا لیکن جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ اپنے معیار ایسے بلند کریں جو ایک حقیقی مومن کے ہونے چاہئیں تا کہ آپ بھی انہی لوگوں کی صف میں شامل رہیں جن سے اس انعام کا وعدہ ہے۔ اپنے بچوں کی صرف دنیاوی تعلیم پر ہی نظر نہ رکھیں بلکہ ان کو گھروں میں بھی دینی ماحول مہیا کریں۔ اپنے بچوں کو مسجدوں کے ساتھ، نماز سنٹروں کے ساتھ جوڑیں، انہیں دین کا علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ انہیں قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں۔ ایک دفعہ تو مائیں کسی طرح بچوں کو قرآن کریم پڑھا دیتی ہیں یا کسی ذریعہ سے، مدد سے پڑھا دیتی ہیں اور بچے کی آمین بھی ہو جاتی ہے لیکن اس کے بعد پھر نگرانی نہیں ہوتی، تو یہ باپوں کا کام ہے کہ ان بچوں کو توجہ دلاتے رہیں۔ پھر نوجوانی میں قدم رکھنے کے بعد بچے باہر وقت گزارتے ہیں، اس وقت وہ ماؤں کے ہاتھوں میں نہیں رہتے، تو ان سے بھی ایسے دوستانہ تعلقات رکھیں کہ جب وہ گھر میں آئیں تو باہر کی باتیں آپ سے ڈسکس کریں۔ انہیں پھر اچھے برے کا فرق سمجھائیں۔ اچھا کیا ہے، برا کیا ہے۔ اسطرح کوشش کر کے جب آپ اپنی اگلی نسل کو سنبھالیں گے تو ان مومنین میں شمار ہوں گے جن کے ساتھ خلافت کا وعدہ ہے۔ پس عبادتوں میں بھی اپنے نیک نمونے قائم کریں کہ خلافت عبادت گزاروں کے ساتھ مشروط ہے۔ اپنی مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دیں کہ خلافت سے اس کا بھی گہرا تعلق ہے اور اس زمانہ میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو نظام وصیّت کے ساتھ جوڑ کر تعلق کو مزید واضح فرما دیا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تحریک جدید کے بارہ میں شروع میں فرمایا تھا کہ یہ بھی نظام وصیّت کے ارہاص کے طور پر ہے۔ اس لئے جو نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکتے انہیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، جو شامل ہیں ان کو ان قربانیوں میں حصہ لینے سے مزید قربانیوں کی طرف توجہ پیدا ہو گی تا کہ خلافت کی مضبوطی اور اشاعت اسلام کیلئے چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب، جماعت کا ہر ممبر اور ہر فرد شامل ہو سکے۔ اس لئے بڑوں اور چھوٹوں میں مالی قربانیوں کی روح پیدا کریں۔ یہ بڑوں کا اور انصار اللہ کا کام ہے کہ روح پیدا کریں اور اطاعت رسول کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور پھر اطاعت خلافت اور نظام جماعت کی پابندی کے خود بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور اپنی اولادوں میں بھی اور اپنے بیوی بچوں میں بھی اس معیار کو قائم کرنے کی کوشش کریں کیونکہ اطاعت اس نظام کو جاری رکھنے کیلئے انتہائی اہم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ اطاعت خالص اطاعت ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس روح اور اس جذبے کو سب کو اپنے اندر جاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ غلبہ اسلام کے وعدے ہم اپنی زندگیوں میں پورے ہوتے دیکھیں‘‘

عہدیداران، میاں بیوی کے جھگڑے میں ظالم شوہر کے ساتھ بے جا ہمدردی نہ کریں

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے 10 نومبر 2006ء کوخطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"اصل چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے اور ظلم جس طرف سے بھی ہو رہا ہو ختم کرنا ہے اور اس کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا تھا کہ بعض مرد اس قدر ظالم ہوتے ہیں کہ بڑے گندے الزام لگا کر عورتوں کی بدنامی کر رہے ہوتے ہیں، بعض دفعہ عورتیں یہ حرکتیں کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن مردوں کے پاس کیونکہ وسائل زیادہ ہیں، طاقت زیادہ ہے، باہر پھرنا زیادہ ہے اس لئے وہ اس سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اپنے زعم میں جو بھی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں اپنے لئے آگ کا انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔ پس خوف خدا کریں اور ان باتوں کو چھوڑیں۔

بعض تو ظلموں میں اس حد تک چلے گئے ہیں کہ بچوں کو لے کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے اور پھر بھی احمدی کہلاتے ہیں۔ ماں بیچاری چیخ رہی ہے چلّا رہی ہے۔ ماں پر غلط الزام لگا کر اس کو بچوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ قرآن کہتا ہے کہ فائدہ اٹھانے کے لئے غلط الزام نہ لگاؤ۔ اور پھر اس مرد کے، ایسے باپ کے سب رشتہ دار اس کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے مرد اور ساتھ دینے والے ایسے جتنے رشتہ دار ہیں ان کے متعلق تو جماعتی نظام کو چاہئے کہ فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے ان کے خلاف تعزیری کارروائی کی سفارش کرے۔ یہ دیکھیں کہ قرآنی تعلیم کیا ہے اور ایسے لوگوں کے کرتوت کیا ہیں۔؟ افسوس اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بعض عہدیدار بھی ایسے مردوں کی مدد کر رہے ہوتے ہیں اور کہیں سے بھی تقویٰ سے کام نہیں لیا جا رہا ہوتا۔ تو یہ الزام تراشیاں اور بچوں کے بیان اور بچوں کے سامنے ماں کے متعلق باتیں، جو انتہائی نامناسب ہوتی ہیں، بچوں کے اخلاق بھی تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسے مرد اپنی اَناؤں کی خاطر بچوں کو آگ میں دھکیل رہے ہوتے ہیں اور بعض مردوں کی دینی غیرت بھی اس طرح مر جاتی ہے کہ ان غلط حرکتوں کی وجہ سے اگر ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور اخراج از نظام جماعت ہو گیا تو تب بھی ان کو کوئی پروا نہیں ہوتی، اپنی اَنا کی خاطر دین چھوڑ بیٹھتے ہیں......

......بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اصل کام ظلم کو ختم کرنا ہے اور انصاف قائم کرنا ہے اور خلافت کے فرائض میں سے انصاف کرنا اور انصاف کو قائم کرنا ایک بہت بڑا فرض ہے۔ اس لئے جماعتی عہدیدار بھی

اس ذمہ داری کو سمجھیں کہ وہ جس نظام جماعت کے لئے کام کر رہے ہیں وہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں کام کر رہا ہے۔اس لئے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کرنا ان کا اولین فرض ہے۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ہر ایک کو یہ ذمہ داری نبھانی چاہئے۔ فیصلے کرتے وقت، خلیفۂ وقت کو سفارش کرتے وقت ہر قسم کے تعلق سے بالا ہو کر سفارش کیا کریں۔اگر کسی کی حرکت پر فوری غصہ آئے تو پھر دو دن ٹھہر کر سفارش کرنی چاہئے تا کہ کسی بھی قسم کی جانبدارانہ رائے نہ ہو۔اور فریقین بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات اپنے حق لینے کے لئے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں یا یہ کہنا چاہئے کہ نا جائز حق مانگتے ہیں۔(تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے)"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 571-572)

اعزازی خدمت کرنے والے سے بھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو، کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو سچائی کے خلاف ہو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم دسمبر 2006ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"اس پہلو سے بھی ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو، کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو سچائی کے خلاف ہو۔اس کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے تا کہ اپنے ربّ کے احسانوں کا شکر ادا کر سکے اور اس کے انعاموں کا وارث بن سکے۔ ملازمت کرنے والا ہے یا کوئی بھی کام کرنے والا ہے تو محنت اور ایمانداری سے کام کرے، لوگوں سے معاملات ہیں تو ان کے حقوق کا خیال رکھے۔ جماعتی ذمہ داریاں ہیں، چاہے اعزازی خدمت کی صورت میں ہے یا واقف زندگی کارکن کی صورت میں ہے ان میں کبھی کسی قسم کی سُستی یا سچائی سے ہٹی ہوئی بات سامنے نہ لائے۔ ہر ایک شام کو اپنا جائزہ لے تا کہ پتہ لگے کہ کس حد تک صدق پر قائم ہے، ضمیر گواہی دے کہ ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا اور راتیں بھی اس بات کی گواہی دیں کہ تقویٰ سے رات بسر کی۔ اگر دن اور رات میں ہماری سچائی اور تقویٰ کے معیار رہے تو کامیابی ہے لیکن اگر معیار گر رہے ہیں تو اس دعا کے حوالے سے کہ ہم نے آنے والے منادی کو سنا، منادی کو مانا یہ بات غلط ہو جائے گی، یہ جھوٹ ہے، اپنے نفس سے بھی دھوکہ ہے اور خدا تعالیٰ جو ہمارا ربّ ہے اس سے بھی دھوکہ ہے"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 600)

عہدیداران مدد میں برابر کا سلوک کریں خواہ مدد لینے والوں میں سے کسی نے ان کے خلاف کوئی بات کہہ دی ہو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 8 دسمبر 2006ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’جو قسم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کھائی جائے اس کو توڑنا جائز اور ضروری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اُس کی ربوبیت کے تحت جو تمہارے ساتھ سلوک ہو رہا ہے، انسانوں سے سلوک ہو رہا ہے، جس میں رحم بھی ہے بخشش بھی ہے اور بہت سے دوسرے فیض بھی ہیں ان سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لئے تمہیں بھی ان کو اختیار کرنا چاہئے اور کسی بھی چیز کے خلاف دلوں میں کینے پیدا نہیں ہونے چاہئیں۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ فلاں آدمی ایسا ہے، فلاں عہدیدار کے ساتھ صحیح تعلقات نہیں ہیں یا فلاں بات فلاں کو غلط کہہ دی ہے تو اس کو اگر ضرورت بھی ہے تو اس کی مدد نہیں کرنی۔ اس کی ضرورت پوری کرنا، اس کی مدد کرنا، اس کی بھوک مٹانا ایک علیحدہ چیز ہے اور انتظامی معاملات اور ان پہ ایکشن (Action) لینا ایک علیحدہ چیز ہے‘‘ (خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 612)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

انصاراللہ اپنے وعدے خود پورے کریں مرکز پر انحصار نہ کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 9 دسمبر 2006ء کو جرمنی میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا۔

’’کچھ عرصہ ہوا آپ کے صدر صاحب انصار اللہ نے مجھے لکھا کہ انصار اللہ نے 100 مساجد کیلئے وعدہ کیا ہوا ہے۔ پانچ لاکھ یا جتنا بھی تھا۔ جو مَیں نے ٹارگٹ دیا تھا ساروں کو اور فلاں فلاں اخراجات ہو گئے ہیں اس لئے مرکز ہمیں اتنے عرصہ کے لئے کچھ قرض دے دے تا کہ انصار اللہ اپنا وعدہ پورا کر سکے۔ تو مَیں نے ان کو جواب دیا تھا کہ بالکل اس کی امید نہ رکھیں۔ یہ گندی عادت جو آپ ڈالنا چاہتے ہیں اپنے آپ کو اور پھر ایک آپ کو جو یہ گندی عادت پڑے گی تو باقی تنظیموں کو بھی پڑے گی۔ اس کو مَیں نہیں ہونے دوں گا خود ہمت کریں، خود رقم جمع کریں۔ انہوں نے وعدہ پورا کیا یا نہیں کیا مجھے نہیں پتہ لیکن بہرحال انکار ہو گیا تھا۔ تو میں نے سوچا تھا کہ اگر انہوں نے زیادہ زور دیا یا کسی اور تنظیم نے لکھا تو پھر مَیں ان کو یہی جواب دوں گا کہ اب مَیں پاکستانی احمدیوں سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے ان امیر بھائی بہنوں کی مدد کریں کیونکہ یہ ہمت ہار رہے ہیں۔ اور کچھ تھوڑا بہت جوڑ کر آنہ دو آنے چندہ جمع کریں اور ان لوگوں کو بھجوا دیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میرا انصار اللہ کو جو جواب تھا وہ کافی اثر کر گیا اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ لوگ خود اپنے پاؤں پہ ساری تنظیمیں کھڑی ہوں گی‘‘ (خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 644-645)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

جماعتی سطح پر جو سستیاں یا کمیاں ہیں ان کو ذیلی تنظیموں نے پورا کرنا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران مورخہ 24 دسمبر 2006ء بیت السبوح فرنکفرٹ میں نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ میں شمولیت فرما کر تمام شعبہ جات کا جائزہ لیا۔ قائدین سے ان کے کام کی تفصیل دریافت فرمائی اور درج ذیل ہدایات سے نوازا۔

۞ صف دوم کے انصار میں جو یہ تصور پیدا ہو گیا ہے کہ دس میل سائیکل چلا لی اور ٹورنامنٹ کر لئے تو بڑا تیر مار لیا، آپ کا صرف یہ کام نہیں۔ بلکہ اس شعبہ کا مقصد یہ ہے کہ اس عمر کے انصار اپنے آپ کو بوڑھے نہ سمجھنے لگ جائیں اور جس تنظیمی کام کو بڑی عمر کے انصار سرانجام دینے سے قاصر ہوں وہ کام یہ انصار سرانجام دیں۔ صف دوم کے پروگراموں میں ورزش اور سائیکلنگ وغیرہ بھی یہ احساس دلانے کے لئے رکھی جاتی ہے کہ ہمارے اندر طاقت اور قوت ارادی ہے جس سے ہم یہ سارے کام کر سکتے ہیں۔ پس صف دوم کے سو فیصد انصار کو تبلیغی اور تربیتی کاموں میں شامل کریں۔

۞ ذیلی تنظیموں کا مقصد یہ ہے کہ جماعتی سطح پر جو سستیاں یا کمیاں ہیں ان کو وہ پورا کریں۔ اگر ذیلی تنظیم کے قائد مال یا قائد تربیت نے جماعتی شعبہ مال اور شعبہ تربیت پر ہی انحصار کرنا ہے تو پھر ذیلی تنظیم کا کیا فائدہ ہوا؟ اس لئے اپنے طور پر ان لوگوں کے بارہ میں معلومات حاصل کریں جو نمازوں اور جمعوں میں شامل ہونے میں سُست ہیں۔ ان کے جماعت سے عدم رابطہ کی وجہ تلاش کریں اور پھر جماعتی، تنظیمی اور ذاتی ہر سطح پر پیار اور محبت سے انہیں سمجھا کر نمازوں میں، جمعوں پر اور نظام جماعت کی اطاعت کی طرف لائیں، اس کے بعد چندہ جات کی فکر کریں۔ اگر صرف پیسے لینے کی طرف توجہ رکھیں گے تو تربیت کے اصل مقصد سے ہٹ جائیں گے۔ پس اس بارہ میں شعبہ تربیت کو فعال کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

۞ معاون صدر کو اگر صدر مجلس کی طرف سے کوئی کام سپرد نہیں ہوتا تو وہ دعا تو کر سکتا ہے، اپنی تنظیم کے لئے خاص طور پر دو نفل ادا کر سکتا ہے۔

۞ آمدن، نشستن اور برخاستن یعنی آئے، میٹنگ میں بیٹھے، بڑی بڑی سکیمیں بنائیں اور اٹھ کر چلے گئے، کے رجحان کو ختم کریں۔ اپنے کاموں کی اور میٹنگز میں طے پانے والے امور کی تعمیل کا باقاعدہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

۞ جب کوئی نیا شخص کسی عہدہ پر آتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ پچھلی فائلوں کو ضرور پڑھ لے تاکہ اسے علم ہو جائے کہ پہلے کیا کمیاں اور نقائص رہ گئے تھے جنہیں اسے دور کرنا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنا پروگرام بنائے۔

۞ اگر تربیتی کورس بنا کر نومبائعین کو بھجوائے جائیں اور ان کا باقاعدہ جائزہ لیا جاتا رہے تو تین سال بعد ان نومبائعین کو جماعت کی Main Stream میں شامل ہو جانا چاہئے، پھر انہیں نومبائعین کے کورسوں کی

ضرورت نہیں رہنی چاہئے۔ نماز بنیادی چیز ہے جو ہر نو مبائع کو پڑھنی چاہئے۔ سب سے پہلے انہیں نماز پڑھنی اور قرآن کریم پڑھنا سکھایا جائے۔ قرآن مکمل ہونے پر آمین کی طرز پر تقریب کا اہتمام کیا جا سکتا ہے، اس سے ان کا حوصلہ بڑھے گا۔

۞ جن نو مبائعین کو نماز اور قرآن کریم پڑھنا آ گیا ہے انہیں چند قرآنی سورتیں یاد کروائیں۔ پھر قرآن کریم کے ترجمہ سکھانے کی طرف توجہ دیں اور اس طرح انہیں باعمل احمدی بنائیں۔

۞ داعیان کے سیمینار کی طرز کے ریفریشر کورسز کروائیں، ان کی مشکلات سنیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کریں نیز انہیں اپنے تجربات بیان کرنے کا موقع دیں تا کہ دوسرے داعیان بھی ان تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔

۞ لٹریچر کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بارہ میں جرمنی کے حوالہ سے ساری دنیا کو ہدایات دے چکا ہوں، تین ملکوں کی طرف سے اس بارہ میں سکیمیں بھی بن کر آ گئی ہیں کہ آپ کی ہدایات کی روشنی میں ہم نے اس طرح کام کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ آپ جو براہ راست میرے مخاطب ہیں آپ بھی کام کر کے بتائیں۔

۞ چیریٹی واک (charity walks) کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جن علاقوں میں لوگ اسلام اور جماعت کے بارہ میں مشکوک ہیں وہاں ایسے پروگرام بنائیں۔ نیز جن علاقوں سے رقم اکٹھی ہو، وہاں کی مقامی چیریٹی تنظیم کو بھی اس رقم کا کم از کم نصف ضرور دیں اس بات کو یہ لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔

۞ چیریٹی واک کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایک بات جس میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی احمدی عورت یا بارہ سال سے بڑی احمدی بچی ٹریک سوٹ، ٹی شرٹ وغیرہ نہ پہنے اور بغیر پردہ کے نہ ہو نیز مخلوط تقریبات میں حصہ نہ لے۔ اسی سلسلہ میں حضور انور نے عورتوں سے ہاتھ ملانے کی ممانعت کے بارہ میں ہدایات سے نوازا۔

۞ احمدی بچوں کی دنیوی تعلیم کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ احمدی بچوں کو زیادہ سے زیادہ ریسرچ کے میدانوں میں آنا چاہئے اور اگلے پندرہ بیس سال میں اس تحقیق کے میدان میں احمدیوں کا بہت اچھا تناسب ہونا چاہئے تا کہ یہ ملک احمدیوں کو اپنے ملکوں میں رکھنے پر مجبور ہو جائیں۔ محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ فزکس، کیمسٹری اور میڈیکل کے میدانوں میں بھی احمدیوں کو آگے آنا چاہئے۔" (الفضل انٹرنیشنل 19 جنوری 2007ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

باب پنجم

2007ء

کے

ارشادارت وفرمودات

- عہدیداران جماعتی اموال خرچ کرنے سے پہلے منصوبہ بندی کریں
- اجتماعات پر انصار کو جگہ دینے کی اطفال، خدام کو نصیحت
- عہدیداران انصاف سے کام لینے والے ہوں
- عہدیدان بیوی بچوں سے اچھا سلوک کریں
- انصاراللہ کی سب سے اہم ذمہ داری پنجوقتہ نمازوں کا قیام ہے
- عہدیداران سیکورٹی پر کھڑے خدام سے اپنی چیکنگ کروائیں
- ڈیوٹی دینے والے عہدیداران اپنے اندر برداشت پیدا کرنے کی کوشش کریں
- ذیلی تنظیموں کے قیام کا مقصد، جماعت کے ہر طبقہ کو جماعتی کاموں میں مصروف کرنا ہے

عہدیداران جماعتی اموال کو خرچ کرنے سے پہلے منصوبہ بندی کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 12 جنوری 2007ء میں فرماتے ہیں۔

"جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوشش کرتی ہے کہ کم از کم وسائل کو زیر استعمال لا کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ یہ معاشیات کا سادہ اصول ہے۔ اور دوسری دنیا میں تو پتہ نہیں اس پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں لیکن جماعت اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کرنی چاہئے۔ جو بھی جماعتی عہدیدار منصوبہ بندی کرنے والے یا کام کرنے والے یا رقم خرچ کرنے والے مقرر کئے گئے ہوں ان کو ہمیشہ اس کے مطابق سوچنا چاہئے اور منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بے احتیاطیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لئے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جو ذمہ دار افراد ہیں وہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کریں کہ جماعت کا ایک ایک پیسہ با مقصد خرچ ہونا چاہئے۔ جماعت میں اکثریت ان غریب لوگوں کی ہے جو بڑی قربانی کرتے ہوئے چندے دیتے ہیں اس لئے ہر سطح پر نظام جماعت کو اخراجات کے بارے میں احتیاط کرنی چاہئے کہ ہر پیسہ جو خرچ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی پر خرچ ہو۔ جب تک ہم اس روح کے ساتھ اپنے اخراجات کرتے رہیں گے، ہمارے کاموں میں اللہ تعالیٰ بے انتہا برکت ڈالتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابھی تک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے کہ جہاں کسی کام پر دوسروں کا ایک ہزار خرچ ہو رہا ہو وہاں جماعت کو ایک سو خرچ کر کے وہ مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو جب تک اس طرح جماعت احتیاط کے ساتھ خرچ کرتی رہے گی، برکت بھی پڑتی رہے گی۔ جہاں قربانیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی قربانیاں تمام قسم کی بدظنیوں سے بالا ہو کر پیش کریں گے اور جماعت کے افراد اسی سوچ کے ساتھ کرتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ خرچ کرنے والے احتیاط سے خرچ کرنے والے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں، چند ایک ہی ہیں، جو مالی لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں لیکن چندے اس معیار کے نہیں دیتے اور یہ باتیں کرتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ جماعت کے پاس تو بہت پیسہ ہے اس لئے جماعت کو چندوں کی ضرورت نہیں ہے، جو ہم دے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ جماعت کے پاس بہت پیسہ ہے یا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پیسے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ برکت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے معترضین اور مخالفین کو بھی یہ بہت نظر آتا ہے۔ معترضین تو شاید اپنی بچت کے لئے کرتے ہیں اور مخالفین کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کئی گنا کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ برکت ڈالتا ہے اور بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ مَیں نے یہاں بعض اپنوں کا ذکر کیا تھا جو کہتے ہیں کہ پیسہ بہت ہے اس لئے یہ بھی ہونا چاہئے اور یہ بھی ہونا چاہئے اور خود ان کے چندوں کے معیار اتنے نہیں

ہوتے۔عموماً جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منصوبہ بندی سے خرچ کرتی ہے۔اس لئے ایسی باتیں کرنے والے بے فکر رہیں اور چندہ نہ دینے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کریں۔ چندوں کی تحریک تو ہمیشہ جماعت میں ہوگی، ہوئی اور ہوتی رہے گی کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے یہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہمیں بتایا ہے۔ دنیا کی تمام منصوبہ بندیوں میں مال کی ضرورت پڑتی ہے، اس کا بہت زیادہ دخل ہے اور یہ منصوبہ بندی جس میں مال دین کی مضبوطی کے لئے خرچ ہو رہا ہو اور جس کے خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دے رہا ہو کہ تمہارے خوف بھی دور ہوں گے اور تمہارے غم بھی دور ہوں گے اور اجر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اتنا اجر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تو اس سے زیادہ مال کا اور کیا بہتر استعمال ہوسکتا ہے۔ ہر دینے والا جب اس نیت سے دیتا ہے کہ مَیں دین کی خاطر دے رہا ہوں تو اس نے اپنا ثواب لے لیا۔کس طرح خرچ کیا جا رہا ہے، اول تو صحیح طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔اور اگر کہیں تھوڑی بہت کمزوری ہے بھی تو چندہ دینے والے کو بہر حال ثواب مل گیا۔اس لئے ہمیشہ ہر وہ احمدی جس کے دل میں کبھی انقباض پیدا ہو وہ اپنے اس انقباض کو دور کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 11-12)

اجتماعات پر انصار کو جگہ دینے کی اطفال، خدام کو نصیحت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 26 جنوری 2007ء کو خطبہ جمعہ میں بڑوں سے ادب سے پیش آنے کے حوالہ سے فرمایا۔

"جہاں بڑی مجلس ہو، جمعوں پہ، جلسوں پہ، گھروں میں بھی بعض دفعہ یہ ہوتا ہے۔ انصار اللہ کے اجتماع پہ بھی مَیں نے ایک دفعہ خدام اطفال کو کہا تھا جبکہ بڑی عمر کے لوگ کھڑے اور چھوٹی عمر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ان کو جگہ دینی چاہئے۔تو یہ خُلق بھی ایسا ہے جو ہر احمدی میں، بچے میں، جوان میں، مرد میں، عورت میں نظر آنا چاہئے جس سے پھر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے بھی حصہ لے رہے ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔تو جو ہم میں سے نہیں ہوگا وہ دعاؤں سے حصہ کیسے لے گا۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں سے حصہ لینے کے لئے جو آپؐ نے امت کے لئے کیں، ہر ایک کو ہر عمل کی کوشش کرنی چاہئے۔اور اس کے علاوہ پھر معاشرے میں بھی محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 35)

عہدیداران انصاف سے کام لینے والے ہوں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 6 اپریل 2007ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"اسی طرح امام کی نگرانی کے ضمن میں یہ بات بھی کرتا چلوں کہ آجکل یا یوں کہنا چاہئے جماعت میں امام یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، عہدیداران متعین ہیں، ان کا بھی فرض ہے کہ حقیقی رنگ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اگر کبھی کسی موقع پر اپنے پر یا اپنے عزیزوں پر بھی زد پڑتی ہو تو اس کی پروا نہ کرتے ہوئے اس نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے سپرد کی گئی ہے تاکہ اس نگرانی میں خلیفۂ وقت کی بھی احسن رنگ میں مدد کر سکیں، تاکہ جزا سزا کے دن اس کو سرخرو کروانے والے بھی ہوں۔ ہر عہدیدار کے عمل جہاں براہ راست اس کو جوابدہ بناتے ہیں اور ہر عہدیدار اپنے دائرے میں جہاں نگران ہے وہ ضرور پوچھا جائے گا۔ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں آپ اس لحاظ سے بھی ذمہ دار ہیں، اس لئے کبھی یہ نہ سوچیں کہ کسی معاملے میں خلیفۂ وقت کو اندھیرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ ٹھیک ہے، رکھ سکتے ہیں آپ، لیکن خدا تعالیٰ جو جزا سزا کے دن کا مالک ہے، اس کو اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ پس ہر عہدیدار کی دوہری ذمہ داری ہے، اس کو ہر وقت یہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا دعا ہی ہے جو سیدھے راستے پر چلانے والی ہے اور چلا سکتی ہے کہ اپنی ذمہ داری کو دعاؤں کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں۔ جہاں تک میری ذات کا سوال ہے۔ میں جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہوں، عہدیداروں کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ انصاف پر قائم رکھتے ہوئے، سیدھے راستے پر چلائے۔ کبھی ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جس کا اثر پھر آخر کار یا نتیجتاً مجھ پر بھی پڑے۔ یہاں جماعت کو بھی یہ توجہ دلا دوں کہ آپ لوگ بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح حق ادا نہیں کر رہے ہوں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ خادم مالک کے مال کا نگران ہے، اگر آپ اس ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہوئے اُسے ادا نہیں کر رہے جو خلیفۂ وقت نے آپ کے سپرد کی ہے۔ اس کی صحیح ادائیگی نہ کر کے آپ بھی اس مال کی نگرانی نہ کرنے کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔ جب خلیفہ وقت نے آپ سے مشورہ مانگا ہے تو اگر آپ صحیح مشورہ نہیں دیتے تو خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر انصاف سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو منتخب نہیں کرتے جو اس کام کے اہل ہیں جس کے لئے منتخب کیا جا رہا ہے، اگر ذاتی تعلق، رشتہ داریاں اور برادریاں آڑے آ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں کہ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا (النساء:59) یعنی تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو جو ہمیشہ عدل پر قائم رہنے والے ہوں۔ اور اس اصول پر چلنے والے ہوں کہ جب بھی فیصلہ کرنا ہے تو اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہے کہ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء:59) کہ انصاف سے فیصلہ کرو۔ جو ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں ان کو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرو۔

اگر نہیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہاں داؤ چل گیا تو آگے بھی اسی طرح چل جائے گا۔ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ جزا سزا کے دن تم پوچھے جاؤ گے۔

اہل عہدیدار منتخب کریں

پس جماعت کا بھی کام ہے کہ ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو اس کے اہل ہوں اور ذاتی رشتوں اور تعلقات اور برادریوں کے چکر میں نہ پڑیں۔ اور اسی طرح خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں عہدیداروں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان افراد جماعت کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے (جیسا کہ میں نے پہلے کہا) جن پر اعتماد کرتے ہوئے بہترین عہدیدار منتخب کرنے کا کام سپرد کیا گیا ہے اور مالک کے مال کی نگرانی یہی ہے جو ہر فرد جماعت نے، جس کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے کرنی ہے۔

یہ سال جماعتی انتخابات کا سال ہے۔ بعض جگہوں سے بعض شکایات آتی ہیں، ہر جگہ سے تو نہیں اس لئے میں اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے ایسی جگہیں جہاں بھی ہیں، جو بھی ہیں اور جہاں یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے ان کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ہر کام دعا سے کریں اور دعائیں کرتے ہوئے اپنے عہدیدار منتخب کریں اور ہمیشہ دعاؤں سے آئندہ بھی اپنے عہدیداروں کی مدد کریں اور میری بھی مدد کریں۔ اللہ مجھے بھی آپ کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق دیتا رہے اور جو کام میرے سپرد ہے اس کو ادا کرنے کی احسن رنگ میں توفیق دیتا رہے"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 136-138)

عہدیداران، بیوی بچوں سے اچھا سلوک کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم جون 2007ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"ہر احمدی کو اپنے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہئے کہ ہم سلامتی کے شہزادے کے نام پر بٹہ لگانے والے نہ ہوں۔ اگر ہم اپنے رشتوں کا پاس کرنے والے، ان سے احسان کا سلوک کرنے والے، ان کو دعائیں دینے والے، اور ان سے دعائیں لینے والے نہ ہوں گے تو ان لوگوں سے کس طرح احسان کا سلوک کر سکتے ہیں، ان لوگوں سے کس طرح احسان کا تعلق بڑھا سکتے ہیں، ان لوگوں کا کس طرح خیال رکھ سکتے ہیں جن سے رحمی رشتے بھی نہیں ہیں۔

بعض عہدیداروں کے بارے میں بھی شکایات ہوتی ہیں کہ بیوی بچوں سے اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ پہلے بھی مَیں ذکر کر چکا ہوں، اس ظلم کی اطلاعیں بعض دفعہ اس کثرت سے آتی ہیں کہ طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا انقلاب پیدا کرنے آئے تھے اور بعض لوگ آپؑ کی طرف

منسوب ہو کر بلکہ جماعتی خدمات ادا کرنے کے باوجود، بعض خدمات ادا کرنے میں بڑے پیش پیش ہوتے ہیں اس کے باوجود، کس کس طرح اپنے گھر والوں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ رحم کرے اور ان لوگوں کو عقل دے۔ ایسے لوگ جب حد سے بڑھ جاتے ہیں اور خلیفۂ وقت کے علم میں بات آتی ہے تو پھر انہیں خدمات سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ پھر شور مچاتے ہیں کہ ہمیں خدمات سے محروم کر دیا تو یہ پہلے سوچنا چاہئے کہ ایک عہدیدار کی حیثیت سے ہمیں احکام قرآنی پر کس قدر عمل کرنے والا ہونا چاہئے۔ سلامتی پھیلانے کے لئے ہمیں کس قدر کوشش کرنی چاہئے"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 226-227)

انصار اللہ کی سب سے اہم ذمہ داری پنجوقتہ نمازوں کا قیام ہے

(مجلس انصار اللہ جرمنی 2007ء کے سالانہ اجتماع پر پیغام)

پیارے انصار اللہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مجلس انصار اللہ جرمنی کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ مبارک کرے اور سب انصار کو اس روحانی ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ صدر صاحب انصار اللہ نے مجھے اس موقع پر پیغام بھجوانے کے لئے کہا ہے۔ میں آپ کو انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ انصار اللہ کی سب سے اہم ذمہ داری پنجوقتہ نمازوں کا قیام ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کی سب سے پہلی یہی علامت بیان فرمائی ہے کہ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ یعنی وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں۔ اس کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مومن اور کافر میں فرق کرنے والے شئے نماز ہے۔ ایک حدیث میں اس طرح بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی انہوں نے نماز کی معافی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی جماعت کو بار بار نمازوں کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے اور بڑے کھول کر بیان فرمایا ہے کہ نماز نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ تمام سعادتوں کی کنجی نماز ہے اور انسان کبھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ "اس زندگی کے کل انفاس اگر دنیاوی کاموں میں گزر گئے تو آخرت کے لئے کیا ذخیرہ کیا۔ تہجد میں خاص کر اٹھو اور ذوق اور شوق سے ادا کرو۔ درمیانی نمازوں میں بباعث ملازمت کے ابتلا آ جاتا ہے۔ رازق خدا تعالیٰ ہے۔ نماز اپنے وقت پر ادا

کرنی چاہئے‘‘(ملفوظات جلد اول صفحہ 6) نیز فرماتے ہیں:’’نماز سنوار کر پڑھو۔خدا جو یہاں ہے وہ وہاں بھی ہے۔پس ایسا نہ ہو کہ جب تم یہاں ہو تو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔نہیں بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہئے۔ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو کہ اس سے خدا راضی ہوگا یا ناراض۔نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔خدا تعالیٰ سے مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغی کی طرح ٹھونگیں مار لیں بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔یہ کچھ نہیں۔نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔کھڑے ہو اس طرح کہ تمہاری صورت صاف بتادے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمابرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 248,247)

پس حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے اور میں آپ کو ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الذاریات:56) کے تحت یاد دہانی کرواتا ہوں کہ انصار اللہ نے نمازوں کے قیام کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔خود بھی پنجوقتہ نمازوں پر قائم ہوں اور اپنی بیویوں اور اولادوں کو بھی اس کا عادی بنائیں۔پانچوں نمازیں وقت پر ادا کریں اور انہیں ہرگز ضائع نہ کریں۔نمازیں بار بار پڑھیں اور اس خیال سے پڑھیں کہ آپ ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑے ہیں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کر لیوے۔یہ آپ کی نسلوں کی روحانی پاکیزگی کی ضمانت ہے۔دنیا کے گند اور آلائشوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔یہ سیئات کو دور کرتی ہے۔

دوسری اہم ذمہ داری انصار اللہ کی یہ ہے کہ وہ خود بھی قرآن کریم سیکھیں اور اپنی اولادوں کو بھی سکھائیں۔اور پھر ہر گھر میں تلاوت قرآن کا اہتمام اور التزام ہو۔اگر آپ خود روزانہ اس کی تلاوت کریں گے تو آپ کے بچے اس سے نیک اثر لیتے ہوئے تلاوت کے عادی بن جائیں گے۔میں نے واقفین نو بچوں کو یہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ روزانہ کم از کم دو رکوع کی تلاوت کیا کریں۔آپ نے ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے تو آپ کو اپنا عملی نمونہ ان کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔روزانہ کچھ رکوع تلاوت ضرور کیا کریں کوئی وقت اس کے لئے مقرر کریں سب سے اچھا وقت تو فجر کی نماز کے بعد ہے۔اس لئے کوشش کریں کہ فجر کے بعد اس کا التزام ہو۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بھی تلاوت قرآن کریم کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔آپؑ فرماتے

ہیں:"پرستش کی جڑ تلاوت قرآن الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جائے یا سنا جائے تو ضرور سچے محبّ کے لئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے" (سرمہ چشم آریہ)

نیز فرماتے ہیں "میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کے لئے قائم کیا ہے۔ کیونکہ بدوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو......اس لئے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 155)

اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو خود بھی تلاوت کریم کرنے، اس کے مطالب سیکھنے اور سمجھنے کی توفیق دے اور اپنی اولادوں کو بھی اس پر کاربند کرنے کی توفیق دے۔

تیسری ذمہ داری جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ بچوں کی تربیت ہے۔ یہ بھی انصار اللہ کا کام ہے کہ وہ احمدی بچوں کی تربیت کی فکر کریں۔ جیسا کہ میں نے نماز اور تلاوت قرآن کریم کا ذکر کیا ہے۔ اگر ان دو امور پر احمدی بچے قائم ہو جائیں تو ان کی احسن تربیت ہوگی۔ وہ یورپ کے گند اور دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو جائیں گے۔ تربیت کے مضمون میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ماں باپ جتنی مرضی زبانی تربیت کریں اگر ان کا اپنا نمونہ اور کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچوں کی تربیت نہیں ہوسکتی۔ بچے کمزور پہلو کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔ اس لئے آپ کو اپنا عملی نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ نمازوں پر قائم ہونا پڑے گا۔ تلاوت قرآن کریم کا روزانہ اہتمام کرنا ہوگا۔ گھروں میں پاکیزہ ماحول اور پاکیزہ باتیں رواج دینی ہوں گی۔ گھروں میں نظام جماعت کے خلاف باتیں نہ ہوں جن سے بچوں کی تربیت پر بُرا اثر پڑے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ گھر جن میں نظام جماعت کے خلاف باتیں ہوتیں ہیں ان کے بچے جماعت سے دور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دہریہ ہو جاتے ہیں۔ پس اگر آپ نے اپنے بچوں کو احمدیت، حقیقی اسلام پر قائم رکھنا ہے تو ان کے دلوں میں خلافت احمدیہ اور نظام جماعت کی محبت اور احترام پیدا کریں اور یہ تبھی ہوگا جب یہ محبت اور احترام آپ کے دلوں اور آپ کے عملی نمونہ سے پھوٹ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں میں اپنی محبت بٹھا دے اور آپ اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ (آمین) خدا حافظ و ناصر۔ سب کو محبت بھرا اسلام"

والسلام۔ خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ الناصر جرمنی اگست۔ ستمبر 2007ء)

عہدیداران سکیورٹی پر کھڑے خدام سے اپنی چیکنگ کروائیں

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے 27 جولائی 2007ء کو خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ یوکے پر عہدیداران کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا۔

"ایک اور اہم بات سکیورٹی کے حوالے سے ہے۔ سب شامل ہونے والوں سے مَیں کہنا چاہتا ہوں اور تمام شعبہ جات کے کارکنان سے بھی اور جلسہ میں شامل ہونے والوں سے بھی کہ اپنے اردگرد ماحول پر نظر رکھیں۔ دنیا کے حالات اِس قسم کے ہیں کہ کسی بھی قسم کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس ضمن میں، مَیں خواتین سے کہنا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ چیکنگ سے وہ بُرا مان جاتی ہیں، اس لئے مکمل تعاون کریں۔ اگر آپ کو کوئی چیک کرلے تو اس میں کوئی بے عزتی کی بات نہیں ہے۔ مَیں نے سنا ہے کہ بعض شکوہ کرتے ہیں کہ ہم فلاں عہدیدار کی عزیز یا خود عہدیدار ہیں اور اس کے باوجود انہیں چیک کیا گیا۔ ہر عہدیدار یا کسی عزیز کو ہر ڈیوٹی والا تو جانتا نہیں ہے۔ بعض دفعہ عورتوں کو بیگوں کی وجہ سے زیادہ چیک کرنا پڑتا ہے یہ مجبوری ہے۔ مَیں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر مردوں کو بھی چیک کیا جائے تو انہیں برا نہیں منانا چاہئے۔

مجھے یاد ہے کہ ربوہ میں مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین پر چیکنگ ہوتی ہے اور کئی دفعہ مجھے بھی چیک کیا گیا، مَیں نے تو کبھی برا نہیں منایا بلکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے امیر مقامی بنایا تو تب بھی ایک دفعہ مجھے چیک کیا گیا۔ تو چیکنگ میں کبھی برا نہیں منانا چاہئے۔ آپ کا مکمل تعارف ہر خادم کو نہیں ہوتا جیسا کہ مَیں نے آپ کو کہا۔ تو اس لئے اس نظام سے بھی مکمل طور پر تعاون کریں اور یہ اعتراض پیدا نہ ہو کہ مجھے کیوں چیک کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایک واقعہ ہے کہ قادیان میں جب احرار کا خطرہ تھا اور خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار یا دوسری قبروں کی وہ لوگ بے حرمتی نہ کریں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بہشتی مقبرہ میں خدام کا پہرہ لگوایا اور کوڈ نمبر دیئے کہ جو بھی ہوا گر کوئی کوڈ نمبر کے بغیر اندر آنے کی کوشش کرے اس کو اندر نہیں آنے دینا تو ایک دفعہ چیک کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود چھپ کر گئے۔ غالباً رات کا وقت تھا۔ خدام نے روکا۔ آپ نے اپنا نام بتایا۔ خدام نے کہا نہیں اس طرح اجازت نہیں مل سکتی جب تک آپ اپنا کوڈ نمبر نہیں بتائیں گے اور اس بات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بڑی خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ یہ خدام ہیں جنہوں نے اپنی صحیح ڈیوٹی دی ہے۔ تو یہ جو انتظام ہے یہ ہمارے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی برا منانے والی بات نہیں ہے۔ لیکن ڈیوٹی والی خواتین ہیں یا مرد ہیں ان کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اپنے رویّوں سے کسی بھی قسم کا ایسا اظہار نہیں کرنا چاہئے جس سے سختی، کرختگی یا کسی بھی طرح کا یہ احساس ہو کہ آپ دوسرے سے عزت سے پیش

نہیں آتے۔ بعض بلاوجہ کی سختی کرتے ہیں، گزشتہ سال بھی شکایات آتی رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بابرکت فرمائے اور ہر ایک کو ہر لحاظ سے اپنی حفاظت میں رکھے اور کوئی ایسی بات نہ ہو جو کسی کے لئے بھی تکلیف کا باعث بنے اور جیسا کہ مَیں نے کہا عمومی طور پر سب شامل ہونے والوں اور ڈیوٹی والوں کو اپنے ماحول پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ یہ سکیورٹی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب ہر ایک چوکس ہوگا تو شرارت کرنے والوں کو آسانی سے شرارت کا موقع نہیں ملتا۔ لیکن اس بارے میں ایک بات یاد رکھیں کہ اگر کوئی مشکوک مرد یا عورت کو دیکھیں تو اس پر نظر رکھیں اور حفاظت کے شعبہ کو اطلاع کریں۔ خود براہ راست اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں اور سیکورٹی والوں کے آنے تک اس پر نظر رکھیں۔ ہر ایک خود بھی اس بات کی پابندی کرے کہ اپنے شناختی کارڈ ہمراہ رکھیں بلکہ سامنے رکھیں اور کارکنان کی طرف سے شناختی کارڈ دکھانے کا جب بھی مطالبہ ہو تو فوراً ان کو دکھا دیں"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 314-315)

جلسوں اور اجتماعات پر ڈیوٹی دینے والے عہدیداران اپنے اندر برداشت پیدا کرنے کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 31 اگست 2007ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر خطبہ جمعہ میں عہدیداران و کارکنان کو یوں مخاطب ہوئے۔

"ان دنوں میں جبکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جمع ہوتے ہیں، اس کے آگے جھکتے ہوئے اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں، کامل ایمان کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، کامل فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چل رہے ہیں تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بھی موقع پر نظام جماعت کی فرمانبرداری سے باہر ہوں۔ ایک طرف تو یہ کوشش ہو کہ ہم آسمان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں لکھے جائیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کے قائم کردہ نظام جماعت کی اطاعت سے باہر جا رہے ہوں۔ پس یہ دو عملیاں نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے کبھی نہیں دکھا سکتے اور نہ کبھی دکھاتے ہیں۔ ان دنوں میں دلوں کے اس میل کو بھی دعاؤں کے ذریعہ سے، اصلاح کے ذریعہ سے دھونے کا موقع ملتا ہے۔ اگر اصلاح کی غرض سے اس جلسے میں شامل ہوئے ہیں اور کوئی میلہ سمجھ کر شامل نہیں ہوئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جلسہ کوئی میلہ نہیں ہے، تو یقیناً پھر دلوں کے میل بھی دھوئیں گے۔ بعض دفعہ روزمرہ کی زندگی میں بھی اور جلسہ کے دنوں میں بھی ایک عام احمدی کی رنجشیں اور جھگڑے عہدیداران سے بھی ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر یہ ذہن میں ہو کہ

اس جلسے کا مقصد کیا ہے تو ہر ایک احمدی اپنے پرانے جھگڑے بھی ختم کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر یہاں کوئی تلخی کی صورت پیدا ہوئی ہے تو اسے بھی دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ عہدیداران اور جلسے کے دنوں میں ڈیوٹی دینے والے بھی اس بات کا خیال رکھیں۔ کل بھی مَیں نے یہی کہا تھا کہ اخلاق کے اعلیٰ معیار سب سے زیادہ ڈیوٹی دینے والوں سے ظاہر ہونے چاہئیں کہ بحیثیت کارکن اور عہدیداران کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ اس لئے ان میں برداشت کا پہلو بھی زیادہ ہونا چاہئے یا برداشت پیدا کرنے کی ان کو زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ ان میں عفو اور درگزر کا پہلو بھی زیاہ ہونا چاہئے اور انہیں دوسروں کے لئے نمونہ بننے کے لئے اپنی عبادتوں اور دوسرے اخلاق کے معیار اونچا کرنے کی بھی دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

پس اگر عہدیدار اپنے آپ کو عہدیدار کی بجائے خادم سمجھیں اور افراد جماعت اپنے عہدیداران کو نظام جماعت چلانے کے لئے خلیفہ وقت کے مقرر کردہ کارکن سمجھیں تو یہ تعلقات ہمیشہ محبت اور پیار کے تعلق کی صورت میں رہیں گے جو پھر خلیفہ وقت کے تابع ہو کر دنیا کو امن اور سلامتی کا حقیقی پیغام دینے والے ہوں گے، دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ ان راہوں پر چلنے والے ہوں گے جن راہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں گے جن معیاروں کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: "اے سعادت مند لوگو!" آپ میں سعادت تھی تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، زمانے کے امام کو قبول کیا۔ اب سعادت کا پہلا قدم تو تم نے اٹھالیا، آگے آپؑ فرماتے ہیں "اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے" ایک قدم سعادت کا تو تم نے اٹھالیا، نیک فطرت تھی قبول کرلیا، اب اپنے آپ پر اس تعلیم کو بھی لاگو کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں "تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا"۔ دنیاوی کام ہیں ان سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ ذریعے ہیں ان سے تمہیں منع نہیں کرتا، توکل اگر اللہ تعالیٰ پر کرنا ہے تو اس کے لئے حکم ہے کہ اونٹ کا گھٹنا باندھو۔" لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں، سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بھی بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہوسکتا ہے اگر

تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے، کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے''۔ اپنی طاقت سے کوئی بدی دُور نہیں کر سکتے اس لئے دعائیں مانگو''اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ، بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں" (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63 مطبوعہ لندن)

یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ معیار جس کی طرف آپؑ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ یہ بڑا اچھا موقع اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہے اگر ان دنوں میں ہر ایک خود اپنا محاسبہ کرے تو اپنی تصویر خود سامنے آجائے گی۔ اگر نیک نیتی سے اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے تو ان نفسانی کینوں اور غصّوں کا حال خود معلوم ہو جائے گا۔ ''تکبر سے بچو''۔ فرمایا یہ تکبر ہی ہے جو نافرمان بناتا ہے۔ تکبر ہی ہے جس نے انبیاء کا انکار کروایا اور یہ تکبر ہی ہے جو نظام جماعت یا عہدیداران کے خلاف دوسرے کو بھڑکاتا ہے اور یہ تکبر ہی ہے جو آپس میں بھی ایک دوسرے سے لڑاتا ہے۔ پھر حقیقی ہمدردی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے پیدا کرو تبھی تمہاری باتوں کا اثر ہوگا، تبھی تمہاری تبلیغ مؤثر ہوگی۔ کئی لوگ ہمارے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی آتے تھے، قادیان کا ماحول دیکھتے تھے اور اس ماحول کا ہی اثر ان پر ہوتا تھا۔ ان لوگوں کے اخلاق کا اثر بھی ان لوگوں پر ہوتا تھا جو احمدی ہو جاتے تھے۔ اب بھی دنیا کے مختلف ممالک میں جب جماعت کے جلسے ہوتے ہیں اور لوگ آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک اثر لے کر جاتے ہیں اور بعض ان میں سے پھر بیعت کر کے جماعت میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ تو ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے اور ہر ایک کو یہ بات اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے آج احمدیت کا چہرہ ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھو تمہارے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو تبھی تمہاری دعوت الی اللہ میں برکت پڑے گی۔ جماعت کی نیک نامی کا باعث بھی تم تبھی بنو گے جب ہمیشہ سچائی پر قائم ہو گے۔ کسی کی برائی نہ چاہو۔ ذاتی منفعت اور فائدہ تمہیں کسی سے برائی پر مجبور نہ کرے۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارے ہر عمل کو خدا دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت دل میں خدا کا خوف ہو اور اس کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کے آگے جھکو اور اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت تمہیں تبھی فائدہ دے گی جب ہر حالت میں تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو گے۔ صرف دعوے اور نعرے کبھی کام نہیں آئیں گے" (خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 357-359)

ذیلی تنظیموں کے قیام کا مقصد جماعت کے ہر طبقے کو جماعتی کاموں میں مصروف کرنا ہے

کسی وقت بھی اگر کوئی عہدیدار رہا ہو

اُسے اپنا عملی نمونہ عہدیدار نہ ہوتے ہوئے بھی برقرار رکھنا چاہئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 7 ستمبر 2007ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"جلسے کے دنوں میں مَیں نے مقامی جرمن لوگوں سے ایک میٹنگ کی، جو نومبائع تھے اور چند مہینے پہلے احمدی ہوئے، کچھ چند سال پرانے بھی تھے۔ وہاں ایک نومسلم جرمن نے یہ سوال کیا کہ اگر کوئی عہدیدار رہ چکا ہو اور اب عہدیدار نہ ہونے کی وجہ سے نئے عہدیداروں سے مکمل طور پر تعاون نہ کر رہا ہو، اس کی اطاعت نہ کر رہا ہو تو اس کا کیا علاج ہے؟ کس طرح اصلاح کی جائے؟ یہاں اصلاح کا سوال تو بعد میں آتا ہے اس سوال نے تو مجھے ویسے ہی ہلا دیا ہے کہ پاکستان سے آئے ہوئے احمدیوں نے اپنے یہ نمونے قائم کئے ہیں کہ جب تک عہدیدار رہے نظام کی اطاعت پر تقریر بھی کرتے رہے اور اطاعت کی توقع بھی کرتے رہے۔ جب عہدہ ختم ہوا تو بالکل ہی گھٹیا ہو گئے۔ پاکستانیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ سے اعلیٰ نمونے کی توقع کی جاتی ہے۔ اگر یہی مثالیں قائم کرنی ہیں تو آپ نے تو اپنی پرانی تربیت بھی ضائع کر دی اور جلسوں کے مقاصد کو بھی ضائع کر دیا۔ دوسرے یہ یاد رکھیں کہ تمام قوموں نے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت اور حقیقی اسلام میں شامل ہونا ہے اور ہر قوم نے نظام جماعت میں شامل ہو کر اپنے ملکوں کا نظام بھی خود چلانا ہے۔ اس لئے اس خیال سے اپنے ذہنوں کو پاک کریں کہ ایک نیا آیا ہوا جرمن ہم پر کس طرح مسلط کیا جا سکتا ہے یا وہ ہمارا عہدیدار کس طرح بن سکتا ہے؟ اس بات سے کہ آپ عہدیدار نہیں بنے اور نیا آیا ہوا عہدیدار بن گیا، آپ کو استغفار کا زیادہ خیال آنا چاہئے، استغفار میں زیادہ بڑھنا چاہئے کہ ہماری کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقع ہم سے لے کر ان نئے شامل ہونے والوں کو دے دیا جو اخلاص و وفا اور اطاعت نظام اور اطاعت خلافت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پس ایسے بدخیالات رکھنے والے اپنی اصلاح کریں۔ اُس جرمن کو تو مَیں نے یہی کہا تھا کہ ان لوگوں کو پیار سے سمجھائیں، ان کے لئے دعا کریں۔ اگر پھر بھی باز نہیں آتے تو امیر صاحب کو لکھیں۔ اگر امیر صاحب کے کہنے پر بھی اصلاح نہیں کرتے تو مجھے لکھیں تا کہ ایسے لوگوں کے خلاف پھر تعزیری کارروائی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو نیک اور اخلاص میں بڑھے ہوئے لوگ چاہئیں نہ کہ خودسر

اور خود پسند لوگ، نہ کہ وہ لوگ کہ جب تک مفاد ہوا طاعت پر زور دیتے رہیں اور جب مفاد نہ رہا تو اطاعت بھی ختم ہوگئی۔

جرمن نو احمدی ماشاء اللہ نظام جماعت کو سمجھنے میں بھی بہت ترقی کر رہے ہیں۔ ایک جرمن نوجوان نے سوال کیا کہ ایک طرف جماعت کا کام ہے، یعنی جماعتی نظام کا جو جماعت کے کسی عہدیدار کی طرف سے ان کے سپرد کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ذیلی تنظیموں، خدام، انصار اور لجنہ کے کام ہیں جو ان کے عہدیداروں کی طرف سے سپرد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک ہی وقت میں مجھے جماعتی عہدیدار بھی ایک کام کہتا ہے اور خدام الاحمدیہ کا عہدیدار بھی ایک کام کہتا ہے اور میرا دل بھی نوجوان ہونے کی وجہ سے یہی چاہتا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا کام کروں تو اُس وقت کس کام کو پہلے سرانجام دوں؟ مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

اس کو تو مَیں نے اس کا تفصیلی جواب دیا تھا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعتی نظام ایک مرکزی نظام ہے اور خدام، لجنہ اور انصار ذیلی تنظیمیں ہیں اور گو یہ ذیلی تنظیمیں بھی براہ راست خلیفۂ وقت کے ماتحت ہیں، ان سے ہدایات لیتی اور اپنے پروگرام بناتی ہیں لیکن جماعتی نظام بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور خلیفۂ وقت کے قائم کردہ نظاموں میں سے سب سے بالا نظام ہے۔ ہر ذیلی تنظیم کا ممبر جماعت کا بھی ممبر ہے اور جماعت کا ممبر ہونے کی حیثیت سے وہ جماعتی نظام کا پابند ہے۔ اگر کوئی جماعتی عہدیدار کسی نوجوان کو، کسی خادم کو بحیثیت فرد جماعت کوئی کام سپرد کرتا ہے اور اس دوران خدام الاحمدیہ کے عہدیدار کی طرف سے بھی کوئی کام سپرد ہوا ہے تو وہ خادم جس کے سپرد جماعتی عہدیدار نے کام سپرد کیا ہے، بحیثیت خادم نہیں بلکہ بحیثیت فرد جماعت خدام الاحمدیہ کے متعلقہ افسر کو اطلاع کر کے کہ جماعت کے عہدیدار نے میرے سپرد فلاں فوری کام کیا ہے، اس لئے مَیں اس کو پہلے کرنے کے لئے جا رہا ہوں، اس کام کو پہلے کرے اور خدام الاحمدیہ یا کسی بھی ذیلی تنظیم کا کام بعد میں۔ یہ تو ہے ہنگامی موقع پر لیکن عام طور پر روٹین (Routine) کے جو کام ہوتے ہیں، اس کا سالانہ کیلنڈر جماعت کا بھی بن جاتا ہے اور ذیلی تنظیموں کا بھی اور جماعت کا کیلنڈر کیونکہ پہلے بن جاتا ہے اس لئے ذیلی تنظیمیں اپنے پروگرامز اس کے مطابق ایڈجسٹ کریں مثلاً اجتماع ہے، ٹورنامنٹس ہیں اور مختلف جلسے ہیں۔ اگر ہنگامی طور پر کوئی جماعتی پروگرام کسی جگہ بن جاتا ہے تو جماعتی پروگرام بہرحال ذیلی پروگراموں پر مقدم ہے۔ ذیلی تنظیموں کے جو پروگرام ہیں ان میں براہ راست جماعتی انتظامیہ کو دخل دینے کا حق نہیں ہے، یہ بھی واضح ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کے کام میں مقامی صدران یا امیر وغیرہ کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ نہ لجنہ کے کام میں نہ انصار اللہ کے کام میں، باوجود اس کے کہ ان کا نظام بالا ہے۔ اگر امراء خلاف تعلیم سلسلہ اور خلاف روایت ذیلی تنظیموں سے کوئی کام ہوتا ہوا دیکھیں تو فوری طور پر متعلقہ ذیلی تنظیم کے صدر کو بلا کر سمجھائیں، اگر مقامی طور پر ہو رہا ہے تو امیر کو اطلاع دی جائے اور قائد کو سمجھایا جائے اور پھر فوری طور پر

خلیفۂ وقت کو اطلاع دینی ضروری ہے۔ کیونکہ جماعتی روایات کا تقدس بہر حال قائم کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ فرق یاد رکھنا چاہئے کہ پروگراموں میں براہ راست دخل اندازی نہیں کی جا سکتی۔ بعض اَور جگہوں سے بھی یہ سوال اٹھتے ہیں اس لئے میں ان کو مختصراً بیان کر رہا ہوں۔

لجنہ کے اجلاسوں کے بارے میں بھی واضح کر دوں کہ بعض لجنہ کی تنظیموں سے یہ سوال اٹھتے رہتے ہیں کہ مردوں کے جو ماہانہ اجلاسات ہوتے ہیں اس میں لجنہ کو بھی لازماً شامل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ لجنہ کے کیونکہ اپنے ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں اس لئے جماعتی ماہانہ اجلاسوں میں لجنہ کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے، نہ ان کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ہاں جو بڑے جلسے ہیں، جیسے سیرت النبیؐ کا جلسہ ہے، یوم مسیح موعود، یوم مصلح موعود، یوم خلافت وغیرہ یا اور کوئی پروگرام جو مرکزی طور پر یا ریجن کے طور پر بنتے ہوں ان میں لجنہ ضرور شامل ہو۔ اس کے علاوہ لجنہ خود بھی اپنے یہ اجلاسات اور جلسے کر سکتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذیلی تنظیمیں بنانے کا یہ مقصد تھا کہ جماعت کے ہر طبقے کو جماعتی ایکٹیویٹیز (Activities) میں شامل کیا جائے تا کہ ترقی کی رفتار میں تیزی پیدا ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا ایک لائحہ عمل ہو تا کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسابقت کی روح پیدا ہو۔ گاڑی کی پٹڑی کی طرح، لائن کی طرح دونوں برابر چل رہے ہوں، کہیں ٹکراؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ اس کی قدر کریں تا کہ اسلام اور احمدیت کی گاڑی اس پٹڑی پر منزلوں پر منزلیں طے کرتی چلی جائے اور ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 366-368)

باب ششم

2008ء

کے

ارشادات وفرمودات

- ذیلی تنظیمیں ایسے پروگرام بنائیں جس سے قربانیوں کے معیار بلند ہوں
- اگر ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام فعال ہو جائیں تو ہماری ترقی کے قدم کئی گنا بڑھ جائیں
- صحت تلفظ اور ترجمہ قرآن کے لئے ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں
- جوبلی پر ذیلی تنظیموں کا صرف چھوٹے چھوٹے پروگرام بنانا کافی نہیں
- انصاراللہ کے معنی اللہ کے مددگار کے ہیں
- ذیلی تنظیمیں اپنے معاملات میں براہ راست خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں
- پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- عہدیداران خادم بنیں گے تو مخدوم کہلائیں گے
- عہدیداران خالی الذہن ہو کر فیصلہ کریں اور تربیت کا کام اچھے طریقے سے سرانجام دیں
- نئے آنے والوں کی زیادہ تربیت کی ضرورت ہے
- عہدیداران وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں
- انصاراللہ کے عہد کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ ایک بہت بڑا عہد ہے
- انصاراللہ کو اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے
- اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات اور رہنمائی کے سانچے میں ڈھالیں

ذیلی تنظیمیں ایسے پروگرام بنائیں جس سے قربانیوں کے معیار بلند ہوں

حضور انور نے 4 جنوری 2008ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"جب تک عہدیداران کے اپنے معیار قربانی نہیں بڑھیں گے ان کی بات کا اثر نہیں ہوگا۔ جہاں عہدیداران اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے ہیں وہاں کی رپورٹس بتا دیتی ہیں کہ حق ادا ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے کارکنان بھی ہیں جو اپنا سب کچھ بھول جاتے ہیں، بیوی بچوں کو بھی بھول جاتے ہیں، اپنے نفس کے حق بھی ادا نہیں کرتے۔ صبح اپنے کام پر جاتے ہیں اور وہاں سے شام کو سیدھے جماعتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ انہیں کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا اور تمہارے بیوی بچوں کا بھی تم پر حق رکھا ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ بہت محنت کرنے والے ہوتے ہیں لیکن بعض دفعہ یہ جو محنت کرنے والے ہیں یہ بھی صحیح طریق پر محنت نہیں کر رہے ہوتے۔ مثلاً چندوں کے معاملے میں۔ جو چندہ دینے والے مخلصین ہیں ہر تحریک کی کمی پورا کرنے کے لئے انہیں کو بار بار کہا جاتا ہے۔ جب کہ کئی دفعہ کہا گیا ہے کہ نئے شامل ہونے والوں کو بھی شامل کریں اور تعداد بڑھائیں۔ ہر ایک میں قربانی کی روح پیدا کریں۔ اگر شعبہ تربیت اور مال یا وقف جدید، تحریک جدید مشترکہ کوشش کریں تو کمزوروں کو بھی ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ شروع میں بعض دقتیں پیش آئیں گی لیکن دعا اور صبر سے یہ روکیں اور مشکلات بھی دور ہو جائیں گی انشاء اللہ۔ بعض لوگ لکھتے بھی ہیں اور زبانی بھی موقع ملے تو کہہ دیتے ہیں کہ بعض افراد جماعت پوری طرح تعاون نہیں کرتے، پروگراموں میں حصہ نہیں لیتے تو مَیں انہیں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ مسلسل دعا اور صبر سے کوشش کئے جاؤ۔ جو احمدی ہے اس میں کوئی نہ کوئی نیک فطرت کا حصہ ہے جس کی وجہ سے وہ احمدیت پر قائم ہے۔ پس کمزوروں کو ساتھ ملا کر چلنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اس لئے مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

اب جبکہ ہم خلافت کی نئی صدی میں چند ماہ تک داخل ہونے والے ہیں۔ جماعتی نظام جو مختلف شہروں اور ملکوں میں قائم ہیں اور ذیلی تنظیمیں بھی ایسے پروگرام بنائیں جس سے ہماری قربانیوں کے ہر قسم کے معیار بلند ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی تڑپ ہر ایک میں پیدا ہو جائے۔ ہر احمدی بھی، نئے بھی اور پرانے بھی اپنے جائزے لیں کہ کیا بہترین تحفہ ہم شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے جا رہے ہیں"

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 6-7)

اگر ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام فعال ہو جائیں تو ہماری ترقی کے قدم کئی گنا بڑھ جائیں

عہدیداران مجلس انصاراللہ برطانیہ کے ریفریشر کورس کا انعقاد

2008ء کا سال جماعت احمدیہ میں خلافت جوبلی کا سال تھا۔ اس سال کے دوران ہونے والے پروگراموں کو کامیاب طور پر منعقد کرنے کیلئے عہدیداران کی تربیت و اصلاح بہت ضروری تھی۔ مجلس انصاراللہ برطانیہ نے اس سال عہدیداران کا مورخہ 19-20 جنوری 2008ء کو ایک ریفریشر کورس منعقد کروایا۔ اس کے اختتامی اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار عہدیداران کو زریں نصائح سے نوازا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ " ریفریشر کورسز میں عموماً اتنی فارمل (Formal) تقریریں یا ایڈریس تو نہیں ہوتا اور میرا بھی خیال تھا کہ یہاں جو رپورٹ ہوگی ذرا تفصیل سے ہوگی اور میں دیکھوں گا کہ کس حد تک انصار اللہ مختلف اپنی اپنی زعامتوں میں جو ان کے سپرد کام ہیں ان کو سرانجام دے رہی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ انصاراللہ کی تنظیم کے بارہ میں عموماً یہ تاثر ہوتا ہے، اور یہ آج کا نہیں بڑا پرانا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ایک خادم انصاراللہ کی تنظیم میں قدم رکھتا ہے یعنی 40 سال کے اوپر بڑھتا ہے تو وہ ایک دم سُست کیوں ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایک دن کا عمر کا فرق پڑا ہوتا ہے۔ تو انصاراللہ کا نام بھی اسی سوچ کے ساتھ رکھا گیا تھا کہ یہ نہ سمجھیں کہ آپ اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اللہ کے انصار بننے والے یہ سوچ نہیں رکھتے۔

بچوں کی نگرانی والدین کی ذمہ داری ہے

حضور نے فرمایا کہ عموماً میں نے دیکھا ہے اللہ کے فضل سے یوکے میں انصار کی بہت تعداد ایسی ہے جو اس سوچ کے رکھنے والے نہیں ہیں لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اتنے Active نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ اگر انصاراللہ کی تنظیم مستعد ہو جائے تو جس طرح میں مختلف خطبات میں انصاراللہ کو توجہ دلاتا رہا ہوں کہ نمازوں کی ذمہ داری سنبھالیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور اپنے گھروں کی نمازوں کی بھی حفاظت کریں اور گھروں کی نمازوں کی حفاظت یہی ہے کہ اپنے بچوں کو دیکھیں، خاص طور پر لڑکوں کو جو خدام کی عمر کو پہنچے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگرچہ خدام الاحمدیہ بھی اس طرف توجہ کررہی ہے لیکن اگر انصار والدین ان کی نگرانی نہیں کریں گے تو اس کا اتنا اثر نہیں ہوگا۔اس لئے ساری تنظیمیں جو بنائی گئی ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ ہر تنظیم اپنی اپنی ذمہ داری سمجھے۔اگر لجنہ میں کمی ہے تو انصار سے پوری ہو، اگر انصار میں کمی ہے خدام سے پوری ہو، خدام کی کمی ہے انصار پوری کریں۔ایک دوسرے کی مدد کررہے ہوں اور جب پھر جماعتی طور پر کمزوری ہے تو ذیلی تنظیمیں اس کو پورا کررہی ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام Active ہو جائے تو ہمارے جو ترقی کے قدم ہیں وہ کئی گنا بڑھ جائیں۔

قرآن پڑھنا، پڑھانا انصاراللہ کی ذمہ داری ہے

حضور نے فرمایا کہ بچوں کی نگرانی کرنا انصار کی بھی ذمہ داری ہے۔پھر قرآن کریم کی تلاوت ہے۔قرآن کریم کا پڑھنا، پڑھانا۔یہ انصاراللہ کی ذمہ داری ہے۔اس بارہ میں خطبے میں مَیں تفصیل سے بتا چکا ہوں۔دو سال پہلے آپ نے اس کا پروگرام بھی بنایا تھا۔ پروگرام تو بڑا اچھا بنا تھا مجھے نہیں پتہ کس حد تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔قرآن کریم پڑھانے کا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ایک نظام بھی شروع کروایا تھا وہ بھی جاری رہنا چاہئے لیکن اس میں بھی جو شرکت ہے وہ بہت کم ہے۔ پھر اس کے علاوہ آمنے سامنے بیٹھ کے جو کلاسیں لگتی ہیں وہ مجالس میں لگنی چاہئیں، گھروں میں لگنی چاہیں۔پھر آپ انصار میں بہت سے ایسے ہیں جو اردو پڑھنا جانتے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے اقتباسات کا درس اگر گھروں میں دینا شروع کردیں تو آپ لوگوں کے بچوں کو پتہ لگے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کیا تھی؟ کیا روح وہ ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے اور کس طرح ہم نے اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کرنی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک تو مسجد میں درس ہوتا ہے یا نماز سنٹر میں درس ہوتا ہے، لیکن بہت سے ایسے ہیں جو فاصلے کی وجہ سے مسجد نہیں جاسکتے یا باقاعدگی سے نہیں جاسکتے۔اگر پانچ سات منٹ کا درس کا نظام گھروں میں شروع ہوجائے تو اس کا بہت فائدہ ہوگا۔ جو اردو پڑھنا نہیں جانتے انگلش پڑھنے والے ہیں وہ Essence Of Islam سے ایک پیرا یا چند لائنیں اپنے اپنے گھروں میں درس دیں۔اقتباسات پڑھ کر سنائیں۔مختلف عنوانات کے تحت پڑھ کر سنائیں تو ایک شوق پیدا ہوگا۔

ذیلی تنظیموں کو باہمی تعاون سے کام کرنا چاہئے

حضور نے فرمایا کہ بعض دفعہ مثلاً لجنہ کی طرف سے اگر نمازوں اور قرآن کریم کی تعلیم کی یا درس کی سکیم بنتی ہے تو انصار کی طرف سے بھی بن جائے اور خدام کی طرف سے بھی بن جائے اور سب مل کر ایک ہی روح سے کام کریں تو اس سے پھر اثر زیادہ ہوگا۔ بشرطیکہ لجنہ اور انصار اور خدام کے تعلقات اچھے ہوں کیونکہ بعض دفعہ

ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ شکایات آتی ہیں کہ لجنہ کا پروگرام ہے تو انصار تعاون نہیں کر رہے اور اپنی گھر کی عورتوں کو، بچیوں کو روک دیتے ہیں کہ تم نے نہیں جانا۔

عہدیداران کو عملی نمونہ دکھانا چاہئے

حضور نے فرمایا کہ بعض عہدیداران کے متعلق بھی شکایات آتی ہیں کہ ان کے اپنے عمل ایسے نہیں یا کم از کم دوسروں پر ان کا اثر ایسا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی بات ماننے کو تیار نہیں، یا ان کا اپنے سے بالا افسر کے ساتھ رویہ ایسا ہے جو دوسرے ماتحتوں کو پتہ لگتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔ اگر آپ نے کام لینا ہے اور حقیقی انصار بن کر دکھانا ہے تو پہلے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنی فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دیں۔ قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ ایک احمدی کا ہر فعل خاص طور پر احمدی عہدیدار کا معیاری فعل ہونا چاہئے۔ اس کا اپنا رویہ اپنے گھر میں، اپنے ماحول میں، اپنے ماتحتوں کے ساتھ، اپنے افسران عہدیداران کے ساتھ ایسا ہونا چاہئے جو ایک مثال ہو۔ اگر یہ 386 انصار جو تمام ملک کی مجالس انصار اللہ میں سے جمع ہوئے ہیں، اگر آپ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں، ایسی تبدیلی جو ہر ایک کو نظر آئے تو تبھی انقلاب بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ تبھی آپ کے گھروں کے سکون بھی قائم ہو سکتے ہیں۔ آپ کے گھروں کی تربیت بھی ہو سکتی ہے اور اس ماحول کی تربیت ہو سکتی ہے جس میں آپ رہتے ہیں۔ آپ کی مجلس کے قدم ترقی کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں ایک عہد باندھنے کیلئے کہ یہ ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کو ہم نے پورا کرنا ہے اور جو ہمارے سے کمیاں، کمزوریاں اب تک ہو چکی ہیں ان کو ہم نے اپنے اندر سے دور کرنا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بڑی عمر میں بعض لوگوں میں کرختگی آ جاتی ہے اور نوجوانوں کو سختی سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح وہ نہیں سمجھیں گے۔ حکمت جو ہے وہ بھی مومن کا ایک خاصہ ہے اس لئے ہر کام جو آپ نے کرنا ہے ہر تربیت کا پہلو جو لے کے اپنے ماحول کی تربیت کرنے کی کوشش کرنی ہے اس میں حکمت بھی ضروری چیز ہے۔ اسی طرح تبلیغ ہے، تبلیغی میدان میں بھی حکمت ضروری ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جماعت کی اور اب انشاءاللہ تعالیٰ مزید ذمہ داریاں بڑھنی ہیں۔

اپنی کمزوریوں پر نظر رکھ کر کیا جانے والا استغفار تربیت کا موجب ہوتا ہے

حضور نے فرمایا کہ اپنی گھریلو تربیت کے ساتھ ساتھ تبلیغ کی طرف بھی توجہ دیں۔ پھر جو نئے آنے والے ہیں وہ آپ کے نمونے دیکھنے والے ہوں گے ان کی تربیت کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ

نے ہمیں ایک اصول بتایا ہے کہ استغفار کرو۔ استغفار اگر حقیقی معنوں میں کیا جائے، سوچ کر کیا جائے، اپنے گناہوں پر نظر رکھ کے کیا جائے تو اپنی بھی تربیت ہوگی اور انشاء اللہ آنے والوں کی بھی ہوگی۔ اپنے ماحول کی بھی ہوگی، اپنے بچوں کی بھی ہوگی۔ استغفار میں بڑی طاقت ہے بشرطیکہ اس کو سمجھ کے کیا جائے۔ ان گناہوں کو سامنے رکھ کر کیا جائے، ان کمزوریوں اور کمیوں کو سامنے رکھ کر کیا جائے جو ہم سے صادر ہو چکی ہیں اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔ اس نظر سے انصار اللہ کو اپنے جائزے لینے چاہئیں، خاص طور پر عہدیداران کو اپنے جائزے لینے چاہئیں اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ امید ہے کہ آپ لوگ بہت سارے اس پر عمل کر بھی رہے ہوں گے اور جن میں کمیاں، کمزوریاں ہیں وہ آئندہ ایک نئے عزم کے ساتھ، ایک نئے عہد کے ساتھ اور ارادے کے ساتھ ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے جو آپ کو انصار اللہ کی تنظیم کی طرف سے دیئے گئے ہیں، ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے جو جماعت کی طرف سے مقامی نظام کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے وقتاً فوقتاً جن کے بارے میں، مَیں بھی کہتا رہتا ہوں۔ تو یہ جب اکٹھے ہو کے، جمع ہو کے، ایک کوشش ہوگی اور دعا ہوگی تو اس وقت جو انقلابی تبدیلیوں کے نظارے ہم دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ وہ غیر معمولی نظارے ہوں گے۔ اور انشاءاللہ وہ وقت آرہا ہے کہ وہ نظارے دیکھنے ہیں لیکن ہمیں بھی اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے" (الفضل انٹرنیشنل 22 فروری 2008)

صحت تلفظ اور ترجمہ قرآن کے لئے ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 7 مارچ 2008ء کے خطبہ جمعہ میں انصار اللہ UK کے انٹرنیٹ کے ذریعہ قرآن پڑھانے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا۔

"ایک وقت تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ صحیح طور پر قرآن کریم نہیں پڑھا جاتا جماعت کو صحتِ تلفّظ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس طرح پڑھا جائے۔ کیونکہ زیر زبر پیش کی بعض ایسی غلطیاں ہو جاتی تھیں، کہ ان غلطیوں کی وجہ سے معنے بدل جاتے ہیں یا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ تو اس طرح آپ نے صحتِ تلفّظ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد جماعت میں اس طرف خاص توجہ پیدا ہوئی۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ ترجمۂ قرآن کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں۔ جماعتی نظام بھی کام کرے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انصار اللہ یوکے نے شروع کیا ہے۔ یہ انٹرنیٹ کے ذریعہ سے بھی پڑھا رہے ہیں اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ

ترجمہ آئے گا تو پھر ہی صحیح اندازہ ہو سکے گا کہ احکامات کیا ہیں؟ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ غور کرو تبھی غور کی عادت پڑے گی۔ عمل کی طرف توجہ پیدا ہوگی اور یہی تلاوت کا حق ہے"

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 102)

جوبلی پر ذیلی تنظیموں کا صرف چھوٹے چھوٹے پروگرام بنانا کافی نہیں، اصل کام خلافت جیسی نعمت کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اور بڑھانا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 18 اپریل 2008ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

''یہ سال جس میں جماعت، خلافت کے 100 سال پورے ہونے پر جوبلی منا رہی ہے، یہ جوبلی کیا ہے؟ کیا صرف اس بات پر خوش ہو جانا کہ ہم جوبلی کا جلسہ کر رہے ہیں یا مختلف ذیلی تنظیموں نے اپنے پروگرام بنائے ہیں، یا کچھ سوونیئرز بنا لئے گئے ہیں۔ یہ تو صرف ایک چھوٹا سا اظہار ہے۔ اس کا مقصد تو ہم تب حاصل کریں گے، جب ہم یہ عہد کریں کہ اس 100 سال پورے ہونے پر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اس نعمت پر جو خلافت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتاری ہے، ہم شکرانے کے طور پر اپنے خدا سے اور زیادہ قریبی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی حفاظت پہلے سے زیادہ بڑھ کر کریں گے اور یہی شکرانِ نعمت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید بڑھانے والا ہوگا۔

قرآن کریم میں جہاں مومنوں سے خلافت کے وعدے کا ذکر ہے۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57) اور تم سب نمازوں کو قائم کرو، زکوۃ دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ خلافت کے انعام سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیام نماز سب سے پہلی شرط ہے۔ پس مَیں جو یہ اس قدر زور دے رہا ہوں کہ ہر احمدی، مرد، جوان، بچہ، عورت اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تو اس لئے کہ انعام جو آپ کو ملا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ آپ فائدہ اٹھا سکیں'' (خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 166)

انصار اللہ کے معنی اللہ کے مددگار کے ہیں

حضور نے جوبلی خلافت کے سال نائیجیریا کے دورہ کے دوران 23 اپریل 2008ء کو مجلس عاملہ انصار اللہ نائیجیریا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

۞ حضور انور نے مجلس عاملہ انصاراللہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے اپنے دفاتر کی تعمیر مکمل کرنے کے لئے مدد کی درخواست کی ہے۔آپ اس تعمیر کو خود مکمل کریں۔زیادہ سے زیادہ آپ کو جو سنٹرل ریزرو ہے وہ آپ کو دیا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: انصاراللہ کا مطلب ہے "اللہ کے مددگار" اور انصاراللہ کے اراکین جہاں اپنی عمر کے لحاظ سے تجربہ کار ہوتے ہیں وہاں بوجہ تجربہ اپنی تنخواہوں میں بھی بڑھ کے ہوتے ہیں۔اس لئے آپ لوگ اخراجات برداشت کریں۔ جماعت سب کی تربیت نہیں کرسکتی اس لئے ذیلی تنظیمیں بنی ہیں تاکہ جوان، جوانوں کو سنبھالیں، لجنہ لجنہ کو سنبھالے اور بوڑھے بوڑھوں کی تربیت کریں۔نومبائعین کو بھی تنظیموں میں شامل کریں۔ان سے چندہ لیں خواہ ایک نائراہی لیں دو مہینے بعد یا تین مہینے بعد۔اگر ان کا ایمان مضبوط ہے تو پھر مالی قربانی میں بھی مضبوط کریں۔مالی قربانی سے ایمان پختہ ہوگا۔آپ تجربہ کار لوگ ہیں۔آپ آج جو مثال قائم کریں گے کل کو وہی نمونہ ٹھہرے گی" (الفضل انٹرنیشنل 6 جون 2008ء)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

ذیلی تنظیمیں اپنے معاملات میں براہ راست خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں

ہر تنظیم کی ذمہ داری صرف اپنی متعلقہ تنظیم کی حد تک ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 25 اپریل 2008ء کے خطبہ جمعہ کے آخر میں انتظامی امور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"مَیں ایک انتظامی بات بھی یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں جو ذیلی تنظیموں سے متعلق ہے۔یعنی انصار، خدام اور لجنہ۔ان ذیلی تنظیموں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر تنظیم کی ذمہ داری صرف اپنی متعلقہ تنظیم کی حد تک ہے۔ انصاراللہ نہ لجنہ اماء اللہ، نہ خدام الاحمدیہ کے معاملات میں دخل دے سکتے ہیں اور نہ ہی جماعتی پروگراموں اور جماعتی معاملات میں۔اسی طرح خدام اور لجنہ صرف اپنے دائرہ کار میں محدود ہیں اور جماعتی نظام ان تمام تنظیموں سے بالا ہے۔یہ بات بھی واضح ہو کہ ذیلی تنظیمیں اپنے معاملات میں براہ راست خلیفۂ وقت کے ماتحت ہیں۔لیکن اپنے پروگرام بناتے وقت امیر سے مشورہ کرلیا کریں تاکہ جماعتی پروگراموں کے ساتھ ٹکراؤ نہ ہو۔دوسرے یاد رکھیں کہ ذیلی تنظیم کا ہر ممبر جماعت کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو محبت اور پیار سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ذاتی اَناؤں سے بچائے، خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول آپ کا مقصد ہو۔آمین"

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 174)

پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی 27مئی 2008ء

میرے پیارے عزیز! احباب جماعت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

’’آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ یہ دن ہمیں سو سال سے زائد عرصے میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ کی تاریخ اور اس وقت کی یاد بھی دلاتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مارچ 1889ء میں اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر ایک پاک جماعت کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ کا مشن اور اس جماعت کے قیام کا مقصد خدا اور بندے میں تعلق پیدا کرنا، بنی نوع انسان کو خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بننے کی تعلیم دینا اور اس کے لئے کوشش کرنا، تمام اقوام عالم کو اُمّت واحدہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا، انسان کو انسان کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا تھا۔ وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے زمانے کے امام اور مسیح و مہدی کے لقب سے ملقب کر کے بھیجا تھا۔ قیام جماعت اور آغاز بیعت 1889ء سے 1908ء تک تقریباً انیس سال اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے اپنے مشن کو تمام تر مخالفتوں اور نامساعد حالات کے باوجود اس تیزی سے لے کر آگے بڑھا کہ ہر مخالف جو بھی اس جری اللہ کے مقابلہ پر آیا ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنے والا بنا۔ آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق کہ ہر انسان جو اس فانی دنیا میں آیا اس نے آخر کو اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور وہ شخص جو اللہ کا خاص بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق تھا، وہ تو اپنے آقا کی سنت کی پیروی میں رفیق اعلیٰ سے ملنے کے لئے ہر وقت بے چین رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو جسے امام آخر الزمان بنا کر بھیجا تھا، واپسی کے اشارے دیتے ہوئے یہ تسلی دی کہ گو تیرا وقت اب قریب ہے لیکن چونکہ تجھے میں نے اپنے اعلان کے مطابق امام آخر الزمان بنایا ہے، اس لئے اے میرے پیارے! اے وہ شخص جو میری توحید کے قیام اور میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت تمام دنیا میں قائم کرنے کا درد رکھتا ہے تُو یہ فکر نہ کر کہ تیرے مرنے کے بعد تیرے اس کام کی تکمیل کی انتہائیں کس طرح حاصل ہوں گی۔ تُو یاد رکھ کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جسے میری تائید حاصل ہے۔ اب خلافت علی منہاج النّبوۃ تا قیامت قائم ہونی ہے، اس لئے تیرے بعد یہی نظام خلافت ہے جس کے ذریعہ سے میں تمام دنیا میں اپنی آخری شریعت کے قیام و استحکام کا نظام جاری کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی آپ کو تسلی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (سورۃ المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھہ کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ ؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا:

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56)

یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے''

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-305)

پھر فرمایا:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ

وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے، وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-306)

پس جیسا کہ آپؑ نے فرمایا تھا وہ وقت بھی آ گیا جب آپ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور ہر احمدی کا دل خوف و غم سے بھر گیا لیکن مومنین کی دعاؤں سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہوئے زمین و آسمان نے پھر ایک بار وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ (النور:56) کا نظارہ دیکھا۔ وہ عظیم انقلاب جو آپ نے اپنی بعثت کے ساتھ پیدا کیا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کے عظیم نظام کے ذریعہ جاری رکھا۔ آپ کی وفات پر اخبار وکیل میں مولانا ابوالکلام آزاد نے یوں رقم فرمایا:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا...... مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔"

(اخبار ''وکیل'' امرتسر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560)

پس اس انقلاب کا اعتراف غیروں کی زبان اور قلم سے نکلوا کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا خاص تائید یافتہ تھا لیکن غیر کی نظر اس طرف نہ گئی کہ وہ تائید یافتہ جس انقلاب کو برپا کر گیا ہے اس

انقلاب کو آپ کی پیروی کرنے والوں کے ذریعہ سے نعمت خلافت کے ذریعہ جاری رکھنے کا بھی اس ذوالعجائب اور قدیر ہستی کا وعدہ ہے اور اس کی تصدیق ہوتے ہوئے ایک دنیا نے حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے انتخاب خلافت کے وقت دیکھی۔ باوجود اس کے کہ مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ ایک منظّم جماعت کو دیکھ رہے تھے، باوجود اس کے کہ وہ خلافت کے قیام کا نظارہ دیکھ چکے تھے لیکن انہوں نے جماعت کو، اس جماعت کو جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم کردہ جماعت تھی ایک منظّم کوشش کے تحت توڑنے کی کوشش کی جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا: ''أُذْكُرْ نِعْمَتِيْ ۔ غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَقُدْرَتِيْ .'' (تذکرہ صفحہ:428) ترجمہ: میری نعمت کو یاد کر۔ میں نے تیرے لئے اپنے ہاتھ سے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا درخت لگا دیا ہے۔

پس اس وعدہ کے مطابق وہ ہمیشہ کی طرح ناکام ہوئے گو کہ یہاں تک مخالفت کی شدت میں بڑھے کہ ایک اخبار نے لکھا:

"ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدالگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہو سکے تو مرزا کی کُل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں ان کا نام تک نہ لے۔

(اخبار ''وکیل'' امرتسر 13 رجون 1908ء۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 205-206)

لیکن آج تاریخ احمدیت گواہ ہے، دنیا جانتی ہے کہ ان کا نام لیوا تو کوئی نہیں لیکن خلافت کی برکت سے احمدیت دنیا میں پھول پھل رہی ہے اور کروڑوں اس کے نام لیوا ہیں۔ اپنی بیہودہ گوئیوں میں یہاں تک بڑھے کہ ایک اخبار ''کرزن گزٹ'' میں لکھا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی پہلی جلسہ کی تقریر میں بیان کیا کہ:

"اب مرزائیوں میں کیا رہ گیا ہے۔ ان کا سرکٹ چکا ہے۔ ایک شخص جوان کا امام بنا ہے اُس سے تو کچھ ہوگا نہیں۔ ہاں یہ ہے کہ تمہیں کسی مسجد میں قرآن سنایا کرے۔" (تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 221)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا سبحان اللہ یہی تو کام ہے۔ خدا توفیق دے۔ بدقسمتی سے جماعت کے بعض سرکردہ بھی خلافت کے مقام کو نہ سمجھے۔ سازشیں ہوتی رہیں لیکن خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا بڑھتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق محبّوں کی جماعت بڑھتی رہی اور کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کارگر نہ ہوئی۔

پھر خلافت ثانیہ کا دور آیا تو بعض سرکردہ انجمن کے ممبران کھل کر مخالفت پر کمربستہ ہو گئے لیکن وہ تمام سرکردہ علم کے زعم سے بھرے ہوئے، تجربہ کار پڑھے لکھے اس پچیس سالہ جوان کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور اس نے جماعت کی تنظیم، تبلیغ، تربیت، علوم و معرفت قرآن میں وہ مقام پیدا کیا کہ کوئی اس کے مقابل ٹھہر نہ

سکا۔ جماعت پر پریشانی اور مخالفتوں کے بڑے دور آئے لیکن خلافت کی برکت سے جماعت ان میں کامیابی کے ساتھ گزرتی چلی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے باون سالہ دور خلافت کے حالات پڑھیں تو پتہ چلے کہ اس پسر جری اللہ نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

دنیائے احمدیت میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد پھر ایک مرتبہ خوف کی حالت طاری ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسے چند گھنٹوں میں امن میں بدل کر قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کا روشن چاند جماعت کو عطا فرمایا۔ حکومتوں کے ٹکرانے کے باوجود، ظالمانہ قوانین کے اجراء کے بعد تمام مسلمان فرقوں کی منظّم کوشش کے باوجود، یہ قافلہ ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا گیا۔ پیار و محبت کے نعرے لگاتا ہوا، غریب اقوام کے غریب عوام کی خدمت کرتے ہوئے، انہیں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرتا چلا گیا۔

پھر وہ وقت آیا کہ الٰہی تقدیر کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بھی اپنے پیدا کرنے والے کے حضور حاضر ہو گئے۔ پھر اندرونی اور بیرونی فتنوں نے سر اٹھایا لیکن خدائی وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو خلافت رابعہ کی صورت میں تمکنت دین عطا ہوئی۔ ہر فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔ ظالمانہ قانون کے تحت ہاتھ پاؤں باندھنے والوں اور ''احمدیت کے کینسر'' کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے نیست و نابود کر دیا۔ پاکستان میں ظالمانہ قانون کی وجہ سے خلیفۂ وقت کو ہجرت کرنا پڑی لیکن یہ ہجرت جماعت کی ترقی کی نئی منازل دکھانے والی بنی۔ ایک بار پھر غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِي کا وعدہ ہم نے پورا ہوتے دیکھا۔ تبلیغ کی وہ راہیں کھلیں جو ابھی بہت دور نظر آتی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے وعدے کو کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' خلافت رابعہ کے دور میں MTA کے ذریعہ سے یوں پورا ہوتا دکھایا کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں اور پھر اس چینل کے اجراء کو دیکھیں تو ایمان والوں کے منہ سے بے اختیار اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے الفاظ نکلتے ہیں۔ اسی چینل نے آج مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک ہر مخالف احمدیت کا منہ بند کر دیا ہے۔ پس وہی لوگ جو خلیفۂ وقت کو عضو معطل کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے ان کے گھروں کے اندر MTA نے اس مردِ مجاہد کی آواز پہنچا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم کا آسمانی مائدہ آج ہر گھر میں اللہ تعالیٰ کی تائید سے پہنچ گیا۔ پھر كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الرحمٰن:27) کے قانون کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک دنیا نے دیکھا اور MTA کے کیمروں کی آنکھ نے سیٹلائیٹ کے ذریعہ ایک نظارہ ہر گھر میں پہنچایا۔ وہ نظارہ جو اپنوں اور غیروں کے لئے عجیب نظارہ

تھا۔اپنے اس بات پر خوش کہ خدا تعالیٰ نے خوف کو امن سے بدلا اور غیر اس بات پر حیران کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں یہ کیسی جماعت ہے جسے ہم سو سال سے ختم کرنے کے در پے ہیں اور یہ آگے بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ایک مخالف نے برملا اظہار کیا کہ میں تمہیں سچا تو نہیں سمجھتا لیکن اس نظارے کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ لگتی ہے۔

میرے جیسے کمزور اور کم علم انسان کے ہاتھ پر بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جمع کر دیا اور ہر دن اس تعلق میں مضبوطی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔دنیا سمجھتی تھی کہ یہ انسان شاید جماعت کو نہ سنبھال سکے اور ہم وہ نظارہ دیکھیں جس کے انتظار میں ہم سو سال سے بیٹھے ہیں لیکن یہ بھول گئے کہ یہ پودا خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے لگایا ہوا ہے جس میں کسی انسان کا کام نہیں بلکہ الٰہی وعدوں اور تائیدات کی وجہ سے ہر کام ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ یہ الہام پورا فرما رہا ہے کہ ’’میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔‘‘

پس یہ الٰہی تقدیر ہے یہ اُسی خدا کا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹے وعدے نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پیارے جو آپ کے حکم کے ماتحت قدرت ثانیہ سے چمٹے ہوئے ہیں،انہوں نے دنیا پر غالب آنا ہے کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہے۔خدا ہمارے ساتھ ہے۔آج اس قدرت کو سو سال ہو رہے ہیں اور ہر روز نئی شان سے ہم اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔جیسا کہ میں نے جماعت کی مختصر تاریخ بیان کر کے بتایا ہے۔پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو قدرت ثانیہ سے چمٹ کر اپنی تمام استعدادوں کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں۔آج ہم نے عیسائیوں کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔یہ خلافت احمدیہ ہے جس کے ساتھ جُڑ کر ہم نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو بھی مسیح ومہدی کے ہاتھ پر جمع کرنا ہے۔

پس اے احمدیو! جو دنیا کے کسی بھی خطۂ زمین میں یا ملک میں بستے ہو،اس اصل کو پکڑ لو اور جو کام تمہارے سپرد امام الزمان اور مسیح ومہدی نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کیا اُسے پورا کرو۔جیسا کہ آپؑ نے ’’یہ وعدہ تمہاری نسبت ہے‘‘ کے الفاظ فرما کر یہ عظیم ذمہ داری ہمارے سپرد کر دی ہے۔وعدے تبھی پورے ہوتے ہیں جب ان کی شرائط بھی پوری کی جائیں۔

پس اے مسیح محمدی کے ماننے والو!اے وہ لوگو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیارے اور آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہو۔اُٹھو اور خلافت احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو تا کہ مسیح محمدی اپنے آقا و مطاع کے جس پیغام کو لے کر دنیا میں اللہ کی طرف سے آیا،اُس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دو۔دنیا کے ہر فرد تک یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہاری بقا خدائے واحد و یگانہ سے تعلق جوڑنے میں ہے۔دنیا کا امن اُس مہدی و مسیح کی جماعت سے منسلک ہونے سے وابستہ

ہے۔ کیونکہ امن وسلامتی کی حقیقی اسلامی تعلیم کا یہی علمبردار ہے جس کی کوئی مثال روئے زمین پر نہیں پائی جاتی۔ آج اس مسیح محمدی کے مشن کو دنیا میں قائم کرنے اور وحدت کی لڑی میں پروئے جانے کا حل صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے جُڑے رہنے سے وابستہ ہے اور اسی سے خدا والوں نے دنیا میں ایک انقلاب لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو مضبوطیٔ ایمان کے ساتھ اس خوبصورت حقیقت کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2008ء)

عہدیداران خادم بنیں گے تو مخدوم کہلائیں گے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 20 جون 2008ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"عہدیداران سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ وہ اس انعام کی قدر کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خادم بنیں گے تو مخدوم کہلائیں گے۔ اپنے اندر وسعت حوصلہ اور برداشت پیدا کریں۔ ایک احمدی جب آپ کے پاس آتا ہے چاہے وہ کسی قوم کا ہو، اس کی بات غور سے سنیں اور اسے تسلی دلائیں۔ اگر مصروفیت کی وجہ سے فوری طور پر وقت نہیں دے سکتے تو کوئی اور وقت دیں اور اگر کبھی بھی وقت نہیں دے سکتے تو پھر بہتر ہے کہ ایسے عہدیدار خدمت سے معذرت کرلیں۔ مَیں خود باوجود مختلف قسم کی مصروفیات کے، کاموں کی زیادتی کے وقت نکال کر صرف اس لئے ذاتی طور پر بعض بڑھی ہوئی رنجشوں کو سن لیتا ہوں اور حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ ان میں کسی طرح آپس میں محبت اور پیار پیدا ہو۔ وہ حسین معاشرہ قائم ہو جس کے قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ لیکن اگر عہدیداران سننے کا حوصلہ رکھنے والے ہوں تو میرا خیال ہے کہ ان معاملات میں میرا یہ کام آدھا ہوسکتا ہے"

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 247)

عہدیداران خالی الذہن ہو کر فیصلہ کریں اور تربیت کا کام اچھے طریقے سے سرانجام دیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 20 جون 2008ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"مَیں نے کہا آج کل یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور امریکہ میں خاص طور پر یہ بنتا جا رہا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ ابتدا میں قصور لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا۔ کچھ نہ کچھ قصور دونوں کا ہوتا ہوگا۔ لیکن جو باتیں سامنے آتی ہیں، آخر میں لڑکا اور اس کے گھر والے عموماً زیادہ قصوروار ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ بچے ہو جاتے ہیں اور پھر میاں بیوی کی علیحدگی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو بچوں کے ذریعے سے جذباتی تکلیف پہنچا کر تنگ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا بڑا واضح حکم ہے کہ نہ باپ کو اور نہ ماں کو بچوں کے ذریعہ سے تنگ کرو، تکلیف پہنچاؤ۔ اور پھر یہ نہیں کہ پھر تنگ ہی کرتے ہیں بلکہ بعض ماؤں سے بچے چھین لیتے ہیں اور جب مَیں نے اس بارے میں کئی کیسز میں تحقیق کروائی ہے تو مجھے پھر جھوٹ لکھ دیتے ہیں۔ اگر وہ جھوٹ لکھ کر مجھے دھوکہ دے بھی دیں تو خدا تعالیٰ کو تو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ تو عالم الغیب ہے۔ تو یہ سب کچھ بھی صرف اس لئے ہوتا ہے کہ تقویٰ میں کمی ہے اور اس میں بعض ماں باپ بھی اکثر جگہ قصووار ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تعداد بڑھ رہی ہے جو مجھے فکرمند کر رہی ہے۔ آپ کے کسی عہدیدار نے مجھے کہا کہ لڑکیوں سے کہیں کہ جماعت میں ایسے ہی لڑکے ہیں ان سے گزارا کریں۔ تو ایک تو ایسے عہدیداروں سے یہ مَیں کہتا ہوں کہ جب فیصلے کے لئے آپ کے پاس کوئی آئے تو خالی الذہن ہو کر فیصلہ کریں۔ نہ لڑکے کو مجبور کریں نہ لڑکی کو مجبور کریں اور نہ کسی پر کسی قسم کی زیادتی ہو۔

دوسرے میرے نزدیک یہ بات ہمارے احمدی نوجوانوں پر بھی بدظنی ہے کہ نہ ہی ان کی اصلاح ہوگی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی ہے کہ اُس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان کی اصلاح کر سکے۔ مَیں نے تو نصیحت اور دعا سے کئی معاملات میں مختلف قسم کی طبائع میں بڑی واضح تبدیلیاں ہوتے دیکھی ہیں۔ مَیں کس طرح بچیوں سے کہوں کہ تمہارے معاملات کا کوئی حل نہیں ہے، زیادتیوں کو برداشت کرتی چلی جاؤ۔ یا لڑکوں کے بارہ میں یہ اعلان کر دوں کہ وہ قابل اصلاح نہیں ہیں۔ مَیں نے تو یہاں آ کر نوجوانوں میں، لڑکوں میں بھی، مردوں میں بھی، جو اخلاص دیکھا ہے مَیں تو ان صاحب کی بات پہ یقین نہیں کر سکتا۔ مجھے تو بہت اخلاص سے بھرے ہوئے نوجوان نظر آ رہے ہیں۔ اگر چند ایک لڑکے جماعت میں زیادتی کرنے والے ہیں تو اس اعلان کے بعد گویا پھر لڑکوں کو تو کھلی چھوٹ مل جائے گی، مَیں کھلی چھوٹ دے رہا ہوں گا کہ تم بھی تقویٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے بن جاؤ۔

پس عہدیدار بھی اپنے سر سے بوجھ اتارنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تربیت کا جو کام ان کے سپرد کیا ہے اسے سرانجام دیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ اپنے اپنے جائزے لیں اور جس کی طرف سے بھی زیادتی ہے وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس حسین معاشرے کو جنم دینے کی کوشش کرے جس سے یہ دنیا بھی ان کے لئے جنت بن جائے۔ نرم دلی اور نیک اعمال اور عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں جو تقویٰ کی اساس ہیں، بنیاد ہیں۔ اگر ہر احمدی اس کی اہمیت کو سمجھ لے تو حقیقی معنوں میں ایک انقلاب ہوگا جو ہم اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے والے ہوں گے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس کے لئے کوشش کرنی ضروری ہے۔ ان تمام نیک اعمال پر عمل کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیان فرمائے ہیں۔ ان کی ایک لمبی فہرست ہے اور آئندہ بھی مَیں دو دن ان تربیتی امور پر بھی آپ سے کچھ کہوں گا" (خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 248-249)

نئے آنے والوں کی زیادہ تربیت کی ضرورت ہے

دورہ امریکہ کے دوران مورخہ 23 جون 2008ء کو اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ امریکہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے میٹنگ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی

- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں سب سے پہلے قائد ایثار نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم طبی سہولیات دے رہے ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ضرورت مند افریقن ممالک کے لوگوں کے لئے کیا کوئی رقم آپ نے اکٹھی کی ہے؟ یا ان ممالک میں جہاں جماعت کے پراجیکٹ جاری ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ افریقہ میں کم از کم چار پانچ واٹر پمپ لگانے کی ذمہ داری لیں۔
- قائد تعلیم القرآن سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کا پروگرام کیا ہے؟ قائد صاحب نے بتایا کہ مجالس میں قرآن کلاسز جاری ہیں۔ 64 مجالس میں سے 44 مجالس سے رپورٹس موصول ہو رہی ہیں جن کے مطابق کلاسز میں شامل ہونے والوں کی تعداد ایک ہزار ایک صد گیارہ ہے۔ یہ صرف پہلی سہ ماہی کی رپورٹ ہے۔
- قائد تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کا تبلیغی پروگرام کیا ہے؟ قائد صاحب نے بتایا کہ جو چھوٹے علاقے ہیں وہاں تبلیغی پروگرام بنائے گئے ہیں۔ 64 مجالس میں سے 36 مجالس کی رپورٹس موصول ہوئی ہیں اس کے مطابق 897 افراد سے تبلیغی رابطے ہوئے ہیں۔
- نائب صدر اول اور نائب صدر صف دوم نے اپنا تعارف کروایا۔ نائب صدر صف دوم قائد عمومی بھی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ کے دریافت فرمانے پر قائد صاحب عمومی نے بتایا کہ ہماری 64 مجالس ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ لجنہ کی 66 مجالس ہیں اور آپ کی 64 ہیں۔ قائد صاحب نے بتایا کہ ملک کے اندر کل 67 جماعتیں ہیں۔ تین جماعتیں ایسی ہیں جہاں انصار نہیں ہیں۔ اس لئے وہاں ابھی مجالس قائم نہیں ہوئیں۔ حضورانور نے فرمایا ان جماعتوں کے صدران سے رابطہ رکھیں اور پتہ کرتے رہیں۔

۞ قائد اشاعت نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ لٹریچر شائع کیا ہے۔ کتب شائع ہوئی تھیں۔ سپینش زبان میں بھی پمفلٹ شائع کئے گئے ہیں۔

۞ قائد مال سے حضورانور نے بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ قائد مال نے بتایا کہ انصاراللہ کا بجٹ تین لاکھ 16 ہزار ڈالر ہے اور فی کس اوسط 176 ڈالر ہے۔

۞ قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ "صد سالہ خلافت جوبلی" کے پروگرام کے تحت تین کتب معین کی گئی ہیں جن کا مطالعہ کرنا ہے اور امتحان لیا جائے گا۔ اس کے مطابق پروگرام بنائے جا رہے ہیں۔

۞ قائد ذہانت وصحت جسمانی سے حضور انور نے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ قائد صاحب نے بتایا کہ (ہیلتھ) صحت اور ورزش کے بارہ میں سائٹ پر آرٹیکل دیئے ہیں۔ بیس فیصد انصار ورزش کرتے ہیں۔

۞ قائد تجنید نے بتایا کہ ہماری تجنید کے مطابق انصار کی تعداد 1991 ہے۔

۞ قائد تربیت نومبائعین سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ تین سال میں کتنے نومبائعین سے رابطہ قائم ہے اور ان کی تربیت ہو رہی ہے؟ قائد تربیت نے بتایا کہ 43 انصار نومبائعین سے رابطہ ہے اور باقی سے رابطے کئے جا رہے ہیں۔

۞ معاون صدر سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ آپ کے سپرد خاص کام کیا ہے؟ معاون صدر نے بتایا کہ صدر صاحب نے یہ کام سپرد کیا ہے کہ جو ریٹائرڈ انصار ہیں اور ان کے پاس کوئی Talent ہے ان کی لسٹ بنائی جائے اور کوائف اکٹھے کئے جائیں تاکہ ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

۞ قائد تربیت کو حضورانور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو نئے آنے والوں کی زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ ان کو اپنے نظام کا حصہ بنائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 15 اگست 2008ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

عہدیداران انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 4 جولائی 2008ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"امن کا قیام بھی مسجدوں سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ جو مسجد میں اس نیت سے آئے گا کہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے گا۔ لیکن جو لوگ مسجدوں میں آ کر بھی بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ عملاً اپنے آپ کو سچی اطاعت سے باہر کر رہے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی کتابوں میں اپنے ملفوظات میں اس قدر دوسروں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپؑ کا سچا پیرو کبھی اس سے صَرفِ نظر کرے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ، بعض احمدی اس خوبصورت تعلیم سے دُور ہٹتے چلے جا رہے ہیں اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم احمدی ہیں۔ ایک دوسرے پر الزام تراشیاں، جھگڑے، خاص طور پر میاں بیوی کے جھگڑے ہوں تو پورے کا پورا خاندان اس میں ملوث ہو جاتا ہے۔ پھر لڑکیوں پر، عورتوں پر گندے الزام لگانے سے بھی باز نہیں آتے۔ تو اُن کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے جائزے لیں، کچھ خدا کا خوف کریں۔

مجھے بعض دفعہ شکایات آتی ہیں بعض عہدیدار بھی انصاف کے تقاضے پورے نہ کرتے ہوئے غلط قسم کے لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ ان سے بھی مَیں یہی کہوں گا کہ انصاف کے تقاضے پورے کریں۔ اس وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ ورنہ عہد کا پاس نہ کرنے والے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے والے بلکہ خیانت کرنے والے کہلائیں گے اور ایسے لوگ پھر اگر یہاں کسی پکڑ سے بچ بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہیں"

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 268-269)

انصار اللہ کے عہد کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ ایک بہت بڑا عہد ہے اگر آپ نے اللہ کو گواہ ٹھہرا کر کئے گئے عہد کو نہ نبھایا تو آئندہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف نہیں کریں گی

خلافت جوبلی کے مبارک تاریخی سال میں مجلس انصار اللہ بیلجیئم نے مورخہ 18-19 اکتوبر 2008ء کو سالانہ اجتماع کا انعقاد کیا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جرمنی سے واپسی پر شمولیت فرمائی

اور 19 اکتوبر کو اختتامی تقریب سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا۔

" آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں انصار اللہ کا اجتماع اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اتفاق سے ان دنوں میرا جرمنی جانے کا پروگرام تھا۔ صدر صاحب نے درخواست کی کہ واپسی پر اس اجتماع میں شامل ہو جاؤں تو اس طرح اتفاقاً پروگرام بن گیا۔

اس جوبلی کے سال ہر جماعت کی خواہش ہے کہ ان کے جلسوں میں مَیں شامل ہوں لیکن ہر جگہ جانا ممکن نہیں ہے۔ بہرحال بیلجیم کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس کے انصار اللہ کے اجتماع میں کافی تعداد میں دوسرے بھی آئے ہوئے ہیں تو اس لحاظ سے اس اجتماع میں شمولیت اس سال کے حوالے سے ہوگئی ہے۔ اور بیلجیم کی بھی نمائندگی ان ملکوں میں ہوگئی ہے یا میرا پروگرام جن ملکوں میں جانے کا بنا ہے بیلجیم بھی ان میں شامل ہوگیا۔ جہاں اس سال کے حوالے سے اجتماع یا جلسے میں شامل ہوا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سال جو خلافت جوبلی کا سال ہے اس میں ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خوشی منا لینا، جوبلی منا لینا یہ تو دنیاداروں کی طرح ہمارا مقصد نہیں۔ اگر اس سال سے صحیح استفادہ کرنا ہے تو پھر اس روح کو تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کے لئے یہ جوبلی منائی جارہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے 27 رمئی کے جلسہ میں ایک عہد لیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا اور خلافت احمدیہ کے قیام کے لئے آخر دم تک کوشش کرنی اور خلافت کے ذریعہ سے اس پیغام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہے دنیا کے کونے کونے تک پہنچا کر اپنے ملک کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک کہ اس کا حق ادا نہ ہو جائے۔

انصار اللہ کے عہد کو معمولی نہ سمجھیں

حضور نے فرمایا ابھی آپ نے ایک عہد بھی کیا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا۔ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک کوشش کروں گا۔ اپنے بچوں میں بھی یہ روح پھونکنے کی کوشش کروں گا تو یہ عہد جو ہے اس کو معمولی عہد نہ سمجھیں۔ یہ ایک بہت بڑا عہد ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر ہم یہ عہد کر رہے ہیں اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ جو انصار اللہ ہیں اگر آپ نے اپنے اس عہد کو نہ نبھایا، اپنے اس عہد کو نبھانے کے لئے وہ بھرپور کوشش نہ کی جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے تو آئندہ آنے والی نسلیں آپ کو معاف نہیں کریں گی کیونکہ انہوں نے بھی آپ کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ جن بچوں کی، جن نوجوانوں کی تربیت آپ نے کرنی ہے وہ آپ کو الزام دیں گی کہ کیوں ہماری تربیت نہیں کی۔ اس لئے یہ یاد رکھیں کہ عہد جو آپ نے کیا ہے اس کو نبھانا آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

قرآن کریم میں انصاراللہ کے لفظ کا استعمال

حضور انور نے فرمایا قرآن کریم میں انصاراللہ کا لفظ دو جگہ آیا ہے اور ہر جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے بات کی گئی ہے۔آپ نے اپنے ماننے والوں سے پوچھا کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ (الصّف:15) کہ کون ہیں جو اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے۔تو حواریوں نے یہی جواب دیا نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ کہ ہم ہیں وہ انصار وہ مددگار جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے لئے آپ کے مددگار ہوں گے۔ یہ ایک عہد تھا جو انہوں نے کیا اور نبھانے کی کوشش کی اور یہی عہد آپ بھی کر رہے ہیں۔آپ کو نام دیا گیا ہے انصاراللہ کا۔صرف نام دینا کافی نہیں ہے۔ ہر وقت یاد رکھیں کہ اسلام کی روح کیا ہے۔اسلام کے اندر کیا کیا گہری باتیں ہیں جن کا ہم نے خیال رکھنا ہے۔جن کا ہمیں ہر وقت احساس ہونا چاہئے۔

حواری کا مطلب کیا ہے؟ حواری کا مطلب ہے جو کپڑے دھو کر صاف کرے ایسا شخص حواری کہلاتا ہے جو دھلائی کرنے والا ہو۔ کپڑوں کی دھلائی کر کے ان کو صاف کر دینے والا ہو۔ پھر حواری کا مطلب ہے ایسا شخص جو امتحانوں سے آزمایا جائے اور ان میں سے کامیاب ہو کر نکلے، کبھی کمزوری دکھانے والا نہ ہو۔

پھر حواری ایسے شخص کو بھی کہتے ہیں جس کے کردار میں کوئی ملونی اور ملاوٹ نہ ہو۔ ایسا پاک صاف کردار ہو کہ جو کہہ رہا ہے اس پر عمل بھی کر رہا ہے۔

اب آپ گہرائی میں جا کر دیکھیں کہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے جو انصاراللہ پر پڑتی ہے۔ جو یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم انصاراللہ ہیں۔

پھر حواری اس کو کہتے ہیں کہ جس کے مشورے اور عمل ایمانداری اور وفا کے ساتھ ہوں۔ پھر حواری کا ایک مطلب یہ ہے کہ سچا، وفادار دوست اور مددگار۔ پھر حواری کے ایک معنی یہ ہیں نبی کا خاص چنیدہ اور وفادار۔

حضور نے فرمایا کہ اب یہ سارے مطلب آپ دیکھیں تو ایسے ہیں جو ایک بہت بڑی ذمہ داری ڈالتے ہیں اور ان رشتوں سے، ان تعلقات سے یہ امید رکھی جاتی ہے کہ اپنا حق نبھانے کی کوشش کریں گے۔ کپڑے صاف کر کے دھونا، دھونا کسی کو صاف کرنے کے لئے۔اس سے ایک ذمہ داری یہ بھی آپ پر پڑی کہ اپنے دلوں کو بھی دھونا ہے اور دوسروں کے دلوں کو بھی دھونا ہے۔اور ہر آزمائش سے کامیابی سے گزرنا ہے۔

آج کل کی دنیا میں، ان ملکوں میں ہزاروں آزمائشیں آپ کے رستہ میں ہوں گی۔آپ کے کام ہیں، آپ کی مصروفیات ہیں لیکن دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا ہے۔تبھی آپ انصاراللہ کہلائیں گے۔تبھی آپ وہ حواری کہلائیں گے جنہوں نے انصاراللہ ہونے کا حق ادا کیا۔

حضور نے فرمایا: آپ کا کردار ایسا ہو جس میں کوئی ملونی اور ملاوٹ نہ ہو۔ جو کہا ہے اس پر عمل کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ عمل کچھ اور ہوں اور کہہ کچھ اور رہے ہوں۔ مسجد میں آئیں تو اور رویّے ہوں، باہر جائیں تو اور رویّے

ہوں۔ کہنے کو احمدی ہوں اور نمازوں کی ادائیگی کی طرف بے رغبتی ہو۔ انصار اللہ کی عمر ایک ایسی عمر ہے جس میں ویسے ہی خیال آ جانا چاہئے کہ ہماری عمر گھٹ رہی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے۔ لیکن جیسے جیسے عمر بڑھ رہی ہے اصل میں تو آپ کی عمر میں کمی آتی جا رہی ہے۔

حضور نے فرمایا یہ نظم جو ابھی پڑھی گئی ہے اس میں یہی توجہ دلائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ دنیا تو ایک عارضی ٹھکانہ ہے آخر مرنا ہے اور جب مر کر اللہ تعالیٰ کے حضور جانا ہے اور یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں جواب دہی ہونی ہے تو اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایسا حواری ہو جو مشورے دے تو پوری ایمانداری سے دے۔ آپ میں سے عہدیدار بھی ہیں۔ آپ میں سے عام احمدی بھی ہیں جو عہدیدار منتخب کرتے ہیں۔ آپ جب بھی اپنے عہدیدار کو منتخب کریں تو ایسے عہدیداروں کو منتخب کریں جو آپ کے نزدیک ایماندارانہ رائے رکھتے ہوں۔ انتہائی قابل اعتماد شخص اور جماعت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے اور خدمت کرنے والے ہوں۔

عہدیداران ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کریں

حضور انور نے فرمایا اسی طرح عہدیدار جب وہ منتخب ہو جاتے ہیں تو ان کا کام یہ ہے کہ آپ ایمانداری سے اپنے فرائض ادا کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو تبھی آپ وفادار کہلائیں گے۔ تبھی آپ خالص مددگار کہلائیں گے۔ صرف انصار اللہ کا نعرہ لگا دینا یا انصار اللہ کا لیبل اپنے ساتھ لگا لینا یا نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہ کہہ دینا کافی نہیں ہوگا۔ پس ان باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیں۔

حضور نے فرمایا جہاں تک اللہ تعالیٰ کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو مدد کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جو سب قدرتوں کا مالک ہے وہ بغیر کسی کی مدد کے بھی خود براہ راست مدد کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ بندوں کو دے رہا ہے کہ کون ہے تم میں سے جو وفادار ہو کر، جو سچا ہو کر، جو پوری طرح تیار ہو کر، دنیا کی تمام خواہشوں کو دور رکھتے ہوئے، خالص ہو کر میرے دین کی مدد کے لئے آئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے۔ شریعت نے جو بھی ذرائع، وسائل ہیں ان سے منع نہیں کیا۔ ان کو ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ اور فرمایا: سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب میں نہیں ہے؟ دعا بھی تو سبب بنایا ہے نا۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کیا دعا اسباب نہیں۔ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے۔ جب انسان کسی ذریعہ کی تلاش کرتا ہے تو وہ بھی ایک دعا بن جاتی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا ایک چشمہ ہے۔ دعا بہت بڑا سبب اور ذریعہ ہے۔

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس بات کو وضاحت سے دنیا پر کھول دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک

سلسلہ دنیا میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ان کے مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کہنے میں بھی ایک شان ہوتی ہے۔ وہ دنیا کو رعایت اسباب سکھانا چاہتے ہیں۔ جو دعا کا ایک شعبہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل ایمان اور اس کے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (المومن:52) یقینی اور حتمی وعدہ ہے۔

آپ نے فرمایا۔ کہ مَیں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسی کے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکے۔ پس یہاں یہ فرمایا کہ نبیوں کو مدد کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ خود مدد کر سکتا ہے اور ان نبیوں کو پورا یقین بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کو کھڑا کیا ہے تو ضرور مدد بھی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔ تو جب غالب آئیں گے یہ تو نہیں فرمایا کہ فلاں فلاں مدد کرے گا تو غالب آئیں گے۔ اللہ نے اپنی مدد کے ساتھ یہ اعلان کروایا ہے کہ مَیں یہ اعلان کردوں کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہوا اور کئی دفعہ ہوا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت نے ہی پھیلنا ہے اور اسلام نے ہی پھیلنا ہے۔ اور یہ غلبہ تو ہونا ہے۔ لیکن خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو انصار اللہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے جو اس غلبہ میں شامل ہو جائیں گے۔

فرمایا نبی اگر مدد کے لئے کہتے ہیں تو تمہارے بھلے کے لئے کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں مدد کے لئے بلاتا ہے تو تمہارے بھلے کے لئے ہوتا ہے۔ پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھو۔

پھر آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ مدد کیوں چاہتے ہیں۔ اس لئے چاہتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت دلوں میں پیدا ہو جائے۔ انبیاء کا فرض ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو، ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو، ان کے دلوں میں خشیت پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی عظمت پیدا ہو اور وہ، وہ کام کریں جو خدا تعالیٰ انبیاء سے چاہتا ہے کہ وہ بھی کریں۔

تبلیغ اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتی جب تک قول و فعل میں یکسانیت نہ ہو

خدا تعالیٰ انبیاء کو دنیا میں اصلاح کے لئے بھیجتا ہے۔ خدا تعالیٰ انبیاء کو اپنی وحدانیت قائم کرنے کے لئے بھیجتا ہے، خدا تعالیٰ انبیاء کو دنیا میں انسانوں کو اپنے قریب لانے کے لئے بھیجتا ہے۔ پس اگر انبیاء کے سپرد یہ کام ہے تو یہی کام جب انصار اللہ کے سپرد ہوتا ہے، انبیاء کے مددگاروں کے سپرد ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہی

ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت دنیا میں قائم کریں اور وہ اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک خود اپنے دلوں میں قائم نہ ہو۔ جب تک خود وہ اُسوۂ رسول پر چلنے والے نہ ہوں، ان کے عمل اس وقت تک بار آور نہیں ہو سکتے جب تک خود ان کے ہر قول و فعل میں یکسانیت نہ پائی جاتی ہو۔ تبلیغ اس وقت تک بار آور نہیں ہوسکتی جب تک ان کے قول و فعل میں یکسانیت نہ پائی جاتی ہو۔ پس یہ چیزیں ہیں، یہ حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کے لئے انبیاء کو کہتا ہے کہ لوگوں کو بلاؤ تا کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ان کو اپنا قرب عطا کرے۔ ان کو بخشے اور ان کو اس دنیا میں بھی اپنے پیار سے نوازے اور آخرت میں بھی ان کے درجات بلند کرے۔

انصار اللہ کے کام

پس انصار اللہ کا یہ کام ہے کہ نیکیوں میں بڑھیں۔ اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کریں۔ تقویٰ میں ترقی کریں اور صرف انصار ہی نہیں ہر شخص، ہر احمدی جس نے یہ عہد کیا ہے۔ نوجوان بھی بیٹھے ہوئے ہیں میرے سامنے اور وہ بھی میرے مخاطب ہیں اور یہی چیز ہے جو اس زمانہ میں اپنے عہدوں کا پورا کرنے والی ہر ایک کو بنائے گی۔ یہی چیز ہے جو انصار اللہ بننے کی طرف نئے نئے راستے آپ کو دکھائے گی کہ انصار اللہ چیز کیا ہے اور کس طرح ہم نے اپنے معیار اونچے کرتے چلے جانا ہے کیونکہ بغیر نیکی اور تقویٰ کے ہم حقیقی انصار کہلانے والے نہیں ہوسکتے۔

پس ہمیشہ جب آپ یہ چیز اپنے سامنے رکھیں گے کہ انصار اللہ ہمارا نام رکھا گیا ہے تو اس کی طرف ہم نے توجہ کرنی ہے۔ اپنے اعمال کے جائزے لیں گے۔ اپنی عبادتوں کے جائزے لیں گے۔ اپنے اخلاق کے جائزے لیں گے تبھی اس مقام کو حاصل کرنے والے بنیں گے جس کی طرف اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں لے جانا چاہتے ہیں اور ہمیں وہ مقام دلوانا چاہتے ہیں۔

مدینہ کے انصار کی قربانیاں

حضور انور نے فرمایا۔ اسلام میں انصار کا لفظ استعمال ہوا ان لوگوں کے لئے جو مدینہ کے رہنے والے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ گئے تو وہ انصار تھے جنہوں نے آپؐ کو خوش آمدید کہا اور آپؐ کے ساتھ جانے والے مہاجرین بھی شامل تھے۔ قربانیوں کے ان کے معیار کیا تھے۔ عبادتوں کے ان کے معیار کیا تھے۔ تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد انہوں نے گھیرا ڈال لیا۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد نہیں بلکہ جو دوسرے ان کے بھائی تھے، جو مہاجرین ہجرت کرکے آئے تھے ان کے بھی حق ادا کئے۔ کہاں تک حق ادا کئے۔ وہ غریب جو لٹے پٹے آئے تھے ان کو اپنی جائیدادوں کا حصہ دار بنا دیا۔ لیکن مہاجرین کا بھی اپنا مقام تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہاری مدد

چاہتے ہیں، جائیداد یں نہیں لینا چاہتے۔ پھر بعض انصار نے تو یہ قربانیاں دیں کہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دینے پر تیار ہو گئے کہ تم اس سے شادی کرلو۔ تمہاری بیوی نہیں ہے۔ تو ان کے قربانیوں کے معیار بلند تھے اور اس کو بلند تر کرتے چلا جانا چاہتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا۔ پس پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک احمدی کو اپنے ان معیاروں کو بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں کس حد تک اپنے بھائیوں کے لئے قربانی کا جذبہ ہے۔ صرف اپنے نفس کا خیال نہ ہو بلکہ دوسروں کا بھی خیال ہو۔ صرف اپنی ہی نہ پڑی رہے بلکہ دوسرے کا بھی خیال رکھنے والے ہوں۔ اور آپس میں جب ایک دوسرے کے خیال رکھنے کا احساس پیدا ہو گا تو پھر رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) کی کیفیت بھی سامنے آئے گی، آپس میں محبت اور پیار بڑھے گا، جماعت میں یکسانیت پید ہوگی، یگانگت پیدا ہوگی، محبت پیدا ہوگی، بھائی چارہ پیدا ہوگا اور پھر جب یہ چیز ہوگی تو جہاں آپ کا اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے بڑھے گا وہاں اس ایک ہونے کی وجہ سے جماعت میں مضبوطی پیدا ہوگی اور خلافت میں مضبوطی پیدا ہوگی اور پھر جماعت کا ترقی کی طرف قدم بڑھے گا۔

حضور انور نے فرمایا۔ پھر صرف یہ قربانیاں نہیں بلکہ جنگ جب ہوئی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا صحابہ سے کہ دشمن حملہ کرنے لگا ہے کیا رائے ہے تمہاری؟ جب آپؐ نے بار بار پوچھا تو انصار کو خیال آیا کہ ہم سے پوچھا جا رہا ہے کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انصار نے جواب دیا کہ حضور جب تک ہمیں اسلام کا پوری طرح فہم وادراک نہیں تھا اور آپ کے نام کی پہچان نہیں تھی تب ہم نے کہا تھا کہ ہم ان شرطوں کے ساتھ آپ کی حفاظت کریں گے۔ لیکن آج جب ہمیں پوری طرح فہم وادراک حاصل ہو گیا ہم وہ لوگ ہیں جو آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے، آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو یہ وہ مقام ہے جو اس زمانہ میں انصار اللہ نے پایا۔ اور یہ وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی آپ سے توقع کی جاتی ہے بلکہ انصار کے وہ بچے جو ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہوئے بالغ اور صاحب فراست انصار نہیں تھے ان میں بھی ایسے بچے تھے جیسے معوذ اور معاذ کی مثال دی جاتی ہے جنہوں نے اپنی جان قربان کردی اور دشمن اسلام کو قتل کر کے رکھ دیا۔ ابوجہل کو زمین میں خاک وخون میں لپٹا دیا۔ تو یہ روح جب تک بڑوں میں پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک بچوں میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ ان بچوں نے بھی تو بڑوں سے ہی سنا تھا کہ کون ہے وہ اسلام کا دشمن، کون ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن جس نے اس حد تک آپ کو تکلیفیں دیں۔ ہم ہوں گے اس کو قتل کرنے والے اور اس کو خاک آلود کرنے والے۔ تو یہ جذبہ جب تک آپ لوگوں میں پیدا نہیں ہوگا، آپ اس جذبے کو آگے اپنے بچوں اور اولادوں میں پیدا نہیں کر سکتے۔

مسیح محمدی سے کیئے گئے عہد کو نبھائیں

حضور انور نے فرمایا۔ پس اس روح کو سمجھیں۔ آپ نے مسیح محمدی کے ساتھ ایک عہد کیا۔ مسیح موسوی کے حواریوں نے تو عہد نبھایا تھا۔ اب آپ کا فرض ہے، اس زمانے میں آپ نے وہ عہد نبھانا ہے اور اس وقت ان ملکوں میں رہنے والے خاص طور پر، یہاں تلوار اور توپ کی جنگ تو نہیں ہے یا کسی قسم کا خوف اور جان کو خطرہ نہیں ہے جس طرح پاکستان میں یا دوسری جگہوں پر ہے۔ تو جو آپ سے توقع کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ اس عہد کو نبھاتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کریں۔ اپنے اخلاق کے معیار بلند کریں، اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ صرف پیسے کی دوڑ کی طرف نہ لگے رہیں۔ تبلیغ جو آپ کے سپرد کام ہے اس کو ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ (حم السجدة: 34) کہ اس سے اچھا کام کون سا ہو سکتا ہے جو دعوت الی اللہ کرے۔ اس کی طرف دیکھیں آپ کے کیا پروگرام ہیں۔ آپ لوگ Mature ذہنیت کے حامل ہیں۔ چالیس سال سے اوپر کے لوگ ہیں جن کی سوچیں بھی پکّی ہیں، جن کے علم میں بھی کافی حد تک پختگی آ گئی ہوتی ہے۔ اگر آپ لوگ اپنا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اس ملک میں انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ تبلیغ کے راستے مزید کھل سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس تبلیغ کے ساتھ عمل صالح کی طرف بھی توجہ ہو۔ اپنے عمل تمہارے اچھے ہوں گے۔ نیکیوں کی طرف توجہ ہوگی تو تمہاری تبلیغ بھی بار آور ہوگی، پھلدار ہوگی۔ پس اس لحاظ سے بھی یہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری کہ اپنے تبلیغ کے میدان بھی مزید کھولیں۔ جہاں آپ اپنی تربیت کریں وہاں اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ اس پیغام کو جو اس زمانے میں آپ نے پہنچانے کا عہد کیا ہے اور 27 رمئی کو اس عہد کا اعادہ کیا ہے، تجدید کی ہے اس کو آپ نے پورا کرنا ہے ورنہ بہت سارے لوگ مجھے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہم نے عہد کیا اور ہمارے جذبات میں ایک عجیب تبدیلی آ گئی۔ صرف وقتی طور پر تبدیلی آنا کام نہیں ہے۔ اس تبدیلی کو مستقل اپنے ذہنوں میں بٹھانا کام ہے۔ اور پھر صرف بٹھانا نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا بھی کام ہے۔

پس اس لحاظ سے ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے اپنے اوپر لی ہے اور خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے لی ہے، اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ مساجد کی تعمیر ہے

حضور نے فرمایا۔ تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ مساجد کی تعمیر ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”مَیں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اگر کہیں جماعت کو متعارف کروانا ہو، اسلام سے متعارف کروانا ہو، خود مسلمانوں کو آرگنائز کرنا ہو تو مسجد تعمیر کر دو۔ بیلجیئم ان ملکوں میں سے ہے جہاں

ابھی تک با قاعدہ مسجد نہیں۔ سینٹر بے شک ہیں۔ بڑی مالی قربانیاں کی ہیں سینٹرز خریدے گئے ہیں۔ برسلز میں خریدا ہے اور جگہ بھی ہیں اور تربیت کے لحاظ سے تو ٹھیک ہے آپ کرتے ہیں لیکن تبلیغی میدان جو ہے وہ بغیر مساجد کی تعمیر کے لوگوں کی اس طرف توجہ ہونے میں ایک بہت بڑی روک بن جاتا ہے۔ کیونکہ لوگ اس طرح توجہ نہیں کرتے۔ مسلمان ان ملکوں میں بہت سارے آئے ہیں وہ مسجد کو دیکھتے ہیں، اس طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور انصار اللہ جو چالیس سال کی عمر کے ہیں اور اس سے اوپر ہیں۔ یہ ایک ایسی عمر کا گروپ ہے Age Group جسے کہتے ہیں انگریزی میں یہ جو حصہ ہے اس گروپ میں جو لوگ ہیں ان میں عموماً آمدنی کے لحاظ سے بھی اچھے حالات ہوتے ہیں اس لئے مالی قربانی کی طرف انصار کو زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ مسجد سے کس حد تک تعارف پیدا ہوتا ہے۔ مَیں ابھی فرانس میں مسجد کا افتتاح کر کے آیا ہوں۔ وہاں لوگ احمدی جو تھے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہماری مسجد کا اتنا تعارف ہوگا۔ نیشنل ٹی وی نے، اخباروں نے اور میڈیا نے جتنی کوریج دی ہے اس کو وہ کروڑوں تک بھی خرچ کرتے تو شاید تبلیغ وہاں تک نہ پہنچ سکتی جس طرح اس مسجد کی تعمیر سے پہنچ گئی۔

پھر برلن مسجد کی تعمیر ہے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ یورو نیوز (Euro News) نے کافی وقت کی خبر دی ہے۔ یہاں فرنچ میں، جرمن میں، انگریزی میں خبریں آتی ہیں۔ تو احمدیت کی تبلیغ ہوئی اور اس سے لوگوں کو تعارف حاصل ہوا۔ ابھی جرمنی میں ہی تھا کہ ایک بوڑھی مائی برلن سے آئی کہ مَیں نے خلیفہ کو ملنا ہے۔ خلیفہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس سے پوچھا کہ کیسے پتہ لگا تو کہنے لگی مَیں نے ٹی وی پر دیکھا، اخبار میں پڑھا تو مجھے شوق پیدا ہوا کہ مَیں خود جا کر دیکھوں۔ تو اسی طرح اور لوگ بھی آئے مسجد دیکھنے کے لئے۔ اسی اخباروں کے تعارف کی وجہ سے اور تبلیغ کے نئے راستے بھی کھلے، بیعتیں بھی ہوئیں۔

حضور انور نے فرمایا: تو مسجد جو ہے ایک بہت بڑا راستہ ہے تبلیغ کا۔ اس کے لئے بھی سب سے پہلے وہ لوگ جن کی سوچیں Mature ہیں، جنہوں نے انصار اللہ ہونے کا اعلان کیا ہے ان لوگوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ صرف اس میں ایک دوسرے پہ الزام تراشیوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ یہ کام نہیں کر رہا یا وہ کام نہیں کر رہا۔ اس سے نتیجے حاصل نہیں ہو سکتے۔ سب کو اکٹھا ہو کر اپنے رخوں اور اپنی سمتوں کا تعین کرنا ہوگا۔ اپنی منزلوں کا تعین کرنا ہوگا۔ اپنے ٹارگٹ مقرر کرنے ہوں گے۔ تب اس میں برکت بھی پڑے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگ یہاں بھی اس قابل ہوں گے کہ یہاں مسجد تعمیر کر سکیں۔ یہاں بے شک مَیں نے کہا کہ تربیت کے لئے سینٹر ہیں لیکن جہاں مسجدیں ہماری نہیں ہیں یہی رپورٹ آتی ہے کہ جو مسلمانوں میں سے احمدی ہوتے ہیں شروع میں کمزور ہوتے ہیں۔ ابتدائی حالت ہوتی ہے۔ دوسرے مسلمان ان کو ورغلا کر لے جاتے ہیں کہ دیکھو انہوں نے تو مسجد نہیں بنائی۔ یہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ سینٹر بنائے ہیں، ہال بنائے ہیں، کمرہ

بنایا ہوا ہے جہاں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ یہ اصل میں دکھاوے کی باتیں ہیں۔ اگر یہ مسلمان ہوتے تو سب سے پہلے مسجد بناتے۔ اور یہ بہت بڑی روک ہے تبلیغ میں۔ اس لئے اس طرف اب بہرحال توجہ کرنی چاہئے۔ اور اسی حوالے سے اب میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ قربانیاں بے شک آپ نے کی ہیں اور کر رہے ہیں۔ جہاں تک میرا علم ہے کچھ رقم آپ کے پاس موجود بھی ہے لیکن مسجد بنانے کے لئے جگہ نہ مل سکی ہے۔ اس لئے کہ سب کی مل کر جو کوشش صحیح رنگ میں ہونی چاہئے وہ نہیں ہوئی۔ اگر آپ ایک ہو کر کوشش کریں تو انشاءاللہ اس میں برکت پڑ جائے گی۔ اور جو رقم آپ نے جمع کی ہے اس کا صحیح استعمال بھی ہو جائے گا۔ تو یہاں بھی مسجد بنانے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اسی طرح آپ کو تبلیغ کے میدان میں بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی تربیت کے لئے بھی آپ کو پہلے سے زیادہ توجہ پیدا ہو۔ اپنی اولادوں کی تربیت کی طرف بھی آپ کو پہلے سے زیادہ توجہ پیدا ہو اور سب سے بڑھ کر دعاؤں اور خدا تعالیٰ سے تعلق میں آپ بڑھنے والے ہوں۔ تبھی آپ حقیقی رنگ میں انصار اللہ کہلانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس ملک میں بھی احمدیت اسلام کا پیغام جلد سے جلد پھیلے اور ہم وہ ترقیاں دیکھیں جو مقدر ہیں اور جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہوا ہے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

حضور انور نے فرمایا جماعت کی خاصی تعداد یہاں موجود ہے۔ جو مَیں نے انصار اللہ سے باتیں کی ہیں وہ سب کے لئے ہیں۔ اس طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے اور اللہ کرے کہ جلد سے جلد ہم یہاں ترقیاں دیکھیں اور جلد سے جلد آپ کی طرف سے مجھے خوشخبریوں کی اطلاع ملنے لگ جائے۔ اللہ کرے۔ آمین"

(الفضل انٹرنیشنل 9 جنوری 2009ء)

انصار اللہ کو اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے۔ جو یہ نہیں کرتا وہ انصار اللہ کیسے کہلا سکتا ہے

نحن انصار اللہ کے مبارک الفاظ میں مضمر انصار کی اہم ذمہ داریوں کا تذکرہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 26 اکتوبر 2008ء کو مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے آخری روز انصار سے خطاب کرتے ہوئے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"الحمدللہ کہ آج انصار اللہ کا اجتماع اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ صدر صاحب انصار اللہ کو کافی فکر تھی۔ میرے خیال میں انہوں نے رپورٹوں میں اظہار بھی کیا اور کچھ انصار کی طرف سے بھی اس قسم کا اظہار تھا کہ اسلام آباد

میں ٹھنڈا موسم ہونے کی وجہ سے شاید ہم نہ آسکیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال بھی کافی بہتر حاضری ہے۔اس سال خلافت جوبلی کے حوالہ سے ہر فنکشن جو جماعت میں ہو رہا ہے، چاہے وہ ذیلی تنظیموں کے فنکشن ہیں یا جماعتی فنکشن ہیں، حتی الوسع خاص طور پر بڑے اہتمام سے منعقد کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ہر ایک کی خواہش ہے کہ اس میں مَیں بھی شامل ہوں۔گزشتہ سال کسی وجہ سے میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔اس سال بھی جو پہلی تاریخیں دس اکتوبر کی رکھی گئی تھیں ان میں مَیں سفر کی وجہ سے شامل نہیں ہوسکتا تھا۔تو اس لحاظ سے مَیں نے صدر صاحب انصار اللہ کو معذرت کر دی تھی کہ اجتماع کر لیں۔لیکن پھر عاملہ نے فیصلہ کیا کہ تاریخیں آگے کر دی جائیں۔گو موسم ان دنوں میں مزید ٹھنڈا ہو گیا ہے لیکن بہر حال جب انہوں نے آگے کیا تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ مَیں شامل ہوتا کیونکہ بہانہ کوئی نہ رہا تھا۔بہر حال 10 اکتوبر کو جو شروع ہونا تھا اور 12 کو اختتام تو اس میں بھی نہ شامل ہونے کا بہانہ نہیں تھا۔ایک مجبوری تھی کہ فرانس کی مسجد کے افتتاح کے لئے انہیں تاریخیں دے چکا تھا اور جیسا کہ سب لوگوں نے دیکھا کہ فرانس کی مسجد کا افتتاح بڑی تاریخی اہمیت کا حامل تھا اور اُس کی وجہ سے فرانکوفون ممالک میں اور دنیا کے بہت سارے ممالک میں احمدیت کو بہت تعارف حاصل ہوا ہے۔اس لحاظ سے بہر حال اس کی اپنی اہمیت تھی اُس کو چھوڑا نہیں جاسکتا تھا۔

اگر انصار اللہ کی صرف یہ خواہش ہے کہ مَیں اُس میں شامل ہوں اس لئے کہ ان کے پروگرام زیادہ ہائی لائٹ (Highlight) ہو جاتے ہیں۔ایم ٹی اے پر دکھائے جاتے ہیں اور اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، تو بالکل بے فائدہ ہے لیکن اگر اس لئے ہے کہ ہم انصار اللہ ہیں اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے جس میں اخلاص اور وفا کا اظہار ہوتا ہو تو پھر واقعی آپ کا یہ تاریخیں تبدیل کرنا اور سارا اجتماع ان تاریخوں میں منتقل کرنا قابلِ ستائش ہے۔بس اصل اصول یہ ہے کہ اس کو پکڑے رکھیں کہ اخلاص، وفا، اطاعت اور کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے انصار اللہ نے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

شرائط بیعت پر پورا اترنے والا ہی انصار کہلانے کا حق دار ہے

اس مضمون پر مَیں پہلے بیلجیم میں بھی اور یہاں بھی روشنی ڈال چکا ہوں۔تاریخ ہمیں جن انصار اللہ کا بتاتی ہے وہ یسوع مسیح کے حواری تھے۔اور انہوں نے حواریوں سے پوچھا کہ کون ہوں گے میرے مددگار؟ تو حواریوں نے جواب دیا کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔حواری کا کیا مطلب ہے؟ کیا حواری وہ تھے جو اس وقت فوری طور پر ایمان لائے تھے اور یہ کافی ہو گیا۔اور وہ جو حضرت مسیح کو اچھا سمجھنے والے تھے یا صرف وہ جو کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لے آئے۔باقی عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔یہ کافی ہو گیا۔اگر اس کے گہرے مطالب دیکھے جائیں تو حواری وہ لوگ ہیں کہ جن سے قربانیاں مانگی جارہی ہیں۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو مکمل

طور پر دین کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا وعدہ کرنے والے ہوں۔اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ جو دین کی اشاعت میں مددگار بننے والے ہوں۔اور ایک اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے لوگ جو اپنے پاک نمونے قائم کرنے والے ہوں۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ انتہائی قابلِ اعتماد ساتھی بننے کا عہد کرنے والے ہوں۔اور پھر یہ کہ اس حد تک وفادار اور ایماندار ہوں کہ کوئی چیز ان کی وفا اور ایمان کے آڑے نہ آئے۔اور اس وجہ سے پھر وہ بہترین مشیر بننے والے ہوں، مشورے دینے والے ہوں اور پھر یہ کہ دوستی کا حق نبھانے والے دوست ہوں۔یہ نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم دوست ہیں اور جب وقت آئے تو دوست کو چھوڑ کر چلے جائیں۔پھر یہ کہ ان میں ایسا رشتہ ہونا چاہئے کہ جو تمام رشتوں پر حاوی ہو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہدِ بیعت میں جو شرائط رکھی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے سے وفا اور اطاعت کا، وفاداری، فرمانبرداری اور خلوص کا جو تعلق ہے وہ سب رشتوں سے بڑھ کر ہوگا۔یہ عہد آپ نے قبول کیا ہے اور یہ عہد آپ انصار کے اجتماع میں دہراتے بھی رہتے ہیں۔گو ان الفاظ میں نہیں لیکن خلاصہ یہی ہے کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔تو اس لحاظ سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم ایسے حواری ہیں جو ان شرائط پر پورا اترتے ہیں؟اور اگر ہوں گے تو پھر انصار اللہ کہلانے کے حق دار کہلائیں گے۔پس حواری ہونے کی اور اس کے نتیجہ میں انصار اللہ ہونے کی یہ وضاحت اور مطلب ہے۔

اگر ہم نے انصار اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ کام کر کے دکھانے ہوں گے۔ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہوگا۔اپنی اَناؤں کو چھوڑنا ہوگا۔اپنی سوچوں کو بدلنا ہوگا۔اپنے آپ کو کامل طور پر اس تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہوگا جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے۔صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے اور ہم حواریوں میں داخل ہو گئے کہ ہم انصار اللہ ہیں کافی نہیں۔یہ توقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان حواریوں سے کی تھیں اور انہوں نے انہیں پورا کرنے کی کوشش کی، گو وہ پوری طرح نہیں کر سکے۔لیکن مسیح محمدی کے جو حواری ہیں، وہ جو نعرہ لگاتے ہیں کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ تو ان کا یہ کام ہے کہ کامل طور پر کامل الایمان ہو کر، کامل طور پر وفا شعار ہو کر، کامل طور پر اطاعت گزار ہو کر اپنے آپ کو ایسے حواری بنا کر دکھائیں جو واقعی طور پر انصار اللہ ہوں اور اس کو سچ کر کے دکھائیں۔

صحابہ رسولؐ حقیقی معنوں میں انصار اللہ تھے

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔انہوں نے قربانیاں دکھائیں۔جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف نہیں لائے تھے اُس وقت بالکل اور سوچ تھی۔جب آپ مدینہ تشریف لے آئے، جب ایمان میں ترقی کرنے لگے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی نے کام دکھایا تو وہی لوگ جو کچھ شرائط کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کرنے کو تیار تھے آپؐ کے دائیں لڑنے پر بھی تیار ہو گئے، آپؐ کے بائیں

لڑنے پر بھی تیار ہو گئے، آپؐ کے آگے لڑنے کو بھی تیار ہو گئے اور آپؐ کے پیچھے لڑنے کو بھی تیار ہو گئے۔ اور یہ اعلان کیا کہ دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو نہ روند دے۔ یہ تھے وہ انصار اللہ۔ پھر یہی نہیں کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں شامل ہو کے مسلمان ہو گئے۔ وہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے بلکہ ایمان میں بڑھے تو صرف آپؐ کی حفاظت کے لئے تیار تھے یا اسلام کی خاطر جنگیں لڑنی پڑیں تو تیار ہو گئے بلکہ ہجرت کرنے والے صحابہ جو آپؐ کے ساتھ مدینہ آئے تھے ان کے لئے بھی ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ اُن کو اپنے مال میں سے حصّہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان کو اپنی بیویوں میں سے حصّہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ان کو جو مدد جائز طور پر میسر ہو سکتی تھی دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ تو یہ تھے وہ انصار اللہ۔ اور پھر ایمان میں اس قدر ترقی کی کہ اسلام اور ایمان کی خاطر باپ بغیر کسی تردد کے بیٹے کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور بیٹا باپ کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور بغیر کسی سوچ کے یہ اعلان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے بیعت کر لی، ایک دفعہ مسلمان ہو گئے، ہمارے ایمان میں ترقی ہو گئی تو اب ہماری سوچ یہ ہو نہیں سکتی کہ ہم اسلام کی خاطر کوئی بھی شخص جو اسلام کا دشمن ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اس کو برداشت کر سکیں۔ اسلام کی تاریخ میں عبداللہ بن اُبی ابن سلول کا واقعہ آتا ہے، قرآنِ کریم نے بھی اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ وہی شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ شہر کا ذلیل آدمی کہا تھا۔ صحابہ سخت غصہ میں آ گئے اور اس کے بیٹے کو بھی خبر پہنچی تو اس کے بیٹے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے باپ نے یہ الفاظ کہے ہیں اور آپ کی ہتک کی ہے اور نہایت ذلیل الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے آپؐ سزا کا اور قتل کا فیصلہ فرمائیں اور یہ جائز ہو گا اور مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر میرا باپ کسی اور کے ذریعہ قتل ہوتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت میرے دل میں خیال آ جائے کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو قتل کیا تھا اور رشتہ کے تعلق کا احساس بھڑک اٹھے اور میں بدلے کیلئے تیار ہو جاؤں۔ (عربوں میں اس زمانہ میں لوگ بدلہ لینے کیلئے ہر وقت تیار بیٹھے ہوتے تھے)۔ تو آپؐ مجھے حکم دیں کہ میں اپنے باپ کی گردن اڑا دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کوئی سزا نہیں دینے والا۔ لیکن جب وہ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے تو اُس نے اپنے باپ کو روک لیا کہ تم اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک یہ اعلان نہ کرو کہ میں اس شہر کا ذلیل ترین آدمی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معزز ترین انسان ہیں۔ یہ الفاظ کہلوائے اور پھر اسے جانے دیا ورنہ یہ اعلان کیا کہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تو یہ وہ لوگ تھے جو انصار بنے اور انصار ہونے کا حق ادا کر دیا۔ یہ ہے ایمان جس کا آج ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ مگر کسی کی گردن اڑانے کیلئے نہیں۔

قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کے جہاد میں انصار، صف اول کے مجاہدین ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد تو دین کے نام پر تلوار اٹھانا بند ہو گیا ہے۔ یَضَعُ الْحَرْبَ والی حدیث تو واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن جو جہاد ہے جس کے لئے ہمیں بلایا جا رہا ہے وہ نفس کا جہاد ہے، اپنی حالتوں کو درست کرنے کا جہاد ہے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا جہاد ہے۔ اپنے اندر اور اپنے خاندان میں قرآنی تعلیم کو لاگو کرنے کا جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تبلیغ کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچانے کا نام جہاد ہے۔ یہ وہ کام ہیں جو اس زمانہ میں ہم نے کرنے ہیں اور اس کے لئے انصار اللہ صفِ اوّل کے مجاہدین ہونے چاہئیں کیونکہ انہوں نے نعرہ لگایا ہے۔ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ۔

پس آپ کا نام انصار اللہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ چالیس سال کے بعد یہ نہ سمجھیں کہ ہم اب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اب ہماری ذمہ داریاں ختم ہو گئی ہیں۔ نہیں۔ بلکہ آپ کی ذمہ داریاں پہلے سے بڑھ گئی ہیں۔ پہلے تو آپ ایک خادم تھے۔ خادم کو ایک حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کرو یا فلاں کام کرو۔ اس نے فلاں کام کرنا ہے وہاں چلے جاؤ۔ وہی کام کرتا رہے گا۔ لیکن آپ لوگ اب اگلی منزل پر قدم رکھ چکے ہیں۔ انصار اللہ کہلانے والے ہیں تا کہ ہر معاملہ میں آپ خود آگے بڑھ کر دین کے مددگار بننے والے ہوں۔ پس یہ چیز آپ کو بن کے دکھانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے ہر دم تیار رہنا ہے۔ انصار اللہ کے جو تبلیغی پروگرام ہیں سب سے بڑھ کر مؤثر ہونے چاہئیں۔ پس اس طرف خاص طور پر توجہ دیں۔

انصار کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے

پھر یہ کہ جب آپ نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کہا تو تعاونِ باہمی جو ہے، تعلقات جو ہیں، ان میں آپ کے رویّے اعلیٰ معیار رکھنے والے ہونے چاہئیں۔ پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور اس لئے پیدا کی ہیں کہ ان تبدیلیوں کی وجہ سے اسلام کی صحیح اور خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ جب یہ حالت ہو گی تو پھر ہی آپ انصار اللہ کہلائیں گے اور تبھی آپ سچے مومن کہلائیں گے۔ آپ نے ایسے نمونے قائم کرتے ہوئے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، خدام الاحمدیہ کو بھی اپنے اوپر چلانے کی کوشش کرنی ہے، وہ آپ کے بچے ہیں۔ اطفال کو بھی اوپر چلانے کی کوشش کرنی ہے۔ لجنہ کے لئے بھی وہ نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ عورت سب سے زیادہ اپنے خاوند کی رازدار ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے سامنے بہترین نمونے پیدا کرو تا کہ اس کی تربیت ہو۔ جب اس کی تربیت ہو گی تو آپ کی اولاد کی تربیت ہو گی۔ جب آپ کی اولاد کی تربیت ہو گی تو آئندہ نسلوں کی تربیت ہو رہی ہو گی۔ اور جب آئندہ نسلوں کی تربیت ہو رہی ہو گی تو ہم آئندہ ایسی قوم کی تربیت کر رہے ہوں گے

جس نے ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانا ہے۔ یہ تسلسل سے کئے جانے والا کام ہے جس کی ذمہ داری انصاراللہ پر سب سے بڑھ کر ہے۔

پس ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے نبھانی ہیں۔ سچے مومن کی نشانی بھی یہی ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا، مومن جب عہد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ منہ نہیں پھیرتا۔ اگر پھیرے تو انصاراللہ ہونے کا یا مومن ہونے کا دعویٰ ہی فضول ہے۔ جو منہ پھیرنے والے لوگ ہیں ایسے لوگوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے یَعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ (الحج:12) یہ اللہ تعالیٰ کی سرسری عبادت کرنے والے ہیں۔ منہ سے کہہ دیا کہ ہم عبادت کرنے والے ہیں، ہم مدد کرنے والے ہیں لیکن حقیقت میں یہ لوگ نہیں ہیں، ان کے دلوں میں کچھ اور ہے، ان کا ایمان کامل نہیں ہے۔ پس بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہماری عمر بڑھ نہیں رہی۔ عمر کم ہو رہی ہے۔ آخری وقت قریب آ رہا ہے جس کے لئے ہمیں تیاری کرنی چاہئے۔ پس اپنے ایمان کو کامل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے وارث بن سکیں۔ پھر مومن کو اگر ابتلاء آئے تو منہ نہیں پھیر لیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابتلاء میں بھی مومن وہ ہیں جو کامل اطاعت اور فرمانبرداری سے حصّہ لینے والے ہیں۔ یہ نہیں کہ جب بھلائی پہنچے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اپنے ایمان کے دعوے بڑھ بڑھ کر کرنے لگ جاتے ہیں۔

پس دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے، انصار ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے جائزے لیتے رہیں۔ اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہیں۔ اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کے جائزے لیتے رہیں۔ اپنی بیوی بچوں کی طرف توجہ دیں۔ دنیا کمانا اور دنیا میں آ کر دنیا میں غرق ہو جانا تو کام نہیں اور پھر دعویٰ یہ کرنا کہ ہم انصاراللہ ہیں۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو اس زمانے میں آپ پر ڈالی گئی ہے اور آپ نے وعدہ کیا ہے کہ ہم اس ذمہ داری کو نبھائیں گے۔

عمر بڑھنے کے ساتھ اولاد اور مال کی فکر بڑھتی ہے

بڑی عمر میں انسان آتا ہے تو انصار میں داخل ہوتا ہے۔ اس کی دو صفیں بنائی گئی ہیں، صفِ اوّل اور صفِ دوم۔ لیکن بڑی عمر میں جس طرح عمر بڑھتی چلی جاتی ہے انسان کی طبیعت میں نرمی بھی آ جاتی ہے اور اس نرمی کی وجہ سے کمزوری آ جاتی ہے اور ایسی حالت میں پھر بعض دفعہ اولاد ابتلا بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد اس عمر میں ابتلا نہیں بنی چاہئے۔ اس طرح دنیا کمانے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا کمانے کا بہترین حصہ جو تجربہ کے لحاظ سے بھی ہے اور ویسے بھی ہے۔ وہ تو انصاراللہ کی عمر کا ہے۔ اگر اس کا جائزہ لیں تو جتنی عمر خدام الاحمدیہ کے کمانے کی ہے، اگر ایک خادم صحیح عمر پہ کام پر لگ جاتا ہے تو وہ پچیس سال ہے لیکن تجربہ کے لحاظ سے اور کمانے کے معراج تک پہنچنے کے لحاظ سے چالیس سال سے لے کر 65 سال

تک انصار اللہ کی عمر اس سے زیادہ بنتی ہے جب وہ پیشے کے لحاظ سے بھی اوپر پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اپنی تنخواہ کے لحاظ سے بھی جو اس کی سکیلنگ (Scaling) ہوتی ہے اس تک پہنچ چکا ہوتا ہے۔ کام کے لحاظ سے بھی اور عمر کے لحاظ سے بھی انصار اللہ کی عمر ایسی ہے جو بہر حال جس طرف بھی اس کو لے کر جاتی ہے، جوں جوں اس کا تجربہ بڑھتا ہے اس کی آمد بڑھتی ہے اور پھر طبیعت میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اپنے بچوں کا خیال آتا ہے، پھر مال کمانے کی طرف مزید توجہ پیدا ہوتی ہے اور پھر توجہ صرف مال کی طرف رہ جاتی ہے۔ بعض ایسے ہیں جو بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے ہیں اور اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری اولادیں اور تمہارے مال تمہارے لئے ابتلاء نہ بن جائیں۔ بڑی عمر میں اولاد کی خاطر مال جمع کرتا ہے۔ ایک یہ وجہ بن جاتی ہے کہ اولاد کی خواہشات کی خاطر کمزوریاں دکھاتا ہے۔ آہستہ آہستہ جوں جوں اس کی اہمیت بڑھتی ہے اور تجربہ بڑھتا ہے تو ایک انسان کی مانگ بڑھتی ہے۔ اگر اس میں صحیح ایمان نہ ہو تو دنیا دار بن جاتا ہے اور دنیا کمانے کی طرف رجحان بڑھتا چلا جاتا ہے۔ بہتر پوزیشن حاصل کرنے کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔ بہتر تنخواہ حاصل کرنے کی طرف رجحان بڑھ جاتا ہے۔ اس کی دوسری صورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ اولاد اور مال کے جو ابتلاء ہیں ان سے بچو۔ یہ تمہارے لئے فتنہ ہیں۔ اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (الانفال:29)۔ پس اس طرف بھی انصار اللہ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ ایسی بھی صورتیں ہو جاتی ہیں کہ جماعتی نظام اولاد کی تربیت کے لئے اگر کوئی ایکشن لیتا ہے تو بعض لوگ اَنا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں کہ جماعت نے غلط کیا ہے۔ اپنے بچوں کی خواہشات کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی بہت زیادہ گہرائی میں جا کر جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں اور ان ملکوں میں رہ کر بچوں سے لاڈ کر کے وہ ان کی بھلائی اور بہتری کے سامان نہیں کر رہے ہوتے بلکہ ان کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔ پس انصار اللہ پر یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

انصار کو عبادت گزار ہونا چاہئے

پھر یہ کہ انصار اللہ کو عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے جو ایک انتہائی ضروری اور اہم چیز ہے۔ اس کے لئے انسان کی پیدائش کی گئی۔ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔ تو جو عبادت کا حق ادا نہیں کرتے وہ پھر انصار اللہ کیسے کہلا سکتے ہیں؟ جو مقصد میں نے ابھی حواری ہونے کے اور اس حوالہ سے انصار اللہ بننے کے بتائے ہیں تو کیا ایسے لوگ پھر حواری کہلانے کے مستحق ہیں؟ صحیح اور پکے مومن کہلانے کے مستحق ہیں؟۔ ایسے لوگ تو مومن نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ایسے لوگ انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔

انصار اللہ کی عبادتیں کیسی ہونی چاہئیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنادے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُّعَبَّدٌ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر، پتھر، ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے۔ اور اگر زمین کی جاوے تو اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔‘‘

فرمایا ’’مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درخت اس میں پیدا ہو کر نشوونما پائیں گے اور وہ اثمارِ شیریں وطیّب ان میں لگیں گے جو اُكُلُهَا دَائِمٌ (الرعد:36) کے مصداق ہوں گے‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 347 مطبوعہ ربوہ)

یہ چیزیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سب سے چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں (آج کل تو سرمہ اتنا استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن بعض ملکوں میں ہوتا بھی ہے) اور سرمہ یا تو آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے یا آنکھوں کی بیماری کو دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پس جو عبادت کرنے والے ہیں ان کو بھی اپنے معیار اتنے اونچے کرنے چاہئیں کہ عبادتیں ان کی خوبصورتی بھی بن جائیں اور ان کی بصارت اور بصیرت کے لئے، اللہ تعالیٰ کا فہم وادراک حاصل کروانے کے لئے ہر دم ان کی رہنمائی کرنے والی ہوں۔ ان سے وہ کام کروانے والی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ عبادت وہ ہو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ پس یہ ہے عبادت کا معیار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں۔

پھر آپ نے آئینہ کی مثال دی کہ درستی اور صفائی کی جائے تو اس میں شکل نظر آتی ہے۔ تو عبادتیں بھی ایسی ہوں کہ ہماری عبادتوں میں ہمیں خدا نظر آنے لگ جائے۔ ہماری عبادتیں دکھاوے کی عبادتیں نہ ہوں۔ ہمارا مسجد آنا یا اجلاس پہ آنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہو، نہ کہ دکھاوے کیلئے۔ اور جب یہ معیار ہم حاصل کر لیں گے تو پھر ہم اپنی بقا کے سامان بھی پیدا کر رہے ہوں گے۔ اپنے بیوی بچوں کی بقا کے سامان بھی پیدا کر رہے ہوں گے۔ اپنی نسلوں کی حفاظت بھی کر رہے ہوں گے۔ پس یہ معیار ہم نے حاصل کرنے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جو اچھی زمین تیار کی جائے اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ باتیں ہیں

جوثمر آور ہوں گی اور ایسے پھل لائیں گی جو نہ صرف ہمارے اندر پاک تبدیلی کے معیار پیدا کریں گی بلکہ اس کی وجہ سے ہم اپنے ماحول میں اللہ اور رسولؐ کا پیغام پہنچا کر نیک اور پاک اور سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچ رہے ہوں گے اور اپنی اولادوں کی تربیت کر کے ان کو بھی پھلوں سے لاد رہے ہوں گے۔ ان کی بہترین پرورش کر کے اور اپنے اردگرد کے ماحول میں اور معاشرے میں تبلیغ کے ذریعہ سے بھی پھل حاصل کر رہے ہوں گے تو دنیا کو خدا تعالیٰ کے دامن میں لانے والے ہوں گے۔ اور یہی چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنتی ہیں۔ پس ایسے باغ لگانے کی ہم نے کوشش کرنی ہے جو ہمیشہ پھل دار باغ ہوں۔ جو ایسے سدا بہار درخت ہوں جن میں ہمیشہ پھل لگتے رہیں اور کبھی خزاں نہ آنے پائے۔ تو یہ کوششیں بھی ہم نے کرنی ہیں۔ محنت اور اخلاص اور وفا اور عبادتوں کے درخت جب ہم اپنے دلوں میں لگائیں گے تو یہ ہمیں حقیقی انصار اللہ بنائیں گے۔

پس یہ باتیں ہیں جو ہمیں بحیثیت انصار اللہ اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو نبیوں کی جماعت کے بارہ میں کہہ چکا ہے کہ وہ غالب آئیں گے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِی (المجادلۃ:22) کہ لکھی ہوئی بات ہے کہ مَیں نے اور میرے رسولوں نے غالب آنا ہی آنا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت اس غلبہ کو نہیں روک سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ میں نے غالب آنا ہے۔ دوسری طرف یہ اعلان کروایا کہ کون ہیں انصار اللہ جو اللہ کے کاموں میں مددگار بنیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ بندوں کی مدد کے بغیر غالب نہیں آسکتا؟ کیا اللہ تعالیٰ کو غالب آنے کے لئے بندوں کی ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ غالب آئے گا اور ضرور آئے گا۔ آج بھی جماعت احمدیہ دنیا میں پھیل رہی ہے تو کسی انسانی کوشش سے نہیں پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرشتوں کے ذریعہ سعید روحوں کو اس طرف پھیر رہا ہے۔ اور ہمارے آباؤ اجداد میں بہت سے ایسے ہیں جو کسی دلیل کے بغیر، کسی علم کے بغیر صرف اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے احمدیت کی طرف مائل ہوئے۔ ان میں بعض خوابوں کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ پس یہ غلبہ تو انشاء اللہ ہوگا لیکن اگر ہم اس میں شامل ہو جائیں گے تو ثواب سے حصہ لینے والے ہوں گے جو اس کام کے صلہ میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی بڑائی کے لئے نہ ہماری عبادتوں کی ضرورت ہے، نہ اپنا پیغام پہنچانے کے لئے ہماری کوششوں کی ضرورت ہے، نہ ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ (یوسف:22) کہ اللہ اپنے فیصلہ پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ اور اس کے رسول غالب آئیں گے تو پھر انصار اللہ کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے فیصلہ میں اور اس کو پورا کرتا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، یہ تو ہماری بہتری کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پاک کرنے کے لئے یہ فرما رہا ہے۔ ہمیں اس ثواب میں حصہ دار بنانے کے لئے فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں کہ تمہارا ہی فائدہ ہے کہ یہ نیک کام جس کی طرف

تمہیں بلایا جا رہا ہے، جس کا اعلان منہ سے کیا ہے اس کا اپنے نمونوں سے بھی اعلان کرو۔ دلوں میں بٹھاؤ اس کو اور اس کا اظہار کرو۔ یہ تمہارے فائدہ کے لئے ہے۔ اگر تم اس کا فائدہ جانو تو کبھی ذرہ بھر بھی تمہارے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو یا یہ گنجائش نہ رکھو کہ ہم نے دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے بلکہ ہمیشہ دین تمہاری دنیا پر مقدم رہے گا۔ پس یہ سوچیں ہیں جو ہم نے اپنے اندر پیدا کرنی ہیں۔ جو زمین و آسمان کا مالک ہے، جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، جو نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے اور نہ تھکتا ہے تو کیا وہ اپنے نبی کی مدد سے تھک جائے گا؟ یہ تو خیال ہی باطل ہے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی اطاعت میں کامل ہونے کی ضرورت ہے۔ اخلاق میں اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

انصار اللہ کا مطلب ہے دعوت الی اللہ کے ذمہ دار بن جاؤ

دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور پہلے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جو ہوا چلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بخود دلوں کو پھیر رہا ہے۔ اگر ہماری کوشش سے کسی کا دل پھرتا ہے تو اس کا ثواب ملے گا کیونکہ دعوت الی اللہ بڑا کام ہے جس کے ذریعہ غلبہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کو پھیر رہا ہے۔ جن کے دل اللہ تعالیٰ پھیرنا چاہتا ہے، جنہیں ہدایت دینا چاہتا ہے وہ پیغام کے متلاشی ہیں۔ اگر یہ پیغام آپ کے ذریعہ پہنچ جائے تو اس کا ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو کہا کہ انصار اللہ بنو تو اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دعوت الی اللہ کے ذمہ دار بن جاؤ۔ دلوں کو پھیرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اس نے اس کا اعلان فرمایا ہوا ہے لیکن جب دلوں کو پھیرنے کی یہ ہوا چل رہی ہے تو اس میں جب تم مددگار بننے کا اعلان کر رہے ہو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہو گے۔ پس اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

نیک لوگوں کی، پاک لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے مددگاروں کی اور ان لوگوں کی جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا نشانی بتائی ہے۔ فرمایا وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران: 105) اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بھلائی کی طرف بلاتے رہیں، اچھی باتوں کی تعلیم دیں، بری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اب اس میں انصار اللہ کے مختلف طبقوں کے جو لوگ ہیں وہ ہر ایک اپنے اپنے جائزے لیں۔

65 سال سے اوپر کے انصار اپنے عزیز واقارب کو نیکی کا پیغام پہنچائیں

جو سمجھتے ہیں کہ 65 سال کے بعد ہم ریٹائرڈ ہو گئے، کچھ کام نہیں کر سکتے، ان کو اس نیکی سے محروم نہیں کیا

جا سکتا۔ وہ اپنے آپ کو جماعتی کاموں میں شامل کریں۔ نیکی کی جو تعلیم دینے والی ہے وہ اپنے گھروں سے شروع کریں، اپنے ماحول سے شروع کریں، اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کریں۔ ان سے تربیتی پہلوؤں اور نیکی کے کاموں کی باتیں کریں۔ نیکیوں کی تلقین کریں۔ جماعت سے تعاون اور اخلاص کا تعلق ہر ایک سے جوڑیں۔ بعض میں بلا وجہ عہدیداروں کے خلاف یا نظامِ جماعت کے خلاف رنجشیں اور کدورتیں پیدا ہو جاتی ہیں، اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ہر طبقہ جو ہے اور ہر عمر والا جو ہے وہ اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ تبلیغ کے میدان میں بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں زبان نہیں آتی، کیسٹس تیار ہیں، ڈی وی ڈی بنی ہوئی ہیں، ایم ٹی اے کا ایک رابطہ ہے۔ اور میں انصار اللہ کو یہ کہا کرتا ہوں کہ جو اولڈ پیپلز ہومز (Old Peoples Homes) ہیں، ان کے پاس جا کر بیٹھ جائیں۔ بہت سارے ہیں جن کو زبان نہیں آتی اور بوڑھوں کو باتیں کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے۔ اس سے ان کی اپنی زبان بھی ٹھیک ہو جائے گی اور کچھ نہ کچھ پیغام بھی ان تک پہنچ جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اگر کوئی بسترِ مرگ پر بھی ہوتا تھا تو اس کو بھی پیغام پہنچاتے تھے۔ بڑی حسرت ہوتی تھی کہ کاش یہ اسلام کو قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کر دے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلان کر دے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تا کہ اس کی آخرت سنور جائے۔ پس یہ درد ہے جو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کا اسوہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ اس عمر میں جب ہم آہستہ آہستہ اپنی عمر میں بھی بڑھ رہے ہیں اور ایک لحاظ سے ہماری عمریں کم ہو رہی ہیں تو ہمیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جس حد تک دنیا کو بچانے کے لئے ہم کوشش کر سکتے ہیں کریں اور تبلیغ کے میدان میں تیزی پیدا کریں۔ تربیت کے میدان میں تیزی پیدا کریں۔

ہم میں سے ہر ایک انصار اللہ بننے کا عہد کرے

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ تم یہ کام کرو گے تو اس کا اجر پاؤ گے یعنی تم کامیاب ہو گے۔ تم اپنی زندگی کے مقصد کو پانے والے ہو گے۔ اور جو لوگ اپنی زندگی کے مقصد کو پالیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لیتے ہیں بشرطیکہ ان کی زندگی کا مقصد وہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رکھا ہے۔ اور ہماری پیدائش کا مقصد عبادت اور اس کے نام کی بڑائی ہے۔ اس کی مخلوق کی خدمت اور اس کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ پس جب آپ کہتے ہیں نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم لوگ کامیاب ہو جاؤ گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم فلاح کے راستے تلاش کرتے چلے جائیں اور ان راستوں پر قدم مارتے چلے جائیں۔

ان حواریوں نے جن سے اللہ تعالیٰ نے یہ خطاب فرمایا کہ میں تمہیں کامیاب کروں گا۔ دوسرے یہ فرمایا کہ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران:53) کہ گواہ بن جاؤ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ پس آج ہم میں سے

ہر ایک کو یہ اعلان کرنا چاہئے کہ ہم نے جو یہ باتیں سنیں تو ہم کامل فرمانبرداری اور کامل اطاعت سے اللہ تعالیٰ کے انصار بننے کا اعلان کرتے ہیں۔ پس اطاعت کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔ اخلاص کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔ خلافت کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے نمونے دنیا کو دکھا دیں۔ تبلیغ کے نمونے بڑی شان سے دنیا کو دکھا دیں۔ تربیت کے نمونے پہلے سے بڑھ کر اپنے گھروں میں قائم کر دیں۔ دعا اور عبادت کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ کرنے والے ہوں۔ یہی چیزیں ہیں جو آپ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے قائم کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اور پھر انشاء اللہ آپ بھی ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے دیکھیں گے اور نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہہ کر نہ صرف مدد کر رہے ہوں گے بلکہ اُس کے نتیجہ میں آپ کو اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے نظر آ رہے ہوں گے۔ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔ جنہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا تھا ، ان کا کہنا اور کوششیں اسی حد تک نہیں تھیں کہ انہوں نے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہہ دیا اور بات ختم ہوگئی بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہی نظارہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ ذکر فرمایا وہاں دوسری آیت میں فرمایا فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاھِرِیْنَ۔ (الصّف:15) پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔ پس ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ اعلان کیا کہ مَیں نے اور میرے رسولوں نے غالب آنا ہے، یہ بتا رہا ہے کہ غلبہ انشاء اللہ ہونا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام کئی مرتبہ ہوا۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک دن انشاء اللہ احمدیت نے ساری دنیا پر غالب آنا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے مددگار بننے والوں کی مدد کے ذریعہ ان کا غلبہ یہ بتا رہا ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو ایمان لائے ان کی دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے تو اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی، مومنوں کی جب مدد کرتا ہے تو مومن غالب آتے ہیں۔ تو میں بتا رہا تھا کہ اگر ہم ایمان میں خالص رہیں، اپنی حالتوں پر نظر رکھنے والے ہوں تو ہم میں سے ہر ایک، تمام افرادِ جماعت جو ہیں اس مدد کے نظارے دیکھیں گے۔ خدا کرے کہ ہم حقیقت میں اپنے پہ نظر رکھنے والے ہوں۔ اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اپنی حالتوں کو بدلنے والے ہوں اور فتح و کامرانی کے نظارے دیکھنے والے ہوں اور سچے اور حقیقی انصار اللہ بننے والے ہوں اور انشاء اللہ جب ہم یہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے نظارے بھی دیکھیں گے۔ اللہ کرے وہ ہمیں جلد دکھائے" (الفضل انٹرنیشنل 4 مارچ 2011ء)

اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات اور رہنمائی کے سانچے میں ڈھالیں

مجلس انصار اللہ لائبیریا کے پہلے سالانہ اجتماع منعقدہ 9,8 نومبر 2008 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار بھائیوں کے نام ایک روح پرور پیغام بھجوایا جو مورخہ 9 نومبر 2008ء کو اختتامی تقریب میں پڑھا گیا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ

''اپنی زندگیوں کو قرآنی تعلیمات اور رہنمائی کے سانچے میں ڈھالیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سنت کی پیروی کریں۔ دنیا میں قیام امن کا حصول صرف اسلامی تعلیمات پر عمل سے ہی ممکن ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کا نام اسلام رکھا ہے جس کا مطلب امن ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پُر امن معاشرے کے قیام کے لئے نفرتوں کو مٹا کر محبت کا پرچار کریں۔

حضور انور نے اپنے پیغام میں مزید فرمایا کہ انصار اللہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہر عمر کے لوگوں کو قرآن کریم سکھانا ہے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب انصار خود بھی قرآن کریم سیکھیں گے۔ لہذا مجلس انصار اللہ کو اس فرض کی ادائیگی کے لئے سنجیدگی سے انتظامات کرنا ہوں گے۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر ناصر اس تحریک میں شامل ہو خواہ استاد کی حیثیت سے یا طالبعلم کے طور پر۔

حضور انور نے فرمایا کہ آخر پر میں بڑے زور سے آپ کو خلافت احمدیہ کی حفاظت، اسے مضبوط کرنے اور ہمیشہ اس سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا فضل ہے اور دنیا اس کے لئے ترس رہی ہے۔ تمام برکتیں امام جماعت سے وفاداری میں ہی ہیں۔ وہی تمام مصیبتوں اور دکھوں کے خلاف آپ کی ڈھال ہے۔ ہماری تمام ترقیات خلافت سے

مضبوط تعلق پر منحصر ہیں۔

حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہر قسم کی آفتوں سے محفوظ رکھے اور یہ اجتماع ہر ناصر میں پاک تبدیلی اور روحانی ترقی کا موجب بنے۔ فرمایا کہ جو انصار اس اجتماع میں شامل نہیں ہو سکے ان تک میرا یہ پیغام پہنچا دیا جائے"

(الفضل انٹرنیشنل 6 فروری 2009ء)

باب ہفتم

2009ء

کے

ارشادات و فرمودات

- انصار کا کام ان راستوں پر چلنا ہے جن کی رہنمائی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی
- عہدہ ایک خدمت ہے خدمت کا تصور پیدا ہوگا تو صحیح طور پر خدمت ہو سکے گی
- عہدیداران بصیغہ راز معاملات کو اپنے پاس رکھ کر اصلاح کی کوشش کریں
- مسجدیں آباد ہوں گی تو جماعت کی عمومی روحانی حالت بھی ترقی کرے گی
- سب سے پہلا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا عبادت کے معیار کو قائم کرنا ہے
- اپنے بچوں میں خلافت کی محبت پیدا کریں یہی اسلام کی روح ہے
- جب میں ایک بات کسی مجلس انصار اللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے

انصار اللہ کا کام اپنے عہد کی طرف توجہ کرنا اور ان راستوں پر چلنا ہے جن کی رہنمائی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء میں خطبہ کے آخیر میں فرمایا۔

"ایک بات اور واضح کرنا چاہتا ہوں کل ہی مَیں نے ڈاک میں دیکھا کہ کسی ملک کی انصار اللہ کی تنظیم کا ایک پروگرام تھا کہ ہم نے یوم مصلح موعودؓ پر بڑا وسیع کھیلوں کا پروگرام رکھا ہے اور تھوڑا سا علمی موضوع پر بھی پروگرام ہوگا، اجلاس ہوگا۔ انصار اللہ کا کھیل کود سے کیا کام ہے؟ انصار کو تو چاہئے تھا کہ اپنے عہد کی طرف توجہ کرتے اور ان راستوں پر چلنے کی کوشش کرتے جن پر چلانے کے لئے مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے راہنمائی فرمائی ہے اور انصار اللہ کی تنظیم قائم فرمائی ہے تا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو جلد سے جلد دنیا میں پھیلانے والے بن سکیں اور مجھے امید ہے کہ انصار اللہ جس نے یہ پروگرام بنایا ہے، مَیں نام نہیں لینا چاہتا، وہ اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں گے اور آئندہ بھی لوگ اس کی احتیاط کریں گے"

(خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 104)

عہدہ ایک خدمت ہے خدمت کا تصور پیدا ہوگا تو صحیح طور پر خدمت ہو سکے گی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13 مارچ 2009ء میں فرمایا۔

"ایک مرتبہ ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے دولڑکوں کو لے جا کر یہ سفارش کی کہ ان کا بھی یہ خیال ہے اور مجھے بھی یہی خیال ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی پر ان کو لگایا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر جسے عہدہ کی خواہش ہو ہم اسے عہدہ نہیں دیتے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النھی عن طلب الامارۃ حدیث: 4717) جب خدا دیتا ہے تو پھر توفیق دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی مدد بھی کرتا ہے۔ اس خواہش کے بغیر کوئی شخص کسی بھی خدمت پر مامور کیا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ اس کی مدد بھی کرے اور اس میں برکت بھی ڈالے۔ فرمایا کہ جب مانگ کر لیا جائے تو پھر کام جو ہے وہ حاوی کر دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ٹھیک ہے تم نے مانگ کے کام لیا، تم سمجھتے ہو مَیں اس کا اہل ہوں، تمہاری آگے آنے کی بڑی خواہش تھی تو پھر یہ ساری ذمہ داریاں نبھاؤ۔ مَیں دیکھوں تم کس حد تک نبھاتے ہو؟ پس عہدے کی خواہش جو ہے اس میں نفس پسندی کا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات بالکل پسند نہیں کہ انسان اپنے نفس کا زیادہ سے زیادہ اظہار کرے۔

آج بھی بعض دفعہ جماعت میں جن جگہوں پر جن جماعتوں میں تربیت کی کمی ہے، جن لوگوں میں تربیت کی کمی ہے وہ اب عہدے کی خواہش کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ علم نہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہوں پہ

جب جماعتی انتخابات ہوتے ہیں اپنے آپ کو ووٹ بھی دے لیتے ہیں۔تو بہر حال اب تو اللہ کے فضل سے کافی حد تک جماعت کے افراد کو سوائے ایک آدھ کے جو نیا ہوا ن باتوں کا،قواعد کا علم ہو چکا ہے۔اپنے آپ کو ووٹ دینے کی پابندی اس لئے جماعت میں ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدے کی خواہش نہ کرو۔اپنے آپ کو ووٹ دینے کا مطلب ہے کہ مَیں اس عہدے کا اہل ہوں اور میرے سے زیادہ کوئی اہل نہیں ہے اس لئے مجھے بنایا جائے۔

اسی طرح بعض لوگ انتخابات جب ہوتے ہیں تو اگر اپنے آپ کو ووٹ نہیں بھی دیتے اس مجبوری کی وجہ سے کہ جماعت کے قواعد اجازت نہیں دیتے تو پھر وہ اپنا ووٹ استعمال بھی نہیں کرتے۔اپنے ووٹ کو استعمال نہ کرنا بھی اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ مَیں اس بات کا اہل ہوں۔گو کہ قواعد کی رو سے مَیں ووٹ تو نہیں دے سکتا لیکن کوئی دوسرا شخص میرے سے زیادہ اس بات کا اہل نہیں ہے اس لئے مَیں ووٹ استعمال نہیں کرتا۔تو اس بات سے بھی بچنا چاہئے یہ بھی تربیت کے لئے بہت ضروری چیزیں ہیں۔اگر کسی میں کسی بھی قسم کی صلاحیت ہے تو اس صلاحیت کا اظہار چاہے وہ پیشہ وارانہ ہو یا اور علمی نوعیت کی ہو یا کسی بھی قسم کی ہو تو اس صلاحیت کا اظہار عہدیداران کی یا دوسرے کی مدد کر کے کیا جا سکتا ہے۔بغیر عہدے کے بھی خدمت کی جا سکتی ہے۔اگر تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمت کرنی ہے تو پھر عہدے کی خواہش تو کوئی چیز نہیں ہے پس اس بات کو ہر احمدی کو نئے آنے والوں کو بھی نوجوانوں کو بھی اور پرانوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض پرانے احمدی بھی بعض دفعہ اس زعم میں کہ ہم زیادہ تجربہ کار ہیں زیادتی کر جاتے ہیں ایسے عہدیداروں کو بھی خیال رکھنا چاہئے،عہدیداروں میں خاص طور پر بے نفسی ہونی چاہئے۔نام کی بے نفسی نہیں بلکہ حقیقی بے نفسی۔عہدیداران کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہمیشہ سامنے رکھنے چاہئیں کہ عہدیدار قوم کا خادم ہے۔

پھر ایک موقع پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو مخاطب کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدہ ایک امانت ہے اور انسان بہر حال کمزور ہے۔یہ امانت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اور انسان کمزور ہے اگر امانت کا حق ادا نہیں کرو گے،تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پوچھے جاؤ گے۔(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ حدیث:4719)پس اس امانت کا حق ادا کرنے کے لئے انتہائی عاجزی سے اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اس خدمت کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔پہلی بات تو یہ فرمائی کہ عہدیدار قوم کا خادم ہوتا ہے۔خدمت کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ،ہر معاملے میں،ہر قدم پر،ہر لمحہ پر دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ میری راہنمائی فرماتا رہے۔تبھی عہدیدار اپنا خدمت کا حق،عہدے کا حق صحیح ادا کر سکیں گے۔بعض دفعہ میرے پاس بھی لوگ آتے ہیں۔پوچھوں کہ کوئی کام ہے؟ تو جماعتی خدمات کا بتاتے ہیں۔جب بھی پوچھو تو کہتے ہیں

کہ میرے پاس آج کل یہ عہدہ ہے تو نوجوانوں کی تو مَیں یہ اصلاح کر دیا کرتا ہوں۔ اکثر مَیں ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ تمہارے پاس عہدہ نہیں یہ تمہارے پاس خدمت ہے۔ خدمت کا تصور پیدا کرو گے تو تبھی صحیح طور پر خدمت کر سکو گے" (خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 138-139)

عہدیداران بصیغہ راز معاملات کو اپنے پاس رکھ کر اصلاح کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 27 مارچ 2009ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"اسلام نے پردہ اور حیا پر بہت زور دیا ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی کہہ دیا ہے کہ تم ان کے عیب تلاش کرنے کی جستجو نہ کرو اور پھر اس کو پھیلاؤ نہ۔ اگر کسی کا کوئی عیب علم میں آجاتا ہے اور یہ اتنا بے حیا ہے کہ سامنے بھی کر رہا اور بار بار اس کو پھیلاتا بھی چلا جا رہا ہے۔ تو جماعتی نظام ہے، متعلقہ عہدیدار ہے، یا نظام کو اس کی اطلاع کر دو اور خاموش رہو۔ تم نے اپنا فرض پورا کر دیا اور اس کے لئے دعا کرو۔ اگر تم باتیں کر کے، باتوں کے مزے لے کے اس جرم کو پھیلانے کا موجب بن رہے ہو تو پھر تقویٰ سے دور جا رہے ہو اور اگر بالفرض کسی کے بارے میں کوئی برائی اتفاق سے علم میں آجائے اور اس کے بعد اس شخص نے اس برائی سے توبہ بھی کر لی ہو لیکن پھر بھی کسی مخالفت کی وجہ سے، کسی موقع کے ہاتھ آجانے پر، اس برائی کا علم کسی شخص کو ہو جاتا ہے اور وہ اس کی تشہیر کرتا ہے تو وہ نہ صرف پردہ دری کا مرتکب ہو رہا ہے بلکہ فرمایا کہ چغلی کر کے تم وہ حرکت کر رہے ہو جیسے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہو۔

پس معاشرے کو ہر قسم کے فساد سے بچانے کے لئے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے پردہ پوشی انتہائی ضروری ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اگر اصلاح کی غرض ہے تو دعا کے ساتھ متعلقہ عہدیدار کو اطلاع دینا ضروری ہے کہ برائی دیکھو جو ختم نہیں ہو رہی اور پھر اس عہدیدار کا فرض بن جاتا ہے کہ بصیغہ راز تمام معاملہ رکھ کے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اور اگر پھر کسی نے برائی پر ضد نہیں پکڑی تو حتی الوسع کوشش کرے (یہ عہدیداران کا بھی کام ہے) کہ بات باہر نہ نکلے۔" (خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 165)

مسجدیں آباد ہوں گی تو جماعت کی عمومی روحانی حالت بھی ترقی کرے گی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 26 جون 2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"جہاں مَیں عمومی طور پر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں وہاں خاص طور پر کارکنان، عہدیداران اور واقفین زندگی جو ہیں ان کو سب سے زیادہ اس کے حصول کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر کارکنان عہدیداران اور واقفین زندگی اس طرف ایک فکر سے توجہ کریں گے تو جہاں ہماری مسجدوں کی آبادی

بڑھ رہی ہوگی وہاں جماعت کی عمومی روحانی حالت میں بھی ترقی ہوگی۔معاشرہ میں، احمدی معاشرہ میں، خاص طور پر امن، پیار اور حقوق کی ادائیگی کا ایک خاص رنگ پیدا ہو رہا ہوگا۔عہدیداران کے نمونوں سے افراد جماعت بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایک سے دوسرے کو جاگ لگتی ہے اور اگر کسی کے نمونے سے دوسرے میں پاک تبدیلی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی اتنا ہی ثواب دیتا ہے جتنا اس شخص کو مل رہا ہے جس نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے۔پس اس طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ کسی کا علم، کسی کا صائب الرائے ہونا، کسی کی انتظامی صلاحیت میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا، نہ اس کو بحیثیت احمدی کوئی فائدہ دے سکتا ہے، نہ جماعت کو ایسے شخص کے علم، عقل اور دوسری صلاحیتوں سے کوئی دیرپا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کا خوف اور خالص ہو کر اس کی عبادت کی طرف توجہ پیدا نہ ہو تو یہ سب چیزیں فضول ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کی توقعات ہم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں" (خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 294)

سب سے پہلا اور اہم تقاضا انصاراللہ بننے کا عبادت کے معیار کو قائم کرنا ہے

انصاراللہ کا اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے مورخہ 4 اکتوبر 2009ء کو خطاب کرتے ہوئے تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"جماعتی ذیلی تنظیموں کے نظام میں انصاراللہ کی تنظیم ایک ایسی تنظیم ہے جس کے ممبران اپنی عمر کے لحاظ سے عمر کے اُس حصہ میں پہنچ جاتے ہیں جہاں مکمل طور پر بالغ سوچ ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے۔اِس عمر میں انسان ہر کام سوچ کر اور جذبات سے بالا ہو کر اور ہوش وحواس میں کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ارذل العمر کو پہنچ جاتے ہیں اور پھر اُن کی یادداشتوں اور اعضاء میں اتنی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا وہ بچپن کی عمر میں واپس لوٹ جاتے ہیں اور پیغام رسانی والے پیغام نے یہ صحیح لکھا ہے کہ آخر میں سب کچھ ذہن کھا جاتا ہے اور نہ ذہن رہتا ہے اور نہ ہڈیاں رہتی ہیں۔

انصاراللہ میں انسان چالیس سال کی عمر میں داخل ہوتا ہے اور ایک بڑا لمبا عرصہ کام کرنے کی بھی اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کی بھی توفیق ملتی ہے۔اِس عمر میں وہ اپنی دنیوی امور کی معراج کو بھی حاصل کرتا ہے اور روحانی امور کی معراج کو بھی حاصل کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔اِس بلوغت کی سوچ کی عمر اور تجربہ کار انسان کو بچوں اور نوجوانوں کی طرح نصیحت تو نہیں کی جا سکتی۔ہاں یاد دہانی کروائی جا سکتی ہے۔گو یاد دہانی بھی نصیحت کی ہی ایک قسم ہے اور اُس کا ایک رنگ ہے لیکن یہ نصیحت اس قسم کی ہے کہ جو انصار کو اس لحاظ سے

کروائی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں تم پر ڈالی ہیں اور جو تم پر عائد ہوتی ہیں شاید انہیں بھول رہے ہو۔علم تو اکثر کو ہوتا ہے اور یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جو جماعتی نظام میں شامل ہے اور جو اس عمر کو پہنچ گیا ہے اُس کو بعض باتوں کا علم نہیں ۔علم تو ہے لیکن علم کے باوجود توجہ نہیں دی جا رہی یا بھول رہے ہیں ۔ بہر حال جو بھی وجہ ہے یاددہانی تو اس لحاظ سے کروائی جاتی ہے کہ جس بات پر توجہ نہیں دے رہے اور بھول رہے ہو اس پر توجہ کر و یا اگر توجہ ہے تو اُس معیار کے حصول کی کوشش کرو جو انصار کا ہونا چاہئے ۔اس لئے یاددہانی میں یہی کہا جا تا ہے کہ ان امور کی طرف توجہ دو،ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دو،ان کاموں کی طرف توجہ دو جو تمہارے ذمہ لگائے گئے ہیں ۔

عبادات کی طرف توجہ کریں

صدر صاحب انصاراللہ سے جب میں نے پوچھا کہ کوئی خاص بات جو انصار کو کہنے والی ہے تو بتائیں ۔انہوں نے کہا اور جیسا کہ انہوں نے رپورٹ میں پڑھا اور اجتماع کے دوران سیشن بھی ہوتے رہے کہ اس سال نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کو ہم نے سب سے پہلی ترجیح میں رکھا ہے لیکن جو ٹارگٹ ہمیں حاصل کرنے چاہئے تھے وہ حاصل نہیں کر سکے ۔ اس لئے اگر اس طرف توجہ دلانا چاہیں تو دلا سکتے ہیں ۔صدر صاحب کا یہ جواب جہاں مجھے حیران کرنے والا تھا وہاں فکر مند کرنے والا بھی تھا کیونکہ نوجوانوں اور بچوں کو تو یہ بار بار نصیحت کی جاتی ہے اور والدین کو اس کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دو اور حقیقت میں والدین ہیں بھی ایک بہت مؤثر ذریعہ ۔لیکن اگر ان میں خود ہی جن کی اکثریت انصاراللہ میں ہے، اس کام کی طرف پوری توجہ نہیں دی جا رہی تو وہ بچوں اور نوجوانوں کو کس طرح نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں یا ان پر نمازوں کی اہمیت واضح کر سکتے ہیں یا اس کی تلقین کر سکتے ہیں ۔وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو اس قدر تردّد سے اس طرف توجہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ان کو تو اس اہتمام سے نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ۔یہ بہت خطرناک چیز ہے ۔اس طرف پوری توجہ نہ دینے کی وجہ سے جہاں خود انصاراللہ میں اپنی روحانی حالت میں ٹھہراؤ یا گراوٹ کا اظہار ہوتا ہے وہاں یہ امر اگلی نسلوں میں نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ نہ دلانے کا باعث بھی بن رہا ہے ۔تقویٰ سے دور لے جانے والا بن رہا ہے اور پھر انصاراللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے جس میں زندگی کے انجام کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں ۔آخر کار بڑھتی عمر کے ساتھ ایک دن انسان کا خاتمہ ہونا ہے اور وہی انجام ہے ۔تو انجام کی طرف یہ جو تیزی سے بڑھتے ہوئے قدم ہیں وہ تو بہت زیادہ فکر اور تردّد کے ساتھ اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں ۔پس ایک مومن جسے خدا تعالیٰ کا خوف ہو اپنی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے انجام کو سامنے دیکھتے ہوئے خوف زدہ ہو جاتا ہے اور خوف کی یہ حالت پھر اسے مجبور کرتی ہے کہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور اُس کا قرب چاہے ۔

گزشتہ دنوں ہم رمضان کے مہینے سے گزرے ہیں۔امید کرتا ہوں کہ کمزوروں میں بھی ان دنوں میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہوگی اور نمازوں کی طرف توجہ ہوئی ہوگی۔اور جیسا کہ مساجد کی حاضری سے ثابت ہے کہ توجہ ہوئی ہے۔پس اس توجہ کو اگر انصار سو فیصدی اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں تو ایک عظیم الشان پاک تبدیلی ہمیں جماعت کے اندر نظر آئے گی جس کے اثرات نہ صرف ہم اپنے اندر محسوس کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے بیوی بچوں میں بھی محسوس کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جب نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تو یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس ذریعہ سے ایک پاک انقلاب تمہارے اندر پیدا ہوگا۔لوگ پوچھتے ہیں کہ کوئی دعا یا ذکر بتائیں جس سے ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو اور وہ پاک تبدیلی اگر پیدا ہو جائے تو پھر قائم بھی رہے۔سب سے بڑی دعا اور سب سے بڑا ذکر نماز ہی ہے بشرطیکہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے وہ ادا کی جائے۔اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز عبادت کا مغز ہے۔پس جس کو مغز مل جائے جس میں تمام قسم کی دعائیں آجاتی ہیں اور نہ صرف دعائیں آجاتی ہیں بلکہ انسان کی ہر طرح کی عاجزی اور انکساری اور کم مائیگی اور تضرع کی وہ حالتیں بھی آجاتی ہیں جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بن سکتا ہے تو اُس کو کسی دوسری قسم کے اذکار اور دعاؤں کی کیا ضرورت ہے؟

پس جب انصار اللہ کا نام اپنے ساتھ لگایا ہے تو سب سے پہلا اور بڑا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا یہی ہے کہ اس کی عبادت کے معیار قائم کئے جائیں۔جیسا کہ میں نے کہا انصار اللہ نے اپنے تعلق باللہ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں اور بچوں کے لئے بھی نمونہ بننا ہے اور اگر انصار اللہ میں نمازوں کے بارے میں سستیاں ہوتی رہیں یا ان میں سے ایک بڑا حصہ سستی دکھاتا رہے یا اگر اکثریت نہ سہی مگر ایک حصہ سستی دکھاتا رہے تو جہاں وہ نماز کے اہم فریضہ پر توجہ نہ دے کر اپنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں کمی کر رہے ہوں گے وہاں وہ ایک مذہبی فریضہ پر پوری طرح عمل نہ کر کے ایک ایسا جرم کر رہے ہوں گے جو مذہبی جرم ہے۔نماز ایک ایسا اہم فریضہ ہے جس کا ادا کرنا بہت ضروری ہے کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد نماز کے فریضہ کو اسلام کے سب سے اہم رکن کے طور پر رکھا گیا ہے۔گویا کلمہ طیبہ مسلمان ہونے کا زبانی اقرار ہے اور نماز اس کی عملی تصویر ہے۔پس جب تک عمل نہ ہو زبانی دعوے کر کے ایک انسان مجرم بنتا ہے۔ایک ملکی قانون کو تو انسان مان لیتا ہے لیکن اگر عمل اس کے الٹ کرے تو کیا یہ ملکی قانون توڑنے والا مجرم نہیں کہلائے گا۔یقیناً انسان اس سے مجرم بنتا ہے تو اس طرح نماز کی ادائیگی نہ کرنے والا بھی مذہبی مجرم ہے اور پھر جب بچوں کی تربیت کی ذمہ داری بھی انصار پر ڈالی گئی ہے تو ان کے سامنے نیک نمونے قائم نہ کر کے اور پھر اس امانت کا حق ادا نہ کر

کے ایسے لوگ قومی مجرم بن جاتے ہیں۔اگر قوم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو وہ ان لوگوں کے عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جن کے سپرد یہ ذمہ داری لگائی ہوتی ہے۔اگر ان کی نسل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو ان کی نگرانی اور دعا میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔پس جب انصار یہ کہتے ہیں کہ الحمدللہ ہم مجلس انصاراللہ کے ممبر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس مجلس کے ممبر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مددگاروں کی مجلس ہے۔اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام اور آنحضورؐ کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے ہر قسم کی عملی مدد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں اور عملی مدد کا پہلا اور بنیادی قدم بلکہ ایسا قدم جسے خدا تعالیٰ نے فرائض میں شامل فرمایا ہے نماز ہے اور عبادت کے یہی عملی نمونے جب گھروں میں قائم ہوتے ہیں، نماز کے قیام کی گھروں میں بات ہوتی ہے تو نئی نسل بھی اس کی اہمیت اپنے ذہنوں میں بٹھا لیتی ہے اور اس طرح ہم اپنی نسلوں کی تربیت انہی بنیادوں پر کر رہے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہیں اور یہ ایک بہت بڑا اہم کردار ہے جو خاموشی سے گھر کا سربراہ ادا کر رہا ہوتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ انصاراللہ کی کمزوری سے نسلوں میں کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ایک بچے نے اُس بزرگ کو صحیح جواب دیا تھا کہ اگر میں کیچڑ میں پھسلا تو میرے پھسلنے سے مجھے چوٹ لگے گی لیکن اگر آپ پھسلے تو پوری قوم کو لے کر ڈوب جائیں گے۔تو اُس بزرگ نے بھی اس کا صرف ظاہری مطلب نہیں لیا بلکہ اُن کی سوچ اس بات کی گہرائی تک گئی کہ بچہ صحیح کہہ رہا ہے۔میرے کئی شاگرد ہیں۔کئی ایسے لوگ ہیں جو میرے پیچھے چلنے والے ہیں۔میری زندگی کے ہر عمل میں ذرا سی لغزش بھی میرے پیچھے چلنے والوں کی دنیا و آخرت خراب کر سکتی ہے۔پس یہ سوچ ہے جو انصاراللہ کے ہر ممبر کو ہر ناصر کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم حقیقی انصاراللہ ہیں۔ورنہ مجلس انصاراللہ کی ممبرشپ لے لینا یا اُس میں شامل ہو جانا یا چالیس سال کی عمر کے بعد طوعاً و کرہاً یا مجبوری سے اس میں شامل ہو جانا یا جماعتی قواعد کی روح سے اس کا ممبر بننا یا اپنی آمد میں سے کچھ چندہ مجلس دے دینا یا چیرٹی واک میں حصہ لے لینا یا اجتماع پر چند پروگراموں میں حصہ لے لینا یا اجتماع میں دو دن کے لئے شامل ہو جانا آپ کو انصاراللہ نہیں بنا سکتا۔انصاراللہ وہ ہیں جو دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کیا حکم دیئے ہیں۔ایک مومن کی حیثیت سے ہمارے کیا کیا فرائض ہیں اور پھر ہم نے اُن فرائض پر خالص خدا تعالیٰ کی رضا کی حصول کے لئے کس طرح عمل کرنا ہے۔کس طرح ان کو بجالانے کے لئے سعی اور کوشش کرنی ہے۔پس یہ جو عبادتوں اور نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے یہ بہت اہم چیز ہے۔انصاراللہ میں سے تو سو فیصد کو اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔

دینی علوم کے حصول کی طرف توجہ کریں

اس کے علاوہ میں کچھ اور باتوں کی طرف بھی آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔اُن میں سے ایک یہ ہے

کہ دینی علم کی طرف توجہ اور اس کا حصول قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ پنگھوڑے سے لے کر لحد یعنی قبر تک علم حاصل کرو اور یہ علم حاصل کرتے چلے جانا ایک مومن کا فرض ہے۔ اس لئے یہ تو کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا علم اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ اب مجھے علم کی ضرورت نہیں۔ غور کرنے پر قرآن کے تو بے انتہا نئے نئے مطالب سمجھ آتے ہیں۔ احادیث میں بھی بعض ایسی غور طلب احادیث ہیں جو بعض اوقات اس کا علم رکھنے والوں کو بھی پوری طرح سمجھ نہیں آتیں اور وہ اس کے لئے پھر اپنے سے بہتر احادیث کا علم رکھنے والوں سے مدد لیتے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ہیں۔ ہر مرتبہ پڑھنے پر نئے معانی اور معرفت کے نکات ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ ہم نے کتب کو پڑھ لیا ہے۔ یا قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لیا ہے یا تفسیریں پڑھ لی ہیں یا کچھ احادیث پڑھ لی ہیں اس لئے اب ہم اتنے قابل ہو گئے ہیں کہ اب مزید علم کی ضرورت نہیں۔ علم کو تو بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔ جو اپنے آپ کو اپنے زعم میں بہت بڑا علمی آدمی سمجھتے ہیں ان کی سوچیں بڑی غلط ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔ لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعود جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 546,545)

تو جس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو وہ تو پڑھتا رہتا ہے اور بغیر کسی تکبر کے جہاں سے ملے پڑھتا رہتا ہے۔ جو علم رکھتے ہیں انہیں اپنا علم مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو کم دینی علم رکھتے ہیں اُن کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ پھر یہ علم جہاں ان کی اپنی معرفت بڑھانے کا باعث بنے وہاں ان کے بچوں کے لئے بھی نمونہ قائم کرنے والا ہو۔ جب بچے دیکھیں گے کہ گھروں میں دینی کتابیں پڑھی جا رہی ہیں تو اُن میں بھی رجحان پیدا ہو گا۔ اکثر اُن گھروں میں جہاں یہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں اُن کے بچے شروع میں ہی چھوٹی عمر میں ہی کتابیں پڑھ رہے ہوتے ہیں اور یہ علم پھر سب سے بڑھ کر تبلیغی میدان میں کام آتا ہے۔

تبلیغ کی طرف توجہ کریں

انصار اللہ کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جو فارغ ہے تو بجائے گھر میں بیٹھنے کے، گھر والوں کو پریشان کرنے کے مجلس انصار اللہ کو باقاعدہ ایسی سکیم بنانی چاہئے جس کے تحت انصار اللہ کے جو ممبران ہیں اُن

کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے اور وہ انصار جو فارغ ہیں خود بھی اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کریں اور تبلیغ کے میدان میں مدد کریں۔

جیسا کہ مَیں نے جماعت کو بھی کہا ہے اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہا ہے کہ اسلام اور جماعت کا حقیقی تعارف ہر طبقہ تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور دس سال کا ایک منصوبہ بنانا چاہئے کہ دس سال میں یہاں UK میں ہر شخص تک جماعت کا ایک مختصر سا تعارف پہنچا سکیں اور پھر اس کے لئے ہمیں ہر سال کم از کم دس فیصد آبادی تک جماعت کا یہ تعارف پہنچانا ہوگا۔ صرف اتنا سا پیغام ہو کہ حضرت مسیح موعود کا پیغام کیا ہے؟ آپ کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ دین کی ضرورت کیا ہے؟ اتنا پیغام ہی پہنچ جائے مختصر باتیں ہوں اور آگے پیچھے ایک ورقہ شائع کیا جائے اور اُس پر ہماری ویب سائٹ کا پتہ دیا جائے۔ ایم ٹی اے کا پتہ دیا جائے تاکہ جو دلچسپی رکھنے والے ہیں وہ پھر خود ہی توجہ کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ایک چھوٹا سا فنکشن کر کے چند آدمیوں کو چند کتابیں دے دی جائیں جو گھر جا کے رکھ دیتے ہیں اور پڑھتے بھی نہیں اور وہ کتابیں ضائع ہو رہی ہوتی ہیں تو اس طرح وہ کسی اور کے کام آسکتی ہیں۔ بنیادی طور پر پہلے یہ دیکھیں کہ جس کو دے رہے ہیں اس کو مذہب سے یا دین سے کوئی دلچسپی بھی ہے کہ نہیں۔ پس پہلا کام تو یہ کہ جو تعارفی ایک ورقہ ہے وہ ہر شخص تک پہنچ جانا چاہئے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ مزید رستے کھلتے چلے جائیں گے۔ اگر انصاراللہ میں وہ ممبران جو کچھ نہیں کر رہے اور فارغ بیٹھے ہیں یا کسی ڈاکٹری مشورہ کی وجہ سے، کسی چوٹ وغیرہ کی وجہ سے بھاری کام نہیں کر سکتے اور ان کو ڈاکٹروں نے سرٹیفکیٹ دیا ہو کہ تم نے کام نہیں کرنا تو وہ یہ تبلیغ کا کام تو کر سکتے ہیں۔ وہ اس پیغام کے پہنچانے اور احمدیت کا تعارف پہنچانے کی مہم میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جب وہ عملاً اس میدان میں قدم رکھیں گے تو اپنے دینی علم کی ترقی اور دعاؤں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور پھر یہ توجہ بڑھتی چلی جائے گی اور اس سے روحانیت میں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔ پس یہ دوسری بات ہے کہ تبلیغ کے میدان میں ایک خاص شوق، جذبے اور کوشش سے اپنے آپ کو پیش کریں۔

مالی قربانیوں اور نظام وصیت کی طرف توجہ کریں

پھر ایک بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی ہے۔ میں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ انصاراللہ کی عمر میں ایک ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے جو اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں یا ہنر کے کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنی آمدنیوں کے، تنخواہوں کے، اجرتوں کے جو Maximum سکیل ہوتے ہیں اُن کو حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی آمدنیوں میں جو ترقی ہے اس میں دین کا حق بھی اپنی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے ادا کریں۔

ایک تو میں نے کہا تھا کہ صف دوم کے جو انصار ہیں وہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی کوشش

کریں۔ اگر صف دوم کے انصار نے اس طرف توجہ دی ہے اوران کی اکثریت بلکہ صف دوم کے انصار کو تو سو فیصد شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر تو اکثریت شامل ہوگئی ہے تو الحمدللہ اور اگر کوئی مزید گنجائش ہے تو اسے بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش مجلس انصار اللہ کی سطح پر ہونی چاہئے۔ اگر وہ معیاری عمل نہیں کیے جن کی انصار اللہ سے توقع کی جاتی ہے تو تب بھی توجہ کرنی چاہئے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ہمارے عمل ایسے ہیں کہ ہمیں وصیت کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے اگر ایسے عمل ہیں تب بھی وصیت کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ اُن میں نیکی کی روح پھونک دے بلکہ وصیت کرنے کے بعد بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ خود بخود توجہ پیدا ہوتی چلی جارہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی وجہ بھی بن رہی ہے، دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ نمازوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ قربانیوں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ قربانیوں کے معیار بلند ہو رہے ہیں۔ ستر یا پچھتر سال کے جو انصار ہوتے ہیں ان میں سے بعض کی وصیت تو مرکز منظور کرتا ہے اور بعضوں کی نہیں کرتا۔ لیکن صف دوم کے جو انصار ہیں ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ پھر اسی طرح دوسری مالی تحریکات ہیں ان کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنے نام کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مددگار اور ناصر بننے کا اعلان کر رہے ہیں، پھر اپنی قربانیوں کو دیکھیں، خود اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے دل سے فتویٰ لیں کہ کیا ہم انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ جب خود اپنی سوچ کو اس نہج پر لائیں گے تو مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اندر پاک تبدیلیوں کے اور قربانیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں گے اور جب یہ بڑھیں گے تو یہی چیز ہے جو من حیث الجماعت، جماعت کی بقا اور ترقی کے سامان کرتی ہے۔

خلافت سے وابستگی اور اس کے تقاضے

پھر انصار اللہ کا ایک اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد اس میں لگا ہوا ہے اور بڑے اعلیٰ نمونے پیش کرتے ہیں۔ لیکن انصار اللہ کو اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ جو معیار حاصل کر رہے ہیں یہ یہیں نہ رک جائیں بلکہ بڑھتے چلے جائیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت مومنین کے لئے ضروری ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْفٰسِقُوْنَ o (النور:56) کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جو ایمان لانے والے ہیں اور نیک عمل کرنے والے ہیں اُن سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا یعنی ان میں خلافت کا نظام قائم ہوگا اور مومنین کی جماعت خلیفہ وقت کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی باتوں پر عمل کرنے والی ہو جائے گی۔ گویا کہ وہ ایک جان بن جائیں گے۔ جماعت کا اور خلیفہ کا ایک وجود بن جائے گا۔ افراد جماعت اس کے اعضاء ہو جائیں گے اور خلیفہ وقت اس کے دل و دماغ کا کردار ادا کرے گا اور جب یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے گی تو سوال ہی نہیں کہ کوئی فرد جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نکتوں اور اپنے عملوں پر اصرار کرے۔ دنیا نے کبھی یہ واقعہ ہوتے نہیں دیکھا کہ دماغ ہاتھ کو ایک حکم دے اور ہاتھ اس حکم کو ردّ کرتے ہوئے اپنے طور پر کوئی کام سرانجام دے۔ پس جو ایمان لانے والے ہیں، نیک اعمال کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اس جسم کا عضو بن جاتے ہیں جو دماغ کے تابع ہوتے ہیں۔ اس جماعت کا حصہ بن جاتے ہیں جو آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے قائم ہو کر پہلوں سے ملنے والی جماعت ہے۔ پھر اس کے عملی نمونے دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے حقدار ہو جاتے ہیں جو قیامت تک جاری رہنے والا انعام ہے۔

انصار اللہ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اس انعام سے حقیقی رنگ میں تبھی فیض اٹھائیں گے جب وہ ہر وقت اپنے ذہن میں یہ رکھیں گے کہ بحیثیت انصار اللہ ہم اس جسم کا اہم عضو ہیں اور جسم کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہر عضو سلامت ہو اور ہم نے اپنا نام اللہ تعالیٰ کا مددگار رکھ کر اپنے آپ کو جماعت کا وہ اہم حصہ بنا لیا ہے جس کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افرادِ جماعت سے بہت بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہماری مالی قربانیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری عبادتوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ جب یہ باتیں ہوں گی تو ہم حقیقی انصار اللہ کہلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ ہے کہ آپ کی جماعت کو غلبہ عطا فرمائے گا اور ترقیات سے نوازے گا۔ تبلیغی ترقیات سے نوازے گا۔ بیشک راہ میں روکیں آئیں گی مگر جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتی چلی جائے گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اور خلافت کا بھی دائمی وعدہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو اور حضرت مسیح موعودؑ کو دین کے انصار بھی مہیا فرماتا چلا جائے گا۔ گویا انصار اللہ بھی ایک ہمیشہ قائم رہنے والا ادارہ ہے کیونکہ وہ افراد ہی ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین کی نصرت کے لئے سامان فرماتا ہے۔ اگر کوئی فرد دین کی نصرت کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اور افراد تیار کر دے گا، اور قومیں تیار کر دے گا اور انصار اللہ کا جو یہ سلسلہ ہے یہ جاری رہے گا اور چلتا چلا جائے گا

اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے، اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہوئے ہمیشہ یہ کوشش کرتے چلے جانا چاہئے کہ ہر فرد ناصر دین بنا رہے اور اس کا حق ادا کرنے والا ہو۔ دنیا میں ہم جو جماعتی ترقیات دیکھ رہے ہیں یہ کسی فرد کی یا کسی خاص جماعت کی یا وہاں کے انصار کی مرہون منت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور جماعت کی من حیث الجماعت ایک کوشش ہے جس میں خدا تعالیٰ برکت ڈال رہا ہے۔ جس کے پھل آج ہم کھا رہے ہیں اور انشاء اللہ کھاتے چلے جائیں گے۔ ہمارے بڑوں نے انصار اللہ ہونے کا حق ادا کیا اور بے نفس ہو کر دین کی خاطر قربانیاں کیں۔ آج یہ ہمارا فرض ہے کہ ایک خاص کوشش اور دعا کے ساتھ ساتھ اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے راستے ہموار کرتے چلے جائیں۔

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

"میں بار بار اور کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ظاہری نام میں تو ہماری جماعت اور دوسرے مسلمان دونوں مشترک ہیں تم بھی مسلمان ہو وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم کلمہ گو ہو وہ بھی کلمہ گو کہلاتے ہیں، تم بھی اتباع قرآن کا دعویٰ کرتے ہو وہ بھی اتباع قرآن کے مدعی ہیں۔ غرض دعووں میں تم اور وہ دونوں برابر ہو مگر اللہ تعالیٰ صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو اور دعویٰ کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیلی حالت کی دلیل نہ ہو...... بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور اس پر کاربند ہونا چاہئے اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوف خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں"۔ فرماتے ہیں"...... نصیحت کرنا اور بات پہنچانا ہمارا کام ہے۔ یوں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے....... ہزار ہا انسان ہیں جنہوں نے محبت اور اخلاص میں تو بڑی ترقی کی ہے مگر بعض اوقات پرانی عادات یا بشریت کی کمزوری کی وجہ سے دنیا کے امور میں ایسا وافر حصہ لیتے ہیں کہ پھر دین کی طرف سے غفلت ہو جاتی ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ بالکل ایسے پاک اور بے لوث ہو جاویں کہ دین کے سامنے امور دنیوی کی حقیقت نہ سمجھیں اور قسما قسم کی غفلتیں جو خدا سے دوری اور مہجوری کا باعث ہوتی ہیں وہ دور ہو جاویں"

فرمایا"........پس ضروری ہے کہ جو اقرار کیا جاتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس اقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو اور اس کے مطابق اپنی زندگی کا عملی عمدہ نمونہ پیش کرو۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو ہر سال میں کئی دوست ہم سے جدا ہو جاتے ہیں" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 605,604)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے والے ہوں۔ اپنی عبادتوں کے معیار اس حد تک لے جانے والے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ہم سے چاہتے ہیں اور جن کی تلقین

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (الفضل انٹرنیشنل 25 دسمبر 2009ء)

اپنے بچوں میں خلافت کی محبت پیدا کریں یہی اسلام کی روح ہے

(مجلس انصاراللہ لائبیریا کے دوسرے سالانہ اجتماع 14-15 نومبر 2009ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام)

حضور انور نے اپنے پیغام میں انصاراللہ لائبیریا کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ تمام کامیابیوں کا دارومدار تقویٰ پر ہے اس لئے جب آپ دوسروں کو تبلیغ کریں تو آپ کی اپنی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسری اہم بات جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ بچوں کی صحیح تربیت ہے۔ بچہ شروع سے ہی اپنے والدین سے متاثر ہوتا ہے اس لئے اپنے گھروں میں انہیں صحیح احمدی ماحول دیں۔ اگر تبلیغ کے ذریعہ ہم کچھ لوگوں کو احمدیت کی طرف لے بھی آئیں اور دوسری طرف ہمارے اپنے بچے غیر اسلامی معاشرے سے متاثر ہو رہے ہوں تو پھر تمام کوششیں بے فائدہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے بچوں میں خلافت کی محبت پیدا کریں یہی اسلام کی روح ہے۔ ماضی میں خلافت کو نظرانداز کر دیا گیا ہے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے اس لئے ہمیں ہر قیمت پر اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 5 تا 11 رمارچ 2010ء)

جب میں ایک بات کسی مجلس انصاراللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے

اچھی مجالس اخبارات کی رپورٹس سے ہدایات لیتی اور ان پر عمل کرتی ہیں

مورخہ 15 ردسمبر 2009ء کو نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے دعا کے بعد باری باری تمام قائدین سے ان کے شعبوں اور کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

❁ قائد عمومی سے حضور انور نے مجالس کی تعداد، چھوٹی اور بڑی مجالس کی تعداد اور ان میں شامل انصار کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ انصار کی مجالس کی تعداد 236 ہے۔ جن میں سے 40 مجالس ایسی ہیں جن کی انصار کی تجنید 20 تک ہے اور جو باقی مجالس ہیں ان کی انصار کی تجنید 20 سے زائد ہے۔ قائد عمومی نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ وہ روزانہ دس گھنٹے دفتر میں بیٹھتے ہیں اور روزانہ کی ڈاک میں دوصد سے زائد خطوط کا جواب دیا جاتا ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہم نے سوفیصد مجالس سے ماہانہ رپورٹس حاصل کی ہیں۔ حضور انور کی خدمت میں رپورٹس کی وصولی کا چارٹ پیش کیا گیا۔ حضور انور نے یہ چارٹ ملاحظہ فرمانے کے بعد بتایا کہ مئی، جون، جولائی میں آپ نے سوفیصد رپورٹس حاصل کی ہیں جبکہ بعد کے ماہ میں کچھ کمی آئی ہے۔ بہر حال آپ کی اچھی رپورٹ ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مجالس سے جو رپورٹ آپ کو موصول ہوتی ہیں تو ان رپورٹس پر جواب کون دیتا ہے۔ قائد صاحب عمومی نے بتایا کہ جملہ قائدین اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹ پر جواب دیتے ہیں اور قائدین کے جوابات اور تبصرے صدر مجلس کی نظر سے گزرتے ہیں۔

❁ صدر مجلس نے بتایا کہ وہ رپورٹس پر قائدین کی راہنمائی کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ یہ جواب دیں اور اس طرح لکھیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ قائدین کو خود جواب دینے دیں۔ خود کام کرنا اتنا اہم نہیں ہے جتنا کام کروانا اہم ہے۔

❁ قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی سے حضور انور نے وقف عارضی کے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ وقف عارضی کے پروگرام پر توجہ نہیں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میں نے (اجتماع) مجلس انصار اللہ یو۔کے پر اپنے خطاب میں انصار اللہ کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وقف عارضی میں حصہ لیں اور باقاعدہ پروگرام بنا کر، سکیم بنا کر وقف عارضی کریں۔ یہ خطاب MTA پر نشر ہو چکا ہے۔ آپ نے سنا ہے۔

❁ حضور انور نے فرمایا کہ جب میں ایک بات کسی مجلس انصار اللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے۔ اچھی مجالس اخبارات میں شائع ہونے والی رپورٹس سے ہدایات لیتی ہیں اور ان پر عمل کرتی ہیں۔ اپنے پروگرام بناتی ہیں اور پھر مجھے لکھتی ہیں کہ فلاں ملک کی مجلس عاملہ انصار اللہ کو جو ہدایات دی تھیں وہ ہم نے لی

ہیں اور پروگرام بنا کر ان پر عمل کیا ہے۔

۞ قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ سہ ماہی نصاب دیا جاتا ہے۔ایک حدیث بھی دی جاتی ہے۔حضورانور نے فرمایا کہ ایک حدیث تین ماہ کے لئے کافی نہیں۔ارذل العمر والے کے لئے تو ایک حدیث تین ماہ میں ہوسکتی ہے۔جو صف دوم کے ہیں ان کے لئے زیادہ نصاب ہونا چاہئے۔حضرت اقدس مسیح موعود کی کوئی چھوٹی کتاب مقرر کرلیں اور وہ ان کو دیں اور پھر اس کا امتحان لیں۔صدر مجلس نے بتایا کہ مجالس کو مقالہ ہستی باری تعالیٰ کے عنوان پر دیا ہوا ہے۔نیز مختلف عناوین پر صاحب علم لوگوں سے تقاریر تیار کروائی جاتی ہیں۔حضورانور نے فرمایا کہ تقریریں کروا کر سوال و جواب کروائیں پھر فائدہ ہوگا۔

۞ حضورانور نے فرمایا جو انصار فارغ ہیں ان کو دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کریں اور ان سے کام لیں۔ جو جماعتیں آپ کی Active ہیں وہ آپ کو بے تحاشا لوگوں کی فہرستیں مہیا کرسکتی ہیں۔ دعوت الی اللہ میں سب کو Active کرنا پڑے گا تب جا کر کام ہوگا۔حضورانور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ 24 دعوت الی اللہ کی مجالس کروائی گئی ہیں جن میں 684 افراد شامل ہوئے۔حضورانور نے دریافت فرمایا کہ ان مجالس سے جو استفادہ کیا اس سے آگے کیا فائدہ اٹھایا۔ان لوگوں سے بعد میں رابطہ رکھنا چاہئے۔Follow Up کا سلسلہ ہونا چاہئے۔

۞ قائد تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ انصار جو مسجد کے نزدیک نہیں رہتے اور اسی طرح وہ انصار جو رابطہ نہیں رکھتے ان کا جائزہ لیا گیا اور کوشش کی گئی۔حضورانور نے دریافت فرمایا آپ کے اس جائزے اور کوشش کا کیا نتیجہ نکلا۔کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟ قائد تربیت نے بتایا کہ آہستہ آہستہ نتیجہ نکل رہا ہے۔حضورانور نے فرمایا کہ تین سال سے آپ کوشش کررہے ہیں۔36 مہینے گزر گئے ہیں۔تین سال پہلے کیا حالت تھی۔اب کیا حالت ہے؟ قائد صاحب نے بتایا کہ میرے پاس اب ذمہ داری آئی ہے۔حضورانور نے فرمایا اب ذمہ داری کا آنا کوئی بہانہ نہیں ہے۔اصل میں یہ ہے کہ شعبہ تربیت نے کیا کام کیا ہے۔جو بھی سابقہ قائد ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے شعبہ کی رپورٹ مکمل کر کے جائے تاکہ آئندہ آنے والا اس کام کو آگے بڑھائے۔ہر قائد یہ سوچے کہ میں ایک سال کے لئے قائد ہوں اس نہج پر کام کروں۔اس نہج پر چلاؤں کہ آئندہ آنے والا قائد اس سے فائدہ اٹھائے اور آگے کام بڑھا سکے تب ہی فائدہ ہے ورنہ نیا آنے والا پھر صفر سے کام شروع کرتا ہے۔

۞ قائد ایثار نے اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ نئے سال کے شروع میں جو وقار عمل ہوتا ہے اس میں ہم شامل ہوتے ہیں۔پھر بوڑھے لوگوں کے ہوسٹلز میں بھی وزٹ کیا جاتا ہے اور اسی طرح

مختلف شہروں میں پودے لگائے جاتے ہیں۔ہم نے سات شہروں میں شجرکاری کی ہے۔حضور انور نے فرمایا یہاں ایک پودا لگائیں تو بہت سراہا جاتا ہے۔اس لئے اگر پچاس،سو لگائیں گے تو شور پڑ جائے گا۔حضور انور نے فرمایا آپ ان کو کہیں کہ ہمیں کوئی گلی دو ہم آپ کو پچاس،سو پودے لگا دیں گے۔جنگل میں خاص ایریا ہوتا ہے وہ لیا جاسکتا ہے یا پارک وغیرہ کا کوئی حصہ لے لیں کہ ہم یہاں پودے لگائیں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے۔اس سے آپ کا بہت زیادہ تعارف بڑھ سکتا ہے اور آپ کو ہر طرف سراہا جائے گا اور حکام سے رابطے اور تعلق بڑھیں گے۔حضور انور کو بتایا گیا کہ دوصد یورو کا ایک پودا ملتا ہے۔حضور انور نے فرمایا پودے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اور مختلف اقسام کے ہوتے ہیں اس لئے مختلف قیمتوں میں ملتے ہیں اور بعض بہت سستے بھی مل جاتے ہیں۔

۞ حضور انور نے فرمایا آپ اپنے گھروں کے سامنے بھی پودے لگا سکتے ہیں۔حضور انور نے صدر مجلس سے فرمایا کہ آپ کے اجتماع پر چالیس ہزار یورو خرچ ہوتا ہے۔رقم بچ جاتی ہے اس میں سے دس ہزار شعبہ ایثار کو دے دیں پودے لگانے کے لئے۔بعض جگہ خاص پودے لگتے ہیں اور بعض جگہ اپنی مرضی سے لگاتے ہیں۔اس میں سستے بھی ہیں اور مہنگے بھی ہیں۔گھروں کے سامنے لگ سکتے ہیں۔مسجد کے سامنے لگ سکتے ہیں۔Greenery ہو جائے گی۔حضور انور نے فرمایا ہر جگہ مجلس ایسے کام کر رہی ہو جہاں پروجیکشن مل رہی ہو۔ہمسایہ کی طرف سے بھی اور پھر علاقہ میں بھی تو پھر حق میں آواز بلند ہوتی ہے۔جس طرح کہ آج جامعہ (جرمنی) کے سنگ بنیاد کے موقع پر ہوا۔میئر نے بھی اور دوسرے مہمان نے بھی کھلے دل کے ساتھ آپ کے حق میں اظہار کیا۔حضور انور نے فرمایا اس لئے پوری ریسرچ کریں اور جائزہ لیں کہ ہم کس طرح کے پودے لگا سکتے ہیں۔گلوبل وارمنگ (Global Warming) کا آجکل بڑا شور ہے۔اگر آپ اس طرح کے کام کر رہے ہوں گے تو کوئی پتہ نہیں کہ کسی وقت حکومت آپ کی مدد کرنی شروع کر دے۔حضور انور نے فرمایا نئے راستے نکالنا اصل کام ہے۔صرف جوانوں کے جوان کا خطاب لے لینا اصل کام نہیں ہے۔

۞ قائد دعوت الی اللہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ آپ نے دعوت الی اللہ کا ٹارگٹ کیا رکھا ہے۔جس پر موصوف نے بتایا کہ مشرقی جرمنی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک حصہ خدام کو اور ایک حصہ انصار کو دیا ہے۔حضور انور نے دریافت فرمایا وہاں کے لوگوں کو دین حق سے دلچسپی ہے کہ نہیں، انہوں نے چالیس سال بھوکے رہ کر گزارے ہیں۔اب ان کو کھانے پینے، دولت اور عیاشی سے غرض ہے۔حضور انور نے فرمایا شہروں سے باہر نکلیں اور چھوٹی جگہوں پر رابطے کریں،کونسل سے رابطے کریں، گھروں سے رابطے کریں۔سیمینار منعقد کریں،انٹرفیتھ کانفرنس کا انعقاد کریں اور ایسے عناوین لئے جائیں کہ لوگوں میں دلچسپی پیدا ہو۔مثلاً خدا تعالیٰ کا وجود،دین حق امن و سلامتی کا مذہب ہے۔تیسری جنگ عظیم سے کس

طرح بچا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہ کہنا غلط ہے کہ جرمنی میں دلچسپی نہیں ہے۔ بڑے شہروں میں کم ہوگی لیکن چھوٹی آبادیوں اور دیہاتوں میں آپ کو لوگ ملیں گے آہستہ آہستہ تعارف حاصل ہوگا۔ بڑے شہروں میں تو دنیاداری ہے۔ یہ لوگ اپنے سیاسی رابطے رکھیں گے یا پھر علم رکھنے کی وجہ سے، بعض معلومات کے حصول کے لئے رابطہ رکھیں گے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو لوگ شہر سے باہر ہیں ان پر بیشک میڈیا کا اثر ہوتا ہے لیکن شہر کے ملے گلے کا اثر نہیں ہوتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ شہروں میں سیمینار کرنا (Seminar) بک سٹال لگانا اور نمائشوں کا انعقاد کرنا یہ پرانے طریقے تو ہیں لیکن اب اپنی روایات کے اندر رہتے ہوئے نئے طریق بھی اختیار کریں۔ پرانے طریقے بھی ساتھ ساتھ رکھیں لیکن اپنی روایات کے مطابق نئے راستے بھی اختیار کریں۔ یہ نہیں کہ آؤ تمہیں ڈانس دکھائیں گے پھر دعوت الی اللہ کریں گے۔ مذہب وہ سکھانا ہے جو ہماری حقیقت ہے جو ہماری روایات کے مطابق ہے۔

۞ قائد مال نے بتایا کہ سال 2008ء میں سو فیصد سے زائد وصولی کی توفیق پائی۔ حضور انور نے فرمایا یہ نہیں کہہ سکتے کہ سو فیصد وصولی کر لی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے نہ کہہ سکتے ہیں کہ بجٹ کے مطابق وصولی کر لی ہے۔ اس بجٹ میں کئی انصار ایسے ہوں گے جو ابھی شامل نہیں ہوں گے اور کئی ایسے ہوں گے جنہوں نے چندہ کم دیا ہوگا اور کئی ایسے ہوں گے جنہوں نے زیادہ دیا ہوگا۔ کئی آپ کے زیر اثر ہوں گے انہوں نے آپ کے مانگنے پر زیادہ دے دیا ہوگا۔ اس طرح سو فیصد وصولی کر لی ہوگی۔ حضور انور نے بجٹ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ قائد مال نے بتایا کہ انصار کی تجنید 3437 ہے۔ بجٹ چار لاکھ 28 ہزار یورو ہے۔ گزشتہ سال چندہ مجلس تین لاکھ 61 ہزار یورو تھا۔ امسال اضافہ کے ساتھ تین لاکھ 74 ہزار ہے۔

۞ قائد صحت جسمانی نے بتایا کہ اجتماع کی ایک رپورٹ کھیلوں وغیرہ کی ایک صوبے کے اخباروں میں شائع ہوئی ہے۔ اس بارہ میں مزید کام کر رہے ہیں۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر قائد نومبائعین نے بتایا کہ گزشتہ سال پانچ مختلف اقوام کے 14 انصار نومبائعین تھے جبکہ امسال تین مزید آئے ہیں۔ دو پاکستان سے ایک جرمنی کا ہے۔ ان سب سے رابطہ مجالس کے ذریعہ اور فون کے ذریعہ رکھا جاتا ہے۔ نماز اور دوسرا سلیبس زعماء کو دیا ہوا ہے کہ اس کے مطابق ان نومبائعین کی تیاری کروائیں۔ مختلف اقوام کے 63 انصار ہیں ان کو بھی یہ سلیبس (Syllabus) بھجوا دیا جاتا ہے تا کہ وہ بھی استفادہ کر لیں۔ ہم ان کو اجتماعات میں شامل کرتے ہیں، ان کے مقابلہ جات ہوتے ہیں، ان کے سلیبس کے مطابق مقابلہ جات ہوتے ہیں۔

قائد اشاعت سے حضور انور نے فرمایا کیا مجلس کا کوئی اپنا رسالہ ہے تو قائد اشاعت نے بتایا کہ گزشتہ سال ہم

نے سیدنا مسرور نمبر نکالا تھا۔ اب بھی ایک بلیٹن نکالنا تھا لیکن اس میں کچھ اصلاح ہونے والی تھی۔ صدر صاحب مجلس نے روکا ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کیا اشاعت کی ٹیم نہیں ہے جو معیار دیکھے۔ اپنی ایک ٹیم بنائیں اور اس میں پڑھے لکھے لوگ شامل کریں۔

۞ قائد تحریک جدید نے بتایا کہ ہم جماعت جرمنی کے تحریک جدید کے چندہ کا 1/4 حصہ جمع کرتے ہیں۔ ہمیں یہ ہدایت ہے کہ چوتھا حصہ مجلس انصاراللہ دیا کرے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے کوئی اصول نہیں بتایا تھا۔ قائد تحریک جدید نے بتایا کہ گزشتہ سال انصاراللہ جرمنی کی طرف سے وعدہ دو لاکھ دس ہزار یورو تھا۔ اس کے بالمقابل ہمیں دو لاکھ 63 ہزار 928 یورو جمع کرنے کی توفیق ملی تھی۔

۞ قائد تجنید سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کیا آپ کی تجنید میں تمام انصار شامل ہیں۔ موصوف نے بتایا ہماری تجنید ابھی تسلی بخش نہیں ہے۔ حضور انور نے فرمایا تو آپ تسلی بخش بنائیں اور مجالس سے رپورٹ لیا کریں۔ Follow Up کرتے رہیں۔ زعیم مجلس کا کام ہے کہ جب کوئی ناصر منتقل ہو تو اس کی اطلاع کرے۔ معاون صدر برائے سو مساجد نے بتایا کہ ہم اپنے وعدے بڑھا رہے ہیں۔ امسال ہمارا وعدہ پانچ لاکھ 71 ہزار یورو کا ہے۔

(ماہنامہ انصاراللہ فروری 2010ء صفحہ 11 تا 15)

باب ہشتم

2010ء

کے

ارشادات وفرمودات

- بدرسومات سے متعلق ہدایات کی پابندی کروائیں
- غیبت اور بدظنی سے بچنے کی عہدیداران اور نظام جماعت کو تلقین
- تمام ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام کو روحانی خزائن سے فیض اٹھانے کے پروگرام بنانے چاہئیں
- ایک عام احمدی اور عہدیدار میں فرق
- تبلیغ کا پروگرام جماعتی و ذیلی تنظیموں کی سطح پر بنے
- ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار، فرد جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے
- ذیلی تنظیمیں نوجوانوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں
- تربیت کے سلسلہ میں جماعتی و ذیلی تنظیموں کو فعال پروگرام بنانے کی ضرورت ہے
- انصاراللہ نے اپنی اصلاح کے ساتھ اپنی بیوی بچوں کی بھی اصلاح کرنی ہے
- پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں رکاوٹ
- جماعتی ترقی صرف اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے
- انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر صحابہؓ کا دلچسپ اور دلنشین انداز میں تذکرہ
- آپ کی ہر حرکت وسکون خلیفہ کے تابع ہونی چاہئے
- شہدائے لاہور نے حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب جیسی روح کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کی لازوال تاریخ رقم فرمائی

بدرسومات سے متعلق ہدایات کی پابندی کروائیں

حضور انور ایدہ اللہ کا صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کے نام خط

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خط 22 / جنوری 2010ء صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کو مخاطب ہو کر تحریر فرمایا۔

"میں نے شادی بیاہ کی رسموں کے بارہ میں اپنے 15 / جنوری 2010ء کے خطبہ جمعہ میں جن امور کا ذکر کیا تھا ان کی پابندی کروائیں۔ مہندی کی رسمیں گھر کی چار دیواری میں سہیلیوں کی حد تک کرنے کی جو اجازت میں نے دی ہے اس میں ہر جگہ یہ مدنظر رہے کہ آوازیں اتنی زیادہ اونچی نہ ہوں کہ گھر سے باہر نکلیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آجکل ڈیک بھی اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ شادی بیاہ کے گیتوں وغیرہ کے لئے کوئی ساؤنڈ سسٹم استعمال نہیں ہونا چاہئے۔ گھر سے آواز باہر نہیں نکلنی چاہئے۔ اسی طرح روشنیوں کا بلاوجہ استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

بعض دوسری بدرسوم جیسے دودھ پلانا اور جوتی چھپانا وغیرہ جو ہیں یہ بھی سب ختم کروائیں اور ہر فرد جماعت کو اس بارہ میں متنبہ کر دیں کہ آئندہ اگر مجھے کسی کی بھی ان رسموں کے بارہ میں کوئی شکایت آئی تو اس کے خلاف تعزیری کارروائی ہوگی۔

جماعتی عہدیداران بھی میری ان ہدایات کے ذمہ دار ہیں۔ اگر کہیں کوئی ایسی شادی ہو تو ان کی پابندی کروائیں ورنہ وہاں سے اُٹھ کے آجائیں۔ پہلے شوریٰ میں بھی ان امور پر غور و فکر کے بعد سفارشات آتی رہی ہیں لیکن اب ان سب باتوں کی بلاتفریق پوری طرح سے پابندی ضروری ہے اور یہ کام ذیلی تنظیموں کا بھی ہے اور جماعتی نظام کا بھی کہ ہر حال میں بدعات اور بدرسومات سے بچنے کے لئے جماعتی روایات اور ہدایات کی مکمل پابندی کروائیں۔ اللہ توفیق دے" آمین

(ماہنامہ انصار اللہ اپریل 2010ء)

غیبت اور بدظنی سے بچنے کی عہدیداران اور نظام جماعت کو تلقین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5 فروری 2010ء کے خطبہ جمعہ میں عہدیداران اور نظام جماعت کو غیبت سے بچنے کی یوں تلقین فرمائی۔

"پھر غیبت ایک گناہ ہے جس سے اصلاح کی بجائے معاشرے میں بدامنی کے سامان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گندے فعل سے کراہت دلاتے ہوئے فرمایا کہ تم تو آرام سے غیبت کر لیتے ہو۔ یہ

سمجھتے ہو کہ کوئی بات نہیں، بات کرنی ہے کر لی۔ زبان کا مزا لینا ہے لے لیا۔ یا کسی کے خلاف زہر اگلنا ہے اگل دیا۔ لیکن یاد رکھو یہ ایسا مکروہ فعل ہے ایسی مکروہ چیز ہے جیسے تم نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا لیا۔ اور کون ہے جو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے کراہت نہ کرے۔ غیبت یہی ہے کہ کسی کی برائی اس کے پیچھے بیان کی جائے۔ پس اگر اس شخص کی اصلاح چاہتے ہو جس کے بارہ میں تمہیں کوئی شکایت ہے تو علیحدگی میں اسے سمجھاؤ تا کہ وہ اپنی اصلاح کر لے اور پھر بھی اگر نہ سمجھے تو پھر اصلاح کے لئے متعلقہ عہدیدار ہیں، نظام جماعت ہے، امیر جماعت ہے اور اگر کسی وجہ سے کوئی مصلحت آڑے آ رہی ہے یا تسلی نہیں ہے تو مجھ تک پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ مجھے شکایت کرتے ہیں لیکن ان شکایتوں سے صاف لگ رہا ہوتا ہے کہ اصلاح کی بجائے اپنے دل کا غبار نکال رہے ہیں اور پھر اکثر یہی ہوتا ہے کہ شکایت کرنے والے اپنا نام نہیں لکھتے صرف ایک احمدی یا ایک ہمدرد لکھ دیتے ہیں نیچے یا پھر ایسا نام اور پتہ لکھتے ہیں جس کا وجود ہی نہیں ہوتا جو بالکل غلط ہوتا ہے۔ ایسے لوگ سوائے میرے دل میں کسی کے خلاف گرہ پیدا کرنے کی کوشش کے اور کچھ نہیں کر رہے ہوتے۔ اور اس میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ کیونکہ نام چھپانے سے ایک تو صاف پتہ چل رہا ہوتا ہے کہ کوئی ہمدرد نہیں ہے بلکہ صرف کسی دوسرے کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ عموماً تو ایسے خطوں پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی اور میرا کام تو ویسے بھی یہ ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے پہلے تحقیق کرواؤں، پتہ کروں اور جس کا نام پتہ ہی نہیں اس کی تحقیق بھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر کسی کو سزا ہو بھی تو میرے دل میں اس کے خلاف نفرت کبھی نہیں پیدا ہوئی، نہ کوئی گرہ پیدا ہوتی ہے بلکہ دکھ ہوتا ہے کہ ایک احمدی کو کسی بھی وجہ سے سزا ہوئی ہے۔ بہرحال ایک احمدی کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْم کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جن کو اس قسم کی بدظنیوں کی یا تجسس کی یا غیبت کی عادت ہے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احساس ندامت لے کر میرے پاس آؤ گے تو مَیں تمہاری توبہ قبول کروں گا اور تمہارے ساتھ رحم کا سلوک کروں گا"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 74-75)

تمام ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام کو روحانی خزائن سے فیض اٹھانے کے پروگرام بنانے چاہئیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 19 مارچ 2010ء کو خطبہ جمعہ میں روحانی خزائن سے فیض اٹھانے کی ذیلی تنظیموں کو یوں تلقین فرمائی۔

"یہ روحانی خزانہ ہے جسے ایک طرف تو وہ بدقسمت لوگ ہیں جو اسے لینے سے انکار کر رہے ہیں اور دوسری طرف سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں جو اس سے سیر ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانی علوم و معارف کا وہ خزانہ ہمیں دے دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازنے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں بھرنے والا ہے اور تمام ادیان پر اسلام کی سچائی ثابت کر کے دکھلانے والا ہے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس علمی اور روحانی خزانے سے اپنی جھولیاں بھریں اور کامیاب اور بامراد ہوں۔

اردو پڑھنے اور سمجھنے والے تو آپ کے اس روحانی خزانے کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کر رہے ہیں اور کرنی چاہئے۔ مَیں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ تمام ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اس بات کا خاص اہتمام کریں۔ اور اردو نہ جاننے والے آپ کا کلام جو دوسری زبانوں میں جس حد تک میسر ہے اس سے فیض اٹھانے کی کوشش کریں۔ تراجم کا کام بھی ہو رہا ہے۔ انگریزی زبان میں زیادہ اور دوسری زبانوں میں ذرا کم یا کچھ حد تک۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس روحانی خزانے کو جلد از جلد دنیا تک مختلف زبانوں میں پہنچانے والے ہم بن سکیں"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 134)

ایک عام احمدی اور عہدیدار میں فرق

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 19 مارچ 2010ء کے خطبہ جمعہ کے اخیر میں فرمایا۔

"اسی طرح ایک اور بات کی طرف بھی اس حوالے سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک عام احمدی اور ایک عہدیدار میں بھی جو فرق ہے وہ عہدیداروں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے اور نمازوں کے قیام کے لئے بھی اور دوسری نیکیاں بجالانے کی طرف بھی اپنے نمونے قائم کریں۔ تبھی ایک عام احمدی جو ہے اس کی بھی اس طرف توجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 143)

تبلیغ کا پروگرام جماعتی و ذیلی تنظیموں کی سطح پر بنے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 9 اپریل 2010ء کو مسجد بشارت سپین میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سپین میں تبلیغی کاوشوں کا ذکر فرما کر اس میدان میں مزید آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے اس خطبہ میں ایک رہنما اصول بھی بیان فرمایا۔ جس کی دنیا بھر کی ذیلی تنظیمیں مخاطب ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

’’ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے ملک کے حالات کے مطابق یہاں تبلیغ کے نئے نئے راستے تلاش کریں۔مربیان کے ہفتہ میں ایک دن یا سال میں چند دنوں کے تبلیغی پروگرام بنانے سے پیغام نہیں پہنچ سکتا۔ وسیع اور باہمت منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ٹارگٹ مقرر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے ایک سال میں آبادی کے کم ازکم ایک یا دو فیصد تک احمدیت کا تعارف پہنچانا ہے۔جن ملکوں میں اس نہج پر کوشش ہو رہی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے کامیاب نتائج نکل رہے ہیں۔اوراس کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا ہے مربیان بھی اور جماعتی نظام بھی اور تمام ذیلی تنظیمیں بھی یہ سارے نظام ساتھ ساتھ چلیں۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذمہ بھی یہی کام لگایا تھا۔یہی کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ بھی لگایا گیا۔اور یہی کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذمہ لگایا گیا کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے‘‘

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 174-175)

ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار، فرد جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 16 اپریل 2010ء کے خطبہ جمعہ کے اخیر میں ذیلی تنظیموں کے عہدیداران سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

" تقویٰ کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنے عہدیدار کے ساتھ مکمل تعاون اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والا ہو۔اور ہر عہدیدار اپنے سے بالا عہدے دار کا احترام، تعاون اور اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ذیلی تنظیمیں اپنے دائرے میں بے شک آزاد ہیں اور خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں۔لیکن جماعتی نظام کے تحت ذیلی تنظیموں کا ہر عہدیدار بھی فردِ جماعت کی حیثیت سے جماعتی نظام کا پابند ہے اور اس کے لئے اطاعت لازمی ہے۔پس اس طرف بھی خاص توجہ دیں۔اگر جماعتی ترقی دیکھنی ہے، اگر اپنی تبلیغی کوششوں کے پھل دیکھنے ہیں؟ اگر اپنے تربیتی معیاروں کو بلند کرنا ہے؟ تو ہر جگہ یکجان ہو کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پس تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے زندگی بسر کریں۔اختلافات کی صورت میں بھی دعا سے کام لیں۔زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اگر کسی سے بہت بڑا اختلاف کوئی ایسا ہوا ہے جس سے کسی کی نظر میں جماعت کا نظام متاثر ہو سکتا ہے یا جماعت کے لئے کسی طرح بھی وہ نقصان کا باعث ہے تو میرے علم میں وہ بات لے آئیں لیکن اطاعت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ ہر لیول (Level) پر اطاعت ہو گی تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں پر شکرگزاری کا ذریعہ بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اور خاص طور پر عہدیداران کو اپنے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ نئے آنے والوں کے لئے وہ مثال ہوں نہ کہ کسی قسم کا ٹھوکر کا باعث بنیں۔مردوں اور عورتوں کی یہ مشترکہ

ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دیں وہاں اپنے بچوں کی بھی ایسے رنگ میں تربیت کریں کہ وہ بڑے ہوکر اسلامی تعلیم کے صحیح نمونے بنیں بلکہ بچپن سے ہی ان سے اسلامی تعلیمات کا اظہار ہوتا ہو۔ ایک احمدی بچے اور ایک غیر مسلم یا غیر احمدی بچے میں فرق ظاہر ہوتا ہو۔ اور پھر یہ بچے، نئی نسل احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے میں بھرپور کوشش کرنے والے بنیں تا کہ اس ملک میں بھی احمدیت کا پیغام ہمیشہ پھیلتا چلا جائے"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 187)

ذیلی تنظیمیں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں

ذیلی تنظیمیں نوجوان نسل کو بُرائیوں سے بچانے کے لئے پروگرام بنانے کا لائحہ عمل بنائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23 اپریل 2010ء کو خطبہ جمعہ میں نوجوان نسل کو سنگین قسم کی برائیوں سے بچانے کے لئے ایک لائحہ عمل تشکیل دینے کی طرف یوں توجہ دلائی۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک احمدی سے توقع رکھی ہے کہ ہر قسم کے جھوٹ، زنا، بدنظری، لڑائی جھگڑا، ظلم، خیانت، فساد، بغاوت سے ہر صورت میں بچنا ہے۔ ہر وقت اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ میں ان برائیوں سے بچ رہا ہوں؟ بعض لوگ ان باتوں کو چھوٹی اور معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ اپنے کاروبار میں، اپنے معاملات میں جھوٹ بول جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک جھوٹ بھی معمولی چیز ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی شرک کے برابر ٹھہرایا ہے۔ زنا ہے، بدنظری وغیرہ ہے۔ یہ برائیاں آج کل میڈیا کی وجہ سے عام ہوگئی ہیں۔ گھروں میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ یا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ایسی ایسی بیہودہ اور لچر فلمیں اور پروگرام وغیرہ دکھائے جاتے ہیں جو انسان کو برائیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں بعض احمدی گھرانوں میں بھی اس برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پہلے تو روشن خیالی کے نام پر ان فلموں کو دیکھا جاتا ہے۔ پھر بعض بدقسمت گھر عملاً ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو یہ جو زنا ہے یہ دماغ کا اور آنکھ کا زنا بھی ہوتا ہے اور پھر یہی زنا بڑھتے بڑھتے حقیقی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی، ہماری اولادیں برباد ہوگئی ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ پہلے نظر رکھیں۔ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیں اور انٹرنیٹ پر بھی نظر رکھیں۔ بعض ماں باپ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ جماعتی

نظام کا کام ہے کہ ان کو اس بارے میں آگاہ کریں۔ اسی طرح انصار اللہ ہے، لجنہ ہے، خدام الاحمدیہ ہے یہ تنظیمیں اپنی اپنی تنظیموں کے ماتحت بھی ان برائیوں سے بچنے کے پروگرام بنائیں۔ نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں، اپنی تنظیموں کے ساتھ اس طرح جوڑیں کہ دین ان کو ہمیشہ مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ اگر ماں باپ کسی قسم کی کمزوری دکھائیں گے تو اپنے بچوں کی ہلاکت کا سامان کر رہے ہوں گے۔ خاص طور پر گھر کے جو نگران ہیں یعنی مردان کا سب سے زیادہ یہ فرض ہے اور ذمہ داری ہے کہ اپنی اولادوں کو اس آگ میں گرنے سے بچائیں جس آگ کے عذاب سے خدا تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے بڑوں کو بچایا ہے اور اپنے فضل سے زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ دنیا خاص طور پر دوسرے مسلمان شدید بے چینی میں مبتلا ہیں کہ ان کو کوئی ایسی لیڈرشپ ملے جوان کی رہنمائی کرے۔ لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہوا ہے کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آکر رہنمائی مل رہی ہے۔ خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ سب فضل تقاضا کرتے ہیں کہ توجہ دلانے پر ہر برائی سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ نیکیوں پر خود بھی قدم ماریں اور اولاد کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کریں اور اس کے لئے کوشش کریں۔ خدا تعالیٰ کے اس ارشاد اور انذار کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم:7) اے مومنو! اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی آگ سے بچاؤ"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 193-194)

تربیت کے سلسلہ میں جماعتی و ذیلی تنظیموں کو فعال پروگرام بنانے کی ضرورت ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23 اپریل 2010ء کے خطبہ جمعہ کے اخیر میں فرمایا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ہمارے سے یہ توقعات ہیں۔ اگر ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے تعلق جوڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی متبع بننے کے لئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ بوڑھوں، عورتوں، نوجوانوں کو اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ والدین کو اپنے گھروں کی نگرانی کرنی ہوگی۔ بچوں کے اٹھنے بیٹھنے اور نقل و حرکت پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ پیار سے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم سے آگاہ کریں۔ یہ ماؤں کا بھی کام ہے، باپوں کا بھی کام ہے۔ ایک احمدی مسلمان اور ایک غیر احمدی مسلمان

کے فرق کو واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ کیا فرق ہے۔ اگر ہمارے اندر کوئی واضح فرق نظر نہیں آتا۔ علاوہ ایک نظام کے ہمارے عمل میں بھی ایک واضح فرق ہونا چاہئے۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعتی نظام اور تمام ذیلی تنظیموں کو اپنے دائرے میں فعال تربیتی پروگرام بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر صرف دولت کمانے اور دنیاوی آسائشوں اور چمک دمک کے حصول میں زندگیاں گزار دیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری ہے۔ جن میں سے سب سے بڑی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنا ہے، ان کی بیعت میں آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ لیتا رہے"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 198-199)

انصار اللہ نے اپنی اصلاح کے ساتھ اپنی بیوی بچوں کی بھی اصلاح کرنی ہے

دورہ آئرلینڈ کے دوران 19 ستمبر 2010ء کو اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔

❁ جس میں حضور انور نے صدر صاحب انصار اللہ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم کے نائب صدر انصار اللہ کا بھی تقرر کریں۔

❁ قائد تعلیم و تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ نماز فجر اور نماز عشاء کے بعد درس کا سلسلہ شروع کیا ہے لیکن اس میں حاضری کم ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: انصار کو توجہ دلائیں کہ اس میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ توجہ دلا کر دیکھا کریں کہ نتیجہ نکل رہا ہے یا نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: انصار اگر اپنی نمازوں پر حاضری ٹھیک کر لیں تو بچوں اور خدام کی حاضری خود بخود ٹھیک ہو جائے گی۔ انصار اپنے نوجوان بچوں اور چھوٹے بچوں کو بھی ساتھ لے کر آئیں۔ جو آپ کے صدر صاحب اپنے بچوں کو نمازوں پر لاتے ہیں تو یہی رویّہ ہر ناصر کا ہونا چاہئے۔ نماز عشاء پر انصار کی سو فیصد حاضری ہونی چاہئے۔ انصار اللہ نے اپنی اصلاح کے ساتھ اپنی بیوی بچوں کی بھی اصلاح کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اپنا دینی علم خود بڑھائیں۔ جو نماز سینٹر سے دور رہتے ہیں تو وہ اپنے گھروں میں باجماعت نماز اور درس کا انتظام کریں۔ آپ سب گھروں میں مستعد ہو جائیں تو تربیت کا کام بھی ہو سکتا ہے۔

اس لئے اس طرف بہت توجہ دیں۔

۞ قائد مال نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انصار اللہ کا بجٹ 7,114 یورو ہے۔ اور 480 یورو اجتماع ہے۔ حضور انور نے فرمایا جو مرکزی شیئر ہے وہ علیحدہ جماعت کے پاس رکھوا دیا کریں۔ اس پر آپ کا حق نہیں ہے۔ باقی جو سال کے اختتام پر بچتا ہے وہ ریزرو میں چلا جاتا ہے۔ ریزرو میں چلے جانے کے بعد انصار اللہ آئر لینڈ کی ہی رقم ہو گی لیکن اس پر آپ کو مرکز کی منظوری کے بغیر خرچ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

قائد مال نے بتایا کہ کمانے والوں سے ایک فیصد چندہ لیتے ہیں۔ جن کو سوشل ملتی ہے وہ بھی ایک فیصد چندہ ادا کرتے ہیں۔ جو اسائلم سیکرز ہیں وہ دس یورو سالانہ ادا کرتے ہیں۔

حضور انور کی خدمت میں ایک عہدیدار نے عرض کیا کہ مَیں ایک گاؤں میں رہتا ہوں اور وہاں ہم دو احمدی فیملیز ہیں۔ مَیں اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ نماز ادا کرتا ہوں۔ دوسرے فیملی کے سربراہ عموماً Job پر ہوتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جس دن اپنے کام پر نہ ہوں تو آجایا کریں اور آپ لوگ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ انصار اللہ کی رپورٹ ہر ماہ باقاعدگی سے آنی چاہئے۔ جس ماہ کوئی میٹنگ وغیرہ نہ ہوئی ہو تو رپورٹ میں لکھ دیا کریں کہ اس ماہ کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ لیکن رپورٹ بھجوانے میں باقاعدگی ہونی چاہئے۔

۞ قائد اشاعت اور قائد تبلیغ کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ Leaflets کی تقسیم کے لئے بھرپور طریق سے کارروائی ہونی چاہئے۔ ابھی صرف دو ہزار تقسیم ہوئے ہیں۔ اس میں جو سال کے اندراج کی غلطی ہے وہ انصار سے درست کروا کر تقسیم کروائیں۔ چھوٹا ملک ہے۔ یہاں تو چند سالوں میں ہر فرد تک احمدیت کا پیغام پہنچ جانا چاہئے۔

۞ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ آج جو نمونہ قائم کریں گے وہ پیچھے آنے والوں کے لئے نمونہ ہو جائے گا۔ ''نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ'' پر ہر ناصر غور کرے تو پھر علم ہو گا کہ کون اپنے اس عہد میں کتنا پیچھے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔ آپ خدا تعالیٰ سے دعا مانگتے رہیں۔ خدا تعالیٰ طاقت دیتا ہے اور جو کمیاں اور کمزوریاں رہ جاتی ہیں وہ اللہ کے فضل سے دور ہو جاتی ہیں۔ عاجزی اور محنت سے کام کرتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا: سب سے زیادہ یہاں لجنہ کی تنظیم منظم اور مستحکم ہے اور مستعد ہے اور اچھا کام کر رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں صوبہ سرحد میں احمدیت بہت پھیلی تھی لیکن بعد میں ان گھروں میں احمدیت میں کمزوری آتی گئی اور پھر بعض خاندان پیچھے ہٹ گئے۔

ان لوگوں کے گھروں میں اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور لٹریچر پڑا ہوا ہے۔لیکن احمدیت آگے چلی نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں نے تربیت نہیں کی۔جو لوگ احمدی ہوئے تھے وہ خود تو قادیان جاتے تھے اور جلسوں میں شامل ہوتے تھے لیکن اپنی عورتوں کو نہیں لے کر جاتے تھے جس کی وجہ سے عورتوں کی تربیت نہ ہو سکی۔اور پھر آگے ان کی اولادیں بھی تربیت سے محروم رہیں اور غیروں میں رشتے ہونے بھی شروع ہو گئے۔اس طرح آہستہ آہستہ یہ خاندان احمدیت سے دور ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا: بہت اچھی بات ہے کہ لجنہ مستعد ہے۔لیکن انصار اللہ کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے۔انصار کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 5 نومبر 2010ء)

پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں رکاوٹ کا ذکر اور اجتماعات کی اہمیت کا بیان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 24 ستمبر 2010ء کو مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے اجتماع کے موقع پر خطبہ جمعہ کے آغاز میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا ذکر کر کے اس کی اہمیت وافادیت بیان فرمائی۔آپ فرماتے ہیں۔

"ستمبر، اکتوبر کے مہینے اکثر ہماری ذیلی تنظیموں، یعنی اکثر ممالک کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات کے مہینے ہوتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ آج خدام الاحمدیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے اور اسی طرح اگلے جمعہ انصار اور لجنہ کے اجتماعات بھی شروع ہونے ہیں۔

گزشتہ تقریباً 27، 28 سال سے UK کے اجتماعات میں خلیفۂ وقت کی شمولیت اجتماعات کا حصہ بن چکی ہے۔ربوہ سے، پاکستان سے خلیفۂ وقت کی ہجرت سے پہلے تمام ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں خلیفۂ وقت کی شمولیت ہوتی تھی اور پاکستان سے تمام متعلقہ ذیلی تنظیموں کے نمائندے اجتماعات میں شرکت کیا کرتے تھے جس سے ربوہ کی رونقیں بھی دوبالا ہو جایا کرتی تھیں۔خاص طور پر خدام اور اطفال کو اس زمانہ میں ایک خاص شوق اور لگن ہوتی تھی اور اجتماع کا انتظار رہتا تھا۔خیموں میں رہائش ہوتی تھی۔ہر مجلس اپنی اپنی چادریں لا کر عارضی خیمے بنایا کرتی تھی۔باقاعدہ اس طرح کے ٹینٹ، خیمے نہیں تھے جیسے یہاں مل جایا کرتے ہیں بلکہ بستروں کی چادروں سے ہی خیمے بنائے جاتے تھے اور ان خیموں میں رہائش ہوتی تھی۔ہر مجلس یا خیمے میں رہنے والا ہر گروپ جو ہے وہ اپنی اپنی چادریں لاتا تھا اور یوں رنگ برنگے اور پھول دار اور قسما قسم کے خیمے وہاں رہائش گاہ میں بنے ہوتے تھے۔اکتوبر کے مہینے میں پاکستان میں عموماً موسم اچھا رہتا ہے۔بارشیں

نہیں ہوتیں۔ اس لئے گزارہ ہو جاتا تھا۔ اگر یہاں کا موسم ہو تو شاید گزارہ نہ ہو سکے بلکہ شاید کا کیا سوال ہے گزارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بہرحال UK کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع نے مجھے بچپن اور جوانی کے اجتماعات کی یادیں دلا دی تھیں اور ساتھ ہی ان مظلوموں کی یاد بھی جو ظالموں کے ظالمانہ قوانین کا شکار ہو کر اپنے اس حق سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں کہ اپنی اصلاح، تربیت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذکر کے لئے جمع ہو کر اس مجلس اور اجتماع کا انعقاد کر سکیں۔ بہرحال مَیں بھی اور آپ بھی اس یقین پر قائم ہیں کہ یہ حالات ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن یہ ظلم بھی اور ظالم بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر، استقامت اور دعا سے کام لیتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اجتماع کے حوالہ سے یہ باتیں جو ہیں مجھے ان کا ذکر اصل میں تو اجتماع کے موقع پر کرنا چاہئے تھا۔ اور ہر سال مَیں اجتماع کی مناسبت سے متعلقہ ذیلی تنظیموں کو ان کے حوالہ سے مخاطب بھی ہوتا ہوں۔ لیکن مجھے اس دفعہ خیال آیا کہ جمعہ پر اس حوالے سے بھی ذکر کر دوں۔ کیونکہ ایک تو پاکستان کے مرکزی اجتماع میں افتتاحی اور اختتامی خطابات خلیفۂ وقت کے ہوتے تھے۔ دوسرے اجتماع کے موقع پر جو میری اختتامی تقریر ہوتی ہے، وہ عموماً براہِ راست ایم۔ٹی۔اے سے نشر نہیں ہوتی بلکہ کچھ دنوں کے بعد ہفتہ دس دن بعد نشر ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو ایک بڑی تعداد نہ سن سکتی ہو۔ تیسرے جہاں جہاں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں وہ اس خطبہ کو اپنے لئے بھی پیغام سمجھتے ہوئے ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اور چوتھے جہاں جہاں نئی جماعتیں یا ذیلی تنظیمیں اور مجالس قائم ہو رہی ہیں وہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے براہِ راست باتیں سن کر ان سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں"

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 494-495)

جماعتی ترقی صرف اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے

اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے 2010ء کے سالانہ اجتماع پر مورخہ یکم اکتوبر کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"آج مجالس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ یو۔کے کے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں۔ اسی طرح بعض اور ممالک میں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں تنظیمیں اپنی اہمیت کے لحاظ سے بڑی اہم تنظیمیں ہیں اور

جماعتی ترقی اور تعلیم وتربیت اور اگلی نسل کو سنبھالنے میں عورت اور مرد خاص طور پر وہ جو چالیس سال سے اوپر کی عمر کے ہیں، بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر اپنی اس ذمہ داری کو ہماری عورتیں اور مرد حقیقی رنگ میں محسوس کر لیں اور جو ذمہ داریاں مرد اور عورت پر ہیں ان پر بھرپور طور پر توجہ دیں اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کریں تو اگلی نسل کے جماعت سے جڑے رہنے اور ان کے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے کی ضمانت مل سکتی ہے۔ جہاں تک جماعتی ترقی کا سوال ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اس بات کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بھی اسی طرح وعدہ ہے جیسا کہ آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے تسلی دلائی تھی کہ آخری زمانے میں آپ کے غلامِ صادق کے مبعوث ہونے کے بعد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ایک اور دور شروع ہوگا، اس میں اسلام کا آخری غلبہ ہوگا۔

پس یہ ترقی تو جماعت کا مقدر ہے، انشاء اللہ۔ راستے کی مشکلات بھی ہوتی ہیں جیسا کہ دوسری الٰہی جماعتوں کو ہوئیں۔ امتحانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعت احمدیہ کو بھی وقتاً فوقتاً مختلف جگہوں پر ان مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے۔ آگیں بھڑکائی جاتی ہیں لیکن یہ آگیں اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کر دیتا ہے۔ اور نہ صرف ٹھنڈی کر دیتا ہے بلکہ مومن ان تکالیف اور مشکلات میں سے جب گزرتا ہے تو اس سونے کی مانند ہوتا ہے جو آگ میں پڑ کر کندن بن کر نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو خود بھی قرآنِ کریم میں بیان فرمایا ہے کہ میں آزمائشیں بھی کرتا ہوں، امتحان بھی لیتا ہوں۔ فرماتا ہے کہ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3) کیا اس زمانے کے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہوگا اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟

پھر فرماتا ہے: وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ (العنکبوت:4) جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کو بھی ہم نے آزمایا تھا اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے آزماتا ہے۔ کبھی کسی قسم کے امتحان سے گزارتا ہے اور کبھی کسی اور قسم کے امتحان سے گزارتا ہے۔ یہ امتحان ایمان میں جو مضبوط لوگ ہیں ان کے تعلق میں اضافہ کرتا ہے۔ ان کا مضبوط ایمان بڑھا دیتا ہے اور جو کمزور اور معترض ہیں جو کہ کسی نہ کسی رنگ میں اعتراض میں مصروف رہتے ہیں، وہ لوگ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ ہوتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض ہوتے ہیں۔ چھوٹے عہدے داروں پر اعتراض ہوتے ہیں۔ بڑے عہدے داروں پر اعتراض ہوتے ہیں اور پھر یہ اعتراض جو شروع ہوتے ہیں تو بڑھتے بڑھتے ان لوگوں کے ایمان کے لئے بھی خطرہ اور ابتلا بن جاتے ہیں اور اگر اللہ کا خاص فضل نہ ہو تو پھر بعضوں پہ ایک صورت ایسی بھی آ جاتی ہے جو

اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کی صداقت پر ہی شک کرنے لگ جاتے ہیں۔اسی طرح مخالفین کی طرف سے تکالیف اور دشمنیاں کمزور ایمان والوں کو ابتلاؤں میں ڈال دیتی ہیں۔ پس مومن کا امتحان اس کو مزید صیقل کرنے کے لئے ہے۔اس کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے کے لئے ہے اور من حیث الجماعت، جماعت کے لئے کامیابی کے نئے راستے کھولنے کے لئے ہے، نہ کہ مغلوب کرنے کے لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "جو لوگ خدائی امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں پھر ان کے واسطے ہر طرح کے آرام و آسائش رحمت اور فضل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 460 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تکالیف کا نتیجہ تھا کہ مکہ فتح ہو گیا"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 299 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

ابتلاء فتوحات کے دروازے کھولنے کے لئے آتے ہیں

پس یہ ابتلاء انبیاء اور انبیاء کی جماعتوں کے لئے فتوحات کے دروازے کھولنے کے لئے ہیں۔اگر ہم اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے جو بھی ابتلاء اور امتحان آئیں گے، ان میں سے کامیابی سے گزرنے کی کوشش کرتے رہے تو رحمت اور فضل کے دروازے ہم پر بھی کھلتے چلے جائیں گے۔انشاءاللہ۔جب اللہ تعالیٰ نے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22) فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ یہ یقینی غلبہ اس لئے ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:22) کہ یعنی اللہ تعالیٰ قوی ہے، مضبوط ہے اور تمام طاقتوں والا ہے۔وہ عزیز ہے۔وہی ہے جو اپنی تمام صفات کی وجہ سے قابلِ تعریف ہے۔وہ ناقابلِ شکست ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔

پس یہ ہمیشہ ہمیں اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ کی قائم کردہ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق غالب تو انشاءاللہ تعالیٰ آنا ہے۔راستے کی مشکلات ناکامی کی نہیں بلکہ کامیابی کی علامت ہیں۔اگر ہم تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی طرف نظر رکھیں گے، اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو اس نظام کا حصہ بنائے رکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا تو ہم بھی اس رحمت اور فضل کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے جو خدا تعالیٰ نے جماعت کے لئے مقدر کئے ہوئے ہیں۔اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی انشاءاللہ تعالیٰ فتوحات دیکھیں گی۔اگر ہم میں سے کوئی عمر کے اس حصے میں پہنچا ہوا ہے جہاں بظاہر زندگی کا کچھ حصہ نظر آ رہا ہے، بڑی عمر ہے، ویسے تو کسی کا نہیں پتہ کہ کب قضا آ جائے، لیکن بہرحال بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فکر ہوتی ہے۔جو اس میں بھی پہنچا ہوا ہے تو جس طرح بچوں کی دنیاوی بہتری کے لئے بڑی عمر کے لوگوں کو فکر ہوتی ہے، بڑا تردّد ہوتا ہے، اسی طرح اسے دینی حالت کی بہتری اور

جماعت سے اپنی نسلوں کو جوڑے رکھنے کے لئے بھی فکر ہونی چاہیے۔ دنیاوی بہتری کے سامان کرنے کے لئے، بچوں کے لئے جائیداد، مکان، بہتر تعلیم یا کام کی ان کو فکر ہوتی ہے۔ بڑے لوگ دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ تو اسی طرح ان کی بچوں کی روحانی اور اخلاقی حالت کی بہتری کے لئے بھی فکر ہونی چاہئے۔ یہی تقویٰ ہے اور یہی اس عہد کا حق ادا کرنے کی کوشش ہے جو ہم اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں دہراتے ہیں۔

پس یاد رکھنا چاہئے کہ جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔ جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ اس خدا کی تقدیر ہے جو تمام طاقتوں کا مالک خدا ہے اور وہ ناقابلِ شکست اور غالب ہے۔ اگر کوئی ہم میں سے راستے کی مشکلات دیکھ کر کمزوری دکھاتا ہے، اگر ہماری اولادیں ہمارے ایمان میں کمزوری کا باعث بن جاتی ہیں، اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دور لے جاتی ہے، اگر کوئی ابتلا ہمیں یا ہماری اولادوں کو ڈانواں ڈول کرنے کا باعث بن جاتا ہے تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ دوسروں کو سامنے لے آتا ہے، اور لوگوں کو سامنے لے آتا ہے، نئی قومیں کھڑی کر دیتا ہے۔ پس اس اہم بات کو، اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم بات اس سلسلے میں ہمارے اپنے پاک نمونے ہیں۔

چالیس سال کی عمر کے بعد آخرت کی فکر ہونی چاہئے

انصار اللہ کی عمر چالیس سال سے شروع ہوتی ہے۔ گویا انصار اللہ کی عمر میں انسان اپنی پختگی کی عمر کو پہنچ جاتا ہے اور سوچ میں گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو اس عمر میں پھر آخرت کی فکر بھی ہونی چاہئے اور یہی ایک ایسے شخص کا، ایک ایسے مومن کا رویہ ہونا چاہئے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو، یقین ہو اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے لئے اس کی کوشش ہو تو پھر اس کی یہ سوچ ہونی چاہئے کیونکہ ایک احمدی نے اپنے عہد میں، عہدِ بیعت میں اس بات کا اقرار کیا ہوا ہے کہ اس نے تقویٰ میں ترقی کرنی ہے، تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے ہیں، اس لئے اس کو تو عمومی طور پر اور اس پختہ عمر میں خاص طور پر یہ سوچ اپنے اندر بہت زیادہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انصار اللہ ہیں۔ ایک ایسی عمر ہے جو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کو تو ہر وقت یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔

عہد بیعت کا خلاصہ

عہدِ بیعت کا خلاصہ کیا ہے؟ شرک سے اجتناب کرنا، جھوٹ سے بچنا، لڑائی جھگڑوں اور ظلم سے بچنا،

خیانت سے بچنا، فساد اور بغاوت سے بچنا، نفسانی جوش کو دبانا، پانچ وقت نمازوں کی ادائیگی کرنا، تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا، استغفار دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دینا، تسبیح وتحمید کرنا، تنگی اور آسائش ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے وفا کرنا، قرآنِ شریف کے احکامات پر عمل کرنا، تکبر نخوت سے پرہیز کرنا، عاجزی اور خوش خلقی کا اظہار کرنا، ہمدردی خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اندر پیدا کرنا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کامل اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر ڈالنا۔ یہ ہے خلاصہ شرائطِ بیعت کا۔ پس اگر غور کریں تو یہ باتیں ایک انسان میں تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہیں۔ اور یہ کم از کم معیار ہے جس کی ایک احمدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے توقع فرمائی ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ ایک انسان میں یہ چیزیں پیدا کی جائیں اور انسان آپ کی بیعت میں آ کر تقویٰ میں ترقی کرے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے مجھے اس لئے مامور کیا ہے کہ تقویٰ پیدا ہو اور خدا تعالیٰ پر سچا ایمان جو گناہ سے بچاتا ہے پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ تاوان نہیں چاہتا بلکہ سچا تقویٰ چاہتا ہے"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 100 مطبوعہ ربوہ)

تقویٰ میں ترقی کر کے آئندہ نسلوں کے لئے پاک نمونہ قائم کرنے والا بنیں

پس یہ تقویٰ ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ تقویٰ وہ ہے جو دل کی آواز ہو، جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دل سے اٹھنے والی آواز ہو۔ یہ عبادتیں، شرک سے پرہیز یا ان باتوں پر عمل جو انسان کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہیں یہ سب کسی قسم کی چٹی، جرمانہ یا تاوان سمجھ کر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے پیار کے تعلق کی وجہ سے ہو۔ ایمان کا وہ مقام ہو جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166) اور جو لوگ ایمان لانے والے ہیں ان کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے محبت میں ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ ایمان میں ترقی کرتے ہیں اور ایمان میں ترقی تقویٰ میں ترقی کا باعث بنتی ہے۔ پس ہمارے انصار اللہ کی بھی اور ہماری لجنہ اماء اللہ کی بھی یہ ایک ذمہ داری ہے کہ تقویٰ میں ترقی کر کے ہم آئندہ نسلوں کے لئے وہ پاک نمونہ قائم کرنے والے بن جائیں جو ہماری نسلوں کی روحانی زندگی اور روحانی ترقی کی ضمانت بن جائے۔ عورت اور مرد ہر ایک پر اپنے اپنے دائرے میں بعض فرائض اور ذمہ داریاں ہیں جن کا پورا کرنا دونوں کا فرض ہے اور اس کے لئے لائحہ عمل، اس کے لئے ایک گائیڈ لائن (Guideline) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شرائطِ بیعت کی صورت میں ہمارے سامنے رکھ دی ہے، اس پر ہر وقت غور ہونا چاہئے۔ اس کا خلاصہ میں نے بیان کر دیا ہے۔

نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کا قرآن میں ذکر اور اس کا فلسفہ

نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ کا نعرہ کیوں لگایا گیا تھا۔قرآنِ کریم میں ہمیں دو جگہ اس کا ذکر ملتا ہے،ایک سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْھَدْ بِاَنَّامُسْلِمُوْن (آل عمران:53) پس جب عیسیٰ نے ان میں انکار کا رجحان محسوس کیا تو کہا کہ کون اللہ کی طرف بلانے میں میرے انصار ہوں گے تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ انکار اور کفر میں یہ لوگ بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کے دین کے لئے پکار رہا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔تمہاری بقا اسی میں ہے کہ مجھے قبول کرو اور اللہ کی پہچان کرو اور اس کے حکموں پر چلنے کی کوشش کرو۔آگے بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دین کو اختیار کرو۔اور پھر ان میں سے جو چند حواری تھے وہ آگے آئے اور انہوں نے جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کہا تو یہ دعا بھی کی کہ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (آل عمران:54) کہ اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے اُتارا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اس رسول کے متبع ہو گئے ہیں۔پس تُو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

رسول کی اتباع کیا ہے؟ اس سے کئے گئے عہد کو پورا کرنا،اس کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرنا،اس تعلیم کی سچائی پر کامل ایمان ہونا۔

اور پھر ہم دیکھتے ہیں اس کا دوسرا ذکر سورۃ الصّف میں ملتا ہے۔یہاں فرمایا کہ:یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَ کَفَرَتْ طَّآئِفَۃٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ. (الصّف:15) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے انصار بن جاؤ،جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے جو اللہ کی طرف رہنمائی کرنے میں میرے انصار ہوں۔حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔

پس غلبہ ایمان لانے والوں کا ہوا اور یہی ان کا مقدر ہوتا ہے اور یہی الٰہی جماعتوں کا مقدر ہے۔جو ایمان لاتے ہیں وہی غلبہ حاصل کرتے ہیں۔یہاں حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی مثال دے کر ہمیں یہ توجہ دلائی ہے کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے انصار بن جاؤ۔جب مسیح موعود کا دعویٰ ہو تو تم بھی ایمان لانے والے گروہ میں شامل ہو جانا،انکار کرنے والے گروہ میں شامل نہ ہونا۔پس اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ آج ہمیں

اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانے والے گروہ میں شامل فرمایا ہے۔ تو پھر اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی مکمل پیروی کریں تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین دنیا میں پھیلا سکیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور اپنی نسلوں میں وہ ایمان پیدا کریں اور کرنے کی کوشش کریں جن سے آگے پھر انصار اللہ کی جاگ لگتی چلی جائے۔ ایک کے بعد دوسرا مددگار پیدا ہوتا چلا جائے۔ اور اس کی جاگ تبھی لگ سکتی ہے جب ہم اپنے عہدِ بیعت کو سامنے رکھیں اور اس کی ہر شق کے نمونے اپنی اولادوں کے سامنے پیش کرنے والے بن جائیں۔ تبھی یہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا نعرہ جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے کچھ عرصہ یا نسلوں بعد تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور تعلیم کی پیروی ختم ہو گئی تھی، جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا۔ اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ بادشاہوں کے عیسائی ہونے کے ساتھ ہی وہ آزادی تو مل گئی لیکن کچھ عرصے بعد موحدین کی جو تعداد تھی وہ کم ہوتے ہوتے تقریباً ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ جو واحد و یگانہ ہے اس کی ذات تو پیچھے چلی گئی اور اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور اللہ تعالیٰ کا رسول ظالمانہ طور پر خدا تعالیٰ کے مقابلے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا۔ لیکن مسیح محمدی کے ماننے والوں نے توحید کے قیام اور اس کو اپنی نسلوں میں جاری رکھنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے اور وہ روحانی غلبہ حاصل کرنا ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیغام کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے دنیا میں پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اہتمام فرمایا ہے، اس پیغام کو مسیح اور مہدی کے انصار بن کر دنیا میں پھیلانا ہے۔ اور پھر اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ اپنی اولاد کے دل میں بھی اس دین کی عظمت کو اس طرح قائم کرنا ہے کہ ان میں سے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا نعرہ لگانے والے پیدا ہوتے چلے جائیں اور یہ تعداد پھر بڑھتی چلی جائے یہاں تک کہ دنیا پر اسلام کا ایک نئی شان کے ساتھ غلبہ ہم دیکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو پہلی چیز اپنی شرائطِ بیعت میں ہمارے سامنے رکھی ہے وہ شرک سے اجتناب ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159۔ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' 12 جنوری 1889ء۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

مسیح موسوی کے حواریوں کا جو اثر تھا اس معیار تک قائم نہیں رہا جہاں نسلاً بعد نسلٍ وہ موحدین پیدا کرتے چلے جاتے، اس لئے کچھ عرصے کے بعد ان کی نسلیں شرک کے پھیلانے کا باعث بن گئیں۔ اس لئے کہ انہوں نے تعلیم پر عمل نہیں کیا اور ان کے ایمانوں میں کمزوری پیدا ہوتی چلی گئی۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق آہستہ آہستہ کم ہو گیا اور دنیا داری ان کا مقصود اور مطلوب ہو گئی۔ پس مسیح محمدی کے غلاموں نے خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کو نہ اپنی ذات میں کم ہونے دینا ہے نہ اپنی نسلوں میں کم ہونے دینا ہے، ورنہ پہلے حواریوں کی طرح یا ان کی نسلوں کی طرح ایمانی کمزوری پیدا ہوتے ہوتے شرک کی حالت پیدا ہو جائے گی۔ اور اب دیکھ

پس جو دوسرے مسلمان ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو مسلمان کہلانے کے باوجود قبروں اور پیروں اور اس قسم کے شرکوں میں مبتلا ہوئے ہوئے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے ہمیں حقیقی اسلامی تعلیم بتا کر اس قسم کے شرکوں سے محفوظ رکھا۔

فرض نماز ادا کرنے کے لئے بچوں کی بچپن سے تربیت و نگرانی کی ضرورت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جہاں اعلیٰ اخلاق اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں ہر احمدی کو اور جماعت میں شامل ہونے والے کو یہ فرمایا کہ اگر میری بیعت میں آنا چاہتے ہو تو شرک سے بچنے کے بعد یہ عہد کرو کہ بلا ناغہ پنج وقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتے رہو گے۔ پس ہمیں دیکھنا ہے کہ خدا نے نمازوں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی دعا سکھائی کہ تیرے حکم کے مطابق تیری عبادت کرنے کے لئے تیری مدد کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں۔ اس لئے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن ، تجھ سے مدد بھی مانگتے ہیں۔ پس جب ایک عاجزی کے ساتھ عبادت کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے کی طرف توجہ رہے گی تو پھر نماز کا یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (البقرۃ:4) کا حکم بھی سامنے آ جائے گا اور پھر نمازوں کے قیام کے نمونے قائم ہوں گے۔ یعنی پانچ وقت نمازوں کے اوقات میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرۃ:239) کہ نمازوں اور خصوصاً درمیانی نماز کا خیال رکھو۔ پس نمازوں کا خیال رکھنا اور اس کی نگرانی کرنا ایک مومن پر فرض ہے۔ اور خاص طور پر وہ نماز جو ہمارے کاموں کے دوران، ہماری مصروفیات کے دوران، ہماری تھکاوٹ اور نیند کے اوقات میں آتی ہے۔ اس کا خیال رکھنا خاص طور پر ضروری ہے۔ اب اس ایک حکم میں ہی تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم آ گیا ہے۔ ہر شخص کے لئے اس کی صلٰوۃِ الْوُسْطٰی کی حفاظت اسے عمومی طور پر نمازوں کی طرف متوجہ رکھے گی۔ اور پھر نمازوں کی یہ حفاظت نہ صرف ایک مومن کے لئے اس کے ایمان میں اضافے کا باعث بنے گی بلکہ نمازوں کا حق ادا کرتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی اس کی نسل کے لئے پاک نمونہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اولاد کو بھی دعاؤں کا وارث بناتے ہوئے ان کے نیک مستقبل کی حفاظت کا سامان بھی کرتی چلی جائے گی۔ نمازوں کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ بہت سے لوگ جو خاص طور پر انصار اللہ کی تنظیم میں پہنچے ہوئے ہیں نمازیں تو پڑھنے والے ہیں لیکن ان کی اولادیں ان سے نالاں ہیں۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی نمازوں کی نگرانی بھی ماں باپ کا فرض ہے۔ لیکن اس فرض کے ادا کرنے کے لئے بچوں کی بچپن سے تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ بچپن میں جب اہمیت کا نہ بتایا جائے تو بچہ جب جوانی کی عمر میں قدم رکھتا ہے خاص طور پر لڑکے تو پھر ان پر بعض والدین ضرورت سے زیادہ سختی کرتے ہیں۔ کئی بچے مزید بگڑ جاتے

ہیں۔ پھر ماں باپ کو شکوہ ہوتا ہے کہ بچے بگڑ رہے ہیں۔ پھر بعض دفعہ ایسی صورت ہوتی ہے کہ نمازوں کی ادائیگی میں تو بظاہر باپ بڑا اچھا ہوتا ہے لیکن بیوی اور بچوں کے ساتھ اس کے سلوک کی وجہ سے بچے نہ صرف باپ سے دور ہٹ جاتے ہیں بلکہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے باپ کو اس کی نمازوں نے اتنا خشک مزاج اور سخت طبیعت کا کر دیا ہے اور وہ نمازیں پڑھنے سے انکاری ہو جاتے ہیں۔ یا اگر انکاری نہیں ہوتے تو نہ پڑھنے کے سو بہانے تلاش کرتے ہیں۔

نمازوں کی حفاظت اور اس کا حق ادا کرنے کی معانی

پس نمازوں کی حفاظت اور اس کا حق ادا کرنا یہ بھی ہے کہ ایسی نمازیں ادا ہوں جو ہر قسم کے اخلاق کو مزید صیقل کرنے والی ہوں۔ بیویوں کے بھی حقوق ادا ہو رہے ہوں اور بچوں کے بھی حقوق ادا ہو رہے ہوں۔ چالیس سال کی عمر جیسا کہ میں نے کہا بڑی پختگی کی عمر ہے لیکن اس عمر میں اگر ہم جائزے لیں تو بہت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے جو اپنی نمازوں کی بھی حفاظت نہیں کرتے۔ اپنے فرائض کو ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ تو پھر اپنے بچوں سے کس طرح امید رکھ سکتے ہیں کہ وہ نیکیوں پر قائم ہوں۔ یا ان کی کیا ضمانت ہے کہ وہ احمدیت کے ساتھ جڑے رہیں گے۔

انصار کو تہجد کا قیام التزام سے کرنا چاہئے

ہم اپنے شہداء کا ذکر سنتے ہیں۔ ایک چیز خصوصیت سے ان میں نظر آتی ہے۔ عبادت اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ۔ جس طبقہ کے لوگ بھی تھے ان کی اس طرف توجہ تھی۔ اور اپنے بچوں سے انتہائی پیار کا تعلق اور ان کو دین سے جوڑے رکھنا۔ اور بچوں پر بھی ان کی باتوں کا ایک نیک اثر تھا۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جو انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ پس میں پھر انصار اللہ سے کہتا ہوں کہ اگر وہ انصار اللہ کا حق ادا کرنے والے بننا چاہتے ہیں تو اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی نہ صرف خود حفاظت کریں بلکہ اس کا حق اپنی نسلوں میں عبادت کرنے والے پیدا کر کے ادا کریں۔ پھر آپ نے اپنی شرائط بیعت میں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ فرائض نمازوں کے ساتھ تہجد اور نوافل کی طرف بھی توجہ دو۔ پینسٹھ ستر سال کی عمر کو پہنچ کر تو شاید ایک تعداد تہجد پڑھتی بھی ہو اور ان کو خیال بھی آ جاتا ہو۔ لیکن انصار کی جو ابتدائی عمر ہے اس میں بھی تہجد کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یقیناً ایک تعداد ہے جو تہجد کا التزام کرنے والی ہے۔ بلکہ خدام میں بھی ہیں۔ لیکن انصار میں یہ تعداد اکثریت میں ہونی چاہئے۔ انصار اللہ کا نام جو چالیس سال سے اوپر کی مردوں کی تنظیم کو دیا گیا ہے اور جو پیغام نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کے اعلان میں ہے وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر غیر معمولی قربانی پیش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور دین کے قیام کے لئے ہم اپنی ہر کوشش اور ہر

صلاحیت اور ہر ذریعہ بروئے کار لانے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ دین کا پھیلاؤ تو دعاؤں کے ذریعے سے ہونا ہے۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ دعاؤں نے ایک بہت بڑا کردار ادا کرنا ہے۔ پس دعاؤں کی طرف ایک خاص جوش کے ساتھ ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انصاراللہ کی عمر ایک تو پختہ عمر ہے اس میں عارضی اور جذباتی کوششوں پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے مستقل جائزے لیتے ہوئے اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جس کا ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔ دعاؤں کا حق، نمازوں اور نوافل کے ذریعے ہی صحیح طور پر ادا ہو سکتا ہے۔

انصاراللہ کی تنظیم میں شامل ہر شخص کو قرآن کی تلاوت ہرصورت میں روزانہ کرنی ہے

پھر آپ نے فرمایا کہ ایک احمدی قرآنِ شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ قرآنِ حکیم کی حکومت قبول کرنے کے لئے اس سے ایک خاص تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس کلام کو روزانہ پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پس انصاراللہ کی تنظیم میں شامل ہر شخص اس بات کی پابندی کرے کہ مَیں نے قرآنِ کریم کی تلاوت ہرصورت میں روزانہ کرنی ہے۔ اسی طرح لجنہ ہے، خواتین ہیں، ان کا بھی فرض ہے۔ یہ حکم صرف انصاراللہ کے لئے نہیں ہے۔ جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے اور خاص طور پر وہ لوگ، عورتیں اور مرد جنہوں نے اگلی نسلوں کو سنبھالنا ہے ان پر خاص فرض ہے کہ اپنے نمونے قائم کریں اور روزانہ تلاوت کریں۔ پھر اس کا ترجمہ بھی سمجھنا ہے۔ تو جہاں ہم میں سے ہر ایک اس وجہ سے اپنے علم میں اضافے اور برکات سے فیض یاب ہونے کے سامان کر رہا ہو گا وہاں یہ پاک نمونہ اپنے بچوں کے سامنے پیش کر کے انہیں بھی خدا تعالیٰ کے اس کلام سے تعلق جوڑنے کا سامان کر رہا ہو گا۔

یہ شرائط بیعت کا خلاصہ جو مَیں نے بیان کیا ہے، جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نظر میں یہ ایک احمدی کا کم از کم معیار ہے اور انصاراللہ کو تو ان باتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح ہماری عورتیں ہیں وہ گھر کی نگرانی کی حیثیت سے اسی طرح اپنے بچوں کی تربیت کی ذمہ دار ہیں جیسے مرد بلکہ مردوں سے بھی زیادہ۔ کیونکہ بچے کی ابتدائی عمر جو ہے ماں کے قرب میں اور اس کی گود میں گزرتی ہے۔ سکول جانے والا بچہ ہے۔ وہ بھی گھر میں آ کر ماں کے پاس ہی اکثر وقت رہتا ہے۔ تو ماؤں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر ماؤں کی اپنی دینی تربیت ہے۔ ان کو خود دین کا علم ہے تو بچے ایسے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں جہاں اِکّا دُکّا استثناء کے علاوہ عموماً بچوں کو دین سے گہرا لگاؤ ہوتا ہے۔ ایسی ہی عورتوں کے متعلق ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض عورتیں بسبب اپنی قوتِ ایمانی کے مردوں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ فضیلت کے متعلق مردوں کا ٹھیکہ نہیں۔ جس میں

ایمان زیادہ ہوا وہ بڑھ گیا۔ خواہ مرد ہو خواہ عورت۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 268 مطبوعہ ربوہ)

شرائط بیعت میں مرد اور عورت دونوں مخاطب ہیں

تو ہماری تو ہر عورت کو یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مرد اور عورت میں ایک دوڑ ہو۔ دونوں طرف سے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی ایک کوشش ہو۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ نئی نسل کس طرح خدا تعالیٰ کے قریب ہوتی چلی جائے گی۔ یہ شرائطِ بیعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے بیان فرمائی ہیں ان میں یہ تخصیص کوئی نہیں ہے کہ یہ مردوں کے لئے ہیں اور عورتوں کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر دو اور ہر طبقے کے لئے ہیں۔ پس جو بھی ان نیکیوں پر قدم مارنے والا ہوگا وہ خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بن کر اپنی دنیا و عاقبت سنوار لے گا اور اپنے بچوں اور اپنی نسلوں کی حفاظت اور تقویٰ پر چلنے کے سامان کرلے گا۔ پس عورتوں کو بھی ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بچوں کی تربیت میں مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے ایک دوسرے کے لئے دعا کرتے ہوئے اگلی نسل کی تربیت میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ مرد یا عورت جو بھی اپنے فرض کو ادا نہیں کرے گا وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس زمانے کے امام کے ساتھ سچا اور حقیقی وفا اور اطاعت کا تعلق پیدا ہو اور ہم آپ کی توقعات اور تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں۔ اور ہماری ایک کے بعد دوسری نسل توحید کے قیام اور عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی بھرپور کوشش کرتی چلی جائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو" یعنی کمزوری دکھاتے ہوئے اپنے مذہب چھپاتے ہوئے کسی قسم کے احساسِ کمتری کی وجہ سے اگر تم ملو تو فرمایا کہ "تو کامیاب نہیں ہو سکتے"۔ یعنی کبھی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے نہ اپنا دین چھپانا چاہئے نہ اپنی دینی تعلیم پر کسی قسم کی شرمساری ہونی چاہئے۔ بلکہ تبلیغ کے میدانوں میں تبلیغ بھی کھل کر کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسی سے کامیابی ملنی ہے۔ فرمایا "خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پرواہ نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سُنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دُعا ہے اس لئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو۔

یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اَور حیلہ "۔ گناہ اور برائیاں جو ہیں، بدعملیاں جو ہیں ان کو نصیحتیں دور نہیں کر سکتیں۔ خود انسان کے اندر ایک احساس پیدا ہو اور پھر دعا ہو تو اس سے دور ہو جاتی ہیں۔ اور اپنی نسلوں کے لئے بھی آپ دعا کر رہے ہوں گے تو اس سے بھی ان کی اصلاح ہو جاتی

ہے۔''اس کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دُعا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے۔ اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دُعاؤں سے ہوگا۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔ اس کا وعدہ ہے اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن: 61)۔ عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ دعا سے مراد دنیا کی دُعا ہے۔ وہ دنیا کے کیڑے ہیں۔ اس لئے اس سے پرے نہیں جاسکتے۔ اصل دُعا دین ہی کی دُعا ہے"۔ اور ایک دوسری جگہ یہ بھی آتا ہے کہ اور اصل دین دُعا میں ہے۔ فرمایا" لیکن یہ مت سمجھو کہ ہم گناہگار ہیں یہ دُعا کیا ہوگی اور ہماری تبدیلی کیسے ہو سکے گی۔ یہ غلطی ہے"۔ اس بارے میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ گناہ اس میل کی طرح ہے جو کپڑوں پر ہوتی ہے اور دھونے سے دور کی جاتی ہے۔ پس گناہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے۔ گناہ کو دھویا جا سکتا ہے۔ اگر ارادہ ہو اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو صاف کیا جاسکتا ہے۔ فرمایا" بعض وقت انسان خطاؤں کے ساتھ ہی ان پر غالب آسکتا ہے"۔ گناہوں پر انسان غالب آجاتا ہے اس لئے کہ اصل فطرت میں پاکیزگی ہے۔ "دیکھو پانی خواہ کیسا ہی گرم ہو لیکن جب وہ آگ پر ڈالا جاتا ہے تو وہ بہر حال آگ کو بجھا دیتا ہے اس لئے کہ فطرتاً برودت اس میں ہے"۔ ٹھنڈے کرنے کی جو اس کی خصوصیت ہے وہ اس پانی کی ہے۔" ٹھیک اسی طرح پر انسان کی فطرت میں پاکیزگی ہے۔ ہر ایک میں یہ مادہ موجود ہے۔ وہ پاکیزگی کہیں نہیں گئی۔ اسی طرح تمہاری طبیعتوں میں خواہ کیسے ہی جذبات ہوں رو کر دُعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ دور کر دے گا"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 133-132 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سربلندی کے لئے دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کے پیغام کو ہم جرأت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج بھی پیدا فرمائے۔''

(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 505-515)

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر صحابہؓ کا دلچسپ اور دلنشین انداز میں تذکرہ

اختتامی خطاب مورخہ 3 اکتوبر 2010ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ

تشہد، تعوذ اور سورة فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

''اس وقت میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ روایات پیش کروں گا جو رجسٹر

روایات صحابہ میں سے میں نے لی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے مقام پر بھی روشنی پڑتی ہے اور ان صحابہ کی پاک فطرت اور دین کی حقیقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام جاننے کی جستجو کا بھی پتہ چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی رہنمائی فرمائی اس میں یہ باتیں بھی آئیں گی۔

حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب جو میاں محمد بخش صاحب گوجرانوالہ کے بیٹے تھے اور جو پیدائشی احمدی تھے، یہ کہتے ہیں کہ لاہور میں حضرت اقدس کا ایک لیکچر ہوا۔ میں بمع والد صاحب کے گیا۔ حضور ایک مکان کے برآمدے میں تقریر کر رہے تھے۔ آگے ایک بڑا صحن تھا جو بالکل بھرا ہوا تھا۔ باہر مخالفین از حد شور مچا رہے تھے اور اندر اینٹیں اور روڑے پھینک رہے تھے۔ لوگوں کو اندر آنے سے روکتے تھے۔ میں اور والد صاحب تقریر سننے کے لئے بیٹھ گئے۔ دوران تقریر میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور بعض اوقات ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے۔ میں نے اپنے والد صاحب کو کہا کہ حضرت اقدس اس طرح تقریر کر رہے ہیں جیسے پہلوان کشتی لڑتے ہیں۔ یہ انبیاء کا کام نہیں۔ (یہ اعتراض ان کے دل میں پیدا ہوا) تو والد صاحب نے اس وقت حافظ محمد لکھو کے والے کا یہ شعر پڑھا۔ پنجابی کا شعر ہے ؎

بولن لگے اڑ کر بولے، پٹاں تے ہتھ مارے۔ (یعنی جب بولتا ہے تو زبردست بولتا ہے اور رانوں پر ہاتھ مار کر بولتا ہے۔) تو ان کے والد صاحب کہنے لگے تم جس بات پر اعتراض کر رہے ہو یہ تو حضور کی صداقت کا نشان ہے۔ اس پر میں خاموش ہو گیا اور گھر میں آ کر ''احوال الآخرۃ'' میں سے وہ شعر دیکھا۔

بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض اور وسوسے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں لیکن جن کو خدا تعالیٰ بچانا چاہتا ہے ان کو فوراً دور کرنے کے انتظام بھی فرما دیتا ہے۔ اب ان کے والد صاحب کو یہ شعر یاد تھا فوراً انہوں نے بیان کر دیا۔ سو یہ سوچنا کہ اس زمانہ کے لوگ کم علم تھے درست نہیں۔ بڑی تحقیق کے بعد وہ لوگ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔ یا خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کراتا تھا تو وہ لوگ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔

حضرت میاں میراں بخش ٹیلر ماسٹر کی بیعت کے لئے ازالہ اوہام باعث بنی

پھر حضرت میاں میراں بخش صاحب ولد میاں شرف الدّین صاحب ٹیلر ماسٹر تھے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں جب دوکان سے اپنے گھر کی طرف جاتا تھا تو راستے میں اپنے بھائی غلام رسول سے ملا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ سلسلے کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ میں چونکہ مخالف تھا اس لئے ان کو جھوٹا کہا کرتا تھا لیکن جب گھر آ کر سوچتا تو نفس کہتا کہ کورا ان پڑھ ہے۔ (بالکل ان پڑھ ہے) مگر اس کی باتیں لاجواب ہیں۔ ایک دفعہ میرے بھائی نے مجھے کچھ ٹریکٹ دیئے، کچھ لٹریچر دیا، پمفلٹ دیئے جو میں نے پڑھے۔ ان کا مجھ پر گہرا اثر ہوا اس پر میں نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا شروع کر دی۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں اپنی چارپائی سے اٹھ کر

پیشاب کرنے گیا ہوں مگر دیکھتا ہوں کہ باری کھلی ہے (یعنی کھڑکی کھلی ہے۔) میں حیران ہوا کہ آج کھڑکی کیوں کھلی ہے۔ میں جب باری کی طرف گیا تو دیکھا کہ ایک بزرگ ہاتھ میں کتاب لئے پڑھ رہے تھے۔ میں نے سوال کیا کہ یہ کون سی کتاب ہے جو آپ پڑھ رہے ہیں انہوں نے جواب دیا یہ کتاب مرزا صاحب کی ہے اور ہم تمہارے لئے ہی لائے ہیں۔ جب انہوں نے کتاب دی تو میں نے کہا کہ یہ تو چھوٹی تختی کی کتاب ہے؟ میں نے ان کے ٹریکٹ دیکھے ہیں وہ بڑی تختی کے ہوتے ہیں۔ وہ بزرگ بولے کہ مرزا صاحب نے یہ کتاب چھوٹی تختی کی چھپوائی تھی اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ شاید میں دعا کر کے ان خیالات میں سویا تھا یہ انہی کا اثر ہے۔ مگر جب میں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے گھر کی طرف آیا تو غلام رسول کی دُکان پر ایک شخص بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کون سی کتاب ہے جو پڑھ رہے ہو۔ میاں غلام رسول نے اس کے ہاتھ سے یہ کتاب لے کر میرے ہاتھ میں دے دی اور کہا کہ تم جو کتاب مانگتے تھے یہ کتاب آپ کے لئے ہی میں لایا ہوں یہ آپ لے لیں۔ میں نے کتاب کو دیکھ کر کہا کہ کتاب رات خواب میں مجھے مل چکی ہے۔ اس پر میں نے ازالہ اوہام کے دونوں حصوں کو غور سے پڑھا اور اپنے دل سے سوال کیا کہ کیا اب بھی تمہیں کوئی شک وشبہ باقی ہے؟ میرے دل نے جواب دیا کہ اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں، اس لئے میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: تو یہ لوگ تھے جن میں سعادت تھی اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت بھی مانگتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی بھی فرماتا تھا اور یہ نظارے ہمیں آج بھی بہت سی جگہوں پر نظر آتے ہیں۔

پھر یہی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھے تھے تو میری موجودگی میں وہاں ایک عیسائی لڑکا آ گیا۔ اس نے ایک کاغذ پر کچھ اعتراضات لکھے ہوئے تھے اور دل میں یہ بات رکھی ہوئی تھی کہ اگر حضرت صاحب نے ان کے اعتراض کا بغیر دکھنے کے جواب دے دیا تو میں ان کو سچا سمجھوں گا۔ چنانچہ جب حضرت اقدس سیر کو تشریف لے گئے، میں بھی ساتھ تھا۔ دوران سفر حضرت اقدس نے ایک تقریر کی جو بالکل اس کے جوابات پر مشتمل تھی۔ جب حضور واپس تشریف لائے تو اس لڑکے نے مسجد اقصیٰ میں میری موجودگی میں بیان کیا کہ واقعی میرے سوالات کے جوابات حضور کی تقریر میں آ گئے ہیں۔

مسیح موعود کا چہرہ ایسا خوبصورت ہے کہ اس پر نور برستا رہتا ہے

پھر ایک روایت یہ کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں یہ بات عام مشہور تھی کہ حضرت اقدس کو نعوذ باللہ کوڑھ کی بیماری ہے۔ اور اب تک مخالفین احمدیت اس قسم کے بھی بیہودہ اعتراضات کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ میں قادیان سے واپس گوجرانوالہ آیا ہی تھا کہ ایک شخص امام الدین نامی درزی جسے لوگ اس کے بُرے افعال کی وجہ سے پھٹکا کہا کرتے تھے، وہ دوڑتے دوڑتے میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس کا تو

مرید ہے وہ تو کوڑھا ہے۔اس کے ہاتھ کی انگلیاں گل چکی ہیں اور وہ ہر وقت برقعہ پہنے رکھتا ہے۔ میں نے کہا میں ابھی قادیان سے آ رہا ہوں، اس شخص کا چہرہ تو ایسا خوبصورت ہے کہ ہر وقت اس پر نور برستا رہتا ہے، تم کو یہ کس نے بات بتائی ہے۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بہرحال یہ تو مخالفین کا شیوہ ہے اور کوئی دلیل ہاتھ نہیں آتی تو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

پھر ایک روایت ہے حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحب ولد حضرت حکیم اللہ دتہ صاحب گوجرانوالہ کی، جنہوں نے **1904**ء میں بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والد صاحب کو احمدی پایا ہے۔ میرے والد صاحب تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب میں دو جنگلے دیکھے۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج قیامت کا دن ہے اور تمام مخلوقات اکٹھی ہو رہی ہیں۔ یہ سن کر میں بھی جنگلے کی طرف گیا۔ دروازے میں داخل ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ پہلے بائیں طرف جاؤ۔ جو بھی ادھر سے ہو کر آئے گا اسے دائیں طرف جانے کی اجازت مل سکتی ہے۔ میں اسی طرف گیا تو دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب کا دربار لگا ہوا ہے اور بے شمار مخلوق پاس موجود ہے۔ میں نے ملاقات کی، ملاقات کے بعد مجھے اجازت دی گئی کہ اب آپ دائیں طرف جا سکتے ہیں۔ میں بڑا خوش ہوا اور پھر نیند سے بیدار ہو گیا۔

آسمان پر تارے ٹوٹنا حضرت مسیح موعود کی آمد کی علامت ہے

بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں ایک مولوی علاؤالدین صاحب ہوا کرتے تھے۔ ان کی یہاں قریب ہی ایک مسجد بھی ہے۔ میرے والد صاحب ان کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن عشاء کے وقت وضو کرتے کرتے میرے والد صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب آج کل آسمان سے تارے بہت ٹوٹتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ امام مہدی آنے والا ہے۔ آسمان پر اس کی آمد کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چند دن بعد میں نے حضرت اقدس کا ذکر سنا اور قادیان جا کر بیعت کر لی۔ واپس آکر مولوی صاحب کو بھی کہا کہ میں نے تو بیعت کر لی ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولے کہ میاں بات تو سچی ہے مگر ہم دنیا دار جو ہوئے۔

کہتے ہیں کہ میں تقریباً دس سال کا تھا کہ میرے والد صاحب مجھے قادیان لے گئے اور قادیان کے ارد گرد سیر کرائی۔ جب ہم مسجد نور کے پاس پہنچے جو کہ ابھی بنی ہوئی نہیں تھی، غالباً بنیادیں رکھی گئی تھیں۔ فرمایا کہ میاں ہم پہلے پہلے جب حضرت اقدس کے ساتھ آیا کرتے تھے تو بالکل جنگل تھا۔ ہم حضور کے لئے کپڑا اچھا دیا کرتے تھے۔ حضور وہاں بیٹھ جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے اس وقت آپ لوگ یہاں کائی اور سرکنڈا دیکھتے

ہیں، ایک وقت یہاں خوب رونق ہوگی۔

میر مہر غلام حسین صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں بھائی بازار میں جا رہے تھے۔ تمام بستی ہندوؤں کی تھی ایک بوڑھے شخص کو ہم نے قرآن پڑھتے سنا۔ جب ہم واپس آئے تو پھر بھی وہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص پکا مسلمان اور بے دھڑک آدمی ہے جو ہندوؤں کی بستی میں قرآن پڑھ رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ بیعت کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی تو پتہ لگا کہ یہ وہی شخص تھا جس کو میں نے خواب میں قرآن پڑھتے دیکھا تھا۔

حضرت عیسیٰ آسمان پر اور حضرت محمدؐ زمین پر مدفون ہیں

حضرت مہر غلام حسین صاحب ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بنام رحیم بخش صاحب قوم درزی ان کی مسجد میں آیا کرتا تھا۔ آکر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! آج طبیعت بہت پریشان ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بیان کرنے لگا کہ حامد شاہ ایک فرشتہ اور باخدا انسان ہے اور مسلمان ان کی تعریف کرتے ہیں۔ آج ان سے بہت غلطی ہوئی ہے۔ آج انہوں نے اپنے ماموں عمر شاہ کو کہا ہے کہ ماموں جان آپ کا حضرت ابن مریم کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹا! میرا تو یہی مذہب ہے کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں کسی زمانے میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ ماموں صاحب! آج سے آپ میرے امام نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے کہ ایک انسان کو حی و قیوم اور لازوال مانا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیّد و مولیٰ سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عقیدہ سے بڑی ہتک ہوتی ہے کہ وہ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے جائیں۔ عمر شاہ نے اس پر کہا کہ اچھا بیٹا، آپ آگے کھڑے ہوا کریں اور میں پیچھے پڑھا کروں گا۔

میں نے یہ بات سنتے ہی کہا کہ مولوی صاحب! میں نے مان لیا کہ مسیح مر گیا ہے۔ اگر مسیح زندہ ہیں تو توحید میں بڑا فرق آتا ہے۔ آپ یہ مت خیال کریں کہ احمدی ہوں، میں ابھی تک احمدی نہیں مگر مرزا صاحب کی بات ضرور سچی ہے۔ میں کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جائے۔ مولوی صاحب نے میرے منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے کہا مولوی صاحب! کیوں روکتے ہو؟ مولوی صاحب نے کہا کہ اگر آپ کا عقیدہ ہوگیا ہے کہ مسیح مر گیا تو اتنا جوش وخروش دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا مولوی صاحب! مسجد سے نکلتے ہی منادی کرتا چلا جاؤں گا کہ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں تو محمد رسول اللہؐ کی ہتک ہے۔ میں نے جاتے ہی اپنے والد صاحب کو سمجھایا اور میرا بڑا بھائی غلام حسین جو عارف والے کا امیر جماعت ہے وہ دونوں جل کر آگ بگولہ ہوگئے اور میرا نام دجال اور ملعون وغیرہ رکھا۔ مجھے یہ خیال آیا کہ کل جمعہ پر مولویوں وغیرہ کا حملہ ہوگا۔ میں نے رات کے وقت اس احمدی کو جس کو ہم نے مسجد سے روکا تھا ایک نوکر

کے ذریعہ بلایا۔ میں نے اسے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب نے وفات مسیح پر کوئی دلیل بھی دی ہے یا یوں ہی کہہ دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں آیات پیش کی ہیں۔ میں نے حیران ہو کر کہا کہ ہم دن رات قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کیا بات ہے۔ ایک ہی آیت ہمیں بتا دو۔ اس نے ساتویں پارے کی آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي بتا دی۔ میں نے کہا اب میری تسلی ہوگئی ہے۔ اب کوئی مولوی میرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ فجر کے وقت مولوی غلام حسین صاحب اور مولوی فیض دین صاحب اور دو تین آدمی میرے بھائی کے ہمراہ آئے۔ میں مسجد کے دروازے میں کھڑا تھا کہ یہ جا پہنچے۔ مولوی غلام حسین نے کہا کہ مسیح کے آپ کیوں دشمن ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب! میں نے کیا دشمنی کی؟ وہ کہتے کہ آپ کا بھائی کہتا ہے کہ یہ مسیح کی موت کا قائل ہو گیا ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب کیا کریں وہ تو خود اپنی موت کا اقرار کر رہا ہے اور آپ کی مثال مدعی سست گواہ چست کی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا قرآن میں۔ وہ کہتے ہیں مگر کون سا قرآن؟ جو مرزا صاحب نے بنا دیا ہے؟ میں نے کہا مولوی صاحب ذرا ہوش سے بولیں۔ خدا پر حملہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ تو فرماتا ہے کہ میرے قرآن کی کوئی مثل نہیں لا سکتا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن مرزا صاحب نے بنا دیا ہے۔ کہنے لگے کہاں لکھا ہے؟ میں نے ساتویں پارے کی آیت پڑھی۔ کہتے ہیں مگر ہم تمہیں ایک ہی گُر بتاتے ہیں کہ ان بے ایمانوں کے ساتھ بات نہ کی جائے یعنی احمدیوں کے ساتھ بات نہ کی جائے۔ بلکہ نظر کے ساتھ نظر ملائی جائے تو بھی اس کا اثر ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! سچائی کا اثر ویسے ہی ہوا کرتا ہے۔ مولوی صاحب واپس ہو کر چلے گئے۔ میرا بھائی جو مخالف تھا وہ نیروبی میں چلا گیا۔ میں نے بیعت کر لی۔ والد صاحب اور بیوی کو بھی سمجھا لیا۔ گویا سب کو سمجھا لیا۔ بھائی کو نیروبی میں جا کر سمجھ آئی۔ وہ دس ماہ کے بعد واپس چلے آئے اور آتے ہی بیعت کر لی۔ اب خدا کے فضل سے ہمارے محلے میں سوڈیڑھ سو افراد احمدی ہیں۔ بھائی صاحب کی واپسی پر والد صاحب میر حامد شاہ صاحب اور بھائی صاحب قادیان گئے وہ جب واپس آئے تو ہم چار آدمی تبلیغ کرتے کرتے پیدل چل پڑے اور دستی بیعت کی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کئی سعید روحیں جو ہیں جو خوف کی وجہ سے چپ ہیں۔ آج بھی اگر یہ پاکستان میں اس قانون کو ہٹا دیں اور احمدیوں کو آزادی سے تبلیغ کرنے دیں تو انشاء اللہ احمدیت میں داخل ہو جائیں گی۔

ایک ایمان افروز واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری بیوی، بڑا بھائی اس کی بیوی قادیان گئے۔ ہم نے ایک مکان کرائے پر لیا ہوا تھا رات کو ہم اس مکان میں رہتے تھے۔ دن کو ہماری مستورات اور بچے حضرت صاحب کے مکان میں رہتے تھے اور ہم مہمان خانہ میں۔ میرے بھائی کی لڑکی کی آنکھیں بچپن سے ہی بیمار رہتی تھیں۔ چونکہ وہ لڑکی

حضرت صاحب کے پاس رہتی تھی۔ حضرت صاحب نے اپنے ایک خادم کے ساتھ اس لڑکی کو بھیجا اور فرمایا کہ مولوی صاحب کو جا کر کہو کہ کچھ اس لڑکی کی آنکھوں میں دوائی ڈال دیں (حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ خلیفہ اول) چنانچہ مولوی صاحب نے کچھ چیز ڈالی پھر عمر بھر اس لڑکی کی نظر خراب نہیں ہوئی۔

سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود کی آمد اور ایمان افروز واقعات

حضرت سید نذیر حسین شاہ صاحب آف گھٹیالیاں نے 1904ء میں بیعت کی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت اقدس سیالکوٹ تشریف لے گئے تو گھٹیالیاں میں چونکہ احمدیت کے متعلق ایک رَو پیدا ہو چکی تھی اس لئے یہاں کے سترہ اٹھارہ آدمی گئے تھے اور قریباً سب نے بیعت کر لی تھی۔ بیعت کا واقعہ یوں ہے کہ جس روز حضرت اقدس نے سیالکوٹ جانا تھا ہم اس سے ایک روز پہلے گئے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب پانچ سات روز پہلے گئے ہوئے تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب غالباً ایک دن پہلے گئے تھے کیونکہ میں نے ان کو مسجد میں دیکھا تھا۔ ہم لوگ چوہدری محمد امین صاحب کے ڈیرہ پر اترے ہوئے تھے اور وہ سخت دہریہ تھا۔ مگر چونکہ ہمارے اس کے ساتھ تعلقات تھے، ہم اس کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ وہ حضرت خلیفہ اوّل کے پاس اپنے اعتراضات لے کر گئے۔ جب واپس آئے تو چوہدری شاہ دین صاحب نے انہیں پوچھا کہ بتاؤ مولوی نورالدین صاحب سے مل آئے؟ (یہ دیکھیں کس طرح تبلیغ کیا کرتے تھے) انہوں نے کہا کہ مذہبی مناظرے کی شطرنج میں دوسرا چالا یہ شخص چلنے ہی نہیں دیتا۔ (حضرت خلیفہ اوّل کے بارہ میں کہا کہ جب میں کوئی بات کرتا ہوں یہ دوسری چال مجھے چلنے ہی نہیں دیتا۔ بالکل بند کر دیتا ہے۔) نیز کہا کہ آج مجھے خدا پر ایمان ہو گیا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل کی وجہ سے خدا پر ایمان ہو گیا تھا۔ چونکہ اسی روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آمد تھی۔ اس لئے عصر کے وقت ہی تمام شہر کے معززین اور مضافات کے لوگ جوق در جوق سٹیشن پر جانے لگے۔ ہم بھی پہنچ گئے۔ حضور کی گاڑی شام کے وقت سٹیشن پر پہنچی۔ اور جس ڈبے میں حضور تھے اسے کاٹ کر راجیکی سرائے کے پاس لے جایا گیا۔ حضور ایک فٹن پر سوار ہوئے۔ دورویہ قطاروں میں الگ کھڑے تھے اور پولیس گشت کر رہی تھی۔ حضرت صاحب کے ساتھ ایک شخص لیمپ لے کر کھڑا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ بعد میں وہ شخص مجھے ملا اور چونکہ احمدی ہونے کی وجہ سے واقفیت ہو گئی وہ حکیم عطاء محمد صاحب تھے۔ کہتے ہیں کہ وہاں مولوی عبدالکریم صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ میں بالکل حضرت صاحب کے پاس کھڑا تھا اور حضور ہی کی طرف میری توجہ تھی۔ جمعہ کے بعد حضور کے لئے کرسی بچھائی گئی، حضور تشریف فرما ہوئے اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر کی۔ جس وقت حضور سورۃ فاتحہ پڑھ رہے تھے میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ بالکل بھولی بھالی شکل کا انسان ہے یہ تقریریں ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان کی نہیں ہرگز ہو سکتیں۔ مگر جب حضور نے تقریر فرمائی تو میرا شک رفع ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس تقریر میں حضرت نے فرمایا کہ لوگ خدا تعالیٰ

سے دعائیں کرتے ہیں کہ وہ ربّ العالمین ہے، مالک یوم الدین ہے اور چاہتے ہیں کہ گمراہی کے ازالہ کا اللہ کوئی علاج کرے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے علاج کا سامان کیا ہے تو لوگ منکر ہو رہے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ ظالم ہے کہ ایک تو امت گمراہ ہو رہی ہو اور دوسرے ان میں ایک دجال کو بھیج کر انہیں اور گمراہ کرے؟ یہ سوچتے نہیں۔ اس تقریر کا لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ بے شمار مخلوق نے بیعت کی۔ مجھے چوہدری اللہ دتہ صاحب نے کہا کہ بیعت کرو کیا دیکھتے ہو؟ ان کی تحریک سے میں نے دستی بیعت کر لی۔ اس سے پہلے میں حضرت اقدس کی ہر مجمع میں تائید کرتا تھا مگر ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔ ہاں ایک بات یاد آئی جب حضرت صاحب فٹن پر سوار ہوئے تو ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا اس نے کہا یہ منہ جھوٹے کا نہیں۔ میرے منہ سے حضرت صاحب کو دیکھ کر بے اختیار یہ کلمہ نکلا کہ اس نے کبھی آسمان کو نہیں دیکھا ہوگا۔ حضرت صاحب کی نظر اس وقت بھی نیچی تھی۔ نظریں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے، انہوں نے کہا کہ اس کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اتنی نظریں نیچی رکھتے ہیں کبھی آسمان نہیں دیکھا ہوگا۔

ایک دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی گئی کہ حضور! مکان کے نیچے خلقت بے شمار جمع ہے۔ حضور کو دیکھنا چاہتی ہے۔ حضور نے کھڑکی میں سے چہرہ مبارک باہر نکالا۔ مخلوق اس قدر ٹوٹ پڑی کہ قریب تھا کہ کئی لوگ دب کر مر جائیں۔ اس پر حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور چہرہ مبارک اندر کر لیں ورنہ کوئی حادثہ ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور نے چہرہ اندر کر لیا۔

چوہدری حاکم دین صاحب میانوالی خانوالی کی 1902ء کی بیعت ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ میرا بھائی احمدی تھا اور مولوی تھا۔ ہم حیران ہوتے تھے کہ اس کو کیا ہو گیا، پہلے موحّد بنا اب احمدی ہو گیا۔ ہمیں اس سے بڑی نفرت ہو گئی۔ وہ ہمیں سمجھاتا رہا۔ قلعہ صوبہ سنگھ میں مولوی فضل کریم صاحب بھی سمجھانے کے لئے آتے مگر ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی۔ پھر ایک مناظرہ ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے رحیم بخش عرضی نویس پتھو کے کا تھا اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی شاہ محمد آف قلعہ میاں سنگھ تھا۔ غیر احمدی مولوی صرف رفع الی اللہ کو ہی پیش کرتا تھا مگر احمدی قرآن کریم کی کئی آیتیں پڑھ کر استدلال کرتا تھا۔ اس وقت ہمیں سمجھ آئی کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہیں۔ اس سے پہلے ہم احمدیوں کو عیسائیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ وہاں ہی میں نے احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ راستہ میں سوچا۔ پھر بھائی کے ساتھ قادیان گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مولویوں کا جھوٹا پروپیگنڈا جیسا کہ میں نے کہا ہمیشہ ہر وقت چلتا رہتا ہے۔ اب دیکھیں کہ انہوں نے تحقیق کا کیا ذریعہ ڈھونڈا۔ جستجو ہو، نیک فطرت ہو تو آدمی ہر ذریعہ تلاش کرتا ہے۔ انہوں نے یہ کہا۔ کہتے ہیں کہ میں تحقیق کرنے کے لئے پہلے اس شخص کے پاس گیا جو چوڑھوں کا بادشاہ کہلاتا ہے یعنی جو کام کرنے والے ہیں، خاکروب ہیں۔ وہ خود تو موجود نہ تھا اس کا بالکہ ملا جو بوڑھا ہو چکا

تھا یعنی اس کا نائب۔ اس سے میں نے پوچھا کہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے بارہ میں آپ کو کوئی واقفیت ہے؟ اس نے کہا پہلے تو نورٌ علیٰ نور تھا۔ بڑی عبادت کیا کرتا تھا۔ مگر اب اسے غلطی لگ گئی ہے۔ پھر ایک اور فقیر سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مجھ پر مرزا صاحب کے رشتہ داروں نے دعویٰ کیا تھا کہ جہاں یہ رہتا ہے یہ مکان اس کا نہیں ہے۔ میں نے مرزا صاحب کو ہی صفائی میں طلب کر لیا۔ مرزا صاحب نے عدالت میں کہہ دیا کہ یہ غریب فقیر ہے، مکان اس کے پاس ہی رہے تو کیا حرج ہے؟۔ اس پر مکان مجھے مل گیا۔ مرزا صاحب کے رشتہ داران پر بڑے خفا ہوئے۔ کہتے ہیں اس پر میں نے اس فقیر سے کہا کہ پھر بھی تجھ پر مرزا صاحب کی سچائی نہیں کھلتی؟ کہنے لگا بات یہ ہے کہ جو شرطیں لگاتا ہے اس پر چلنا مشکل ہے۔ شرائط بیعت بڑی مشکل ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں فقیروں کی باتوں سے میں نے اندازہ لگایا کہ جو شخص پہلے نورٌ علیٰ نور تھا اب وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس پر میں نے بیعت کر لی اور پھر کئی دفعہ حضور کی زندگی میں قادیان گیا اور سیالکوٹ لیکچر کے موقع پر بھی گیا۔

چوہدری عبداللہ خان کی بیعت

چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ دانہ زید کا، ان کی بیعت 1902ء کی ہے یہ لکھتے ہیں کہ 1902ء میں یہاں گرمی کے موسم میں دو مولوی آئے۔ ایک فضل کریم صاحب مرحوم قلعہ صوبہ سنگھ کے اور دوسرے عبدالحی۔ موخرالذکر نے حضرت صاحب کے خلاف ایک کتاب بھی لکھی تھی یہ کفر کی حالت میں ہی مرا ہے۔ مگر مولوی فضل کریم صاحب میرے ساتھ ایمان لائے تھے۔ یہ دونوں مولوی صاحب ایک رات میرے پاس ٹھہرے۔ میں نے حضرت صاحب کے متعلق ان سے دریافت کیا۔ پہلے مولوی فضل کریم صاحب بولے اور کہا کہ وہ کافر ہیں۔ میں نے کہا کہ تحقیقات کے بغیر کافر کہنا ٹھیک نہیں ے۔ پھر مولوی عبدالحی صاحب بولے اچھا دوکاندار تو ضرور ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہا کہ وہ دوکاندار تو ضرور ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر وہ دوکاندار ہوتے تو وہ چیز پیش کرتے جسے ہر شخص خوشی سے لیتا ہے۔ ایسا مہنگا سودا پیش نہ کرتے جسے کوئی لیتا ہی نہیں ہے بلکہ الٹی مخالفت ہو رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بھی ہر ایک کو اپنی اپنی دلیل سوجھتی ہے اور بڑی اچھی دلیل ہے یہ۔ تو اس واقع کے بعد میرے دل میں بہت تحریک ہوئی اور میں تحقیقات کرتا رہا جنوری یا فروری 1903 میں مولوی فضل کریم صاحب یہاں تشریف لائے میں نے ان کو علیحدگی میں حضرت صاحب کی بابت پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح وہابی لوگوں کو لوگ ناپسند کرتے تھے مگر وہ سچے نکلے۔ ایسے ہی گو آج کل مرزا صاحب کی مخالفت کی جارہی ہے مگر آخر یہ سچے ہی نکلیں گے۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر آپ بیعت کیوں نہیں کر لیتے۔ انہوں نے کہا کہ مخالفت بہت ہو گئی ہے۔ میں نے کہا میں زمیندار ہوں، اپنی روزی کما کر کھاتا ہوں اور آپ حکیم ہیں اس لئے آج ہی ہمیں بیعت کا خط لکھنا

چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ جمعہ کا دن تھا میں نے یہاں اعلان کر دیا کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لی ہے اور مولوی صاحب نے قلعہ میں اعلان کیا اور پھر مخالفت ہوتی رہی۔

حضرت محمد شاہؓ کا بیعت کا دلچسپ واقعہ

حضرت محمد شاہ صاحبؓ ابن عبداللہ شاہ صاحب آف لدھیانہ لکھتے ہیں کہ میرا پہلے یہ خیال تھا کہ جو سید ہیں ان کو کسی دوسرے کی بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا مقام اس سے گرتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ کچھ مدت تک اسی خیال میں پختہ رہا۔ لیکن جب بھی کسی مجلس میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر ہوتا۔ اگر تعریفی رنگ میں ہوتا تو دلچسپی سے سنتا اور جس مجلس میں مخالفت ہوتی اس مجلس میں بیٹھنا ناگوار گزرتا۔ قائل تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے، لیکن جو سید کا ایک ٹائٹل لگا ہوا تھا، اس کی وجہ سے اَنا زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کہتے ہیں اس مجلس میں نہ بیٹھتا تھا۔ اٹھ کر چلا جاتا۔ آخر ایک روز کسی کے منہ سے بے پیر اور بے مرشد سن کر جو کہ کسی اور کو کہہ رہا تھا خیال آیا کہ بے پیر اور بے مرشد تو ایک گالی ہے اور میں خود بھی بے پیر اور بے مرشد ہوں۔ سید تو ہوں لیکن میرا کوئی پیر نہیں اور مجھے کوئی پیر ماننے کو تیار نہیں۔ کیا سید مستثنیٰ ہیں؟ خود ہی بعض گدی نشینوں کا خیال آ کر کہ بعض بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں اور سید تھے۔ انہوں نے بھی بعض غیر سید بزرگوں کی بیعت کر کے فیض حاصل کیا تھا۔ تو بہرحال کہتے ہیں ہمیں بھی اپنی جگہ فکر رہنے لگا لیکن کم علمی اور جہالت کی وجہ سے کسی سے دریافت نہ کیا۔ لیکن ایک مقصد دل میں رکھ کر بعض اچھے آدمیوں سے اپنے مقصد کے پورا ہو جانے کے واسطے کچھ وِرد پوچھنے اور کرنے شروع کر دیئے۔ اور مقصد یہی تھا کہ مرشدِ کامل اور سید مل جاوے۔ چنانچہ کافی عرصے تک چلوں اور وِردوں کی دھن لگی رہی اور کرتا رہا۔ قبرستانوں میں، دریاؤں میں، کنوؤں پر اور پہاڑوں میں، بزرگوں کے مزاروں پر، غرضیکہ راتوں کو بھی خفیہ جگہوں پر جا جا کر چالیس چالیس دن چلّے کئے۔ یعنی کہ ایک شوق تھا، لگن تھی کہ بہرحال کسی پیرومرشد کو میں نے تلاش کرنا ہے۔ کچھ نہ بنا۔ آخر ایک روز مایوس ہو کر لیٹ گیا اور سو گیا۔ نیند میں ایک بزرگ کو دیکھا اس نے تسلی دی کہ بیٹا تمہیں جو مرشد ملے گا وہ سب کا مرشد ہو گا۔ اس کے ہوتے ہوئے سب پیر اور مرشد مات ہو جائیں گے۔ یہ نظارہ دیکھ کر دل کو تسلی ہوگئی اور یقین ہو گیا کہ مرشدِ کامل انشاء اللہ مل جاوے گا۔ آخر شروع 1905ء میں ایک رات میں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو کہ بالکل صاف اور پاکیزہ کیا گیا ہے جیسے ایک بہت بڑا جلسہ گاہ ہو۔ نہایت صاف اور اس میں ایک سٹیج اونچی اور بادشاہوں کے لائق جس کی تعریف میرے جیسے کم علم سے نہیں ہو سکتی، تیار ہے۔ مجھ کو یہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہاں آج کل نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اجتماع ہے۔ اور رسولِ کریم یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آج اپنے پیارے بیٹے کو تخت پر بٹھانے آئیں گے۔ تو میں خوشی میں اچھلتا ہوں اور نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا اس میدان میں سٹیج کے عین قریب سب سے پہلے ہانپتا ہوا اور سانس پھولا ہوا پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر

کے بعد وہ میدان کھچا کھچ نورانی شکل کے لوگوں سے بھر گیا۔ معاً سب کی نظریں اوپر کی طرف کو دیکھنے لگیں۔ میں نے بھی اوپر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہوائی جہازوں کی طرح جھولے نہایت نفیس بنے ہوئے جھولے جیسے ہیں اور ان میں کسی میں ایک مرد ایک عورت یا دو عورتیں اور کسی میں فقط عورتیں یا فقط مرد آسمان سے نہایت آرام سے اترتے ہیں۔ مجھے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فلاں نبی ہے اور یہ فلاں نبی ہے اور بہت سی امہات المومنین بھی مثلاً مائی صاحبہ حوا، مائی صاحبہ ہاجرہ، مریم اور بی بی فاطمہ وخدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن سب تشریف لے آئیں۔ اور جب سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور امہات المومنین آکر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اسی طرح انتظار ہونے لگا کہ جیسے جمعہ کے روز قادیان شریف میں مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتظار لوگ کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگتے ہیں کہ باپ بیٹا آتے ہی ہوں گے۔ کافی دیر کے بعد ایک جھولا اُترا جو کہ سب جھولوں سے زیادہ سجا ہوا تھا۔ اس میں جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتر کر سٹیج پر جو دو کرسیاں ساتھ ساتھ پڑی تھیں تشریف فرما ہوئے۔ پہلے مجھ کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم کہا۔ اور پہلی افتتاحی تقریر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور فرمایا کہ میں اپنے بیٹے کو اپنے سب نبیوں کے سامنے جس کے متعلق پہلے سے آپ لوگوں کو خبریں دی جا چکی ہیں، تخت پر بٹھاتا ہوں۔ پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر فرمائی۔ اس وقت مجھے سید کی حقیقت معلوم ہوئی اور حضرت صاحب کو دیکھا کہ جو وہی لدھیانے کے سٹیشن والے ہی مرزا صاحب تھے۔ دوسرے روز سب سے پہلے بیعت کا خط لکھ دیا۔ ہزاروں ہزار برکتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ان کی اولاد پر۔

حضرت راجیکیؓ کا واقعہ بیعت

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ جنہوں نے 1897ء میں بیعت کی تھی اور 1899ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے ایک عربی قصیدہ سنایا۔ مسجد مبارک میں مغرب کی نماز کے بعد چھت پر میں قصیدہ سنانے لگا۔ جب میں نے وہ شعر پڑھا جس میں میں نے اسلام کے علماء جو سلسلہ احمدیہ کے مخالف اور دشمن تھے، ان کو مخاطب کرتے ہوئے شعر کہا تھا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ کیا تم اپنی حماقت سے اپنے دجال کی تائید کرتے ہو؟ عیسیٰؑ کی حیات کے ذریعہ؟ جو زندوں کا تو نہیں البتہ مُردوں کا سردار ہے۔ حضرت صاحب نے جب یہ شعر سنا تو آپ نے اس شعر کو بہت ہی پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ شعر بہت ہی اچھا ہے۔ عجیب تڑپ تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو اونچا کرنے کے بارے میں کوئی بات سنتے تھے تو اس پر انتہائی پسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ کہا اس کو دوبارہ پڑھو اور بار بار

سناؤ۔ چنانچہ خاکسار نے اس شعر کو پھر دہرا کر پڑھا۔ اس کے بعد یہ شعر مجھے اب تک یاد ہی رہتا ہے اور جب میں اسے پڑھتا ہوں تو وہ سماں اور منظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کا میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اس پیارے مسیح کی فرقت کے باعث طبیعت ایک حزن وغم اور حسرت بھی محسوس کرتی ہے۔ سو یہ شعر بھی میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگاروں میں سے بطور ایک یادگار کے ہے۔

پھر حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب ابن مکرم شیخ بابو جمال الدین صاحب روایت کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے 1898ء کے قریب حضرت اقدس کی بیعت کی تھی۔ وہ دمیلی میں سٹیشن ماسٹر تھے۔ جہلم کے پاس ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک شخص نے حضرت اقدس کا ذکر کیا۔ انہوں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ قادیان جاکر اس شخص کو ضرور دیکھنا ہے۔ چنانچہ وہ رخصت لے کر گوجرانوالہ آئے اور یہاں سے قادیان گئے۔ بغیر کسی دلیل کے حضرت اقدس کا چہرہ دیکھ کر ہی وہ ایمان لے آئے۔ صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں۔

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوحِیْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ کا ایک نظارہ

حضرت میاں ابراہیم صاحبؓ ابن مکرم محمد بخش صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں نے سب سے پہلے حضرت اقدس کو اس وقت دیکھا جبکہ حضور جہلم تشریف لے جارہے تھے، واپسی پر بھی دیکھا تھا۔ پھر لاہور 1904ء میں، پھر 1905ء میں قادیان گیا۔ قادیان جانے سے پہلے مجھے ایک خواب آئی تھی جس کا مفہوم یہ تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ والد صاحب گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور گھر میں صرف میں اور میری چھوٹی ہمشیرہ ہیں۔ دیکھا کہ دو آدمی دروازے پر آئے، دستک دی اور آواز دی میں نے باہر نکل کر دروازہ کھولا۔ وہ دونوں میری درخواست پر اندر تشریف لے آئے۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک دری اور تین کرسیاں بھی پڑی ہوئی ہیں اور سامنے ایک میز بھی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے ان کرسیوں پر بٹھا دیا اور چھوٹی ہمشیرہ کو کہا کہ ان کے لئے چائے تیار کرو۔ وہ کوٹھے پر ایندھن لینے کے لئے گئی۔ ابھی وہ سیڑھیوں پر ہی تھیں کہ ایک سیاہ رنگ کا اچھے قدوقامت کا سانڈ اندر آگیا۔ بڑا ساراجبیل اور ان آدمیوں کو دیکھ کر فوراً واپس ہو گیا۔ اور سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ میں نے شور ڈال دیا کہ میری ہمشیرہ کو ماردے گا۔ شور سن کر پہلے سیاہ داڑھی والے مہمان اٹھنے لگتے ہیں مگر سرخ داڑھی والے نے کہا کہ چونکہ یہ کام آپ نے میرے سپرد کیا ہوا ہے اس لئے میرا کام ہے۔ چنانچہ وہ گئے۔ میں بھی پیچھے ہولیا۔ ہمشیرہ دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ اور اسے کچھ خراشیں لگی ہیں مگر زخم نہیں لگا۔ ہم اوپر چلے گئے۔ سانڈھ ہماری مغربی دیوار پر انجن کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اور دیوار پر آگے پیچھے چلنے لگا۔ کہتے ہیں جب دیوار کے آخری کونے پر پہنچا تو اس پر مہمان نے سوٹا مارا اور پیچھے کی طرف گر کر چور چور ہو گیا۔ ہم واپس آگئے اور وہ مہمان پھر کرسی پر بیٹھ گئے اور چائے پی۔ مجھے بھی انہوں نے پلائی۔

چائے پینے کے بعد کچھ دیر وہ بیٹھے رہے، باتیں کرتے رہے پھر کہنے لگے، برخوردار! ہمیں دیر ہوگئی ہے اجازت دو تا کہ ہم جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ آپ کون ہیں تا میں اپنے والد صاحب کو بتا سکوں۔ میری اس عرض پر وہ دونوں خفیف سے مسکرائے۔ کالی داڑھی والے نے کہا کہ میرا نام محمد ہے اور ان کا نام احمد ہے۔ میں نے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ پھر مجھے کچھ بتائیں۔ انہوں نے عربی زبان میں ایک کلمہ کہا جو مجھے یاد نہیں مگر اس کا مفہوم جو اس وقت میرے ذہن میں تھا وہ یہی تھا کہ تیری زندگی کے تھوڑے دن بہت آرام سے گزریں گے۔ پھر میں نے مصافحہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے باپ کو میرا السلام علیکم کہہ دینا۔ وہ باہر نکل گئے۔ میں نے ان کو رخصت کیا۔ ان کے جانے کے بعد خواب میں ہی میرے والد صاحب آ گئے۔ میں نے سارا واقعہ سنایا۔ وہ فوراً باہر نکل گئے۔ اتنے میں میری نیند کھل گئی جس کا باعث یہ ہوا کہ میرے باپ نے مجھے آواز دی کہ اٹھ کر نماز پڑھو۔ کہتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب کو یہ خواب سنائی۔ اس دن جمعہ تھا۔ جمعہ کے وقت میں نے منشی احمد دین صاحب اپیل نویس کو یہ خواب سنائی انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں خود لکھ کر یا مجھ سے لکھوا کر بھیج دی اور چند روز بعد کہا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جلسے پر اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ۔ چھوٹی عمر تھی ان کی، خواب دکھائی تھی اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ۔ چنانچہ جلسے پر میں گیا۔ جب ہم مسجد مبارک میں گئے تو دو تین بزرگ بیٹھے تھے۔ ہم نے ان سے مصافحہ کیا، اتنے میں حضرت اقدسؑ مسیح موعود تشریف لے آئے۔ ہم کھڑے ہوگئے مصافحہ کیا پھر حضور بیٹھ گئے۔ منشی احمد دین صاحب نے عرض کی کہ حضور! یہ وہ لڑکا ہے جسے خواب آئی تھی۔ حضور نے مجھے گود میں بٹھا لیا اور فرمایا کہ وہ خواب سناؤ۔ چنانچہ میں نے وہ خواب سنائی۔ پھر اندر سے کھانا آیا۔ حضور نے کھایا اور دوستوں نے بھی کھایا۔ اور جب حضرت اقدسؑ کھانا کھا چکے تو تبرک ہمارے درمیان تقسیم کر دیا۔ ہم نے وہاں بیٹھے ہی کھایا۔ میرے والد صاحب نے عرض کی کہ مجھے کوئی تبرک دیں۔ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی بچوں کو خوابیں دکھاتا ہے۔ اس زمانہ میں بھی بعض چھوٹی عمر کے بچے خوابیں دیکھتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ ابن مکرم شیخ بابو جمال الدین صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں جب دسویں کلاس میں پڑھتا تھا تو حضرت اقدس کے مکان کے اردگرد ہمارا پہرہ ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ہم پہرہ دے ہی رہے تھے کہ ہم نے حضرت اقدس کی وفات کی خبر سنی۔ حضور کے زمانہ میں جب ہم پہرہ دیتے تھے تو ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں ہوا کرتی تھی۔

میاں فیروز دین صاحبؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ جو نانبائی ہے یہ روٹیاں چُرا لیتا ہے۔ حضور خاموش

رہے۔ دوسرے دن پھر عرض کیا۔ حضور خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: میر صاحب یہ تو ایک روٹی کے لئے دو دفع دوزخ میں جاتا ہے، ایک دفعہ نکالنے کے لئے اور ایک دفعہ لگانے کے لئے، اس سے بڑھ کر میں اس کو کیا سزا دوں گا؟ اگر کوئی اور اس سے اچھا آپ کو ملتا ہے تو آپ لے آئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو بھی ایمان اور ایقان میں بڑھائے اور یہ لوگ جن کی روایات ہیں یقیناً ان کی نسلیں بھی یہ واقعات سن رہی ہوں گی۔ ہوسکتا ہے کچھ یہاں موجود بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اخلاص و وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی دعاؤں کے وارث ہم بھی اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھی بنتی چلی جائیں۔ اور جلد سے جلد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے جو غلبہ اسلام کی مہم ہے اس کو بڑی شان سے کامیاب اور پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔''

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ء)

آپ کی ہر حرکت وسکون خلیفہ کے تابع ہونی چاہیے

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کی اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام)

"پیارے انصار بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ پاکستان ماہنامہ ''انصاراللہ'' کی اشاعت کے پچاس سال پورا ہونے پر ایک خصوصی شمارہ شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور قارئین پر اس کے نیک اثرات مرتب فرمائے۔ اس موقع پر میں آپ کو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جماعت کی ذیلی تنظیموں کے نظام میں انصاراللہ کی تنظیم ایسی ہے جس کے ممبران اپنی اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں انسان کو اپنی زندگی کے انجام کے آثار نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور بڑی تیزی سے اس انجام کی طرف قدم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس انجام کا خوف اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور اس کا قرب چاہے۔ اس کا ایک ذریعہ نماز ہے جسے تمام عبادتوں میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ گزشتہ دنوں ہم رمضان کے مہینے سے گزرے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ان دنوں میں کمزوروں میں بھی ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہوگی اور نمازوں کی طرف ہر کسی نے توجہ دی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ اس میں سب دُعائیں آجاتی ہیں۔ اگر کلمہ طیبہ مسلمان

ہونے کا زبانی اقرار ہے تو نماز اس کی عملی تصویر ہے۔ پس میری پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کیلئے نیک نمونہ قائم کریں۔

دوسری بات قرآن کریم کی تلاوت، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ہے۔ ہر مرتبہ پڑھنے سے نئے نئے معنی کھلتے ہیں۔ یہ مطالعہ جہاں آپ کو معرفت میں بڑھائے گا وہاں اس سے آپ کے بچوں کیلئے بھی ایک نیک نمونہ قائم ہوگا اور آپ کا یہ علم دعوت الی اللہ کے میدان میں بھی آپ کا مددگار ثابت ہوگا۔

تیسری بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینا ہے۔ میں نے صف دوم کے انصار کو نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ہر مجلس کی سطح پر اس کیلئے کوشش ہونی چاہئے۔ اس نظام میں شامل ہونے والوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دُعائیں کی ہیں۔ اسی طرح دوسری مالی تحریکات بھی ہیں۔ ان میں بھی حصہ لیں اور اس حوالے سے اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں؟

انصار اللہ کا ایک اور اہم کام خلافت سے وابستگی اور اُس کے استحکام کیلئے کوشش کرنا ہے۔ جماعت اور خلافت ایک وجود کی طرح ہیں۔ افراد جماعت اس کے اعضاء ہیں تو خلیفۂ وقت دل و دماغ کے طور پر ہیں۔ کیا کبھی ایسا ممکن ہوا ہے کہ انسانی دماغ ہاتھ کو کوئی حکم دے اور ہاتھ اُسے ردّ کر کے اپنی مرضی کے مطابق حرکت کرے۔ اگر آپ اس تعلق کو سمجھ جائیں اور اگر یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی فرد جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نکتوں اور اپنے عملوں پر اصرار کریں۔ پس آپ کی ہر حرکت و سکون خلیفۂ وقت کے تابع ہونی چاہئے۔

انصار اللہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افراد جماعت سے بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہمارے بڑوں نے انصار اللہ ہونے کا حق ادا کیا اور بے نفس ہو کر دین کی خاطر قربانیاں کیں تو آج ہمارا فرض ہے کہ ایک جُہد مسلسل اور دُعاؤں کے ساتھ اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیکی کے راستے ہموار کرتے جائیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو پلے باندھ لیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوف خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیاں اس نہج پر چلانے والے ہوں۔آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ اکتوبر 2010ء صفحہ 9-8)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

شہدائے لاہور نے حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب جیسی روح کا مظاہرہ کرتے ہوئے استقامت کی لازوال تاریخ رقم فرمائی

(سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کے شہدائے لاہور نمبر 2010ء کے لئے خصوصی پیغام)

''پیارے قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کی شہدائے لاہور کے بارہ میں ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کی کوشش، وقت کی ضرورت اور بڑا مبارک کام ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کی اشاعت ہر لحاظ سے بہت مفید اور بابرکت ثابت ہو۔اللہ کرے کہ یہ قارئین کے ایمان اور اخلاص میں ازدیاد اور تقویت کا باعث ہو۔آمین

ہماری جماعت میں شہادتوں کا یہ سلسلہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی قربانیوں اور راہِ مولیٰ میں جان کے نذرانے پیش کرنے کے اُن پاک نمونوں کی متابعت ہے جن کا قرآنی پیش گوئی ''وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْبِھِمْ'' کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہونا مقدر تھا تا کہ یہ امر اس بات پر ایک بیّن ثبوت ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے اور آپ کی جماعت ایک سچی جماعت ہے۔اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے عہد مبارک میں سیّد الشہداء کی شہادت کے ذکر میں یہ فرمایا تھا کہ: ''مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے،اس خدا کا صریح یہ منشاء ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں۔''

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد:20۔صفحہ:70)

چنانچہ گزشتہ مہینوں میں لاہور کی ہماری دو مساجد میں نمازیوں پر جب اندھا دھند گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی تو وہاں بھی احمدیت کے جاں نثاروں نے حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب جیسی روح کا مظاہرہ کیا اور جانوں کی اجتماعی قربانی پیش کر کے استقامت کی لازوال تاریخ رقم کی۔ان کی یہ قربانی یقیناً جماعت میں جانوں کی اجتماعی قربانی کی ایک منفرد مثال ہے۔ان سب کا ذکر خیر آپ میرے خطبات میں سن ہی چکے ہیں۔ یہاں مختصراً اتنا ہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کو بہت سی عظیم الشان خوبیوں سے متصف کیا تھا۔نمازوں کا اہتمام، تلاوت میں باقاعدگی، خلافت سے محبت اور اخلاص و وفا، بچوں کی نیک تربیت اور اس پہلو سے ان کی مسلسل نگرانی جیسے اوصاف ان سب شہداء میں نمایاں طور پر پائے جاتے تھے۔وہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے۔اپنے ماتحتوں اور ساتھ کام کرنے والوں سے حسن سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، غریبوں سے ہمدردی، تمام رشتوں کا خیال رکھنا، ان کے بنیادی اخلاق کا حصہ تھا۔ یقیناً ان میں سے ہر ایک اپنے عہد کو پورا کرنے والا ایک روشن اور چمکدار ستارہ تھا۔یہ لوگ ہمیں بھی عشق و وفا کے لہلہاتے کھیتوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔

دشمن نے ایک مذموم سازش کی اور اپنے زعم میں احمدیوں سے ان کا دین اور ایمان چھیننا چاہا لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔ہم نے تو یہ نظارے دیکھے کہ باپ کے شہید ہونے پر نو دس سالہ بیٹے کو ماں نے یہ نصیحت کر کے مسجد بھجوایا کہ بیٹا وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا تا کہ یہ بات تمہارے ذہن میں رہے کہ موت ہمیں ہمارے عظیم مقاصد کے حصول سے خوفزدہ نہیں کر سکتی۔پس جس قوم میں ایمان کی دولت سے لبریز ایسے بہادر بچے اور مائیں ہوں اس قوم کی ترقی کو کوئی دشمن اور دنیاوی طاقت روک نہیں سکتی۔مخالفین اور دشمنان احمدیت کے ظالمانہ فعل اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ دعاؤں سے اور دلائل سے جماعت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔یہی وجہ ہے کہ دشمن کی ہر قسم کی مذموم حرکتوں کے باوجود احمدیت ہر جہت اور ہر سُو پھیلتی چلی جا رہی ہے۔سانحۂ لاہور کے بعد بھی کئی سعید فطرت لوگوں نے بیعتیں کی ہیں۔اس واقعہ نے جماعت کے ایمانوں کو مضبوطی بخشی ہے۔جماعت میں عبادات، خلافت سے عشق و وفا، باہم محبت اور اتحاد کا جذبہ پہلے سے بہت بڑھا ہے۔ساری جماعت نے شہداء کی فیملیوں کی تکلیف اور غم کو جس طرح اپنے دلوں میں محسوس کیا ہے اور مجھے لکھ کر اس کا اظہار بھی کیا ہے یہ سوائے ایمان کی دولت کے نصیب نہیں ہو سکتا اور روئے زمین پر جماعت احمدیہ کے علاوہ آپ کو کہیں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔پس یہ شہادتیں ہمیں ایمان واخلاص اور وحدت و یگانگت کے جو سبق سکھا گئی ہیں اُن کو اگر ہر احمدی ہمیشہ اسی طرح اپنے اندر زندہ رکھے تو ہمارے شہداء اور ان کی قربانیاں بھی زندہ رہیں گی اور جماعت کو بھی اس سے ایک نئی زندگی ہمیشہ ملتی چلی جائے گی۔

یہ شہداء تو بلا شبہ دائمی زندگی اور اپنے خدا کی طرف سے ابدی جنتوں کے حقدار اور وارث ٹھہرے ہیں۔ان شہیدوں کا خون انشاء اللہ رنگ لائے گا اور ان عظیم قربانیوں سے جماعت کیلئے ترقی کی نئی سے نئی شاہراہیں وجود میں آئیں گی۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اپنے عہد بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلاب عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اسے اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے اور یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو زمانے کے منادی ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ انصار اللہ شہدائے لاہور نمبر دسمبر 2010ء)

باب نہم

2011ء

کے

ارشادات وفرمودات

- صف دوم کے انصار ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدام کو نہ بھولیں
- ہر سطح کا عہدیدار انصاف کے تقاضوں کو خدا کا خوف رکھتے ہوئے پورا کرے
- ذیلی تنظیمیں میری باتوں کی جگالی کرواتی رہیں
- جماعتی عہدیدار دنیاوی عہدیدار نہیں بلکہ خادم ہے
- اگر عہدیدار ہی مطالعہ کر لیں تو 70 فیصد انصار مطالعہ مکمل کرنے والے ہو جائیں
- احمدیت کیا چیز ہے؟ اس کا پیغام کیا ہے؟
- اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں ان پر معاشرے کے غلط رنگ نہ چڑھنے دیں

صف دوم کے انصار ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدام کو نہ بھولیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 22 اپریل 2011ء میں فرمایا۔

"یہ بھی بتادوں کہ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے بہت سے لوگ ہیں اور وہ اگلی نسلوں میں بھی یہ روح پھونک رہے ہیں۔ مَیں نے ایک دفعہ پاکستان کے احمدیوں کے لئے اس فکر کا اظہار کیا تھا کہ لاہور کے واقعہ کے بعد خدّام یا شاید صفِ دوم کے انصار بھی جو جماعتی عمارتوں اور مساجد میں ڈیوٹی دیتے ہیں، اُن میں سے بعض کے متعلق یہ اطلاع ہے کہ ایک لمبا عرصہ ڈیوٹی دینے کی وجہ سے اُن کی طرف سے تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے یا عدمِ دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے یا نظام کو کچھ اور طریقے سے اس بارہ میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ تو یہ بات جب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان نے اپنے خدام تک پہنچائی تو مجھے خدام کی طرف سے، پاکستان کے خدام کی طرف سے اخلاص و وفا سے بھرے ہوئے کئی خطوط آئے کہ ہم اپنے عہد کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہیں۔ نہ ہم پہلے تھکے تھے اور نہ انشاء اللہ آئندہ کبھی ایسی سوچ پیدا کریں گے کہ جماعتی ڈیوٹیاں ہمارے لئے کوئی بوجھ بن جائیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسی طرح عورتوں کے خطوط آئے کہ ہمارے بھائی یا خاوند یا بیٹے اپنے کاموں سے آتے ہیں تو فوراً جماعتی ڈیوٹیوں پر چلے جاتے ہیں اور ہم بخوشی اُنہیں رخصت کرتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکیلے رہ کر بھی کسی قسم کا خوف نہیں۔ پس یہ اخلاص و وفا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے جوشِ ایمان کی وجہ سے ہے۔ اس بارہ میں یہ بھی یاد رکھیں کہ ان فرائض اور ڈیوٹیوں کے دوران اپنے خدا کو کبھی نہ بھولیں۔ نمازیں وقت پر ادا ہوں اور ڈیوٹی کے دوران ذکرِ الٰہی اور دعاؤں سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں۔ ہماری سب سے بڑی طاقت خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہمیں جو مدد ملنی ہے وہ خدا تعالیٰ سے ملنی ہے۔ ہماری تو معمولی سی کوشش ہے جو اُس کے حکم کے ماتحت ہم کر رہے ہیں۔ جو کرنا ہے وہ تو اصل میں خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ سے چمٹ جائیں گے تو خدا خود دشمن سے بدلہ لے گا۔ اُس کے ہاتھ کو روکے گا۔ پس دعاؤں میں کبھی سست نہ ہوں اور پھر ان عبادتوں اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کا اثر عام حالت میں بھی عملی طور پر ہر ایک کی شخصیت سے ظاہر ہو رہا ہو تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بتائے ہوئے معیار کو پا سکتے ہیں"

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 203)

ہر سطح کا عہدیدار انصاف کے تقاضوں کو خدا کا خوف رکھتے ہوئے پورا کرے

حضور انور نے 22 اپریل 2011ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"میں عہدیدارانِ جماعت سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ خلافت کے حقیقی نمائندے تبھی کہلا سکتے ہیں جب انصاف کے تقاضوں کو خدا کا خوف رکھتے ہوئے پورا کرنے والے ہوں۔ کسی بھی عہدیدار کی وجہ سے کسی کو بھی ٹھوکر لگتی ہے تو وہ عہدیدار بھی اُس کا اُسی طرح قصوروار ہے کیونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی امانت کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر اُس کی غلطی کی وجہ سے ٹھوکر لگ رہی ہے اور جان بوجھ کر کہیں ایسی صورت پیدا ہوئی ہے تو بہرحال وہ قصوروار ہے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے والا ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہے وہ کسی بھی مقام پر ہو، ہمیشہ یہ سمجھنا چاہئے کہ مَیں نے اپنے عہدِ بیعت کو قائم رکھنے کے لئے، اپنے ایمان کو قائم رکھنے کے لئے ہر حالت میں صدق اور تقویٰ کا اظہار کرتے چلے جانا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والا بن سکوں"

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 207)

ذیلی تنظیمیں میری باتوں کی جگالی کرواتی رہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2011ء بمقام گروس گیراؤ جرمنی میں لجنہ اماء اللہ جرمنی اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس اجتماع میں دونوں طرف تقریباً نصف جماعت کی حاضری تو تھی۔ اگر حاضر ہونے والوں کی اکثریت اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے والی بن جائے تو جو انقلاب دنیا کی اصلاح کا حضرت مسیح موعود لانا چاہتے تھے اور جو انقلاب اُن کی جماعت کو لانا چاہئے اُس میں یہ لوگ مددگار بننے کا کردار ادا کرنے والے ہوں گے۔ اکثریت میں نے اس لئے کہا ہے کہ یقیناً ایسے بھی بیچ میں بیٹھے ہوتے ہیں جو زیادہ اثر نہیں لیتے، لیکن جنہوں نے اثر لیا ہے، اپنے جائزے لئے ہیں، مجھے خطوط لکھے ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ ان باتوں کی جُگالی نہیں کرتے رہیں گے، اگر ذیلی تنظیمیں میری طرف سے کہی گئی باتوں کی ہر وقت جُگالی نہیں کرواتی رہیں گی تو پھر کچھ عرصہ بعد یہ باتیں، یہ جوش، یہ شرمندگی کے جو اظہار ہیں یہ ماند پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔

پس ذیلی تنظیمیں یاد رکھیں کہ اگر حقیقت میں اجتماع میں شامل ہونے والوں اور ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے سے سننے والوں پر دنیا میں کہیں بھی کوئی اثر ہوا ہے تو یہ لوہا گرم ہے اس کو اُس مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں جس مزاج کو پیدا کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیجا ہے"

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 475-476)

جماعتی عہدیدار دنیاوی عہدیدار نہیں بلکہ خادم ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 30 ستمبر 2011ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"پس کامیابی نتیجہ ہے سنتے ہی اطاعت کرنے کا۔ اللہ اور رسولؐ کے نام پر جو احکامات دیئے جائیں ان کو سنتے ہی اطاعت کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے۔ اور یہ سننا اور اطاعت کرنا اُن تمام باتوں کے لئے ہے جن کے کرنے اور نہ کرنے کا قرآنِ کریم میں ذکر ہے۔ مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے کہ اپنی امانتوں کا حق ادا کرو۔ آپ کی امانتیں آپ کی ذمہ داریاں ہیں۔ ایک ذمہ داری جس طرح پڑتی ہے انسان اسے ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ امانتیں جو آپ کے سپرد کی گئی ہیں وہ بھی اُسی طرح کی ذمہ داری ہے جن کے کرنے کا آپ کو حکم ہے۔ عہدیدار ہیں تو اُن کا جماعت کے لئے وقت دینا اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنا۔ افرادِ جماعت کے حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرنا، یہ امانتیں ہیں۔ ایک (جماعتی) عہدیدار کوئی دنیاوی عہدیدار نہیں ہے جس نے طاقت کے بل پر اپنے کام کروانے ہیں بلکہ وہ خادم ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(الجامع الصغیر حرف السین صفحہ نمبر 292 حدیث نمبر 4751 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

پس اس خدمت کے جذبے کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ تبھی جو خدمت، جو امانت آپ کے سپرد ہے آپ اُس کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ میرے پاس جب بعض لوگ آ کر یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس فلاں فلاں عہدہ ہے تو میں عموماً یہ کہا کرتا ہوں کہ یہ کہو کہ فلاں خدمت میرے سپرد ہے۔ دوسرا تو بیشک عہدیدار کہے لیکن خود اپنے آپ کو خادم سمجھنا چاہئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے خدمت کا موقع دیا ہوا ہے۔ کیونکہ عہدہ کہنے سے سوچ میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ایک بڑے پن کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے، بڑے پن کا احساس

اس طرح کہ دماغ میں ایک افسرانہ شان پیدا ہو جاتی ہے، جبکہ عہدیدار، جماعتی عہدیدار ایک خادم ہوتا ہے اور جب عہدیدار اپنی امانتوں کے حق ادا کر رہے ہوں گے تبھی وہ خلافت کے، خلیفۂ وقت کے حقیقی مددگار بن رہے ہوں گے۔ عہدیداروں کی عزت اور احترام افرادِ جماعت پر یقیناً فرض ہے۔ لیکن وہ یہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اُن کی، افرادِ جماعت کی، خلافتِ احمدیہ سے وابستگی ہے اور کسی عہدیدار کے حکم کی نافرمانی کر کے وہ خلیفہ وقت کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ پس ہر سطح کے عہدے داروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کے حق صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر عہدیدار کا رَکھ رکھاؤ، بول چال، عبادت کے معیار دوسروں سے مختلف ہونے چاہئیں، ایک فرق ہونا چاہئے"

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 490-491)

اگر عہدیدار ہی مطالعہ کر لیں تو 70 فیصد انصار مطالعہ مکمل کرنے والے ہو جائیں

اراکین نیشنل مجلس عاملہ و مقامی مجالس ناروے کو مطالعہ کتب کے حوالہ سے جائزہ لینے کی تلقین

یکم اکتوبر 2011ء کو نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری مجالس کی تعداد 12 ہے اور انصار کی تعداد 214 ہے۔ حضور انور نے فرمایا جب آپ کی رپورٹس میں باقاعدگی نہیں ہے، آپ کو اپنی مجالس کی طرف سے بھی رپورٹس باقاعدہ موصول نہیں ہوتیں تو پھر آپ نے کیا کرنا ہے۔ آپ کو تمام مجالس کی طرف سے رپورٹس آنی چاہئیں۔ مجالس کو یاددہانی کروائیں۔ دس مجالس تو آپ کی اوسلو میں ہیں۔ جمعہ پڑھنے عہدیدار آتے ہیں جمعہ پر یاد کروا سکتے ہیں۔ مجالس کے دورے کر کے یاد کروا سکتے ہیں۔ یاد کروانا تو کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ آپ کے جو نائب صدران ہیں وہ مجالس کے دورے کریں اور توجہ دلائیں۔ آپ کی مجلس تو ایک چھوٹی مجلس ہے۔ اچھا کام کر کے ایک مثالی مجلس بن سکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض بڑی مجالس یہ کہتی ہیں کہ اگر چھوٹی مجالس کو علَمِ انعامی کے مقابلہ میں شامل کریں گے تو یہ اپنی تعداد کم ہونے کے لحاظ سے سب کچھ کر لیں گے اس لئے ان کا علیحدہ معیار ہونا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی مجلس چھوٹی ہے۔ آپ کا معیار تو بہت اونچا

ہونا چاہئے ۔آپ ہر چیز صرف رسمی طور پر نہ چھوڑیں ۔ انشاء اللہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بھرپور کوشش کریں۔آپ کام کریں گے،کوشش کریں گے تو خدا تعالیٰ آپ کے کام میں برکت ڈالے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے۔

۞ نائب صدر اول نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی ذمہ داری زعماء سے رابطہ رکھنا ہے ۔حضورانور نے فرمایا کہ مجالس کی میٹنگز میں جایا کریں اور ان کو توجہ دلایا کریں کہ اپنی رپورٹس بروقت بھیجا کریں ۔

۞ نائب صدر صف دوم نے بھی اپنے کام کی رپورٹ پیش کی ۔اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا لائحہ عمل پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا کیا کام آپ کے سپرد ہیں ۔صرف عہدہ پر راضی نہ ہوں بلکہ کام کیا کریں ۔ کتنے انصار سیر کرتے ہیں ، کتنے ورزش کرتے ہیں ، سائیکل چلاتے ہیں ، انصار کو اس طرف توجہ دلائیں ۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کے ناروے میں تو بڑے خوبصورت علاقے ہیں انصار سیر کریں اور مضامین لکھیں ۔ان میں مقابلہ ہو اور انعام دیا جائے ۔

۞ قائد تعلیم سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ کیا پروگرام بنایا ہے؟ قائد تعلیم نئے بنے تھے حضورانور کی خدمت میں صدر صاحب نے رپورٹ پیش کی کہ ماہانہ ایک کتاب کا مطالعہ رکھا ہوا ہے اور ہم نے بھی وہی کتاب رکھی ہے جو جماعت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے ۔ جماعت کی طرف سے اکتوبر میں ’’گورنمنٹ انگریزی اور جہاد‘‘۔نومبر میں’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘اور دسمبر میں’’پیغام صلح‘‘مقرر کی گئی ہیں ۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پہلے یہ جائزہ لیں کہ آپ کی نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نصاب کا مطالعہ کرنے والے ہیں ۔پھر آپ کی مقامی مجالس عاملہ ہیں ان کا جائزہ لیں کہ ان مجالس کی عاملہ کے سب ممبران مطالعہ کرنے والے ہیں اور مطالعہ مکمل کرلیا ہے ۔اگر آپ کے عہدیدار ہی مطالعہ کرلیں تو 70 فیصد انصار تو ویسے ہی ہو جائیں گے جو مطالعہ مکمل کرنے والے ہوں گے ۔حضورانور نے فرمایا انصار میں جو مضمون نویسی کا مقابلہ ہے اس کے لئے آپ کو مواد بھی مہیا کرنا پڑے گا ۔کتب بتانی پڑیں گی ۔اس بارہ میں کمال یوسف صاحب سے مدد لیں ۔

۞ قائد تربیت نومبائعین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ایک نومبائع ناصر ہیں

جن سے رابطہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین سال کا عرصہ اس لئے ہے تاکہ اس میں ایک نومبائع کی اس حد تک تربیت ہو جائے کہ وہ نظام جماعت میں سمو یا جائے۔ اسے چندوں کا پتہ ہو اور باقی نظام کا پتہ ہو اور اس طرح ہو جائے جس طرح وہ پرانا احمدی ہے۔ لیکن اب تو جو پرانے احمدی ہیں ان میں سے ایک حصہ خود نمازوں میں کمزور ہے، چندوں میں کمزور ہے، شرح کے مطابق ادائیگی نہیں ہے۔ آپ نے نومبائع کی تربیت اس طرح کرنی ہے کہ اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ تین سال بعد مَیں نے جماعتی نظام کا مکمل حصہ بن جانا ہے اور Main Stream میں چلے جانا ہے۔

۞ قائد تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اختلافی مسائل تیار کر کے داعیان الی اللہ کو سکھانے کے لئے ایک نصاب بنایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا لیف لیٹس، فلائرز تقسیم کرنے کا انصار اللہ نے کیا پروگرام بنایا ہے۔ ناروے کی پانچ ملین آبادی ہے۔ جو چھوٹے ممالک ہیں ان میں تو دس فیصد آبادی تک پیغام پہنچنا چاہئے اور اس میں کم از کم تین فیصد تو آپ انصار کا حصہ ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا جو بوڑھوں کے لئے گھر ہیں وہاں جائیں، بوڑھوں کے پاس جائیں ان سے واقفیت بڑھے گی ان میں بھی تقسیم کریں۔

۞ قائد تجنید نے بتایا کہ ہماری مکمل تجنید 214 ہے۔ صف اول کے 126 انصار ہیں اور صف دوم کے 88 ہیں اور بارہ مجالس ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد تجنید نے بتایا کہ ہم نے اپنی تجنید اس طرح مکمل کی ہے کہ پہلے قائدین کو بھجوائی تھی۔ انہوں نے Update کر کے بھیجی ہے۔

۞ قائد ایثار سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ خدمت خلق کا کیا پروگرام بنایا ہے۔ قائد ایثار نے بتایا کہ گزشتہ نو ماہ میں اولڈ پیپلز ہاؤس کے تین چار دورے کئے ہیں۔ بوڑھوں کو تحائف دیئے ہیں۔ عید پر بھی تحائف دیئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا آپ کو خدمت کرنے کے مختلف راستے نکالنے چاہئیں۔

۞ قائد اشاعت نے بتایا کہ انصار اللہ کا پہلا شمارہ نکلا ہے اب دوسرے شمارہ پر کام ہو رہا ہے۔ رسالہ کا نام ''انصار اللہ'' ہے۔

۞ قائد مال کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ مجالس سے

Data اکٹھا کریں۔کون کون سے انصار ہیں۔کتنی کتنی عمریں ہیں۔اوران میں سے کتنے کمانے والے ہیں۔ جو اپنی آمد نہیں بتا رہے وہ اتنا لکھ دیں کہ اپنی آمد کے مطابق دے رہے ہیں۔آپ کا کام اپنا Data اکٹھا کرنا ہے اور جماعت کی مدد کرنا ہے اور اپنا Data جماعت کو مہیا کرنا ہے۔ جماعت کے ڈیٹا پر انحصار کرنا درست نہیں ہے بلکہ آپ اپنا علیحدہ Data بنائیں اور کوائف تیار کریں۔

حضور انور نے چندے کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ چندے کا معاملہ سچائی کے ساتھ ہونا چاہئے۔اصل چیز فگرز (Figures) نہیں ہے بلکہ روح ہے جس کے ساتھ چندہ دینا ہے اور خدا کی رضا کی خاطر دینا ہے۔ٹیکس سمجھ کر نہیں دینا۔

۞ قائد تربیت نے ایک جائزہ فارم حضور انور کی خدمت میں پیش کیا جس میں جائزہ کے لئے ہر ناصر سے بعض سوالات پوچھے گئے تھے۔اس فارم میں پہلا سوال یہ تھا کہ کیا روزانہ پانچوں نمازیں باجماعت پڑھتے ہیں؟ اس پر حضور انور نے فرمایا اس سوال کے الفاظ سوچ کر ایسے بنائیں جو بلاوجہ دلوں میں بے چینی پیدا نہ کریں۔

۞ قائد تعلیم القرآن وقف عارضی کے کام کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سال میں کم از کم دس فیصد انصار وقف عارضی کریں۔پھر آہستہ آہستہ تعداد بڑھائیں۔بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف توجہ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی توجہ دلائی تھی داڑھی صرف اس لئے نہیں رکھنی کہ عہدیدار ہیں اور جب عہدہ سے فارغ ہوئے تو داڑھی بھی ختم ہوگئی۔ بلکہ احساس ہونا چاہئے اور داڑھی رکھنی ہے تو باقاعدہ رکھیں۔

مجلس عاملہ کے ایک ممبر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حضور کو مسجد کیسی لگی ہے۔ حضور انور نے فرمایا مسجد بہت خوبصورت اور اچھی ہے۔دنیا کے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔اصل چیز اس کی آبادی ہے۔

(ماہنامہ انصار اللہ اپریل 2012ء صفحہ 18 تا 21)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

احمدیت کیا چیز ہے؟ اس کا پیغام کیا ہے؟ صرف احمدیت ہی حقیقی اسلام کو امن و محبت کے مذہب کے طور پر پیش کرتی ہے

احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے جماعتی و ذیلی تنظیموں کو نصیحت

جرمنی میں نو مبائعین کی ایک محفل میں مورخہ 8 اکتوبر 2011ء کو ایک لبنانی احمدی دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اب جرمن قوم میں مذہب کی طرف اور اسلام کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے۔ تو ان لوگوں تک اسلام کا صحیح پیغام پہنچانے کے لئے ہمیں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ''اگر جرمن قوم کا مزاج بدل رہا ہے اور ان کا اسلام، مذہب یا احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب خدا تعالیٰ کی مرضی ہے کہ ہم جرمنوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ اسی لئے میں نے جماعت کو اور ذیلی تنظیموں کو کہا تھا کہ احمدیت کا پیغام پھیلانے کے لئے سب سے پہلے صرف لوگوں کو اتنا بتائیں کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ احمدیت کا پیغام کیا ہے؟ صرف احمدیت ہی وہ مذہب ہے جو کہ دنیا میں حقیقی اسلام اور امن و محبت کو پیش کرتا ہے۔ اگر یہ پیغام لوگوں تک پہنچ جاتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہے کہ ہم بتائیں کہ یہ پیغام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ تو اس طرح سے لوگوں کو آپ کا پیغام سننے میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ اور احمدیت کا پیغام سمجھیں گے۔ اور جب یہ ہو جائے تو پھر آپ کی ذمہ داری بھی مزید بڑھ جاتی ہے''۔

(الفضل انٹرنیشنل 6 جنوری 2012ء)

اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں ان پر معاشرے کے غلط رنگ نہ چڑھنے دیں

سالانہ اجتماع انصاراللہ جرمنی 2011ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکرم صدر صاحب انصاراللہ جرمنی نے سالانہ اجتماع کے لئے مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ اس موقع پر میں آپ کو تربیت اولاد کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جس کا بہترین طریق یہ ہے کہ خود

اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے پیش کریں اوران کے لئے دعائیں کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے۔ مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پرواہ نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر کار بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے۔ اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔

اولاد کا ابتلاء بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہوسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِين (الاعراف:197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بد بخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلاش ہو جائے گی۔ اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے...... اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادم دین ہو“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ:443-445)

یورپ کے ماحول میں بہت سے والدین اپنی اولاد کے متعلق متفکر اور پریشان دکھائی دیتے ہیں کہ اولاد تو ہے لیکن نافرمان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی معاشرہ میں روزمرہ کی زندگی بہت آسان اور سہولیات سے پُر ہے۔ جو تربیت کا زمانہ ہوتا ہے اس وقت غفلت برتی جاتی ہے اور جب ہاتھ سے نکلنے لگتی ہے تو اس وقت بے بسی کی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ مومن تو آسائش کے وقت بھی خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کی نعمتوں کے شکر سے غافل نہیں ہوتے۔ اس لئے اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں اور ان پر معاشرے کے غلط رنگ کبھی نہ چڑھنے دیں۔ انہیں تقویٰ کے رنگوں سے مزین کریں۔ انہیں نمازوں کا عادی بنائیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ ان کی نیکیوں اور دین کی خدمت کی باتیں آپ کے لئے فخر کا باعث ہونی چاہئیں۔ اگر آپ متقی اور دیندار اولاد چھوڑ جائیں تو یہی وہ متاع ہے جو آخرت میں بھی آپ کے کام آئے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس جو ابھی آپ نے سنا ہے اس کو سامنے رکھ کر اپنی

زندگیوں کا جائزہ لیں اور اپنی اصلاح اور اولاد کی نیک تربیت پر دھیان دیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔آپ کے اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور تمام شاملین پر اس کے نیک اثرات مرتب فرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر 2011ء صفحہ 9-10)

باب دہم

2012ء

کے

ارشادات وفرمودات

- یہ انصار کا بھی کام ہے کہ وہ اپنے نمونے آنحضرتؐ کے اعلیٰ خلق کے مطابق کریں
- عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی
- پیچھے ہٹے لوگوں کا جائزہ لے کر کیٹیگری (Category) بنائیں
- قائدین کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے
- ہر سطح کی ذیلی تنظیموں اور مرکزی عہدیداروں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اپنے جائزے لیں
- انصار حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں
- وقف عارضی کیا کریں
- انصار اللہ اچھا کام کر رہی ہے مگر میں ان سے اور کام چاہتا ہوں
- فارغ انصار وقف عارضی کریں اور دوسروں کو قرآن کریم پڑھائیں
- انصار اللہ کو جماعتی نظام کے ساتھ مل کر رشتہ ناطہ کے مسائل حل کرنے چاہئے

یہ انصار کا بھی کام ہے کہ وہ اپنے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ خلق کے مطابق کریں

5 فروری 2012ء کو بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ پر ایم ٹی اے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اسی طرح بے شمار خُلق ہیں جو آپ میں پائے جاتے ہیں، وقت کی کمی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتے۔ کوئی خُلق بھی لے لیں۔ اُس میں آپؐ کا اُسوہ آسمانوں کو چھوتا ہوا نظر آئے گا۔ کیا آج کل کے دین کے نام نہاد علماء یا دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے والوں میں یہ اخلاق ہیں؟ ان لوگوں سے تو ہمسائے بھی محفوظ نہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد تو آئے دن بعض ملکوں میں اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ اُن کے ہمسائے اُنہیں کس طرح ان تکلیفوں میں مبتلا کر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی یہ صورتحال ہے اور وہاں لوگوں کو اس کا تجربہ ہے۔

بہرحال یہ تو اُن کے عمل ہیں جو بگڑی ہوئی قوم ہیں۔ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے زیرِ اثر پورے ماحول کو ہی گندہ کر دیا ہے۔ لیکن ہم جو مسیح محمدی کو ماننے والا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو پہلے سے بڑھ کر اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ دنیا کو بتا سکیں کہ آج ہم حُبِّ پیمبری کا صرف نعرہ لگانے والے نہیں ہیں، بلکہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔ دنیا کو بتائیں کہ یہ اعلیٰ اخلاق اور اسوہ رسول پر چلنے کا ادراک ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے دیا ہے۔ پس آؤ اور اس غلامِ صادق کے دامن سے جُڑ جاؤ تا کہ دنیا اور آخرت سنوارنے والے بن سکو۔ یہ بنگلہ دیش کے رہنے والے نوجوانوں کا بھی کام ہے، انصار کا بھی کام ہے اور خواتین کا بھی کام ہے کہ اپنے نمونے اس اعلیٰ خُلق پر قائم کرنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔ پورے جماعتی نظام کو ایک مہم کی صورت میں پہلے اپنی اصلاح کرنے اور پھر اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں ہر شخص تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہم وطنوں پر ثابت کر دیں کہ آج ہم ہی سب سے زیادہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے۔

پس آگے بڑھیں اور اس زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کریں۔ مصلحتوں اور سوچوں میں نہ پڑ جائیں۔ دشمن جو احمدیت کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا آخری زور لگا رہا ہے یہ تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ آخری زور ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس کی موت ہے۔ احمدیت کا پھیلنا الٰہی تقدیر ہے۔ یہ لوگوں کے منصوبے سے کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر آپ نے اس تقدیر کا حصہ بننا ہے تو اپنے

عمل اور دعاؤں سے اس کا حصہ بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسے کی برکات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان برکات کو ہمیشہ اپنے دلوں میں قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جوش اور جذبے کو جو اس وقت آپ کے دلوں میں بھرا ہے، ہمیشہ قائم رکھے اور جو ذمہ واریاں آپ کے ذمہ اس زمانے کے امام نے لگائی ہیں، اُن کو پورا کرنے کا ہمیشہ حق ادا کرتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمن کے ہر شر اور ہر حملے سے محفوظ رکھے۔ آپ کے گھروں میں آپ کی ہر آن حفاظت کے سامان پیدا فرماتا رہے۔ آپ اور آپ کی نسلوں میں ایمان اور ایقان میں اضافہ فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن دکھائے جب ہم احمدیت کی فتوحات اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں" (آمین)

(الفضل انٹرنیشنل 25 مئی 2012ء)

ہر تنظیم کے عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 30 مارچ 2012ء کو خطبہ جمعہ میں جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

"عہدیدار خاص طور پر نمازوں کی باجماعت ادائیگی میں اگر سستی نہ دکھائیں کیونکہ ان کی طرف سے بھی بہت سستی ہوتی ہے، اگر وہی اپنی حاضری درست کر لیں اور ہر سطح کے اور ہر تنظیم کے عہدیدار مسجد میں حاضر ہونا شروع ہو جائیں تو مسجدوں کی رونقیں بڑھ جائیں گی اور بچوں اور نوجوانوں پر بھی اس کا اثر ہو گا، اُن کو بھی توجہ پیدا ہو گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کا رتبہ کسی عہدے کی وجہ سے نہیں ہے۔ دنیا کے سامنے تو بیشک کوئی عہدیدار ہو گا، اور اُس کا رتبہ بھی ہو گا لیکن اصل چیز خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہے اور وہ اس ذریعے سے حاصل ہو گا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج ہے۔ اس معراج کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

پس پہلے عہدیدار اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے زیرِ اثر بچوں، نوجوانوں اور لوگوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ ہماری کامیابی اُسی وقت حقیقت کا روپ دھارے گی جب ہر طرف سے آوازیں آئیں گی کہ نماز کے قیام کی کوشش کرو۔ ورنہ صرف یہ عقیدہ رکھنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے، یا قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے، یا تمام انبیاء معصوم ہیں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی مسیح و مہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی، تو اس سے ہماری کامیابیاں نہیں ہیں۔ ہماری کامیابیاں اپنی عملی حالتوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے میں ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی۔ جس میں سب سے زیادہ اہم نماز

کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ ورنہ ہمارا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ شرک نہیں کروں گا۔ شرک تو کرلیا اگر اپنی نمازوں کی حفاظت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے تو حکم دیا ہے کہ نمازیں پڑھو۔ نمازوں کے لئے آؤ۔ اگر نمازوں کی حفاظت نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کی جگہ کوئی اور متبادل چیز تھی جس کو زیادہ اہمیت دی گئی تو یہ بھی شرکِ خفی ہے"

(الفضل انٹرنیشنل 20 اپریل 2012ء)

پیچھے ہٹے لوگوں کا جائزہ لے کر کیٹیگری (Category) بنائیں کہ وہ کیوں پیچھے ہٹے ہوئے ہیں کس وجہ سے ان کا اعتماد ختم ہوا ہے۔ ان کو قریب لانے کے لئے سعی کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 2 جولائی 2012ء کو امریکہ کی نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔

- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کے بعد نائب صدر مجلس انصار اللہ سے ان کے سپرد کاموں کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر نائب صدر صاحب نے بتایا کہ پیچھے ہٹے ہوئے لوگوں سے رابطہ کر کے ان کو قریب لانا ان کے ذمہ ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کی کیٹگری (Category) بنائیں۔ بعض عہدیداران سے ناراض ہو کر پیچھے ہٹے ہوں گے۔ بعض کسی اور وجہ سے ہٹے ہوں گے۔ سارا جائزہ لیں کہ کیا وجہ ہے کہ ان کا اعتماد ختم ہوا۔ یہ کیوں پیچھے ہٹے ہیں ہر ایک کا انفرادی جائزہ لیں پھر ان کو قریب لائیں۔ ان کے قریب لانے کیلئے ایسے لوگوں کو مقرر کریں جن کی وہ عزت و احترام کرتے ہیں۔

- نائب صدر صف دوم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنے انصار ورزش کرتے ہیں۔ سائیکل چلاتے ہیں یا پیدل سیر کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر مجلس کا Data اکٹھا کریں کہ کتنے ورزش کرنے والے ہیں اور سائیکل چلانے والے یا پیدل چلنے والے ہیں۔ سال میں دو تین دفعہ Walk آرگنائز کرلیا کریں۔
ایک نائب صدر صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ انصار کی ویب سائٹ آرگنائز کرتے ہیں۔

- قائد عمومی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ ہماری 68 مجالس ہیں اور ان میں سے صرف ایک مجلس سست ہے باقی 67 مجالس اپنی رپورٹ ریگولر بھجواتی ہیں۔ انصار کی مجموعی تعداد 2602 ہے۔ جب مجالس سے رپورٹس آتی ہیں تو قائدین اور صدر صاحب ان رپورٹس پر اپنا تبصرہ دیتے

ہیں۔ریجنل ناظمین بھی اپنے ریمارکس دیتے ہیں۔پھر یہ ریمارکس زعماء مجالس کو بھجوائے جاتے ہیں۔

۞ قائد تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال انصاراللہ کے تحت پانچ نئے احمدی ہوئے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ داعیان الی اللہ کی کوئی سپیشل ٹیم ہے یا کسی کی ذاتی کوششوں کے نتیجہ میں یہ لوگ احمدی ہوئے ہیں۔اس پر قائد تبلیغ نے بتایا کہ ذاتی رابطوں کے نتیجہ میں ان لوگوں نے بیعت کی ہے۔

۞ قائد مال نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 2602 انصار ہیں اور ہمارا سالانہ بجٹ 3,98000 ڈالرز ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ جو فارغ ہو چکے ہیں۔ریٹائر ہو چکے ہیں ان کے ماہانہ چندہ کے لئے اپنی مجلس شوریٰ میں معاملہ رکھ کر کوئی رقم معین کریں۔

۞ قائد تعلیم القرآن نے بتایا کہ آن لائن کلاسز لی جارہی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو انگلش سپیکنگ انصار نومبائعین ہیں۔ ان کے لئے تعلیم القرآن کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد ہے۔بیشک نومبائعین کے قائد ان کیلئے کام کر رہے ہیں مگر آپ کی اپنی ذمہ داری ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واقفین عارضی کے نظام کو مضبوط بنائیں اور اس میں نئے آنے والے اسائیلم سیکرز کو بھی شامل کریں۔

۞ آڈیٹر مجلس انصاراللہ نے بتایا کہ وہ ہر سہ ماہی آڈٹ کرتے ہیں اب جلسہ کے بعد سینٹر کا آڈٹ کرنا ہے۔

۞ قائد تربیت نومبائعین نے بتایا کہ 43 نومبائعین تھے۔اب 38 رہ گئے ہیں باقی پانچ تین سال کی حد عبور کر چکے ہیں اور جماعتی نظام کا حصہ بن گئے ہیں۔ جو اس وقت زیر تربیت ہیں ان میں سے بعض Active ہیں۔تبلیغ بھی کرتے ہیں اور تربیتی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔مجالس میں سیکرٹریان تربیت کے ان لوگوں سے رابطے ہیں۔

۞ قائد تجنید نے بتایا کہ انصار کی تجنید 2602 ہے۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عام طور پر تجنید اور مال کا فگر ایک جیسا نہیں ہوتا۔آپ گراس روٹ لیول پر آرگنائز کریں اور اپنی تجنید کا ایک دفعہ پھر جائزہ لیں۔

۞ قائد ایثار نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم ضرورتمندوں کیلئے میڈیکل کیمپس اور بلڈ ڈونیشن (Blood Donation) کے ذریعہ مدد کرتے ہیں۔ان کو ادویات بھی فراہم کرتے ہیں۔ خوراک بھی مہیا کرتے ہیں اور احمدی احباب کو کمپیوٹر ٹریننگ دیتے ہیں اور ان کو انٹرویو وغیرہ کیلئے تیار کرتے ہیں۔

۞ قائد صحت جسمانی نے بتایا کہ انصار کو تلقین کی ہے کہ وہ سائیکل کا استعمال کریں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ نائب صدر صف دوم کے ساتھ مل کر اپنا پروگرام ترتیب دیں۔

۞ قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے مطالعہ کیلئے کتب مقرر کی ہوئی ہیں اور سال میں دو مرتبہ امتحان بھی لیتے ہیں جس میں سے 26 سے 32 فیصد انصار حصہ لیتے ہیں۔حضور انور نے

ہدایت فرمائی کہ ایک تو اس تعداد کو بہتر کریں اور دوسرے کتاب شرائط بیعت بھی اپنے نصاب میں رکھیں اور کوشش کریں کہ 80 فیصد انصار امتحان میں شریک ہوں اور اس ٹارگٹ کو حاصل کریں۔

۞ قائد تربیت نے بتایا کہ ہم انصار کو نمازوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اس پر حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو ایک دو نمازوں میں آ رہے ہیں ان کو توجہ دلائیں کہ زیادہ میں آئیں۔ اور جو باقاعدہ پانچ نمازیں ادا کر رہے ہیں ان کو توجہ دلائیں کہ تہجد ادا کریں۔ نوافل ادا کریں اور اپنی توجہ خدا کی طرف رکھیں۔

۞ قائد تحریک جدید نے بتایا کہ تحریک جدید کے چندہ میں 9 لاکھ ڈالر انصار اللہ کی طرف سے شامل تھا اور 54 فیصد انصار اللہ کی شمولیت تھی۔

(الفضل انٹرنیشنل 7 ستمبر 2012ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

قائدین کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے 17 جولائی 2012ء کو بیت السلام کینیڈا میں اراکین مجلس انصار اللہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ میں شمولیت فرمائی اور تمام شعبوں کا جائزہ لیا۔

۞ قاعد عمومی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری مجالس کی تعداد 75 ہے جن میں سے 45 مجالس باقاعدہ اپنی رپورٹ بھجواتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا باقی مجالس کو بھی Active کریں اور رپورٹ کے لئے یاددہانی کروایا کریں۔

حضور انور نے فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کہا تھا کہ جب ایک خادم 40 سال کی عمر میں ہوتا ہے تو بڑا Active ہوتا ہے اور جب 41 ویں سال میں داخل ہوتا ہے تو پتہ نہیں کیوں اس کے ذہن میں آ جاتا ہے کہ اب کوئی کام نہیں کرنا۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے انصار کی صف دوم بنائی تاکہ خدام سے انصار میں آنے والے خدام پہلے کی طرح Active رہیں۔

۞ صف دوم کے نائب صدر سے حضور انور نے پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ انصار کی سیر، سائیکلنگ اور کھیلوں وغیرہ کے لئے کیا پروگرام بنایا ہے۔ ان کی سیر کا مقابلہ کروادیا کریں۔ نائب صدر دوم نے بتایا کہ 17 انصار مختلف جگہوں سے سائیکلوں پر آئے تھے۔

۞ حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ انصار کی تجنید 3589 ہے اور ہمیں مجالس سے آن لائن سسٹم کے تحت رپورٹ موصول ہوتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہر قائد کو اپنے اپنے شعبہ کی رپورٹ پر تبصرہ کرنا چاہئے۔ علاوہ اس تبصرہ کے جو صدر صاحب کی طرف سے جاتا ہے۔ یہ تبصرے جائیں گے تو مجالس کو کام میں بہتری پیدا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

۞ قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے نصاب میں قرآن کریم اور حدیث کا حصہ بھی ہے۔اس کے علاوہ مطالعہ کتب میں گزشتہ چھ ماہ میں لیکچر لاہور تھا اب آئندہ کے لئے لیکچر سیالکوٹ ہے۔جو انگریزی زبان سمجھتے ہیں ان کو نصاب انگریزی زبان میں دیا گیا ہے اور پھر اس نصاب کا باقاعدہ امتحان لیا جاتا ہے۔

۞ حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد تعلیم نے بتایا کہ انصاراللہ کی طرف سے 296 پیپر آئے تھے۔اس پر حضور انور نے فرمایا اپنی تمام مجالس کی عاملہ کو سب سے پہلے شامل کریں۔عاملہ شامل ہوگی تو پھر دوسرے بھی شامل ہوں گے۔مجلس، ریجن، ہر لیول (Level) پر عاملہ کے ممبران امتحان میں شامل ہوں، ہر مجلس میں شامل ہوں تو یہ تعداد آپ کی ہزار تک پہنچ سکتی ہے۔آپ کی مجالس کی تعداد 72 ہے تو ایک ہزار پچاس سے زائد تو آپ کی عاملہ کے ممبران ہی ہو جائیں گے۔

۞ حضور انور نے فرمایا آپ نے ایسے قائدین کو کیوں رکھا ہوا ہے جو خود بھی نمونہ نہیں ہیں۔اس طرح عاملہ کے ممبران بھی امتحان میں شامل نہیں ہوئے۔عاملہ کے سب ممبران اور عہدیداروں کو تو دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔

۞ قائد تربیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ نمازوں، نوافل اور تہجد کی طرف انصار کو توجہ دلائیں۔اسی طرح انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی جائے۔بعض گھروں میں نظام کے بارہ میں باتیں ہوتی ہیں۔گھروں کی شکایتوں سے اس بات کا پتا چل جاتا ہے کہ نظام کے بارہ میں باتیں ہوتی ہیں کہ فلاں امیر اچھا تھا۔فلاں اچھا نہیں ہے، یا فلاں عہدیدار ایسا ہے تو ان سب باتوں پر آپ کو زور دینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا میں جو خطبات دیتا ہوں ان میں حالات کے مطابق نصائح کرتا ہوں اور ہدایات دیتا ہوں تو یہ آپ کے لائحہ عمل کا حصہ ہونے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا گھروں کے ماحول سے باخبر رہیں۔، بڑوں کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ توجہ دلاتے رہیں۔اللہ تعالیٰ نے مسلسل نصیحت کرتے چلے جانے کا حکم دیا ہے۔اس کا اثر ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا آپ یہاں پیس ویلج (Peace Village) میں اپنا زعیم اعلیٰ بنائیں، آپ لائحہ عمل نہیں پڑھتے اپنا دستور نہیں پڑھتے۔اپنا زعیم اعلیٰ بنائیں۔نماز فجر اور عشاء کی حاضری کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا کہ بیت الذکر میں کتنے انصار آجاتے ہیں۔قائد تربیت نے بتایا کہ دو تین صفیں ہوتی ہیں اس پر حضور انور نے فرمایا اس پیس ویلج (Peace Village) میں مثال قائم نہیں کریں گے تو دوسری مجالس میں کس طرح ہوگا۔نمازوں وغیرہ پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں جو برگر کھانے وغیرہ ملتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ

کی طرف منسوب کیا کہ جو جھٹکے کا گوشت ہے اس پر بسم اللہ پڑھو اور کھا جاؤ۔ یہ کہاں لکھا ہے۔آپ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔آپ نے تو یہ کہا تھا کہ ذبح کرتے ہوئے ہر جگہ خون نکالا جاتا ہے اور غیر اللہ کا نام لے کر ذبح نہیں ہوتا۔اس لئے خدا تعالیٰ کا نام لو اور کھا لو۔تو اس بارہ میں بھی تربیت کی ضرورت ہے،انصار کو تربیت کرنی چاہئے۔غلط بات نہ منسوب کی جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب برگر وغیرہ میں جہاں چکن فرائی ہو رہا ہوتا ہے وہاں اسی تیل میں سؤر بھی فرائی ہو رہا ہوتا ہے تو پھر ایسی جگہوں پر نہ کھائیں۔چکن کھانا جائز ہے لیکن یہ نہیں کہ اس میں سؤر کی یا کسی ایسی ہی چیز کی مداخلت ہو۔

۞ قائد دعوت الی اللہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال ابھی تک انصار کے ذریعہ ایک بیعت ہوئی ہے۔ہم نے 18 ہزار فلائرز تقسیم کئے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ فرانس چھوٹا سا ملک ہے انہوں نے دو لاکھ سے زائد فلائرز تقسیم کر دیئے ہیں۔

۞ قائد دعوت الی اللہ نے بتایا کہ ہم نے قرآن کریم کی نمائش پر کام کیا ہے۔سات بک اسٹال لگائے ہیں۔بہت سے لوگ آئے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ بھی جائزہ لے لیا کریں کہ سب مل کر کوشش کریں تو شاید اس کا زیادہ اچھا اثر ہو۔قائد دعوت الی اللہ نے بتایا کہ امسال جلسہ پر 322 مہمان انصار کے ذریعہ آئے۔455 انصار کے رابطے ہیں۔

۞ قائد تربیت نومبائعین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ گزشتہ تین سال کے آٹھ انصار نومبائعین سے تربیتی رابطہ ہے۔حضور انور نے دریافت فرمایا ان کی ٹریننگ کا سپیشل پروگرام کیا ہے؟ اس پر قائد تربیت نومبائعین نے بتایا کہ نومبائعین سے ریگولر رابطہ ہے،اس پر حضور انور نے فرمایا جہاں جہاں نومبائعین ہیں اس علاقہ کے مربی سے بھی رابطہ کروائیں۔اسی طرح مختلف علاقوں میں بھی ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو نومبائعین سے باقاعدہ رابطہ میں ہوں۔حضور انور نے فرمایا ہر مجلس میں آپ کی ٹیم کے ممبرز ہونے چاہئیں جو رابطہ رکھیں۔

۞ قائد تعلیم القرآن نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ بیوت الذکر میں کلاسز جاری ہیں۔حضور انور نے فرمایا امریکہ نے Online کلاسز شروع کی ہیں۔اس میں آپ لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا ایسے بوڑھے جن کو پڑھانا آتا ہے انہیں کہیں کہ وقف عارضی کریں،مختلف جماعتوں میں جا کر بچوں کو پڑھایا کریں۔

۞ قائد مال نے بتایا کہ گزشتہ سال 3589 انصار میں سے 1934 نے چندہ دیا۔اس سال پہلے چھ ماہ میں 1600 انصار نے چندہ ادا کیا ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا جو انصار نہیں کماتے،ان کا ذریعہ آمد کوئی

نہیں ان کو کہیں کہ جتنا چندہ دے سکتے ہیں دے دیں۔سب کو بتائیں کہ چندہ کوئی Tax نہیں ہے۔ایک قربانی ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دی جاتی ہے۔جو چندہ دینے میں سست ہیں یا نہیں دیتے ان کو اعتماد میں لائیں اور مختلف پراجیکٹ اور پروگرام وغیرہ بتائیں کہ اس میں خرچ ہوتا ہے۔کوشش کریں کہ جو نہیں شامل ان کو شامل کریں۔

۞ قائد تحریک جدید کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ خیال رکھیں کہ جو انصار کماتے ہیں اور وہ چندہ عام نہیں دیتے لیکن چندہ تحریک جدید ادا کرتے ہیں تو ان کا یہ چندہ تحریک جدید، چندہ عام میں جانا چاہئے کیونکہ چندہ عام لازمی ہے اور لازمی چندہ کی ادائیگی پہلے ضروری ہے۔ہر کام حکمت سے کرنے کی ضرورت ہے۔

۞ قائد تجنید نے بتایا کہ انصار کی تجنید 3589 ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ انصار کا اپنا نظام ہے۔آپ اپنا کام گراس روٹ لیول (Grass Root Level) پر کریں اور اپنی تجنید بنائیں جماعت سے یہ تجنید لے لینا، درست نہیں۔ ہر حلقہ کا، ہر مجلس کی تعداد کا آپ کو علم ہونا چاہئے اور آپ کو یہ انفارمیشن (Information) آپ کی انصار کی مجالس سے آنی چاہئیں نہ کہ جماعتی نظام کی طرف سے۔اپنی تجنید گراس روٹ لیول پر جائزہ لے کر خود بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر کوئی اسائیلم سیکرز ہے تو جماعتی نظام سے پوچھ کر پھر اپنی تجنید میں شامل کریں۔جماعتی نظام اپنی تحقیق کرکے آپ کو بتادے گا۔

آڈیٹر کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر بل چیک کیا کریں اور مجالس کے آڈٹ بھی کیا کریں۔

میٹنگ میں نائب قائدین بھی موجود تھے۔حضور انور نے ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ نائب قائدین کے لئے بھی وہی ہدایت ہے جو میں نے قائدین کو دی ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 اکتوبر 2012ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

ہر سطح کی ذیلی تنظیموں اور مرکزی عہدیداروں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اپنے جائزے لیں۔ ہر تنظیم کے عہدیدار اپنی عبادتوں کے معیار کو ہی بہتر کرلیں اور مسجدوں کو آباد کرنا شروع کردیں تو مسجدوں کی آبادی دو تین گنا بڑھ سکتی ہے

10 اگست 2012ء رمضان المبارک میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذیلی تنظیموں کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ:

"ان دنوں میں ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر ہر سطح کے ذیلی تنظیموں کے بھی اور مرکزی عہدیداروں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اپنے جائزے لیں۔ واقفینِ زندگی کو بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور عمومی طور پر ہر احمدی کو تو ہے ہی کہ جب ہم نصیحت کرتے ہیں تو خود ہماری اپنی زندگیوں پر بھی اُن کے اثرات ظاہر ہوں۔ اگر ایک عام مسلمان کا یہ فرض ہے، ایک عام مومن کا یہ فرض ہے اور وہ اس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ نیکیوں کو پھیلائے اور برائیوں کو روکے تو جو لوگ اس کام کے لئے مقرر ہیں اُن کا تو سب سے زیادہ فرض بنتا ہے اور یہ فرض پورا بھی اُس وقت ہوگا جب ہماری اپنی نیتیں بھی صاف اور پاک ہوں گی۔ جب خود ہر حکم پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش ہوگی۔ اگر عہدیداروں کے عبادتوں کے معیار بھی صرف رمضان میں بہتر ہوئے ہیں اور عام دنوں میں نہیں تو وہ بھی قول و فعل میں تضاد رکھتے ہیں اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ میں اکثر مختلف میٹنگوں میں عہدیداران کو یہ توجہ دلاتا ہوں کہ اگر ہر سطح پر اور ہر تنظیم کے عہدیدار اپنی عبادتوں کے معیار کو ہی بہتر کرلیں اور مسجدوں کو آباد کرنا شروع کردیں تو مسجدوں کی جو آبادی ہے وہ موجودہ حاضری سے دو تین گنا بڑھ سکتی ہے۔ پس اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات ہیں۔ اُن کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے تو اس سے بہت سے مسائل خودبخود حل ہوجاتے ہیں۔

پھر اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا دوسرے احکام ہیں ان پر عمل ضروری ہے۔ قرآنِ کریم کا ایک حکم یہ بھی ہے کہ انصاف کو اس طرح قائم کرو کہ اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے یا اپنے پیاروں والدین اور قریبیوں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ اگر جائزے لیں تو ہم میں عموماً وہ معیار نظر نہیں آتے۔ پس ایک طرف تو ہم دعاؤں کی قبولیت کے نشان مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں شامل ہونے کی خواہش رکھتے ہیں اور پھر گواہی کے وقت راستے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کس طرح اپنے قریبیوں کو مجرم ہونے سے بچالیں۔ بلکہ بعض دفعہ کوشش ہوتی ہے کہ ہم اور ہمارے قریبی بچ جائیں اور دوسرے کو کسی طرح ملزم بنا دیا جائے۔ بعض دفعہ عہدیداروں کے متعلق یہ شکایات بھی آجاتی ہیں، مجھے لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ نے توجہ دلائی ہے کہ جماعت میں فلاں فلاں عہدیدار کے متعلق یہ شکایت ہے یا بعض دفعہ جلسوں وغیرہ میں بعض کمزوریوں کی طرف نشاندہی کی جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ وہ عہدیدار یا متعلقہ شعبہ جو ہے یا مجموعی طور پر جس کو بھی کہا جائے اپنی اصلاح کرے، اس بات کی تحقیق شروع کردیتے ہیں کہ یہ شکایت کس نے کی ہے؟ حالانکہ اُن کا یہ کوئی مقصد نہیں ہے۔ تمہیں تو چاہئے تھا کہ اس پر غور نہ کرو کہ شکایت کس نے کی ہے؟ تمہارا اس سے کوئی کام نہیں۔ اگر یہ کمزوری ہے تو دور کرو اور اگر نہیں ہے تو پھر بھی استغفار کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ناکردہ گناہوں کی سزا سے بھی بچائے اور پھر جو صحیح رپورٹ ہے وہ دے دی جائے کہ اصل حقیقت اس طرح

ہے۔ باقی یہ میرا کام ہے کہ شکایت کرنے والے کو کس طرح جواب دینا ہے یا جواب دوں کہ نہ دوں؟ اگر بغیر نام کے کوئی شکایت کرتا ہے تو وہ تو ویسے بھی قابل توجہ نہیں ہوتی۔ اُس کی جماعت میں کوئی پذیرائی نہیں ہوتی۔ بہر حال یہ بات عہدیداروں سے اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کے پورا کرنے کا تقاضا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے سپرد جو یہ کام کیا ہے اُس کو صحیح طرح نبھائیں اور اسی طرح سچی گواہی کا تقاضا ہے کہ وہ اصلاح کی طرف توجہ دیا کرے، نہ کہ شکایت کنندہ کی تلاش کرنے کی طرف۔ اگر شکایت کرنے والے کا نام مَیں نے بتانا ہوگا تو خود ہی بتا دوں گا اور اکثر بتا بھی دیا کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اس صورت میں پھر بعض دفعہ شکایت کرنے والے پر زمین تنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو یہ بھی تقویٰ سے دور بات ہے۔ یہ پھر امانتوں اور عہدوں کی صحیح ادائیگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر، احکامات پر صحیح عمل نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہے تو ہر معاملے میں، ہر سطح پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلانے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے

(الفضل انٹرنیشنل 31 اگست 2012ء)

آپ انصار حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں

اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے مزید شکر گزار بنیں۔ استغفار کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے آخری روز مورخہ 7 اکتوبر 2012ء کو طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار سے خطاب کرتے ہوئے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"اس وقت میرے سامنے آپ جو انصار بیٹھے ہیں، آپ میں سے بہت سوں کے باپ دادا نے احمدیت قبول کی ہوگی اور کئی نسلوں سے آپ میں احمدیت چلی آ رہی ہے۔ بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو تیس چالیس سال پہلے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اُن کی نسلیں بھی پیدائشی احمدی ہیں۔ اسی طرح مسلسل یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ احمدیت میں شامل ہوتے ہیں۔ اور اب تو لاکھوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا نتیجہ ہے کہ آپ کی جماعت نے ترقی کرنی ہے، بڑھنا ہے۔ پس ہر احمدی جو چاہے کئی

نسلوں سے احمدی ہے یا نیا شامل ہونے والا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔لیکن اب جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ واقعات کثرت سے ہوتے ہیں۔لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں لوگ شامل ہوتے ہیں اور پھر شامل ہونے والے اپنے واقعات بھی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اُن کو شامل ہونے کی تحریک پیدا ہوئی، کیا وجہ ہوئی اُن کے احمدیت قبول کرنے کی۔اس کے بعد اُن میں کیا تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔اور جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں جلسہ کی دوسرے دن کی تقریر میں جماعت کی ترقی کا یہ ذکر ہوتا ہے اور اُن میں مختلف لوگوں کے واقعات بھی میں بیان کرتا ہوں۔اب ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی ہے، اس کثرت سے مختلف لوگوں کے یہ واقعات آتے ہیں کہ ایک تقریر میں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔جب مَیں یہ واقعات پڑھتا ہوں تو بعض اوقات دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل فرما رہا ہے اور اُن میں کس طرح تبدیلیاں پیدا فرما رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر دل حمد سے بھر جاتا ہے۔نئے شامل ہونے والوں کے ایمان اور ایقان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کتنی جلدی ان لوگوں نے کتنی ترقی کی ہے اور بڑی تیزی سے مزید ترقی کی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔

نومبائعین کے ایمان افروز واقعات کا حسین تذکرہ

بہرحال مَیں نے سوچا کہ آج اُس کیفیت میں آپ لوگوں کو بھی شامل کرنا چاہئے جو ان کے واقعات دیکھ کر ہوتی ہے۔جس کے لئے یہی طریق ہوسکتا ہے، جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کو آج شامل کروں اور مختلف اوقات میں، مختلف مجالس میں ان کا ذکر کیا جاتا رہے جو ہر ایک کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے ہیں۔

۞......انڈیا سے سروترا جماعت جو گجرات میں ہے، اُس کے صدر اصغر بھائی صاحب لکھتے ہیں کہ جب سے وہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے ہیں، مخالفین ہر طرح سے اُن کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔جہاں اُن کی بیٹی کی شادی ہوئی تھی اُن لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ احمدی ہو گئے ہیں تو ان پر زور ڈالا کہ احمدیت چھوڑ دو۔بیٹی کے سسرال والوں نے شہر کے بڑے بڑے علماء کو اکٹھا کیا۔(انڈیا میں بھی بہت زیادہ مخالفت شروع ہو چکی ہے) اور رات میٹنگ بٹھا کر کہا کہ یا تو احمدیت چھوڑ دو یا لڑکی کو اپنے ساتھ واپس لے جاؤ۔موصوف نے مخالفین کا مقابلہ کیا اور بڑی دلیری سے کہا کہ بیشک میری بیٹی واپس بھیج دو لیکن میں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔وہیں رات کو بیٹھ کر طلاق لکھی گئی اور لڑکی کو طلاق دے کر صبح اپنے ماں باپ کے ساتھ بھیج دیا گیا۔یعنی ایک رات بھی یہ شادی نہیں چلی۔یہ اپنی بیٹی کو لے آئے لیکن اپنے ایمان پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دی اور ثابت قدم رہے۔

یہ اُن لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بعض پرانے احمدی ہیں۔ذرا ذرا سی بات پر، رشتوں پر کوشش ہوتی

ہے کہ ہماری بات مان لی جائے اور لڑکیوں کے معاملے میں خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بڑا واضح طور پر فرمایا ہے کہ اپنی لڑکیاں غیر احمدی کو نہیں دینیں۔

❁......پھر اعجاز احمد صاحب مبلغ سلسلہ بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ شہر ڈُوگُو کے ایک نومبائع پارے ادریس صاحب ہیں جو کہ مستری کا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے دو شادیاں کی ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی ہمارے لوکل مشنری زَوْرِے اسماعیل سے کر دی۔ احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے وہ وہابی تھے۔ انہوں نے اپنی مسجد میں جا کر اعلان کیا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ جماعت احمدیہ کے مشنری سے کر دیا ہے اور ان کی بیٹی کا نکاح بھی احمدیہ مسجد میں ہی ہوگا۔ اس لئے وہ سب کو دعوت دینے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا کہ وہ امام مہدی جس کا انتظار ہے آ چکے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ جب مولویوں نے اُن کی یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ تُو نے اپنی بیٹی کا رشتہ کافر سے کر دیا ہے۔ اس لئے توبہ کرو اور اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں نہ کرو۔ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں کو وہاں افریقہ میں کوئی پوچھا نہیں کرتا تھا، لیکن اب کئی سالوں سے، کچھ عرصے سے مختلف عرب ممالک، مسلم ممالک اپنے لوگوں کو بھیجتے ہیں جن کا صرف اس بات پر زور ہوتا ہے کہ احمدی کافر ہیں، جماعت میں شامل نہ ہوں اور اکثر جگہ کافی مہم چل رہی ہے۔ لیکن بہرحال اس سے لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا اس لئے توبہ کرو اور اپنی بیٹی کا رشتہ وہاں نہ کرو۔ اس پر ادریس صاحب وہاں سے چلے آئے اور کچھ عرصے بعد جب اُن کی بیٹی کی شادی ہوگئی تو اُن کی دوسری بیوی کے والدین نے اپنی بیٹی کو گھر بلا لیا۔ بیٹی کو انہوں نے کچھ نہیں بتایا کہ کس سلسلہ میں انہوں نے اس کو گھر بلایا ہے۔ کیونکہ لڑکی کے والدین اور مولوی صاحبان آپس میں بات کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ادریس صاحب کو بلایا اور کہا کہ ہماری تین شرائط ہیں۔ تم سب کے سامنے یہ اقرار کرو کہ نعوذ باللہ امام مہدی علیہ السلام جھوٹے ہیں۔ نمبر دو اعلان کرو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ آئیں گے۔ نمبر تین یہ کہ تم نے اپنی بیٹی جو احمدیہ مشنری کو دی ہے، اُس کو واپس بلاؤ۔ یہ تین شرطیں پوری کرو گے تو تمہیں تمہاری بیوی واپس دے دیں گے۔ اس پر ادریس صاحب نے سبحان اللہ کہا اور واضح طور پر بتا دیا کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے اور کہا کہ وہ حق کو تسلیم کر چکے ہیں اور اس کے لئے جتنی بھی قربانیاں دینی پڑیں وہ تیار ہیں۔ اس کے بعد ادریس صاحب نے بیوی کے والدین سے بات کرنا چاہی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ جو ہمارے مولویوں کا فیصلہ ہے وہی ہمارا فیصلہ ہے۔ اس پر وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر گھر چلے آئے لیکن احمدیت پر قائم رہے۔

❁......مفیض الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ بوسنیا لکھتے ہیں کہ ایک دوست سماجو مفتی صاحب (Samajo Muftich) کو جب جماعت کا پیغام پہنچا تو موصوف جماعتی سینٹر میں آئے اور جماعتی تعلیم کے بارے میں استفسار کرتے رہے۔ دورانِ گفتگو اُن کی نظر (وہاں میری تصویر لگی ہوئی تھی) اُس پر پڑتی تھی۔ انہوں نے

دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ جب اُن کو تعارف کروایا گیا تو کہنے لگے کہ ان سے ملاقات ہوسکتی ہے؟ اُن دنوں میں چونکہ جلسہ جرمنی کی آمد تھی۔ موصوف جلسہ جرمنی میں تشریف لائے، وہاں جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ کے سب مقررین کی بھی اور میری بھی تقریریں سنیں۔ وہاں مجھے ملے بھی، دیکھتے رہے اور بڑے جذباتی ہوتے رہے۔ اور یہ بھی کہتے رہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ مَیں کیوں رو رہا ہوں اور اس جلسہ پر بیعت کر کے پھر جماعت میں داخل ہو گئے۔ چودہ سال سے نماز اور اسلامی شعار سے بالکل دُور تھے حالانکہ پہلے مسلمان تھے۔ لیکن الحمدللہ اب احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ان تمام شعار کے پابند ہیں اور پابندی کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ انقلاب ہے جو احمدیت لاتی ہے اور ہر احمدی کو یہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے اور تبھی ہم، جو انصاراللہ کی عمر کے ہیں، انصاراللہ بھی کہلا سکتے ہیں کہ اگر اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ نمونے دکھانے والے ہوں۔

❁......پھر اسی طرح لکھتے ہیں کہ ایک اور دوست حسن صاحب کو احمدیت کا پیغام ملا تو دو تین مرتبہ احمدیت کے بارے میں گفتگو کے بعد موصوف نے بیعت کر لی۔ اُن کا کہنا ہے کہ اس وقت اسلامی معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی کی ضرورت ہے جو صرف احمدیت میں نظر آتی ہے۔ موصوف چونکہ کتب کی فروخت کا کاروبار کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اپنے بک سٹال پر جماعتی کتب بھی رکھی ہوئی ہیں اور خود بھی تبلیغی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

❁......صدر صاحب نیوزی لینڈ لکھتے ہیں کہ نومبر 2011ء میں جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو یہاں کے مقامی ماؤری (Maori) باشندوں میں سے پہلی بیعت حاصل ہوئی۔ اس دوست میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت قبول کرنے کے بعد ایک بڑی نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ یہ دوست بیعت سے قبل بدقسمتی سے اپنے مخصوص ماحول کی وجہ سے پُرتشدد طبیعت کے مالک تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے گھریلو تشدد کے باعث اُن کا معاملہ پولیس کے پاس چلا گیا اور ان کے ماضی کی وجہ سے قوی امکان یہی تھا کہ اُنہیں جیل ہو جائے گی۔ اُن کی اہلیہ جو کہ جماعت میں کافی دلچسپی لیتی ہیں، اُنہوں نے کہا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو پھر تمہیں سزا سے بچ جانا چاہئے۔ اس ضمن میں انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اُنہیں جیل سے محفوظ رکھا۔ ان کی اہلیہ نے ابھی تک بیعت نہیں کی تاہم ان کے جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کے قبیلے کے باقی لوگوں کے احمدیت قبول کرنے کا امکان ہے۔ ایک تو یہ بہت بڑا بریک تھرو (Break Through) ہوا ہے، لیکن انشاء اللہ وہاں کے یہ مقامی باشندے جو ماؤری کہلاتے ہیں جب کثیر تعداد میں احمدی ہوں گے تو اُس علاقے میں انشاء اللہ ایک بہت بڑا بریک تھرو ہو گا۔ اس قبیلے کے بعض ایلڈرز (Elders) نے جماعتی وفد کے دورے کے موقع پر ہمارے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ کیونکہ اُن کے ایک

بزرگ نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ پیس پرافٹ (Peace Prophet) کے لوگ اُن کے ماؤری کا وزٹ کرنے آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اُن کو تیاری کروائی ہوئی ہے۔

......عرفان احمد صاحب مبلغ ٹوگو لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تبلیغی پروگرام کے دوران ہمیں ایک بزرگ ملے جنہوں نے 1958ء میں غانا میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس کے بعد اُن کا رابطہ بالکل ختم ہو گیا تھا لیکن دل سے احمدی تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو انہوں نے اپنے تمام حالات بتائے۔ پروگرام کے بعد اس علاقے کے مولویوں نے اکٹھے ہو کر اُن کو بلایا اور دھمکی دی کہ وہ ہرگز یہاں احمدیت نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں ہمیشہ سے احمدی ہوں اور یہاں کا رہنے والا ہوں۔ آج کے بعد یہاں احمدیت کی ترقی کے لئے کام کروں گا۔ اُس کے بعد سے بڑے ایکٹو (Active) ہو گئے۔

......ٹوگو ریجن ہاہو (Haho) کے ایک گاؤں کپیوے (Kpeve) میں تبلیغ کی گئی۔ یہ گاؤں مشرکوں کا ہے۔ تبلیغ کے نتیجے میں 64 افراد نے احمدیت قبول کی۔ حسبِ معمول مخالفین نے وہاں جا کر ان کو جماعت سے بدظن کرنے کے لئے غلط باتیں کرنی شروع کر دیں اور اُن سے کہا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان کو قبول کر کے تم دوزخ میں چلے جاؤ گے۔ سامان کی گاڑیاں بھر کر گاؤں میں آئے اور لالچ دی کہ جماعت کو چھوڑ دو تو یہ سب سامان دے دیں گے۔ ایک خوبصورت مسجد بنا کر دیں گے۔ گاؤں والوں نے باوجود غریب ہونے کے سب کچھ ٹھکرا دیا اور کہا کہ ہم زمین پر نماز پڑھ لیں گے۔ ہمیں ایمان کی جو روشنی احمدیت نے دی ہے اُس کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بعد مخالفین نے امام کو لالچ دیا کہ اگر تم ہماری طرف آ جاؤ تو ہم تم کو 35000 فرانک ماہانہ دیں گے۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے میرے کھیت سے جو ملتا ہے وہی کافی ہے۔ مجھے آپ کے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آخر مخالفین تمام تر کوششوں کے بعد ناکام لوٹ گئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پوری جماعت قائم ہے اور نظام کے ساتھ قائم ہے۔ لوگ پوری طرح اُس میں شامل ہیں۔

......بینن کے مبلغ عارف محمود صاحب لکھتے ہیں کہ توکپوئے (Tokpoe) میں جماعت کا قیام آج سے چار سال قبل ہوا۔ یہاں جماعت کی ایک مسجد بھی ہے جو کہ چند سال قبل تعمیر کی گئی تھی۔ اس سال رمضان المبارک میں اس گاؤں کے احمدی اور نومبائع افراد کی تعلیم و تربیت اور دیگر جماعتی پروگرام کے لئے امیر صاحب کی اجازت سے مدرسہ احمدیہ پوبے سے پاس ہونے والے طلباء میں سے ایک طالبعلم اکبوزو سلیمان (Agbozo Souleman) کو بھجوایا جو یکم رمضان سے لے کر عید تک یہاں رہا۔ اس طالبعلم نے مجھے بتایا کہ مورخہ تیس رمضان کو شام پانچ بجے ایک گاڑی ہماری مسجد کے پاس آ کر رکی اور اُس میں سے ایک عربی شخص اُترا اور اُس نے اس طالبعلم سے پوچھا کہ اس مسجد کا امام کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا کہ مَیں ہی

مسجد کا امام ہوں۔اس طرح باتیں کرتے کرتے وہ سلیمان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور اندر سے مسجد کو دیکھا اور سلیمان سے کہا کہ وہ سعودی عرب سے ہے اور مکّہ مکرمہ کے قریب ہی اُس کا شہر ہے۔ وہ یہاں کام کے سلسلے میں آیا ہوا ہے اور اس نے چودہ ہزار فرانک سیفا نکال کر سلیمان کو دیئے اور کہا کہ کل عید ہے۔مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ان پیسوں سے کچھ خرید کر غریبوں میں تقسیم کر دیں۔اس پر سلیمان نے اُس سے کہا کہ جماعتی سطح پر ہم نے انتظام کیا ہوا ہے اور ہم احمدیہ جماعت سے ہیں۔ہم ہر بات اور کام کی تفصیل اپنے ریجن کے مشن ہاؤس کو دیتے ہیں اور وہ امیر کے ذریعے سے خلیفۃ المسیح کو رپورٹ بھجواتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ جو عرب تھا اس آدمی نے شاید غور سے اُن کی بات نہیں سنی اور اپنی بات کرتا گیا کہ کس طرح اسلام کی خدمت کی جا سکتی ہے اور وہ کر بھی رہا ہے۔(خود بتا تا رہا کہ میں کس طرح اسلام کی خدمت کرتا ہوں) کہتے ہیں اسی اثناء میں جو اُس کا ڈرائیور تھا اُس نے پوچھا کہ امیر کون ہے اور یہ خلیفہ کیا ہے؟ اُس کی بات سن کر وہ آدمی بھی تھوڑا سا چونکا اور پوچھا کہ مسجد کن کی ہے؟ سلیمان نے بتایا کہ احمدی مسلمانوں کی ہے۔اُس نے پھر استفسار کیا کہ مسجد کن کی ہے؟ سلیمان نے کہا کہ بتایا تو ہے کہ یہ مسجد احمدی مسلمانوں کی ہے۔جس پر وہ آدمی غصہ سے بولا کہ احمدی مسلمانوں کی نہیں، احمدی کافروں کی کہو، کیونکہ یہ لوگ کافر ہیں۔پاکستان میں ان کو گورنمنٹ نے کافر قرار دیا ہوا ہے۔(یعنی یہ فتوے اب سعودی عرب میں بھی پاکستان سے آتے ہیں)۔سعودی عرب میں ہم نے بھی ان کے حج پر پابندی لگا رکھی ہے۔ یہ دہشتگرد ہیں اور اسلام سے باہر ہیں۔اس پر سلیمان نے کہا کہ مسلمان یا کافر ہونے کا تو خدا ہی جانتا ہے کہ یہ کون ہے۔اتنی دیر میں اس گاؤں کے کچھ اور افراد بھی آ گئے۔اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلیمان نے مزید کہا کہ یہ سب لوگ بت پرست تھے۔ان کو جماعت احمدیہ نے تبلیغ کی اور ان کو قرآن کی تعلیم دی جا رہی ہے۔اُنہیں نماز پڑھنے کا طریق سکھایا گیا ہے۔ یہ سب احمدی جماعت نے کیا ہے؟ کیا کوئی کافر ایسا کر سکتا ہے؟ اور یہ لو اپنے چودہ ہزار فرانک سیفا اور جس اسلام کی تم خدمت کرنا چاہتے ہو، وہ اس گاؤں میں نہیں ہے۔اس پر وہ آدمی بولا کہ اگر تم مسجد پر ''محمدیہ مسجد'' لکھ دو تو مَیں آپ کو اور بھی پیسے دینے کو تیار ہوں۔سلیمان نے کہا کہ جو خزانہ تعلیمات کی صورت میں ہم کو جماعت احمدیہ سے ملا ہے، وہ ہمارے لئے کافی ہے۔(اوّل تو یہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا لیکن بہرحال اُس کی جو نیت تھی وہ اَور تھی، اس لئے انہوں نے انکار کر دیا)۔ پھر وہ آدمی سلیمان کو دوسرے لوگوں سے ذرا فاصلے پر لے گیا۔نوجوان سمجھ کے اُس نے سوچا کہ اس کو لالچ دو اور کہا کہ اگر تم احمدیت چھوڑ دو تو مَیں آپ کی ہر طرح کی مدد اور خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بلکہ آپ کا ماہانہ الاؤنس بھی مقرر کر دوں گا اور اس کے علاوہ بھی آپ کو وہ کچھ مل جائے گا جس کا تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔اس پر سلیمان نے کہا کہ مَیں جماعت کے لئے یہاں وقفِ عارضی پر آیا ہوں اور جو تعلیم اور ایمان کی دولت مجھے احمدیت سے ملی ہے، وہ کافی ہے۔اور اس طرح وہ شرمندہ ہو کے

واپس چلا گیا۔

......سید کریم صاحب انچارج علاقہ کھمم آندھرا (انڈیا) لکھتے ہیں کہ مخالفین جب اپنی کوششوں میں ناکام رہے تو انہوں نے آخر میں ایک پلان بنایا کہ دیہاتی لوگ غریب ہوتے ہیں ان کو کچھ پیسے دیئے جائیں تو وہ احمدیت چھوڑ کر ہماری طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد میں سے جو گورنمنٹ کی طرف سے وقف بورڈ کے تحت مسلمانوں کے لئے رکھی جاتی ہے کچھ زمین صدر صاحب جماعت احمدیہ کھمم اور ان کے بھائی شیخ کریم صاحب کو دینے کی کوشش کی اور ساتھ ہی ان کو ضلع میں ایک بڑا عہدہ دینے کی بھی پیشکش کی۔ اس زمین کی قیمت پچاس لاکھ روپے تھی۔ (انڈیا کی بات ہے۔) اس پر صدر صاحب نے اُن مخالفین احمدیت کو جواب دیا کہ ایمان کو دولت سے خریدنا چاہتے ہو؟ کتنے آدمیوں کو خریدو گے؟ آپ کی اس پچاس لاکھ کی جائیداد سے مَیں اللہ کے عذاب سے کس طرح بچ سکتا ہوں جو مجھے امام وقت کے انکار کی وجہ سے ملے گا۔ اس طرح مخالفین کے ساتھ صدر صاحب کی پانچ گھنٹوں تک بحث ہوتی رہی اور آخر میں اُن سے کہا کہ آپ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ دیہاتی لوگ غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے لالچ وغیرہ دے کر اُن سے سب کچھ کروایا جا سکتا ہے۔ آپ غلطی پر ہیں۔ سچائی کے ساتھ مقابلہ مت کرو اور یہاں سے چلے جاؤ اور آئندہ ہمارے پاس کبھی نہ آنا۔ یہ کہہ کر اُن کو وہاں سے بھگا دیا۔

......اٹلی میں ایک نومبائع نصر العامری صاحب بیان کرتے ہیں کہ سب سے بڑی چیز جو مجھے احمدیت میں آ کر ملی ہے وہ شجاعت ہے، بہادری ہے۔ مَیں سر اُٹھا کر مولویوں کے پاس جاتا ہوں اور اُنہیں کہتا ہوں کہ ان باتوں کا جواب دیں لیکن کوئی میرے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ کئی مولوی میرے گھر میں بھی آئے اور بعض عرب ممالک سے یہاں دورے پر آئے تو اُنہیں بھی مجھے احمدیت سے تائب کرنے کے لئے میرے گھر لایا جاتا رہا لیکن صرف وفاتِ مسیح کے مسئلہ میں ہی وہ لاجواب ہو گئے۔ موصوف نہایت گداز طبیعت کے مالک ہیں۔ بڑی نرم طبیعت ہے اور بہت مخلص ہیں۔ بات بات پر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ قبل ازیں تبلیغی جماعت سے منسلک تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد ان میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اپنے گھر کی دیواروں پر بیعت کی قبولیت کے جو خطوط میری طرف سے گئے ہوئے تھے وہ بھی انہوں نے فریم کر کے لگائے ہوئے ہیں۔

اب بعض باتیں بظاہر بڑی چھوٹی لگتی ہیں لیکن جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو بالکل دیہات میں ہیں، جن کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ جن میں نیا نیا ایمان داخل ہوا ہے وہ جب اپنی ہر بات کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر منتج کرتے ہیں تو بہر حال یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ایک انقلاب ہے جو اُن کی طبیعتوں میں پیدا ہوا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ٹیچی مان غانا کا ہے۔ یہاں ایک جگہ ہے اوفوری کروم (Oforikrom) یہاں ایک مخلص احمدی سعید

عیسیٰ رہتے ہیں۔ ایک دن وہ اپنے زرعی فارم پر کام کرنے گئے۔ کام کرنے کے دوران نماز کا وقت ہو گیا تو کام چھوڑ کر نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ درخت کی ایک بڑی شاخ اُس جگہ پر گری پڑی ہے جہاں وہ نماز سے پہلے کام کر رہے تھے اور اچانک گری تھی۔ اگر نماز پڑھنے نہ جاتے تو وہ درخت کی شاخ اُن کی موت کا بھی باعث بن سکتی تھی۔ اس بات نے اُن کے ایمان میں اضافہ کیا کہ دیکھو نماز کی وجہ سے میری جان بچ گئی۔

اسی طرح بعض نامساعد حالات میں الٰہی حفاظت کے واقعات ہیں۔

بینن کے جگّو ریجن کے اجتماع کا انعقاد جیپنگو (Japango) جماعت میں کیا گیا جو ایک نو مبائع جماعت ہے۔ دورانِ اجتماع جوگّو شہر سے کچھ مولوی اپنے کارندوں کے ساتھ ڈنڈے اور لاٹھیاں لے کر مسجد میں آ گئے کہ ہم احمدیوں کو مار بھگائیں گے، اُن کا اجتماع نہیں ہونے دیں گے۔ یہ بالکل نئے احمدی جوشِ ایمان سے لبریز تھے۔ بالکل نئے احمدی تھے لیکن بہر حال اُن میں ایمان تھا۔ کہتے ہیں مخالفین کو دیکھ کر اپنے لوکل مشنری سے کہنے لگے کہ آپ مسجد کے اندر چلے جائیں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح حملہ کرتے ہیں۔ چنانچہ وفد کی صورت میں مخالفین کو سمجھانے لگے۔ پہرہ دینے لگے جب کہ مخالفین اُن کی بات سننے کو تیار نہ تھے۔ آخر لوکل مشنری صاحب ہی آگے بڑھے کہ بتاؤ کہ کس آواز اور پیغام کو تم روکنا چاہتے ہو۔ افریقنوں میں کم از کم یہ عقل اور شعور ہے جو آپ کو آجکل کے پاکستانی مُلّاں میں نظر نہیں آئے گا۔ کہتے ہیں کہ تم ہمیں کس بات سے روک رہے ہو۔ اس وقت کا جو امام ہے وہ پیغام دیتا ہے کہ توحید الٰہی پر قائم ہو جاؤ اور اکٹھے ہو کر اسلام کا جھنڈا اور آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور جھنڈا بلند کرو۔ کیا تم اس آواز کو روک دینا چاہتے ہو جو قرآنِ کریم کی تصدیق کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہے اور عین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آیا ہے۔ معلم صاحب کی گفتگو کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا اثر ہوا۔ اور ایک ایک کر کے اُن میں سے لوگ جانے شروع ہو گئے اور مولوی صرف اکیلے ہی رہ گئے۔

امیر صاحب ٹوگو بیان کرتے ہیں کہ متیجہ احمد صاحب (Motidja Ahmad) نو مبائع ہیں۔ یہ آماتو (Amato) کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے (جماعت احمدیہ آماتو کے) جلسہ نو مبائع کے دوران گواہی دی کہ وہ بیس سال سے مسلمان ہیں اور اب تک اُنہیں نہ تو صحیح نماز پڑھنی آتی ہے اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کچھ معلوم تھا۔ کیونکہ مولوی کو صرف پیسے سے پیار ہوتا ہے۔ تعلیم دینے اور شادی بیاہ عقیقہ وغیرہ کے موقع پر پیسے کا لالچ ہوتا ہے حتی کہ جنازہ پڑھانے کی بھی فیس ہے۔ اس کے بغیر مولوی جنازہ نہیں پڑھاتے۔ لیکن خدا کے فضل سے دو سال پہلے جب سے احمدی ہوا ہوں احمدی معلم اور مبلغین نے جس رنگ سے تربیت کی ہے، اُس کی وجہ سے اب مجھے اسلام کے بارے میں بہت سی معلومات ملی ہیں اور اب میں ایک داعی الی اللہ کے طور

پر کام کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے پنجوقتہ نمازی ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد بھی ادا کرتا ہوں۔ اور جو بیس (20) سال مَیں نے احمدیت کے بغیر گزارے اُس پر خدا کے حضور معافی مانگتا ہوں۔

پھر لائبیریا کے مبلغ ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ چھ ماہ قبل ہم نے ایک ایسے گاؤں میں تبلیغ کا پروگرام بنایا جو ایک مشکل جگہ پر واقع ہے اور کوئی گاڑی وہاں پر پہنچ نہیں سکتی۔ تقریباً پانچ چھ کلومیٹر پیدل چلنا پڑا۔ راستے میں ایک دریا پڑتا ہے جس کو عبور کرنے کے لئے چند لکڑیاں آپس میں باندھ کر مقامی ساخت کا ایک پل بنایا گیا۔ نئے آدمی کے لئے اس پر سے گزرنا بھی کافی مشکل کام ہے۔ دریا عبور کر کے جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو سب سے پہلے امام سے ملے اور اس کو درخواست کی کہ ہم آپ لوگوں سے ملنا چاہتے ہیں اور احمدیت کا پیغام سنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے سارے لوگوں کو جمع کیا۔ خاکسار نے ایک لمبی تقریر کے بعد اُن کو احمدیت میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے سوال کیا کہ ہم پہلے بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور احمدی بھی مسلمان ہیں تو شمولیت سے کیا فرق پڑے گا۔ کہتے ہیں مَیں نے اُن کو اُن کی سمجھ کے مطابق بتایا۔ وہ اتنے پڑھے لکھے لوگ تو نہیں تھے لیکن وہاں افریقہ میں فٹ بال کا بڑا شوق ہے۔ تو انہوں نے ان کو اسی کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ فٹ بال کے کھلاڑی ہیں اور آپ کو کوئی اچھا فٹ بال کلب شمولیت کی دعوت دے تو آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ مَیں تو پہلے ہی فٹ بال کا کھلاڑی ہوں۔ مَیں کیوں آپ کے کلب میں شامل ہوں۔ آپ اکیلے کھلاڑی کچھ نہیں کر سکتے، کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کسی اچھی ٹیم میں شمولیت اختیار نہ کریں۔ اس وقت احمدیت اسلامی میدان میں بہترین ٹیم ہے اور زمانے کا امام اس کو لے کر چل رہا ہے۔ اس مثال سے وہ بہت محظوظ ہوئے اور سب نے امام سمیت جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ کہتے ہیں خاکسار نے اس وجہ سے کہ نئے احمدی ہیں اگر چندہ کا کہا تو ان میں کہیں دُوری نہ پیدا ہو جائے یا یہ نہ کہیں کہ صرف پیسے کے لئے آیا ہے تو مَیں نے چندہ کا وہاں ذکر نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد وہ امام صاحب سارے گاؤں کا چندہ لے کر خود مربی صاحب کے پاس شہر میں آ گئے کہ جب وہ احمدی نہ تھے اُس وقت بھی شہر کی دوسری مسجد میں جا کر چندہ دیتے تھے۔ اور اب جبکہ ہم نے احمدیت قبول کر لی ہے تو چندہ ہم یہاں ادا کیا کریں گے۔ تب سے وہ ہر ماہ بغیر توجہ دلائے باقاعدہ چندہ لاتے ہیں اور واپس جا کر ان کو رسیدیں بانٹتے ہیں۔ اب یہ اگست کا چندہ لے کر آئے ہیں اور انہوں نے کہا کہ آپ موسمِ برسات میں بالکل وہاں آنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ راستے میں بہت پانی ہے اور مَیں چندہ دینے کے لئے اپنے کپڑے اتار کر پانی سے گزر کر آیا ہوں۔ تو یہ لوگ اتنی محنت اور تردّد کرتے ہیں۔

پھر محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا لکھتے ہیں کہ ہم ایک نئی جماعت گوئی (Goye) میں ایم ٹی اے کے لئے ڈش لگانے گئے۔ جب ہم ڈش لگا چکے تو اُس وقت ایم ٹی اے پر جلسہ سالانہ کینیڈا کی کارروائی جاری

تھی اور مجھے لکھتے ہیں کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔اس گاؤں میں ٹی وی (TV) کے اوپر یہ پہلا پروگرام تھا جو آ رہا تھا، جس میں میری موجودگی میں وہاں کینیڈا کا جلسہ ہو رہا ہے۔نومبائعین نے ایم ٹی اے پر اُسے دیکھا۔جب سارے گاؤں کے نو مبائع ایم ٹی اے دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تو اس گاؤں کے چیف الحاجی موسیٰ ابوبکر نے میری طرف اشارہ کیا کہ یہ شخص، یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔اور اللہ کے فضل سے اُس نے کہا کہ ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ ہم نے سچے امام کو مانا ہے۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اظہار کرواتا ہے۔

اکبر احمد صاحب امیر جماعت نائیجر لکھتے ہیں کہ نائیجر کے برنی کونی شہر سے گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر راڈاڈاُوا (Radadaoua) ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔اس گاؤں کے باسیوں نے علاقے میں سب سے پہلے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔وہابی مولوی اس گاؤں پہنچے اور احبابِ جماعت سے کہا کہ احمدی تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ان کا تو قرآن بھی اَور ہے۔یہ مولوی ایک گروپ کی شکل میں وہاں پہنچے۔ بڑے بڑے جُبّہ پہنے ہوئے تھے۔عربی بول کر اور قرآنی آیات پڑھ پڑھ کر سادہ لوح احباب کو بہکانے کی کوشش کر رہے تھے۔یہ سادہ لوح احباب جن کو بیعت کئے سات آٹھ سال ہو گئے ہیں۔جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔چندہ دیتے ہیں۔اُن کے بچے وغیرہ نماز سیکھ چکے ہیں۔وہ ان مولویوں کی باتیں سن کر پریشان ہوئے کہ وہ کیا کریں۔بہرحال دل میں خیال پیدا ہوا کہ پھر سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔کہتے ہیں اسی گاؤں کے رہنے والے ایک دوست عثمان صاحب نے بتایا کہ یہ سب سن کر اُن کو بہت دکھ ہوا۔وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رات دعا کی کہ اے اللہ! تو خود میری رہنمائی فرما۔اگر جماعت احمدیہ جھوٹی ہے تو خود مجھے اس سے بچا اور اگر جماعت سچی ہے تو کل مجھے پیسے ملیں۔(یہ عجیب شرط لگائی انہوں نے)۔تو کہتے ہیں کہ عثمان صاحب کہتے ہیں کہ اگلے دن صبح میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ گھر سے کام کے لئے نکلا۔سڑک پر جا رہا تھا کہ سڑک کے کنارے ایک کالا پلاسٹک کا لفافہ پڑا ہوا ملا جسے اُٹھا کر مَیں نے دیکھا تو وہ پیسوں سے بھرا ہوا تھا۔اُس میں دس دس ہزار فرانک کے کئی نوٹ تھے۔کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں حسبِ معمول ریڈیو بھی تھا۔(ریڈیو وہاں کے لوگوں کا رواج ہے۔ہاتھ میں رکھتے ہیں) خاص طور پر گاؤں کے لوگ خبریں یا مختلف پروگرام بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں۔کہتے ہیں عین اُس وقت ریڈیو پر اعلان ہو رہا تھا کہ کسی کا پیسوں سے بھرا لفافہ کہیں گر گیا ہے۔اگر کسی کو ملے (یہ نشانیاں بتائیں) تو وہ ریڈیو اسٹیشن آ کر دے دے۔عثمان صاحب کہتے ہیں کہ میرے دوست میرے پیچھے پڑ گئے کہ اس کو کھولو اور پیسے تقسیم کرتے ہیں۔تو مَیں نے اُن سے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔یہ میرے ربّ العزت کا جواب ہے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔کیونکہ رات مَیں نے دعا کی تھی اور خدا نے میری دعا قبول کر کے میرے ایمان کو احمدیت پر مضبوط کیا۔یہ رقم امانت ہے اسے

مَیں واپس لوٹاؤں گا۔(پیسے تو ملے لیکن یہ دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دیئے کہ اب ایمان داری کا بھی آگے امتحان شروع ہوتا ہے)۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا سائیکل پکڑا اور کوئی شہر آ کر یہ رقم ریڈیو کے ڈائریکٹر کو لوٹا دی۔ ڈائریکٹر نے عثمان صاحب سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے رُکیں۔ وہ بندہ جس کے پیسے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ آئے جن کی رقم تھی۔ انہوں نے رقم گنی جو ایک ملین فرانک سے زائد تھی۔ اور وہ پوری تھی۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ رقم عثمان صاحب کو بطور انعام کے دینا چاہی جسے عثمان صاحب نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا انعام اللہ تعالیٰ نے مجھے دے دیا ہے۔ مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس واقعہ کے بعد اس گاؤں کے جو احباب جماعت ہیں، ان کے ایمانوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

محمد احمد راشد صاحب مبلغ جرمنی لکھتے ہیں کہ ایک جرمن سائمن گلہر (Simon Geelhaar) نامی نوجوان نے بیعت کی۔ یہ اس سے قبل بھی مسلمان تھے۔ ان کی جب خاکسار سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ مَیں نے جب اسلام قبول کیا تو میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ سارے مسلمان ملتِ واحدہ ہیں لیکن بعد میں مجھے علم ہوا کہ یہاں تو بہت سارے فرقے ہیں۔ اب مجھے کیسے پتہ چلے کہ کون حق پر ہے؟ کہتے ہیں کہ اس پر مَیں نے عرض کیا کہ اگر آپ صدقِ دل سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی رہنمائی کرے گا۔ انہوں نے دو تین دن ہی دعا کی تھی کہ ان کو دو مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اُن کو نہیں آتا تھا۔ اس زیارت کے دوران یہ نام بآسانی زبان پر آنا شروع ہو گیا۔ نیز اس زیارت کے نتیجے میں اُن کے دل میں ایک نور پیدا ہوا اور اُن کو ایک طمانیت ملی کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔ یہ دوست گزشتہ عید کے روز خاکسار کے پاس آئے اور نماز عید ادا کی۔ اپنی خواب میں دو مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اور اللہ کے فضل سے بیعت کی۔

فضل مجوکہ صاحب پرتگال سے لکھتے ہیں کہ پرتگال میں مقیم مراکش کے ایک دوست اُزنین رضوان صاحب نے خاکسار سے رابطہ کیا اور کہا کہ وہ مشن میں آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں مشن کا ایڈریس دیا گیا اور وہ مشن تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک سال سے ایم ٹی اے العربیہ دیکھ رہے ہیں اور وہ سو فیصد مطمئن ہیں اور بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُنہیں بیعت فارم دیا گیا جس کو انہوں نے پڑھا اور پُر کر دیا۔ اُزنین رضوان صاحب نے احمدیت کی طرف راغب ہونے کے متعلق دو خواب بتائے۔ کہتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ ایک سال قبل جب ایم ٹی اے العربیہ پر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کا پروگرام دیکھ رہا تھا اور پروگرام کے آخر میں پڑھے جانے والے اقتباس کے متعلق بتایا گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے تو تب

اُنہیں پتہ چلا کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جستجو کی اور باقاعدگی سے دلچسپی سے یہ پروگرام دیکھنے لگ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ دشمن مسلمانوں کے بہت قریب پہنچ گیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے فرما رہے ہیں کہ اِنْھَضُوْا لِلْجِھَادِ، اِنْھَضُوْا لِلْجِھَادِ۔ کہ جہاد کے لئے اُٹھ کھڑے ہو، جہاد کے لئے اُٹھ کھڑے ہو۔ کہتے ہیں کہ جب مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتا ہوں تو مَیں خواب میں فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ مَیں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کروں گا۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا اور میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی تعبیر ڈالی کہ مَیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر کے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کر سکتا ہوں۔ دوسرے خواب کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر بادل کے دو بڑے ٹکڑے ہیں۔ اُن میں سے ایک ٹکڑا سفید رنگ کا ہے اور دوسرا سیاہ رنگ کا۔ سیاہ رنگ کے بادل کے بڑے ٹکڑے کے پیچھے سیاہ رنگ کا ایک چھوٹا ٹکڑا بھی ہے، سفید بادل کا ٹکڑا اور سیاہ بادل کا بڑا ٹکڑا ایک دوسرے کے مدّ مقابل ہیں۔ پھر سفید رنگ کا بادل، سیارہ رنگ کے بادل سے ٹکراتا ہے اور سیاہ رنگ کا بادل ریزہ ریزہ ہو کر غائب ہو جاتا ہے۔ پھر سفید بادل بڑے ٹکڑے کو شکست دینے کے بعد سیاہ بادل کے چھوٹے ٹکڑے کی طرف بڑھتا ہے تو سفید بادل جس میں لوگ سوار ہیں سے، آواز آتی ہے کہ اس سے نہیں ٹکرانا، یہ رضوان ہے اور یہ ہم میں شامل ہو جائے گا۔ اُزنین رضوان صاحب نے بتایا کہ خواب کے بعد میرے دل میں شدید تڑپ پیدا ہو گئی کہ میں جلد از جلد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو جاؤں۔

علا حسین صاحب عراق کے رہنے والے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ جب سے مَیں نے بیعت کی ہے، مجھے ہر طرح کے امن و سلامتی اور سکون کا احساس ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایمان و ایقان میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اور یہ احساس ہوتا ہے کہ نہ صرف خدا تعالیٰ نے میرے گناہ بخش دیئے ہیں بلکہ اپنی محبت اور قرب میں بڑھایا ہے اور اب مَیں خدا تعالیٰ کی معیت میں ہوں اور میرے تمام اعضاء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت محسوس ہوتی ہے اور دین اسلام کی صداقت خوب کھل گئی ہے۔ پھر یہ مجھے لکھ رہے ہیں کہ آج سے دو سال قبل مَیں نے رمضان کے آخری عشرے کے دوران خواب میں آسمان اور زمین کے درمیان پگڑی والے ایک شخص کو دیکھا تھا جس کی پگڑی کے اوپر سفید رنگ کے پَر کے مشابہ کوئی چیز ہے۔ اس شخص کا بڑا رعب ہے اور وہ فی البدیہہ طور پر اونچی آواز میں شعر یا نظم پڑھ رہا ہے جو میں سن رہا ہوں اور اپنے آپ میں ایسی گرمجوشی، تسلی اور امن محسوس کرتا ہوں جس کا بیان ناممکن ہے۔ میں اپنے دل سے اس کے اشعار سن رہا ہوں، نہ ظاہری کانوں سے۔ اس شخص کے الفاظ اور عبارتیں کان میں ایسی پڑ رہی تھیں جیسے ٹھنڈا پاکیزہ پانی ہوتا ہے اور جو کلام میں

اس بزرگ امام سے سنتا ہوں اس جیسا کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا ہوگا۔ ایسے لگتا ہے جیسے میں اُسے پیتا جا رہا ہوں۔ درحقیقت میرا دل سن اور دیکھ رہا ہوتا ہے اور سیراب ہوتا ہے حتیٰ کہ میری آنکھیں آنسوؤں سے امڈ آتی ہیں اور وہ الفاظ میرے نفس، روح، عقل اور دل پر گہرا اثر کرتے ہیں اور میرے جسم کے ہر ذرے میں رچ بس جاتے ہیں۔ جب مَیں بیدار ہوتا ہوں تو اُنہیں یاد کر کے لکھنا چاہتا ہوں، جو یہ الفاظ تھے۔

آثَرْتُ الجَمالَ عَلَى الْجَمَالِ اَنْتَ رُوْحِيْ وَرَاحَتِي تَعَالَ حَبِيْبِيْ

یہ اس پیارے شخص کے لمبے قصیدے سے چند جملے مجھے یاد رہے۔ مجھے خیال گزرا کہ شاید وہ بزرگ حضرت علیؓ ہیں۔ پھر خیال آیا کہ جو پگڑی اس بزرگ نے پہنی ہوئی تھی وہ غیر معروف تھی اور پگڑی کے اوپر والا طرّہ غیر معروف تھا۔ یعنی اس کی گردن دائیں طرف کو جھکی ہوئی تھی اور اُن کے الفاظ بہت خوبصورت اور اس طرح محبت سے معمور تھے کہ میں کبھی اُن کو بھلا نہیں سکتا۔ بہر حال اس خواب کے قریباً ایک ہفتے کے بعد میں ایک دن ٹی وی پر مختلف چینل تلاش کر رہا تھا کہ اچانک آٹو میٹک سرچ پر لگا کر نئے چینل کی تلاش کی تو اچانک مجھے ٹی وی سے آواز آئی کہ

لَقَدْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبٍّ كَرِيْمٍ
رَحِيْمٍ عِنْدَ طُوْفَانِ الضَّلَالِ

(یعنی میں رب کریم ورحیم کی طرف سے ضلالت کے اس طوفان کے زمانے میں بھیجا گیا ہوں)۔ اس پر مجھے بڑا جھٹکا لگا اور مَیں جلدی سے ٹی وی کی طرف لپکا اور ایک چینل پر ایک شخص کی تصویر دیکھی جس کے نیچے لکھا تھا اَلْاِمَام الْمَهْدِيْ وَالْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْد اور مندرجہ بالا الفاظ پڑھے جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مَیں اپنے جذبات پر کنٹرول کھو بیٹھا اور اونچی آواز سے رونے لگا۔ خدا کی قسم! میں ہفتہ بھر روتا رہا اور جب بھی وہ تصویر ٹی وی پر آتی یا وہ اشعار سنتا تو اپنے گزشتہ گناہوں کی وجہ سے سر پیٹنے لگتا۔ اب دن رات میرا شغل ایم ٹی اے کا دیکھنا ہو گیا جیسے کسی کو فائنل میچ کا انتظار ہوتا ہے۔ اور رونے کے آثار میرے منہ پر واضح ہوتے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ مجھ سے پوچھنے لگتے کہ کیا تم رو کر آئے ہو؟ انہوں نے مجھے لکھا کہ کئی دفعہ خواب میں مَیں نے آپ کو بھی دیکھا۔ تو بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اُس کو نظر آئی۔

تو یہ چند واقعات جو مَیں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ یہ جہاں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہونے پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تسبیح، تحمید اور استغفار کی طرف بھی زیادہ سے زیادہ توجہ پھیرنے والے ہونے چاہئیں۔ یہ سن کر صرف الحمدللہ اور ماشاء اللہ پڑھنا کافی نہیں ہوگا۔ یا صرف عارضی طور پر محظوظ ہونا ہی کافی نہیں ہوگا۔ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اُس کی تسبیح کرتے ہوئے، اُس کی حمد کرتے

ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے جذب کرنے والے ہوں اور ایمان میں ترقی کرنے والے ہوں، وہاں ان نئے آنے والوں کے لئے نمونہ قائم کرنے والے بھی بنیں۔ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے بیشک بہت سے ایسے ہیں جن کی رہنمائی اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور اُن کے ایمانوں کو مضبوطی بخشی لیکن لاکھوں آنے والوں میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو علمی دلیلوں اور زمانے کے حالات دیکھ کر ایک مصلح کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے احمدی ہوئے ہیں یا احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے نمونے بھی دیکھنے ہیں جو پہلے احمدی ہیں۔

پس آپ جو انصار اللہ کہلاتے ہیں حقیقی رنگ میں اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے انصار اللہ بنیں اور بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اُس کی حمد کرتے ہوئے مزید شکر گزار بنیں۔ استغفار کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں اور نئے آنے والوں کے لئے اور اسی طرح اپنے لئے بھی مضبوطی ایمان اور ہر قسم کے شرور سے بچنے کی دعا کریں۔

اور یہاں مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ انصار کی عمر کو پہنچ کر عاقبت کی زیادہ فکر ہونی چاہئے لیکن افسوس ہے کہ بعض ایسے بھی ہیں جو بجائے اس فکر کے معاشرے میں بے سکونی کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اُن کے گھروں میں بھی بے سکونیاں ہیں اور گھروں سے باہر معاشرے میں بھی جھگڑوں کی وجہ سے بے سکونیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس اس طرف بھی ایسے لوگوں کو توجہ دینی چاہئے۔ جب بچے جوان ہو جائیں یا جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہے ہوں تو اُن کے لئے ہمیں، انصار کی عمر کو پہنچے ہوئے لوگوں کو تو نمونہ بننا چاہئے۔ اُن کے لئے بھی استغفار کرنی چاہئے تا کہ مسیح موعودؑ کی قبولیت کا انعام جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھروں میں آیا ہے اُس کا فیض اگلی نسلوں میں بھی جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے"

(الفضل انٹر نیشنل 14 دسمبر 2012ء)

وقف عارضی کیا کریں

2012ء کو امریکہ کے دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ امریکہ کی میٹنگ میں نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن نے جب اپنی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں پیش کی تو حضور نے فرمایا۔

"انصار اللہ کے ممبرز کو کہیں کہ وقف عارضی کیا کریں یہ لوگ فارغ ہوتے ہیں"

(الفضل انٹر نیشنل 7 ستمبر 2012ء)

انصاراللہ اچھا کام کررہی ہے مگر میں ان سے اور کام چاہتا ہوں

نومبائعین کی تربیت کا مطلب ان کو اپنے اندر سمونا اور جماعت کا حصہ بنانا ہے۔

مورخہ 10 دسمبر 2012ء کو بیت السبوح میں اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے قائد عمومی سے مجالس کی تعداد اور ان کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر قائد عمومی نے بتایا کہ ہماری 241 مجالس ہیں۔ امسال پانچ مجالس کا اضافہ ہوا ہے۔ نومبر 2012ء کی رپورٹس مجالس کی طرف سے آنے والی ہیں۔ لیکن اکتوبر 2012ء میں 234 مجالس کی طرف سے رپورٹس موصول ہوئی ہیں۔ ہر ماہ قریباً اتنی ہی مجالس باقاعدہ رپورٹس بھجواتی ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد عمومی نے بتایا کہ جن مجالس سے رپورٹس موصول نہیں ہوتیں ان کو یاددہانی کرواتے ہیں۔ خط لکھتے ہیں۔ ناظم علاقہ سے رابطہ کر کے پتہ کرتے ہیں اور فون پر بھی یاددہانی کرواتے ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ان مجالس کو بار بار یاددہانی کروائیں جو اپنی رپورٹس نہیں بھجواتیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مجلس کی رپورٹس پر قائدین اپنے اپنے شعبہ کی کارکردگی پر تبصرہ کر کے اس مجلس کو بھجوائیں۔ اس طرح مجلس کو ہر رپورٹ کا جواب دیا جانا چاہئے۔

۞ ......قائد تربیت نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ انصار کی مجموعی تعداد 4070 ہے جن میں سے صف اول کے 1416 اور صف دوم کے 2656 ہیں۔ صف اول میں سے اسّی (80) کے قریب ایسے انصار ہیں جو نمازوں میں بے قاعدہ ہیں۔ صف دوم کے انصار میں سے پندرہ سولہ سو باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ قائد تربیت نے بتایا کہ انصار کو حضور انور کے خطبات سننے کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر قائد تربیت نے بتایا کہ تمام مجالس میں انصار اللہ کی مجالس عاملہ کے ممبران کی تعداد 1903 ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اگر مجالس عاملہ کے تمام ممبران نماز ادا کرنے والے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ عاملہ کے علاوہ باقی دو ہزار میں سے چھ صد باقاعدہ نمازیں پڑھنے والے ہیں۔ اگر دوسروں میں سے زیادہ پڑھنے والے ہیں تو پھر عاملہ میں سے پڑھنے والے کم ہیں۔ آپ کو یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ جو کمزور انصار ہیں ان کو توجہ دلاتے رہیں۔ اور رابطے رکھیں۔ جو بوڑھے ہو رہے ہیں ان کو یہ بھی بتائیں کہ پتہ نہیں کب موت آجانی ہے، زندگی کم ہو رہی ہے۔ خدا زیادہ یاد آنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ خطبات سننے کے بعد نمازوں کی حاضری کتنی بڑھی ہے۔ یہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ تمام مجالس اپنی اپنی جگہ اس کا جائزہ لیں۔ صرف جائزہ ہی نہیں لینا بلکہ عملی طور پر کام کرنا ہے اور خطبات سننے والوں کی تعداد بھی بڑھنی چاہئے۔ اور نمازوں میں حاضری بھی بڑھنی چاہئے۔

حضورانور نے فرمایا: تربیت کے کام کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔اجلاسات میں جھگڑا ہو جاتا ہے یا کسی نے کسی کو گالی دے دی۔ایسا کیوں ہوتا ہے۔یہ تربیت کی کمی ہے۔اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اسی طرح انتخابات میں تقویٰ سے کام لینے کی ضرورت ہے۔کسی بھی عہدیدار کے حق میں جانبداری نہیں ہونی چاہئے۔ان سب چیزوں کی طرف شعبہ تربیت کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔تقویٰ کا معیار بلند ہونا چاہئے۔

۞ ......قائد تجنید سے حضورانور نے دریافت فرمایا کہ کیا تجنید گھر گھر جا کر کرتے ہیں یا زعماء بنا کر بھجوا دیتے ہیں۔اب جو نئے اسائیلم والے آئے ہیں ان کو شامل کریں۔تجنید کا چندے کی ادائیگی سے تعلق نہیں۔جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اس کو شامل کریں۔جب تک آپ شامل نہیں کریں گے اس کی تربیت نہیں کر سکتے۔پہلے اس کو شامل کریں، پھر اس کو اپنے قریب لائیں اور باقاعدہ اپنے نظام کا حصہ بنائیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ آپ اپنی تجنید نیشنل سیکرٹری مال کی رپورٹ کے مطابق نہیں بنا سکتے کہ اتنے انصار چندہ دیتے ہیں لہٰذا وہی ہماری تجنید ہے۔جو چندہ دینے والوں کی تعداد ہے۔اگر یہ دونوں برابر ہو جائیں تو اس کا مطلب ہے کہ تجنید غلط ہے یا پھر تقویٰ کا معیار سو فیصد ہو گیا ہے۔اس لئے گراس روٹ لیول پر جا کر اپنی تجنید مکمل کریں۔بہت سارے آپ کو ایسے انصار بھی ملیں گے جو تجنید میں شامل نہیں ہیں اور چندہ کے نظام میں بھی شامل نہیں ہیں۔

۞ ......قائد ایثار نے بتایا کہ ہم وقار عمل کرواتے رہتے ہیں۔اس پر حضور نے فرمایا انصار بھی چیریٹی واک کریں۔برطانیہ میں انصار، خدام دونوں اپنی اپنی کرتے ہیں۔یہاں کے انصار، خدام دونوں علیحدہ علیحدہ وقت میں علیحدہ علاقوں میں کر سکتے ہیں۔مثلاً خدام فرینکفرٹ میں اور انصار ہیمبرگ میں کر سکتے ہیں۔

فرمایا: اگر بڑی عمر کے لوگ چیریٹی واک کریں تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔ان کو جیکٹس دیں اور جیکٹس کے اوپر چیریٹی واک کا لوگو ہو۔اسّی (80) سال کی عمر کے بزرگ اگر واک کریں تو اس کا بہت اچھا اثر ہوگا۔

فرمایا: خدام اور انصار نے اپنی اپنی چیریٹی واک کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ کا انتخاب کرنا ہے۔برلن (Berlin) میں کر سکتے ہیں۔دوسرے چھوٹے چھوٹے شہروں میں کر سکتے ہیں اور جو آمد ہے اس کا اسّی (80) فیصد لوکل چیریٹیز کو دیں اور باقی بیس فیصد بے شک ہیومینٹی فرسٹ کو دے دیں۔

فرمایا: اگر چیریٹیز کے لئے رقم اکٹھی کرنے کا رواج نہیں ہے تو یہاں اس رواج کا تعارف کروائیں اور پھر چیریٹیز کے لئے رقم اکٹھی کریں اور باقاعدہ ایک پروگرام کا انعقاد کر کے یہ رقم مختلف چیریٹیز کو دیں۔اس چیز کا تو تعارف یہاں کروائیں۔پریس اور میڈیا کو بھی Invite کریں۔

قائد ایثار نے بتایا کہ امسال ہم نے 93 درخت لگائے ہیں۔اس پر حضورانور نے فرمایا: آپ درخت لگانے کی تعداد بڑھائیں۔انصاراللہ یوکے کا اس سال دو ہزار درخت لگانے کا پروگرام ہے۔آپ کے یہاں

241 مجالس ہیں، ہر مجلس کم ازکم ایک ایک لگائے تو 241 درخت ہو جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: 241 مجالس میں سے ہر مجلس سے آپ کا وفد میئر کے پاس جائے اور اجازت لے۔ اجازت نہ ملے تو آپ کا فرض ادا ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جماعت کا تعارف ہو۔ جو درخت لگانے ہیں وہ انصار اپنے علیحدہ علیحدہ اور خدام اپنے علیحدہ لگا سکتے ہیں۔ اس طرح درخت بھی زیادہ لگیں گے اور تعارف بھی بڑھے گا۔

حضور انور نے فرمایا: سڑکیں صاف کرنا اچھی بات ہے۔ ان کو کم ازکم یہ پتہ لگ جائے کہ جماعت احمدیہ یہ کام کرتی ہے۔ تعارف کے بعد ہی تبلیغ کے میدان کھلتے ہیں۔ جو غلط تأثر مسلمانوں کے خلاف ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اپنے تبلیغی میدان کو بڑھائیں۔ وسعت دیں اور مجالس کو تاکید کریں کہ پودے لگائیں۔ اس کا آپ کا اچھا اثر پڑے گا اور غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ حضور انور نے فرمایا کھڑکی لگا رہے ہیں روشنی کے لئے تو اذان کی آواز بھی سن لیں۔

۞ ......قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہر سہ ماہی کا نصاب مقرر ہے اور امتحان لیا جاتا ہے۔ جو امتحان لیا گیا ہے اس میں 1497 انصار کے پرچے واپس آئے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ صف اول کے انصار نے زیادہ حصہ لیا ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا صف دوم کے انصار کو بھی اس طرف لے کر آئیں کہ وہ امتحان میں حصہ لیں۔ اصل یہ ہے کہ حصہ لینے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ اس طرح زیادہ سے زیادہ انصار نصاب کا مطالعہ کریں گے اور ان کا علم بھی بڑھے گا۔

۞ ......قائد تعلیم القرآن کو مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وقف عارضی کی طرف توجہ دیں اور انصار وقف عارضی کر کے قرآن کریم پڑھائیں۔ تلفظ ٹھیک کروائیں، انصار جو فارغ ہیں ان سے وقف عارضی کروائیں۔ مختلف جگہوں پر پندرہ دنوں کے لئے جا کر کام کریں۔ شعبہ تبلیغ کے ساتھ مل کر طے کریں۔ وقف عارضی کے دوران لیف لیٹس بھی تقسیم کریں۔ وقف عارضی کر کے تقسیم کریں۔ تعلیم القرآن کلاسز، تجوید کلاسز اور ترجمۃ القرآن کلاسز کا اجراء ہو۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح قرآن کریم کے سیمینار کروائیں اور یہ بات بھی اپنے جائزہ میں رکھیں کہ انصار روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ہوں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

۞ ......قائد تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال اب تک 41 بیعتیں کروائی ہیں اور ان کا تعلق چھ قوموں، البانین، جرمن، تیونس، کُرد، پاکستان اور بنگلہ دیش سے ہے۔ ان 41 نومبائعین میں سے جو انصار ہیں وہ انصار کے شعبہ تربیت نومبائعین کے پاس ہیں اور باقی جو لجنہ وغیرہ ہے وہ لجنہ کے انتظام کے

تحت ہے۔حضور انور نے فرمایا: نومبائعین کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ نظام کا فعال حصہ بن جائیں۔

سال 2013ء میں ہمارا یہ پروگرام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر سیمینار کریں گے۔ "Life of Muhammad" ایک ہزار کی تعداد میں تقسیم کریں گے اور تحفۂ قیصریہ بھی تقسیم کریں گے۔ اسی طرح تبلیغی میٹنگز اور تبلیغی سٹال کا بھی پروگرام ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے کریں۔

❖ ......قائد مال نے حضور انور کے استفسار پر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ چندہ دینے والے انصار کی تعداد 3674 ہے اور ہمارا سالانہ چندہ چار لاکھ، 88 ہزار 963 یورو ہے۔ 116 یورو فی کس سال کا ہے۔ہم ایک فیصد شرح پر چندہ لیتے ہیں۔لیکن ابھی اس میں کافی گنجائش ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ لوکل سیکرٹریان کو توجہ دلاتے رہیں اور اس طرح آپ کے چندہ میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

❖ ......قائد صحت جسمانی نے بتایا کہ ہم نے فٹبال ٹورنامنٹ کروایا تھا اس میں 145 مقامی مہمان آئے تھے۔اس پر حضور انور نے فرمایا: اولڈ پیپل ہوم (Old People Home) کو کرایہ خرچ کر کے لے آتے وہ خوش ہوجائیں گے کہ ہمیں لے آئے ہیں۔ دو وین کرایہ پر لینی پڑیں گی تو لے لیں۔کیا فرق پڑتا ہے۔ان کو لے کر آیا کریں۔اس طرح ان سے ایک رابطہ اور تعلق پیدا ہوجائے گا۔ پھر ان کو پڑھنے کے لئے لٹریچر وغیرہ بھی دیا جاسکتا ہے۔

❖ ......قائد تربیت نومبائعین نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت جرمن، تیونس، سربیا وغیرہ کے نومبائعین زیر تربیت ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کی تربیت کا یہ مطلب ہے کہ ان کو اپنے اندر سموئیں۔کام دیں اور ان کو یہ احساس ہو کہ یہ جماعت کا حصہ ہیں۔ان کی زبان جاننے والے ان کے ساتھ لگائیں۔تربیت اس طرح کریں کہ آپ کے ساتھ جُڑ جائیں اور اتنی تربیت کردیں کہ تین سال میں جماعت کی مین سٹریم (Main Stream) کا حصہ بن جائیں اور پاکستانی احمدیوں سے اگر ان کے کوئی شکوک وشبہات ہیں تو وہ دور ہوجائیں۔بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی غیر تربیت یافتہ پاکستانی احمدی کے رویّہ سے نالاں ہوتے ہیں۔

❖ ......قائد تحریک جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں چار لاکھ یورو کا ٹارگٹ ملا تھا وہ ہم نے پورا کردیا۔اس پر حضور انور نے فرمایا آپ مزید آگے بڑھ سکتے ہیں۔

❖ ......قائد وقف جدید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ پیسوں کی بجائے تعداد بڑھانے کی طرف توجہ دیں اور زیادہ سے زیادہ انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔کوئی محروم نہ رہے۔

❖ ......قائد اشاعت نے بتایا کہ ہم باقاعدہ اپنا رسالہ ''الناصر'' نکال رہے ہیں۔

......آڈیٹر کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ مرکز کے علاوہ مجالس کا بھی حساب چیک کیا کریں۔ اگر خود نہیں جاسکتے تو انسپیکٹرز کو بھجوایا کریں۔

......زعیم اعلیٰ فرینکفرٹ نے بتایا کہ یہاں ہماری 14 مجالس ہیں۔ ہم دورہ جات کر کے رابطہ کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آپ جو اجلاسات کرتے ہیں جرمن زبان میں بھی کیا کریں۔ ایک نہ ایک پروگرام، تقریر جرمن زبان میں ضرور ہو۔ اگر اجلاس میں شامل ہونے والے اسّی فیصد جرمن ہیں تو پھر اسّی فیصد جرمن زبان میں پروگرام ہونے چاہئیں۔ جو جرمن احمدی ہیں ان سے یہ تقاریر کروالیا کریں۔ اس طرح ان کی اپنی تربیت بھی ہوگی اور ان کی زبان میں بھی پروگرام ہوں گے۔

......تین اراکین خصوصی نے بتایا کہ ہمارے سپرد مختلف کام ہیں۔ جو بھی صدر صاحب انصاراللہ ہمارے سپرد کرتے ہیں وہ کام ہم بجالاتے ہیں۔

......معاون صدر نے بتایا کہ ہم دورہ جات کرتے ہیں۔ امسال 37 مجالس کے دورہ جات کئے ہیں۔ معاون صدر اور مجلس عاملہ کے ممبران نے مل کر اب تک 191 مجالس کے دورے کئے ہیں۔

نائب صدر صف دوم نے بتایا کہ جو خدام سے انصار میں شامل ہوں ان کو خط لکھ کر خوش آمدید کہتے ہیں۔ جو بھی ہمارا لائحہ عمل ہے اس کا سرکلر بھجواتے ہیں۔ وصیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا سائیکل چلانے کی طرف بھی توجہ دلاتے رہیں۔ تھوڑے ہیں جو چلاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سیر کا موضوع دے کر سال میں دو مضمون بھی لکھوالیا کریں۔ جو جرمن احمدی ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ Involve کریں اور سب کو Active کریں اور نظام کا فعال حصہ بنائیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: انصاراللہ اچھا کام کر رہی ہے مگر مَیں ان سے اور کام چاہتا ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 جنوری 2013ء)

فارغ انصار وقف عارضی کریں اور دوسروں کو قرآن کریم پڑھائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 15 دسمبر 2012ء کو جرمنی میں نیشنل مجلس عاملہ، مبلغین، ریجنل ولوکل امراء اور ذیلی تنظیموں کے صدور کے ساتھ میٹنگ میں عہدیداران کو نہایت اہم اور زریں ہدایات سے نوازا۔ صدر صاحب انصاراللہ جرمنی کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

بزرگ انصار مساجد کی تعمیر کے لئے فنڈز generate کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب انصاراللہ سے دریافت فرمایا کہ ''انصاراللہ کتنا تعاون کرتے ہیں؟ انصاراللہ تو سب سے زیادہ کمائی کرنے والے ہیں۔ صدر انصاراللہ نے بتایا کہ ان کی طرف سے پچھلے

سال ساڑھے چھ لاکھ کی وصولی ہوئی تھی۔اس دفعہ ہمارا پلان ہے کہ ایک ملین یورو جمع کروائیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ملین یوروز کم ازکم ٹارگٹ ہے۔آپ اس کو بڑھا بھی سکتے ہیں۔آپ کی ایک percentage بوڑھوں کی ایسی ہے جو کام نہیں کرتی اور سوشل الاؤنس لیتی ہے اور خرچ کچھ نہیں کرتے۔اپنے پیسے بچاتے ہیں۔سوشل الاؤنس لیتے ہیں اور خرچہ کوئی نہیں سوائے اس کے کہ کوئی زبردستی ناخلف بچے چھین لیں۔اس کے علاوہ کمانے والے اور کام کرنے والے انصار کی بھی اچھی خاصی percentage ہے جو معیاری چندہ ادا کرسکتی ہے۔اس کیلئے ایک سکیم بنائیں کہ کس طرح آپ مساجد کی تعمیر کیلئے فنڈز generate کرسکتے ہیں۔خدام الاحمدیہ اور لجنہ کو بھی چاہئے کہ اپنی سکیم بنائیں۔سٹال لگائیں یا پھر کچھ اور پروگرام رکھیں۔ایسے انصار جو فارغ ہیں ان کو کہیں کہ جا کر مارکیٹ میں بیٹھیں۔ہفتہ میں دو دن سٹال لگائیں۔ان کی انکم ہو اور وہ جمع کروائیں۔آپ تجربہ کرکے دیکھیں اور ان سٹالوں سے جو انکم ہو وہ مسجد فنڈ میں جائے۔چاہے وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ایک احساس تو ہوگا کہ ہم حصہ ڈال رہے ہیں۔

صدر صاحب انصار اللہ نے عرض کیا کہ ایک بات سامنے آئی ہے کہ جن جماعتوں میں مساجد بن جاتی ہیں ان کی طرف سے چندہ میں کمی آجاتی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ توجہ دلائیں، احساس پیدا کریں۔دو چار مقرر ایسے پیدا کریں جو تقریر کرسکیں۔ان جماعتوں میں ان مقررین کو بھجوا کریں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان میں دو تین ایسے لوگ ہیں جو چندہ اکٹھا کرنے کے حوالہ سے سارے پاکستان میں جماعتوں کو mobilize کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک تو جماعتوں کے اندر اعتماد پیدا کریں۔ان سے پیار اور محبت سے بات کریں۔ان کو یہ realize کروائیں کہ یہ اخراجات genuine ہیں۔مجھے بھی لوگ لکھتے رہتے ہیں اور بعض اپنے تحفظات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔جب یہ اعتماد قائم ہو جائے گا تو پھر آپ کو چندے بھی آنا شروع ہو جائیں گے۔اللہ کے فضل سے اس کے باوجود کہ لوگوں کو شکوے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی چندے دیتے ہیں۔لیکن آپ اس میں محبت اور پیار سے مزید بہتری پیدا کرسکتے ہیں۔

ذیلی تنظیمیں بھی مرکز سے اجازت حاصل کرکے مرکزی کتب شائع کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ جو Pathway to Peace کتاب ہے جس میں چار پانچ مختلف ایڈریسز ہیں اور جو خطوط میں نے سربراہانِ مملکت کو لکھے تھے وہ بھی اس میں شامل ہیں۔انصار اللہ یوکے نے یہ کتاب ازخود پانچ ہزار کی تعداد میں تقسیم کی ہے اور اب انصار اللہ یوکے ازخود آٹھ ہزار کی تعداد میں یہ کتاب چھپوا رہی ہے اور پھر یہ تقسیم بھی کریں گے۔اسی طرح یہاں بھی انصار اللہ کو کرنا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصار اللہ سے دریافت فرمایا کہ جو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی نے فلائرز (Flyers) تقسیم کئے ہیں اس میں انصاراللہ نے کیا کام کیا ہے؟ صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے بتایا کہ انہوں نے دولاکھ کی تعداد میں فلائرز تقسیم کئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے کم تقسیم کئے ہیں۔آپ خود بھی سکیم بنایا کریں۔اب انصاراللہ یوکے کو نہ تو مَیں نے کہا تھا اور نہ امیر صاحب یوکے نے کہا تھا کہ Pathway to Peace کو پرنٹ کرواؤ اور تقسیم کرو۔انہوں نے خود ہی سکیم بنائی ہے اور پرنٹ کروائی ہے۔جماعت پر بوجھ نہیں ڈالا۔اسی طرح آپ کو بھی کرنا چاہئے۔بہت سارالٹریچر ہے جس کا بوجھ جماعت پر ڈالتے ہیں کہ آپ شائع کروائیں۔ذیلی تنظیموں کا بھی کام ہے کہ باقاعدہ اجازت حاصل کر کے یہ مرکزی کتابیں خود بھی شائع کروایا کریں اور پھر تقسیم بھی کیا کریں۔اب آپ کو کچھ active ہونا پڑے گا۔

انصار وقف عارضی کریں اور قرآن کریم پڑھائیں

نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی سے مخاطب ہوتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصاراللہ کے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو فارغ بیٹھے ہیں اور کوئی کام نہیں۔ان میں سے جن کو قرآن کریم آتا ہے وہ وقفِ عارضی کریں اور اپنی جماعتوں کو قرآنِ کریم پڑھایا کریں۔معلمین اور مربیان تو یہاں اتنے نہیں ہیں کہ ہر سینٹر میں موجود ہوں اس لئے ہر سینٹر میں weekend پر قرآنِ کریم پڑھانے کیلئے انصار وقفِ عارضی کریں تو کافی مدد ہو جائے گی۔اور جو انصار فارغ بیٹھے ہیں ان کی مصروفیت بھی ہو جائے گی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ تعلیم القرآن کی کیا سکیم ہے؟ اس پر سیکرٹری تعلیم القرآن ووقفِ عارضی نے بتایا کہ نصاب کے مطابق قرآن کلاس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اس کلاس میں 25 سے 30 لوگ شامل ہوتے ہیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کی زیادہ publicity کریں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔اس کا اعلان جماعتوں کو دیں اور چھوٹی جماعتوں کے صدران کو دیں کہ وہ اپنی مسجدوں، سینٹرز میں اعلان کریں اور اسی طرح ذیلی تنظیموں کو بھی دیں۔اس میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شامل کرنے کی کوشش کریں اور proper فالواَپ (follow up) کریں۔

انصاراللہ کو جماعتی نظام کے ساتھ مل کر رشتہ ناطہ کے مسائل حل کرنے چاہئیں

اس کے بعد سیکرٹری رشتہ ناطہ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ

رشتہ ناطہ کیلئے ایک مرکزی طور پر بھی کمیٹی ہونی چاہئے اور ایک مقامی طور پر بھی۔ اسی طرح ریجنل لیول پر بھی ہو۔ کمیٹی میں ذیلی تنظیموں کے صدر شامل ہونے چاہئیں۔ لجنہ کی صدر بھی شامل ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لجنہ کے اندر رشتہ ناطہ کا کوئی شعبہ نہیں ہے اور نہ لجنہ کو کوئی اختیار ہے۔ اسی طرح سیمینار (Seminar) منعقد کرنے کا اختیار نہ لجنہ کو ہے اور نہ خدام الاحمدیہ کو اور نہ ہی انصاراللہ کو ہے۔ جو بھی کرنا ہے وہ جماعتی طور پر، مرکزی طور پر ہونا چاہئے اور اگر ریجنل سطح پر کرنا ہے تو ریجنل امراء کے تحت ہونا چاہئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 8 فروری 2013ء)

❖ اس میٹنگ کی رپورٹ کا کچھ حصہ اگلے ہفتہ کے الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوا جس میں فرمایا۔ انصاراللہ والے ہر اس شخص کو تجنید میں شامل کریں جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے

نیشنل جنرل سیکرٹری صاحب، ذیلی تنظیمیں جس میں خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ شامل ہیں ان سب کا فرض ہے کہ کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے خواہ وہ چندہ دیتا ہے یا نہیں، نمازیں پڑھتا ہے یا نہیں آپ نے اس کو اپنی تجنید میں شامل کرنا ہے۔ اور اُس کے بعد ذیلی تنظیموں کا بھی کام ہے اور سیکرٹری تربیت کا بھی کام ہے کہ اُن کی تربیت کر کے اُن کو قریب لائیں۔ جب تک وہ خود انکار کر کے اپنے آپ کو جماعت سے باہر نہیں نکالتے تب تک آپ نے اس کو تجنید میں سے نہیں نکالنا۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ سیکرٹری مال، یا قائد مال کی یا پھر مہتمم مال کی اپنی جو تجنید ہے یا جو اس کے پاس انفارمیشن ہیں وہ جماعتی تجنید کے Data کے ساتھ ٹیلی (tally) کر رہی ہو۔ یہ دونوں بہرحال مختلف ہوں گے اور ہونے چاہئیں کیونکہ تجنید ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے اور چندہ دہندگان کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اگر یہ دونوں ایک جیسے ہیں تو پھر آپ کا ریکارڈ درست نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کا کام ہے کہ وہ اپنے تجنید کے شعبہ کو فعال کریں۔ اسی طرح جنرل سیکرٹری صاحب تمام جماعتوں میں اور حلقوں میں اپنے متعلقہ سیکرٹری کو کہیں کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ مختلف جگہوں پر جو شخص بھی عید پڑھنے آتا ہے۔ کمزور سے کمزور ایمان والا بھی سال میں کم از کم عید تو پڑھ لیتا ہے۔ اگر وہ جماعت احمدیہ کی مسجد میں عید پڑھنے آتا ہے اور نیا چہرہ ہے تو اس سے پوچھیں کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ اگر وہ کہتا ہے کہ وہ احمدی ہے تو پھر اسے کہیں کہ ہم نے تجنید میں شامل کر دیا ہے۔ آپ اپنا پتہ اور دیگر معلومات دے دیں۔ چندہ دینا یا نہ دینا علیحدہ بات ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ اگر تم سے رابطہ کرنا ہو تو کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اس طرح تجنید میں شامل کر کے پھر اُسے جماعت کے قریب لائیں۔

عہدیداران سن کر اس پر عمل بھی کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام عہدیداران کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: عہدیداران اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، نمازیں پڑھیں، مسجدیں آباد کریں۔ یہاں خطبات سننے کی طرف کافی توجہ ہے لیکن اس پر عمل بھی کریں۔ صرف یہ نہ کہیں کہ فلاں واقعہ بڑا اچھا لگا بلکہ اس پر عمل بھی کریں۔ اسی طرح اور بھی تربیتی پہلو ہیں اگر اُن سب کو مدِّنظر رکھیں تو عہدیدار ہی انقلاب لانے والے بن جائیں گے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 15 فروری 2013ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

انصاراللہ کو جماعتی نظام کے ساتھ مل کر رشتہ ناطہ کے مسائل حل کرنے چاہیئے

سیکرٹری رشتہ ناطہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ رشتہ ناطہ کیلئے ایک مرکزی طور پر بھی کمیٹی ہونی چاہیئے اور ایک مقامی طور پر بھی۔ اسی طرح ریجنل لیول پر بھی ہو۔ کمیٹی میں ذیلی تنظیموں کے صدر شامل ہونے چاہئیں۔ لجنہ کی صدر بھی شامل ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لجنہ کے اندر رشتہ ناطہ کا کوئی شعبہ نہیں ہے اور نہ لجنہ کو کوئی اختیار ہے۔ اسی طرح سیمینار منعقد کرنے کا اختیار نہ لجنہ کو ہے اور نہ خدام الاحمدیہ کو اور نہ ہی انصاراللہ کو ہے۔ جو بھی کرنا ہے وہ جماعتی طور پر، مرکزی طور پر ہونا چاہیئے اور اگر ریجنل سطح پر کرنا ہے تو ریجنل امراء کے تحت ہونا چاہیئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 8 فروری 2013ء)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

باب یازدہم

2013ء

کے

ارشادات وفرمودات

- آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت کی وجہ سے داڑھی رکھ لیں
- عہدیداران کی داڑھی ہونی چاہیے
- ذمہ داریوں کو پورے دل، نیک نیتی انتہائی درجہ کی ایمانداری سے کرنے کی کوشش کریں
- نوجوانوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب ذیلی تنظیمیں دیں
- مجلس عاملہ کا ہر ممبر سال میں ایک بیعت کروائے
- ذیلی تنظیموں کے چندوں کا بقایادار ذیلی تنظیم اور جماعت کا عہدیدار نہیں بن سکتا
- انصار کی نمازوں کا ریکارڈ رکھیں
- قرآن کریم جاننے والے انصار، وقف عارضی کے دوران کلاسز لیں
- انصاراللہ کی تنظیم لائبریری میں قرآن کریم رکھوائے

آنحضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت کی وجہ سے داڑھی رکھ لیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیت الرحمٰن ویلنسیا (سپین) میں مورخہ 30 مارچ 2013ء کو اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ فرانس کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ یہ وفد فرانس سے مسجد بیت الرحمٰن کے افتتاح کے موقع پر سپین آیا تھا۔

❁ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب انصار اللہ فرانس کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ پہلے پرانی ہدایات پر تو عمل کر لیں۔ پھر نئی ہدایات لیں۔ انصار اللہ کو تبلیغ کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ آپ اپنے لئے سو بیعتوں کا ٹارگٹ رکھیں۔ فرانس کے بارڈر کا وہ حصّہ جو سپین کے ساتھ لگتا ہے اُس علاقہ میں کام کریں اور باقاعدہ منصوبہ بنا کر کام کریں۔

❁ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ خادم جب تک وہ چالیس سال کا ہوتا ہے جوان رہتا ہے اور سارے کام بڑی چستی سے کرتا ہے جب 41 ویں سال میں قدم رکھتا ہے اور انصار اللہ میں چلا جاتا ہے تو اپنے کام میں بھی سست ہو جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ اپنے انصار کو Active کریں، فعّال بنائیں اور انہیں انصار اللہ کے بارہ میں تفصیل سے بتائیں اور ’’ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ ‘‘ کے معانی بتائیں تا کہ انہیں علم ہو کہ ہم کون ہیں اور ہماری کیا ذمّہ داریاں ہیں۔

❁ قائد عمومی نے بتایا کہ فرانس میں انصار کی تعداد 180 ہے اور ہماری پندرہ مجالس ہیں اور نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کی تعداد 19 ہے۔

❁ حضور انور نے فرمایا۔ تمام قائدین اپنے اپنے شعبہ کو دیکھیں اور اپنے اپنے لائحہ عمل کے مطابق کام کو آگے بڑھائیں۔ آپ کی انصار کی کل تجنید 180 ہے اور 19 تو آپ کی نیشنل عاملہ کے ممبران ہیں۔ اگر ایک ایک ممبر 10 انصار کو بھی سنبھالے اور انہیں فعال کرے اور ارادہ کرے کہ ہر ممبر کو ہر چیز میں involve کرنا ہے تو آپ کی مجلس انصار اللہ دنیا کی ایک مثالی اور آئیڈیل (Ideal) مجلس انصار اللہ بن سکتی ہے۔ پھر ان کے سپرد مختلف علاقے کریں تو بہت اچھا کام ہو سکتا ہے تو اس طرح آپ ان کو مستعد کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ صدر مجلس نے جو لائحہ عمل بنایا ہوا ہے آپ سب اس پر عمل کریں اور پختہ ارادہ اور عزم سے کام کریں تو خدا تعالیٰ آپ کے کام میں برکت ڈال دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوروں کے دوران مَیں مختلف ممالک کی مجالس عاملہ انصار اللہ کو ہدایات دیتا ہوں اور وہ اخبار الفضل میں رپورٹس میں شائع ہوتی ہیں۔ آپ وہ بھی پڑھا کریں۔ یہ سب مجالس انصار کے لئے ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ انصار اللہ کی عمر ایسی ہے کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھی ہوئیں ان کو تھوڑی

تھوڑی داڑھیاں رکھ لینی چاہئیں۔حضور انور نے فرمایا آپ نے جو عہدیدار رکھنے ہوں، اُن کا انتخاب کیا کریں جن کی داڑھیاں ہوں، سوائے اس کے کہ قحط الرجال ہو، داڑھی والا آپ کو کوئی مل ہی نہ رہا ہو۔ حضور انور نے فرمایا کم ازکم جو اسلامی شعار ہیں ظاہراً تو نظر آنے چاہئیں باقی باطن کو تو خدا جانتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے بھی داڑھی رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے فرمایا۔ایک مخالف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کہا کہ آپ کا دعویٰ تو نبوّت کا ہے۔ لیکن آپ کے پیرو داڑھی بھی نہیں رکھتے۔اس پر آپؑ نے فرمایا۔مولوی جی!افسوس،آپ کا تو داڑھی کی طرف خیال ہے اور ہمارا ایمان کی طرف ہے جب ان میں ایمان پختہ ہو جائے گا تو داڑھی بھی رکھ لیں گے۔کیونکہ جب یہ دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک تھی اور ہمارے پیشوا کی بھی داڑھی ہے تو خود بخود اپنی داڑھی رکھ لیں گے۔

حضور انور نے فرمایا۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کی وجہ سے داڑھی رکھ لیں۔آپ محض محبت کی وجہ سے داڑھی رکھیں گے تو آپ کی ان دونوں مبارک وجودوں سے بہت زیادہ محبت بڑھے گی۔

صدر صاحب مجلس نے بتایا کہ 40 فیصد انصار کی داڑھیاں موجود ہیں۔اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو باقی ہیں ان کی بھی ہونی چاہئیں۔اور خصوصاً مجلس عاملہ کے ہر ممبر اور عہدیدار کی داڑھی ہونی چاہیئے۔ہر ایک کو اسلامی شعار کا خیال ہونا چاہیئے۔

❁ قائد تعلیم سے حضور انور نے دریافت فرمایا۔آپ نے سالانہ امتحان میں کونسی کتاب رکھی ہوئی ہے؟ جس پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا ''پیغام صلح'' ہے۔حضور انور نے فرمایا آپ کی 19 ممبران کی نیشنل مجلس عاملہ ہے آپ نوٹ کرلیں کہ ہر عاملہ کا ممبر امتحان میں شامل ہو۔پھر مجالس کی عاملہ ہیں۔ہر مجلس کی عاملہ کا ہر ممبر امتحان میں شامل ہو۔اگر کسی ممبر کی طرف سے پرچہ کا جواب نہیں ملتا تو اس سے پوچھیں اور follow up کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 اپریل 2013ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

عہدیداران کی داڑھی ہونی چاہیئے

7 اپریل 2013ء کو نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ سپین میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''صدر جماعت کے لئے داڑھی رکھنا بہت ضروری ہے۔جو دونوں صدر یہاں بیٹھے ہیں نوٹ کریں۔ سوائے اس کے کہ کسی کو کوئی بیماری ہے،الرجی ہے تو وہ زیرو نمبر کی مشین ہی استعمال کرلے۔بہرحال عہدیداران کی داڑھی ہونی چاہیئے۔اس طرف سب توجہ دیں''۔ (الفضل انٹرنیشنل 10 مئی 2013ء)

عہدیداران انصاف کے ساتھ اپنے عہدوں اور تفویض کردہ کاموں کو سرانجام دیں

ہر عہدیدار کی کسی بھی قسم کی کمزوری جماعت کو متاثر یا بدنام کر سکتی ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 12 اپریل 2013ء کو خطبہ جمعہ میں تشہد، تعوذ سورۃ فاتحہ اور سورۃ النساء کی آیت 59 کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یہ سال جیسا کہ تمام جماعتیں جانتی ہیں، جماعت میں انتخابات کا سال ہے۔ ہر تین سال بعد انتخابات ہوتے ہیں۔ امراء، صدران اور دوسرے مختلف عہدیداران کے انتخابات کئے جاتے ہیں۔ بعض جماعتوں میں یہ انتخابات شروع بھی ہو چکے ہیں۔ بڑی جماعتوں میں جو مجالسِ انتخابات منتخب ہوتی ہیں، اُن کے انتخابات ہو رہے ہیں۔ یہ مجالسِ انتخاب پھر اپنے عہدیداران کا انتخاب کرتی ہیں۔ بہرحال جماعت کے انتظامی ڈھانچے کو صحیح رنگ میں چلانے کے لئے جہاں یہ انتخابات ضروری ہیں، وہاں اس کام کو احسن رنگ میں آگے بڑھانے کے لئے، عہدوں کا حق ادا کرنے کے لئے صحیح افراد کا انتخاب بھی بہت ضروری ہے۔ اور یہ ایسا اہم امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس امر کی طرف مومنین کو توجہ دلائی ہے اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ تمہیں کس قسم کے عہدیداران منتخب کرنے چاہئیں اور عہدیداروں کو توجہ دلائی کہ صرف عہدے لینا کافی نہیں بلکہ اس کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے اور حق ادا نہ کرنے کی صورت میں تم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے بنتے ہو۔

بہترین شخص کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کریں

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے، اس میں اس بات کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔ اس آیت میں پہلی ذمہ داری رائے دہی کا حق ادا کرنے والوں کی ہے کہ عہدہ ایک امانت ہے اس لئے تمہاری نظر میں جو بہترین شخص ہے اُس کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کرو۔ ووٹ دینے سے پہلے یہ جائزہ لو کہ آیا یہ اس عہدہ کا اہل بھی ہے کہ نہیں۔ جس کے حق میں تم ووٹ دے رہے ہو یا ووٹ دینا چاہتے ہو وہ اس عہدہ کا حق ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے یا نہیں؟ جتنی بڑی ذمہ داری کسی کے سپرد کرنے کے لئے آپ خلیفہ وقت کو مشورہ دینے کے لئے جمع ہوئے ہیں، اُتنی زیادہ سوچ بچار اور دعا کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ یہ شخص مجھے پسند ہے تو اُسے

ووٹ دیا جائے۔ یا فلاں میرا عزیز ہے تو اُسے ووٹ دیا جائے۔ یا فلاں میرا برادری میں سے ہے، شیخ ہے، جٹ ہے، چوہدری ہے، سیّد ہے، پٹھان ہے، راجپوت ہے، اس لئے اُس کو ووٹ دیا جائے۔ کوئی ذات پات عہدیدار منتخب کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جواب طلبی صرف عہدیدار کی نہیں کرتا کہ کیوں تم نے صحیح کام نہیں کیا۔ بلکہ ووٹ دینے والے بھی پوچھے جائیں گے کہ کیوں تم نے رائے دہی کا اپنا حق صحیح طور پر استعمال نہیں کیا۔

ووٹ ڈالنے سے قبل دعا کریں

اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں یہ فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔ کہ اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔ یہ ووٹ ڈالنے والوں کے لئے بھی ہے کہ اگر تمہیں کسی کے بارے میں صحیح معلومات نہیں تو خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے خدا! تیری نظر میں جو بہترین ہے، اُسے ووٹ ڈالنے کی مجھے توفیق عطا فرما۔ اور نیک نیتی سے کی گئی اس دعا کو خدا تعالیٰ جو سمیع و بصیر ہے، وہ سنتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بصیر بھی ہے۔ اُس کی تمہارے عملوں پر گہری نظر ہے۔ خدا تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ دلوں کی پاتال تک سے واقف ہے۔ پس جب مومنین کی جماعت خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہوئے عہدیدار منتخب کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ مومنین کا مددگار بھی ہو جاتا ہے۔ جماعتی نظام میں تو ہماری یہ روایت ہے کہ ہر کام سے پہلے ہم دعا کرتے ہیں، دعا سے کام شروع کرتے ہیں۔ انتخابات سے پہلے بھی دعا کروائی جاتی ہے۔ اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے رہنمائی لیتے ہوئے انتخابات کی کارروائی کی جائے تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔

کثرت رائے کا احترام کرنا چاہئے

پس ہر ووٹ دینے والا اپنے ووٹ کی، اپنے رائے دہی کے حق کی اہمیت کو سمجھے۔ ہر قسم کے ذاتی رجحانات یا ذاتی پسندوں اور ذاتی تعلقات سے بالا ہو کر جس کام کے لئے کسی کو منتخب کرنا چاہتے ہیں، اُس کے حق میں اپنی رائے دیں۔ پُرانے احمدی تو جانتے ہیں، نئے آنے والوں پر بھی واضح ہونا چاہئے، نوجوانوں پر بھی واضح ہونا چاہئے کہ انتخابات میں رائے دی جاتی ہے۔ حتمی فیصلہ خلیفۂ وقت کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کسی کے حق میں کثرت کے باوجود بعض وجوہات کی بنا پر دوسرے کو (عہدیدار) بنا دیا جاتا ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ بعض مقامی عہدیداروں کے انتخابات کی حتمی منظوری اگر ملکی امیر دیتا ہے تو اُسے قواعد اس کی اجازت دیتے ہیں۔ کثرتِ رائے سے اختلاف کا وہ حق رکھتا ہے لیکن امراء کو کثرتِ رائے کا عموماً احترام کرنا چاہئے اور یہ بات نوٹ کر لیں، خاص طور پر انگلستان اور یورپ کے ممالک اور امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا کے ممالک کہ مقامی انتخابات میں قواعد نیشنل امیر کو اجازت دیتے ہیں کہ اگر وہ تبدیلی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

لیکن جن ملکوں کے میں نے نام لئے ہیں، اِس دفعہ کے الیکشن کیلئے اگر کوئی تبدیلی کرنی ہوگی تو اس کے لئے بھی مجھ سے پہلے پوچھنا ہوگا۔ یہاں سے منظوری لیں گے۔ امراء خود تبدیلی نہیں کریں گے۔ باقی پاکستان یا بھارت یا جو دیگر ممالک ہیں، وہ حسبِ قواعد مقامی انتخابات کے لئے منظوری کی کارروائی کر سکتے ہیں اور ہر ملک کی جو نیشنل عاملہ ہے اور بعض اور عہدیداران جو ہیں، اُن کی بہرحال یہیں مرکز سے منظوری لی جاتی ہے۔ خلیفۂ وقت سے منظوری لی جاتی ہے۔

اس آیت میں تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:59) کہا گیا ہے۔ یہ عہدیداران کے لئے بھی ہے۔ بعض عہدے یا بعض کام ایسے ہیں جو بغیر انتخاب کے نامزد کر کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً سیکرٹری رشتہ ناطہ ہے، اس کا عہدہ ہے یا خدمت ہے یا بعض شعبوں میں بعض لوگوں کو کام تفویض کئے جاتے ہیں تو امیر جماعت یا صدر جماعت یا متعلقہ سیکرٹری اگر کسی کو ایسے کام دیتے ہیں تو صرف ذاتی پسند اور تعلق پر نہ دیا کریں بلکہ افرادِ جماعت کا تفصیلی جائزہ لیں اور یہ جائزہ لے کر پھر اُن میں سے جو بہترین نظر آئے اُسے کام سپرد کرنا چاہئے ورنہ یہ خویش پروری ہے اور اسلام میں ناپسند ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنے کسی دوست یا عزیز کو کوئی کام سپرد کرتا ہے اور اُس کی بظاہر اُس کام کے لئے لیاقت بھی ہے تو پھر بعض لوگ جن کو اعتراض کرنے کی عادت ہے وہ بلا وجہ یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ اس نے اپنے قریبی کو فلاں عہدہ دے دیا۔ اُن کو یہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ کسی عہدیدار کا، کسی امیر کا عزیز ہونا یا قریبی ہونا کوئی گناہ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اُس شخص کو خدمت سے محروم کر دیا جائے۔ یہ بات مَیں نے اس لئے واضح کر دی کہ بعض لوگوں کی طرف سے اس طرح کے اعتراض آ جاتے ہیں۔

عہدیداران انصاف کے ساتھ اپنے کاموں کو سرانجام دیں

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عہدیداروں کو فرمایا ہے کہ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ کہ انصاف کے ساتھ اپنے عہدوں اور تفویض کردہ کاموں کو سرانجام دو۔ اگر عدل نہیں ہوگا، انصاف نہیں ہوگا، خویش پروری ہوگی یا قرابت داری کا لحاظ رکھا جائے گا یا ایک کارکن سے ضرورت سے زیادہ باز پرس اور دوسرے سے بلاضرورت صَرفِ نظر ہوگی تو انصاف قائم نہیں رہ سکتا۔ اور جب انصاف قائم نہ ہو تو پھر کام میں برکت نہیں پڑتی، پھر اچھے نتائج کے بجائے بدنتائج نکلتے ہیں۔ اسی طرح صرف کام کرنے والوں کا ہی معاملہ نہیں ہے بلکہ ہر فردِ جماعت کے ساتھ انصاف پر مبنی تعلقات ہونے چاہئیں اور فیصلے اُس کے مطابق ہونے چاہئیں۔ یہ نہیں کہ فلاں شخص فلاں کا دوست ہے یا فلاں کا عزیز ہے یا فلاں خاندان کا ہے تو اُس سے اَور سلوک اور دوسرے سے اَور سلوک۔ اگر یہ باتیں ہوں تو یہ چیزیں پھر جماعت میں بے چینی پیدا کرتی ہیں۔ اسی طرح جب خلیفۂ وقت کی طرف سے رپورٹ کے لئے کہا جائے تو پھر رپورٹ بھی صحیح ہونی چاہئے کہ حکم تو تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ کا ہے۔

لیکن خلیفۂ وقت کو اگر غلط رپورٹ ہوگی تو خلیفۂ وقت سے بھی غلط فیصلہ ہو جائے گا اور غلط فیصلہ کروا کر اُسے بھی اپنے ساتھ گنہگار بنا رہے ہوں گے اور خود تو خیر بن ہی رہے ہوں گے۔ پس ہمیشہ جماعتی کاموں میں ان چیزوں کو مدّنظر رکھنا چاہئے۔ ہر کام، ہر خدمت جو دی جائے، اُس کو انتہائی سوچ بچار کر اور ایمانداری سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پس عہدے کوئی بڑائی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ دعاؤں کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ سمیع ہے، وہ تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے، خاص طور پر جب خدا تعالیٰ کے حکموں پر پورا اترنے کی دعائیں کی جائیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور شاملِ حال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح رائے دینے والے پر، ووٹ دینے والے پر گہری نظر رکھنے والا ہے، اُسی طرح عہدیدار پر بھی اُس کی گہری نظر ہے۔ اگر اپنی ذمہ داری نہیں نبھائیں گے، اگر عدل اور انصاف سے فیصلے نہیں کریں گے، اگر اپنے کاموں کو اُن کا حق ادا کرتے ہوئے نہیں بجالائیں گے تو پھر خدا تعالیٰ جو ہر چیز کو دیکھ رہا ہے، وہ فرماتا ہے پھر تم پوچھے بھی جاؤ گے۔ تمہاری جواب طلبی ہوگی۔ پس یہ ہر اُس شخص کے لئے بہت خوف کا مقام ہے جس کے سپرد کوئی نہ کوئی خدمت کی جاتی ہے۔ لوگوں کو عُہدوں کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن اگر اُن کو پتہ ہو کہ یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس کا حق ادا نہ کرنے پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی بھی ہو سکتی ہے اور اُس کی گرفت بھی ہو سکتی ہے تو ہر عہدیدار سب سے بڑھ کر، دوسروں سے بڑھ کر دن اور رات استغفار کرنے والا ہو۔

عہدیدار منظوری آنے کے بعد بندھن میں بندھ جاتا ہے

ہر عہدیدار کو یاد رکھنا چاہئے کہ ووٹ حاصل کرنے کے بعد یا عہدہ کی منظوری آ جانے کے بعد وہ آزاد نہیں ہو گیا۔ بلکہ ایسے بندھن میں بندھ گیا ہے جس کو نہ نبھانے کی صورت میں یا اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق نہ بجالانے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والا بھی ہو سکتا ہے۔ ہر عہدیدار نے ہر فردِ جماعت کا حق بھی ادا کرنا ہے اور جماعت کا مجموعی طور پر بحیثیت جماعت بھی حق ادا کرنا ہے۔ کیونکہ ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ مَیں ایک جماعتی عہدیدار ہوں اور کسی بھی قسم کی میری کمزوری جماعت کو متاثر کر سکتی ہے یا جماعت کے نام کو بدنام کرنے والی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اُسے یہ حق بھی ادا کرنے والا ہونا چاہئے اور پھر اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے دینی حقوق کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کی بھی مثال قائم کرنی چاہئے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے، مَیں اس میں جو مرضی کروں۔ جماعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے مجھے آزادی ہے جو چاہوں مَیں کروں۔ ہر عہدیدار کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اُس کی ذات بھی اب ہر معاملے میں جماعتی مفادات کے تابع ہے۔

پس یہ سوچ ہے جو ہر عہدیدار کو پیدا کرنی چاہئے اور ایسی سوچ رکھنے والوں کو ہی حقِ رائے دینے والوں

کو یا ووٹ دینے والوں کو منتخب کرنا چاہئے۔ یا دوسرے لفظوں میں جن کا تقویٰ کا معیار بلند ہو اُنہیں عہدیدار بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہمارا دعویٰ اس زمانے کے امام کو مان کر تقویٰ کے معیاروں کو بلند کرنے کا ہے، اپنے ذمہ کی گئی امانتوں کا دوسروں سے بڑھ کر حق ادا کرنے کا یہ دعویٰ ہے تو ہمیں بہت فکر سے اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المؤمنون:9) اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے سپرد کی گئی امانتوں کو سرسری طور پر ادا نہیں کرنا بلکہ گہرائی میں جا کر تمام باریکیوں کو سامنے رکھ کر اپنے کام سرانجام دینے ہیں۔

پس منتخب کرنے والوں کو بھی ایسے لوگوں کو منتخب کرنا چاہئے جو اپنے کاموں میں سنجیدہ ہوں اور منتخب شدہ لوگوں کو بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کیا ہے سب سے زیادہ اُس کی پابندی عہدیداران کو کرنی چاہئے، چاہے وہ کسی بھی سطح کے عہدیدار ہوں۔

عہدے کی خواہش اسلامی تعلیم کے خلاف ہے

عہدے یا خدمت کرنے کی خواہش کا جذبہ تو جیسا کہ مَیں نے کہا بہت رکھتے ہیں حالانکہ عہدے کی خواہش تو ہونی بھی نہیں چاہئے۔ یہ تو ویسے ہی اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اگر خدمت کا جذبہ ہے اور اس کی خواہش ہے تو پھر جو خدمت سپرد کی جائے یا کوئی عہدہ سپرد کیا جائے تو پھر خدمت کرنے والوں کو، عہدیداروں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے تمام عہد پورے کئے بغیر کام نہیں ہوسکتا۔ اور عہد کس طرح پورے ہوں گے؟ اور کس معیار سے پورے ہوں گے؟ اور کیا معیار اس کا ہونا چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

خدا تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں ذکر فرمایا ہے۔ (یعنی آیتِ کریمہ) وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ...... جو صرف اپنے نفس میں یہی کمال نہیں رکھتے جو نفسِ امّارہ کی شہوات پر غالب آ گئے ہیں اور اس کے جذبات پر اُن کو فتح عظیم حاصل ہوگئی ہے بلکہ وہ حتی الوسع خدا اور اُس کی مخلوق کی تمام امانتوں اور تمام عہدوں کے ہر ایک پہلو کا لحاظ رکھ کر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور جہاں تک طاقت ہے اُس راہ پر چلتے ہیں"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 207)

فرمایا: "لفظ "رَاعُوْنَ" جو اس آیت میں آیا ہے جس کے معنی ہیں رعایت رکھنے والے۔ یہ لفظ عرب کے محاورہ کے موافق اُس جگہ بولا جاتا ہے جہاں کوئی شخص اپنی قوت اور طاقت کے مطابق کسی امر کی باریک راہ پر

چلنا اختیار کرتا ہے اور اس امر کے تمام دقائق بجالانا چاہتا ہے“۔(یعنی باریک ترین پہلو بجالانا چاہتا ہے)۔ ”اور کوئی پہلو اُس کا چھوڑنا نہیں چاہتا۔پس اس آیت کا حاصل مطلب یہ ہوا کہ وہ مومن جو......حتی الوسع اپنی موجودہ طاقت کے موافق تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارتے ہیں اور کوئی پہلو تقویٰ کا جو امانتوں یا عہد کے متعلق ہے، خالی چھوڑنا نہیں چاہتے اور سب کی رعایت رکھنا اُن کا ملحوظِ نظر ہوتا ہے اور اس بات پر خوش نہیں ہوتے کہ موٹے طور پر اپنے تئیں امین اور صادق العہد قرار دے دیں“۔(اپنے آپ کو امین سمجھیں یا وعدے پورے کرنے والا قرار دے دیں)”بلکہ ڈرتے رہتے ہیں کہ در پردہ اُن سے کوئی خیانت ظہور پذیر نہ ہو۔پس طاقت کے موافق اپنے تمام معاملات میں توجہ سے غور کرتے رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ اندرونی طور پر اُن میں کوئی نقص اور خرابی ہو اور اسی رعایت کا نام دوسرے لفظوں میں تقویٰ ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 208-207)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔"خلاصہ مطلب یہ کہ وہ مومن جو......اپنے معاملات میں خواہ خدا کے ساتھ ہیں، خواہ مخلوق کے ساتھ بے قید اور خلیع الرسن نہیں ہوتے بلکہ اس خوف سے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی اعتراض کے نیچے نہ آجاویں اپنی امانتوں اور عہدوں میں دُور دُور کا خیال رکھ لیتے ہیں اور ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقویٰ کی دُوربین سے اُس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ در پردہ اُن کی امانتوں اور عہدوں میں کچھ فتور ہو۔اور جو امانتیں خدا تعالیٰ کی اُن کے پاس ہیں جیسے تمام قویٰ اور تمام اعضاء اور جان اور مال اور عزت وغیرہ ان کو حتی الوسع اپنی پابندی تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے رہتے ہیں اور جو عہد ایمان لانے کے وقت خدا تعالیٰ سے کیا ہے کمال صدق سے حتی المقدور اُس کے پورا کرنے کے لئے کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ایسا ہی جو امانتیں مخلوق کی اُن کے پاس ہوں یا ایسی چیزیں جو امانتوں کے حکم میں ہوں، اُن سب میں تا بمقدور تقویٰ کی پابندی سے کاربند ہوتے ہیں۔اگر کوئی تنازع واقع ہو تو تقویٰ کو مدّنظر رکھ کر اُس کا فیصلہ کرتے ہیں۔گو اس فیصلہ میں نقصان اُٹھالیں......"

فرمایا:”......انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوش نما خط وخال ہیں۔اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں، جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں۔ان کو جہاں تک طاقت ہو،ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا، یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔اور خدا تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا

ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآنِ شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتّی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی اُن کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 208 تا 210)

پس جب تک تقویٰ کے معیار اونچے نہیں ہوں گے، اُس وقت تک اپنی امانتوں اور عہدوں کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ امانتیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، خدا تعالیٰ کی بھی ہیں اور بندوں کی بھی۔ اور ایک عہدیدار خاص طور پر دونوں طرح کی امانتوں کا امین متصور ہوتا ہے اور ہے۔

پس مَیں پھر افرادِ جماعت کو، جنہوں نے اپنے عہدیدار منتخب کرنے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے، اُن کے حق میں رائے دیں جو دونوں طرح کی امانتوں اور عہدوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر طرح جماعت کا تقویٰ کا معیار بھی بلند ہو۔ جب ہر ووٹ دینے والے کا تقویٰ کا معیار بلند ہو گا تبھی یہ حالت ہو گی۔ پس جماعت کے ہر فرد کو اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے معیاروں کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عہدیدار جیسا کہ مَیں نے کہا، افرادِ جماعت نے منتخب کرنے ہیں اور افرادِ جماعت میں سے منتخب ہونے ہیں، اس لئے وہ چند خوبیاں جو ہم میں سے ہر ایک میں بحیثیت مومن ہونی چاہئیں اور خاص طور پر عہدیداروں میں ہونی چاہئیں، اُن کا مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔

عہدوں کی پابندی کی بات ہے تو سب سے پہلے اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر جماعت میں عہدوں کی پابندی کا معیار بلند ہو گا تو عہدیداروں کا عہدوں کی پابندی کا معیار بھی بلند ہو گا۔ بندوں کے حقوق میں سے جن کی ادائیگی میں کمزوری ہے، وہ اپنے معاہدوں کو پورا نہ کرنا ہے یعنی معاہدوں کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے حقوق ادا نہیں ہوتے۔ اس کے لئے اگر اپنے پر سختی بھی برداشت کرنی پڑے تو برداشت کر لینی چاہئے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہت سے کاروباری معاہدے ہوتے ہیں، اعتراض کرنے والے دوسرے پر تو فوراً اعتراض کر دیتے ہیں لیکن اپنے معاملات صاف نہیں ہوتے جس سے معاشرے میں فساد کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسلام ایک امن پسند دین ہے، ایک امن پسند مذہب ہے۔ جتنا زیادہ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے، اتنا ہی مسلمانوں میں بدعہدی اور فتنہ و فساد کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اور معاشرے میں رہنے کی وجہ سے اس کا اثر ہم احمدیوں پر بھی پڑ رہا ہے۔

عہد کی اہمیت

عہد صرف باہر کے کاروباری عہد نہیں ہیں، بلکہ ہر جگہ کے عہد ہیں، باہر بھی اور اندر بھی۔ گھریلو سطح پر بھی۔ میاں بیوی کی شادی کا بندھن ہے، یہ بھی ایک معاہدہ ہے۔ اس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ جماعتی کاموں کو بڑے احسن رنگ میں انجام دیتے ہیں، کئی دفعہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، لیکن گھروں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے۔ یہ بھی اپنے ،عَہدوں سے روگردانی ہے، یا اُن کی پابندی سے روگردانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ گرفت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔ (بنی اسرائیل:35) یعنی ہر عہد کی نسبت یقیناً ایک نہ ایک دن جواب طلبی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے نیک آدمی کی یہ نشانی بتائی ہے، صحیح مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا (البقرہ:178) جب وہ عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ پس ہر احمدی نے اگر اپنے نیک عہدیدار منتخب کرنے ہیں تو ہر سطح پر اپنے بھی جائزے لینے ہوں گے کہ کس حد تک وہ خود اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ کس حد تک وہ خود اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے ہیں......

عہدیدار جماعتی اموال کو احتیاط سے خرچ کریں

..... پھر عہدیدار کی ایک خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ جماعتی اموال کو خاص طور پر بہت احتیاط سے خرچ کریں۔ کسی بھی صورت میں اسراف نہیں ہونا چاہئے۔ اسی لئے خاص طور پر وہ شعبے جن پر اخراجات زیادہ ہوتے ہیں اور اُن کے بجٹ بھی بڑے ہیں، اُنہیں صرف اپنے بجٹ ہی نہیں دیکھنے چاہئیں بلکہ کوشش ہو کہ کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ استفادہ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ضیافت کا شعبہ ہے، لنگر کا شعبہ ہے یا جلسہ سالانہ کے شعبہ جات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لنگر اب دنیا میں تقریباً ہر جگہ پھیل چکا ہے۔ اور جلسہ سالانہ کا نظام بھی دنیا میں پھیل چکا ہے۔ ہر دو شعبوں کے نگرانوں کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر بجٹ میں گنجائش بھی ہو تو جائزہ لے کر کم سے کم خرچ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہی امانت کے حق ادا کرنے کا صحیح طریق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مال کے آنے کی یا اُس کی فراوانی کی کوئی فکر نہیں تھی، صحیح خرچ کرنے والوں کی فکر تھی۔ پس امراء اور متعلقہ عہدیداران اس بات کا خاص خیال رکھیں۔

عہدیدار لغویات سے پرہیز کریں

پھر ایک عہدیدار کی ایک خصوصیت یہ ہونی چاہئے، گو کہ ہر مومن کی یہ نشانی ہے لیکن جن کے سپرد جماعتی ذمہ داریاں کی جاتی ہیں اُن کا سب سے بڑھ کر یہ کام ہے کہ لغویات سے پرہیز کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون:4) یعنی مومن وہ ہیں جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ اور

مومنین میں سے جو بہترین ہیں اُن کا معیار تو بہت بلند ہونا چاہئے کہ وہ ہر طرح کی لغویات سے اپنے آپ کو بچائیں۔ نہ فضول گفتگو ہو، نہ ایسی مجلسیں ہوں جن میں بیٹھ کر ہنسی ٹھٹھا کیا جا رہا ہو۔ بعض عہدیداران بھی ہوتے ہیں جو آپس میں بیٹھتے ہیں اور دوسروں کے متعلق باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ہنسی ٹھٹھا کیا جا رہا ہوتا ہے۔ پس ان سے بچنا چاہئے۔ اور نہ ہی ایسی مجلسوں میں عہدیداروں کو شامل ہونا چاہئے جہاں دینی روایات کا خیال نہ رکھا جا رہا ہو......

عہدیدار غصہ کو دبانے والا ہو

..... عہدیدار کی خاص طور پر ایک خوبی یہ بھی ہونی چاہئے کہ کَـاظِـمِیْـنَ الْغَیْـظَ (آل عمران:135) غصہ پر قابو ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خاص حکم دیا ہے کہ بیشک بعض دفعہ بعض حالات میں غصہ کا اظہار ہو جاتا ہے لیکن غصہ کو دبانے والے ہوں۔ جہاں جماعتی مفاد ہو گا، وہاں بعض دفعہ اصلاح کی غرض سے غصہ دکھانا بھی پڑتا ہے۔ لیکن ذرا ذرا سی بات پر غصہ میں آنا اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی عزت کا خیال نہ رکھنا یہ ایک عہدیدار کے لئے کسی بھی صورت میں قابلِ قبول نہیں ہے، نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ ایک اچھے عہدیدار کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سامنے رکھنا چاہئے کہ قُـوْلُـوْا لِـلـنَّـاسِ حُسْنًـا (البقرۃ:84) کہ لوگوں سے نرمی سے، ملاطفت سے، بشاشت سے ملو۔ اگر عہدیداروں کے ایسے رویے ہوں تو بعض جگہوں سے عہدیداروں کے متعلق جو شکایات ہوتی ہیں وہ خود بخود ختم ہو جائیں۔

عہدیدار ماتحتوں سے حسن سلوک کریں

پھر ایک عہدیدار کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اُس کا اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حسنِ سلوک ہو۔ جماعت کے عہدے کوئی دنیاوی عہدے تو نہیں ہیں کہ افسران اور ماتحت کا سلوک ہو۔ ہر شخص جو جماعت کی خدمت کرتا ہے چاہے وہ ماتحت ہو، ایک جذبے کے تحت جماعت کے کام کرتا ہے۔ پس افسران کو اور عہدیداران کو اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔ اگر غلطی ہو تو پیار سے سمجھائیں، نہ کہ دنیاوی افسروں کی طرح سختی سے باز پرس ہو۔ ہاں اگر کوئی اس قدر ڈھٹائی دکھا رہا ہے کہ جماعتی مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے تو پھر اُس کو مناسب طریق سے جو بھی تنبیہ ہے وہ کریں یا باز نہیں آتا تو پھر اُس سے کام نہ لیں۔ بالا افسران کو اطلاع دیں۔ بیشک فارغ کر دیں۔ لیکن ایسی فضا پیدا نہیں ہونی چاہئے کہ بلا وجہ دفتروں میں یا کام کرنے والی جگہوں پر گروہ بندی کی صورتحال پیدا ہو جائے۔

عہدیدار کی ایک خوبی تواضع اور عاجزی ہے

عہدیداروں میں اعلیٰ اخلاق کے اوصاف میں سے مہمان کی عزت کا وصف بھی ہونا چاہئے۔ یہ بھی ایک اعلیٰ خلق ہے۔ ہر شخص جو عہدیدار کو ملنے آتا ہے، اُس کے دفتر میں آتا ہے، اُس سے عزت و احترام سے ملنا چاہئے اور عزت و احترام سے بٹھانا چاہئے۔ یہ بہت ضروری چیز ہے۔ اگر دفتر میں آیا ہے تو کھڑے ہو کر ملنا چاہئے۔ یہ اخلاق منتخب عہدیداران کے لئے بھی ہیں اور مستقل جماعت کے کارکنان کے لئے بھی ضروری ہیں۔ اس سے عزت بڑھتی ہے، کم نہیں ہوتی۔

پھر عہدیداروں کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت تواضع اور عاجزی بھی ہے۔ اور یہ عاجزی ایک احمدی کو بھی، عموماً عام آدمی کو بھی اپنی فطرت کا خاصہ بنانی چاہئے۔ لیکن ایک عہدیدار کو تو خاص طور پر اپنے اندر تواضع اور عاجزی پیدا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (بنی اسرائیل:38) کہ اور تم زمین میں تکبر سے مت چلو۔ ایک عام انسان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔ تو جو لوگ خدا تعالیٰ کی خاطر اپنی خدمات پیش کر رہے ہوں اُن کے لئے ایک لمحہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہو سکتا۔ پس اس خصوصیت کو ہمارے تمام عہدیداروں کو زیادہ سے زیادہ اپنانا چاہئے اور ہر ملنے والے سے انتہائی عاجزی سے ملنا چاہئے۔

عہدیدار عدل سے کام لیں

پھر یہ بھی خاص طور پر وہ عہدیدار جن کے سپرد فیصلوں کا کام ہے، لوگوں کے درمیان صلح صفائی کروانے کا کام ہے، اصلاحی کمیٹیاں ہیں یا قضاء ہے یاد رکھیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدۃ:9)۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہئے۔ پس ہر فیصلہ انصاف پر ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ بعض فیصلے میرے سامنے آتے ہیں، مَیں نے دیکھا ہے کہ گہرائی میں جا کر اُس پر غور نہیں ہوا ہوتا۔ اس طرح جن کے متعلق فیصلہ کیا گیا ہوتا ہے اُن میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو فیصلہ کیا گیا ہے اگر اُس کے بارے میں شریعت کا کوئی واضح حکم ہے جس کی بنیاد پر فیصلہ کیا ہے تو پھر وہ واضح طور پر لکھا جانا چاہئے کہ شریعت کا کیونکہ یہ حکم ہے اس لئے اس کی رُو سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر قاضیوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جن علاقوں میں خاص طور پر ضرورتمند اور غرباء ہیں اُن کا خیال رکھا جائے اور اپنے وسائل کے مطابق اُن کی دیکھ بھال کرنا بھی متعلقہ امراء اور عہدیداران کا کام ہے۔ اس بارے میں یہ ضروری نہیں کہ درخواستیں ہی آئیں۔ خود بھی جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ یہ امراء اور صدران کے فرائض میں داخل ہے۔

عہدیدار کا اپنا قول وفعل ایک ہو

ایک بہت بڑی ذمہ داری ہر امیر کی، ہر صدر جماعت کی، ہر عہدیدار کی تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران: 111) ہے کہ نیکی کی ہدایت کرنا اور بدی سے روکنا۔ پس تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کو ہمیشہ ہر عہدیدار کو یاد رکھنا چاہئے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ہر عہدیدار خود اپنا جائزہ لیتے ہوئے اپنے قول وفعل کو ایک نہیں کرتا۔ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا نہیں کرتا۔ تقویٰ کے اُن راستوں کی تلاش نہیں کرتا جن کی طرف ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ اور تقویٰ کے بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ صرف چند نیکیاں بجالانا یا چند برائیوں سے رکنا، یہ تقویٰ نہیں ہے۔ بلکہ تمام قسم کی نیکیوں کو اختیار کرنا اور ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی سے رکنا، یہ تقویٰ ہے۔

پس یہ معیار ہیں جو حاصل کر کے ہم نیکیوں کی تلقین کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے بن سکتے ہیں اور امانت کا حق ادا کرنے والے بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو بھی، تمام عہدیداران کو بھی، جو منتخب ہو چکے ہیں یا منتخب ہونے والے ہیں، اور منتخب ہو کر آئیں گے اور مجھے بھی اپنی امانتوں اور عہدوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 3 مئی 2013ء)

جو ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اسے اپنے پورے دل، پوری جان، نیک نیتی انتہائی درجہ کی ایمانداری اور متانت سے پورا کرنے کی کوشش کریں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 16 جون 2013ء کو مجلس شوریٰ انگلستان کے افتتاحی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے عہدیداران کو یوں نصیحت فرمائی۔

"اللہ تعالیٰ نے ان آیاتِ قرآنی (ال عمران 160-161) میں شوریٰ کی اہمیت اور لوگوں سے حسنِ معاملہ کرنے کا مضمون بیان فرمایا ہے نیز اس سلسلہ میں کچھ ہدایات بھی دی ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے اپنی خاص رحمت کا سلوک فرماتے ہوئے تیرے دل میں تمام مخلوق کے لیے نرمی اور شفقت کا خاصہ رکھ دیا ہے۔ یقیناً اگر آپؐ کا دل سخت گیر ہوتا تو لوگ اس طرح آپؐ کے اردگرد محبت وعقیدت کے ساتھ ہرگز جمع نہ ہوتے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے بھی آگاہ فرما دیا کہ آپؐ کے متبعین غلطیاں بھی کریں گے اور پھر آپؐ کے پاس معافی کے خواستگار ہوتے ہوئے بھی آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو رحم کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دینا چاہئے۔اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے انتظامی معاملات میں مشورہ کرنا چاہئے۔اور ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ ایسے لوگ جن سے ماضی میں غلطیاں ہوئیں ان کا مشورہ بالکل تسلیم ہی نہ کیا جائے یا ان پر غور ہی نہ کیا جائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بظاہر تو یہ ہدایات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہیں لیکن درحقیقت یہی ہدایات خلیفۂ وقت کے لیے بھی اور پھر جماعتی عہدیداران کے لیے بھی ہیں۔اس لیے وہ تمام عہدیداران جن کے نام الیکشن میں پیش کیے گئے ہیں یا جن کی منظوری میری طرف سے آئے گی انہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا ہوگا کہ وہ اپنے ماتحت عہدیداران اور دیگر ممبرانِ جماعتِ احمدیہ سے محبت، شفقت، لحاظ اور احترام سے پیش آئیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ضمنی طور پر میں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ ضروری نہیں کہ جن لوگوں کو اس الیکشن میں کسی خاص عہدے کے لیے سب سے زیادہ ووٹ ملے ہیں انہیں کی منظوری میری طرف سے دی جائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے جماعتِ احمدیہ میں 'عہدہ' کی حقیقت اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر عہدیدار کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ جماعت میں بنیادی طور پر ہر عہدہ ایک 'امانت' ہے۔ اور امانتوں پر پورا اترنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے واضح احکامات موجود ہیں.... تمام عہدیداران کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اس امانت کا حق ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں جو ان کے سپرد کی گئی ہے۔اور امانت کا حق ادا کرنے کا طریق یہ ہوتا ہے کہ جو بھی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی ہے اسے اپنے پورے دل اور پوری جان، نیک نیتی، انتہائی درجہ کی ایمانداری اور متانت سے پورا کرنے کی کوشش کریں۔اس لیے ہر عہدیدار کا نمونہ ایسا ہو کہ وہ اپنے وقت کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہے اور ہر دم اپنے کاموں کو بہتر طور پر کرنے کے لیے سوچ اور تدبیر میں لگا رہے......

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسروں سے شفقت سے پیش آنے کے حکم کے مخاطب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں تھے بلکہ وہ تمام لوگ بھی یکساں طور پر اس ارشاد کے مخاطَب ہیں جنہیں ذمہ داریوں کا امین ٹھہرایا گیا ہے۔آج احمدی ہی وہ لوگ ہیں جو اُسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا دعویٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی پوری کوشش بھی کرتے ہیں کہ ہم اس دعویٰ کو سچا ثابت کرنے والے بنیں۔ہم وہ لوگ ہیں جو یہ خواہش رکھتے ہیں کہ نظامِ جماعت احمدیہ کلّی طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع چلنے والا ایک نظام ہو۔لہٰذا یہ تمام باتیں تقاضا کرتی ہیں اور جیسا کہ میں پہلے ذکر بھی کر آیا ہوں کہ وہ تمام افراد جنہیں عہدہ کی ذمہ داری سونپ کر ایک لحاظ سے امین ٹھہرایا گیا ہے انہیں لوگوں کے ساتھ شفقت، محبت اور احترام کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔انہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے دل نرم اور ممبرانِ

جماعتِ احمدیہ کی محبت سے پُر ہوں۔ وہ اپنے ماتحتوں یا اپنے سٹاف سے صرف نرمی اور محبت کا سلوک ہی نہ کرتے ہوں بلکہ ان کی چھوٹی چھوٹی ضروریات کا خیال رکھنا بھی ان کی ترجیحات میں شامل ہو۔ ان کے دل اس قدر صاف اور شفیق ہوں کہ لوگ ان کی طرف محبت سے کھنچے چلے آئیں اور وہ بھی انہیں سینے سے لگانے والے ہوں۔ بجائے یہ کہ ان کے اخلاق لوگوں کو دور بھگانے والے بنیں۔ کیونکہ اگر ان کے دلوں میں سختی ہوگی تو وہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کرنے سے قاصر رہیں گے جس کے نتیجہ میں احمدی ایک عجیب سے تذبذب کا شکار ہونے لگیں گے۔ اور چند عہدیداران کے ناروا سلوک کی وجہ سے بعض احمدی نہ صرف یہ کہ مایوس ہوں گے بلکہ آہستہ آہستہ نظامِ جماعت سے بھی ہٹتے چلے جائیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وجہ سے وہ جماعت سے ہی قطع تعلقی اختیار کر لیں اور خلیفۂ وقت کے بارے میں ایک غلط تاثر اپنے ذہنوں میں رکھ لیں۔ چنانچہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ممبرانِ جماعت سے حسنِ سلوک نہ رکھنے کی وجہ سے بہت گہرے منفی اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ میری طرف سے منظور شدہ ہر جماعتی عہدیدار کو لازمًا یہ پہلو پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ مزید برآں وہ تمام لوگ جو عہدیدار تو نہیں لیکن آج بحیثیت نمائندہ مجلسِ شوریٰ یہاں موجود ہیں اور کوئی نہ کوئی جماعتی خدمت بجا لاتے ہیں ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی کام کرتے ہوئے ان امور کو پیشِ نظر رکھیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔

ٹیم بنا کر کام کریں

حضورِ انور ایدہ اللہ نے ٹیمیں بنا کر کام کرنے کی حکمت بیان فرماتے ہوئے ہر کامیابی کا دارومدار دعا کو قرار دیا۔ نیز فرمایا کہ باقاعدہ طور پر مقرر کیے جانے والے جماعتی عہدیداران کو رضا کاران کی ٹیمیں بنا کر کام کرنا چاہئے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ وہ ان کے کاموں میں معاون و مددگار ہوں گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کام کرنے والوں کی ایک کھیپ تیار ہوتی جائے گی جو مستقبل میں جماعتی ذمہ داریوں کو سنبھالنے والے ہوں گے۔ پھر اس ٹیم کا مقصد صرف یہی نہ رہ جائے کہ اس نے حکم کی تعمیل میں کام کرنا ہے بلکہ کام لینے کے ساتھ ساتھ عہدیداران کو یہ بھی چاہئے کہ وہ گاہے بگاہے اپنی ٹیم کے ممبران سے تبادلہ خیال کریں، مختلف کاموں میں مزید بہتری لانے کے لیے ان سے مشورہ کریں اور جب آپس میں تبادلہ خیال، سوچ بچار اور مشورہ کر لینے کے بعد ایک حتمی لائحہ عمل طے پا جائے تو پھر اس تمام عمل کے سب سے ضروری پہلو کو نظر انداز نہ ہونے دیں یعنی یہ کہ آپ نہایت عجز و انکسار اور مستقل مزاجی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اس تدبیر میں جو آپ نے اپنے مفوضہ امور کی انجام دہی کے لیے سوچی ہے برکت عطا فرما دے۔

ہمیں کسی ایسے عہدیدار کی ضرورت نہیں جو نماز ادا نہیں کرتا

.... حضورِ انور ایدہ اللہ نے جماعتی عہدیداران کو عبادت کے معیار کو بلند کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے

فرمایا کہ آپ سب کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور توکّل صرف اور صرف دعا کے ذریعے ہی پیدا ہوتا ہے۔ جہاں دعائیں اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان اور توکل بڑھاتی ہیں وہاں یہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کو کھینچ لاتی ہیں۔ لہٰذا جماعتی عہدیداران پر یہ امر فرض اور لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعاؤں اور اس کی عبادات میں اپنے آپ کو فنا کر دیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کرنے والے ہوں۔ بعض اوقات مجھے جماعتی عہدیداران کے قریبی عزیزوں بلکہ بعض اوقات ان کی بیویوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چہ وہ بہت سا جماعتی کام کرتے ہیں لیکن وہ فرض نمازیں ادا نہیں کرتے۔ یاد رکھیں! ہمیں ایسے کسی جماعتی عہدیدار کی ضرورت نہیں جو نماز ادا نہیں کرتا کیونکہ کسی بھی جماعتی عہدیدار کی بنیادی خصوصیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ تمام نمازیں باقاعدہ ادا کرنے والا ہو اور اس بات کی ہر ممکن کوشش کرنے والا ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جائے اور اس کا خدا تعالیٰ کی ذات سے ایک پختہ تعلق پیدا ہو جائے۔ ہمیں ایسے عہدیداران کی قدر ہے جو اس بات پر یقینِ کامل رکھتے ہیں کہ جماعتی ترقی کا دارومدار دعاؤں پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر اس کی مدد کسی بندے کے شاملِ حال ہو جائے تو کوئی ہستی اسے کامیابی اور فتح حاصل کرنے سے روک نہیں سکتی۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ اگر کوئی بندہ خدا تعالیٰ کی نصرت سے بے بہرہ ہو تو چاہے وہ کتنا ہی ذہین یا چالاک کیوں نہ ہو ترقی اور کامیابی کسی بھی صورت اس کا مقدر نہیں بن سکتی۔

عہدیداران کے تمام تر کام ایمانداری اور خلوص پر مبنی ہوں

حضورِ انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر فرد واحد چاہے وہ نیشنل عاملہ، ریجنل عاملہ یا کسی بھی لوکل عاملہ میں شامل ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کے تمام تر کام ایمانداری اور خلوص پر مبنی ہوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے اسی سے مدد چاہنے والا ہو۔ یہ وہ گُر ہیں جن سے کامیابی بھی ملتی ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو سمیٹنے والا بھی بن جاتا ہے" (الفضل انٹرنیشنل 25 اکتوبر 2013ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

نوجوانوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب ذیلی تنظیمیں دیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 16 /اگست 2013ء میں فرمایا

"کچھ دن ہوئے، دینی تربیتی امور کا ایک جائزہ اتفاق سے ایک عہدیدار کے ساتھ باتوں باتوں میں میرے سامنے آیا۔ اُس کے بعد پھر میں نے اُن سے تحریری رپورٹ بھی منگوائی۔ اس کو دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ بعض امور ایسے ہیں جن پر مجھے کچھ کہنا چاہئے۔ جماعت کا ایک طبقہ جو ہے، اُس کو اس کی ضرورت ہے اور اسی طرح کچھ ایسی باتیں ہیں جن کی عہدیداروں کو بھی ضرورت ہے۔ یہ امور جس طرح یہاں کی جماعت

کے لئے اہم ہیں اسی طرح دنیا کی دوسری جماعتوں کے لئے بھی اہم ہیں۔ یا نئی نسل اور اُن افراد کے لئے بھی ان کا جاننا ضروری ہے جو زیادہ ایکٹو (active) نہیں ہیں، زیادہ تر جماعتی کاموں میں involve نہیں ہیں۔ یہ ایسے امور ہیں کہ جن کو عموماً کھول کر بیان نہیں کیا جاتا۔ یا مربیان اور عہدیداران افرادِ جماعت کے سامنے اس طرح احسن رنگ میں ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے۔ جس کی وجہ سے بعض ذہنوں میں، خاص طور پر نوجوانوں میں سوال اُٹھتے ہیں لیکن وہ سوال کرتے نہیں۔ اس لئے کہ جماعتی ماحول یا اُن کا عزیز رشتے دار یا والدین ان سوالوں کو برا سمجھیں گے یا وہ کسی مشکل میں پڑ جائیں گے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ مربیان اور مبلغین سے سوال کر کے یا عہدیداروں سے جو علم رکھتے ہیں اُن سے سوال کر کے، یا اپنی ذیلی تنظیموں کے عہدیداروں سے سوال کر کے پوچھیں۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ سے تعلق رکھنے والوں اور تعلق رکھنے والیوں کا اپنی اپنی متعلقہ ذیلی تنظیموں سے اس طرح تعلق ہونا چاہئے کہ آسانی سے سوال کر سکیں تا کہ معلومات میں بھی اضافہ کریں اور کوئی شکوک وشبہات ہیں تو وہ بھی دُور کریں یا مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔ بعض لوگ مجھے دوسرے ملکوں سے بھی اور بعض دفعہ یہاں سے بھی لکھتے ہیں اور انتہائی ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے لکھتے ہیں تو اُن کے سوالوں کے جواب دیئے بھی جاتے ہیں۔ بہرحال یہ بات بھی سامنے آئی کہ بعض عہدیدار بھی اپنے فرائض اور دائرہ کار کے بارے میں تفصیل نہیں جانتے اور اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا نہیں کرتے۔

جو باتیں مَیں بیان کرنے لگا ہوں اس میں ایک پہلو تو عقیدے اور اُس کے بارے میں علم سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ ہمیں علم ہونا چاہئے کہ ہم کیوں کسی عقیدے پر قائم ہیں اور اسی طرح بعض باتیں جو ہمیں کرنے کے لئے کہا جاتا ہے، جن کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، اُن کے بارے میں بھی علم ہو کہ کیوں ہمیں کہا جاتا ہے اور کیوں یہ ایک احمدی مسلمان کے لئے ضروری ہے؟ اس میں مالی قربانی ہے، اس بارے میں لوگ تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ دوسرے اس تعلق میں عہدیداران کی بعض انتظامی ذمہ داریاں ہیں اُن کو کس طرح نبھانا ہے اور کس حد تک اختیارات ہیں۔ بہرحال اس تعلق میں ان دو باتوں کی طرف مَیں مختصراً توجہ دلاؤں گا۔

ذیلی تنظیمیں دور ہٹے لوگوں سے رابطہ کر کے ان کے شکوک وشبہات دور کریں

پہلی بات تو یہ ہے جو عقیدے سے تعلق رکھتی ہے اور ایک احمدی کے لئے اس کا جاننا ضروری ہے۔ عموماً اس کا بیان تو ہوتا بھی رہتا ہے لیکن اُس توجہ سے نہیں ہوتا یا اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے نہیں ہوتا کہ ہمارے اپنے لوگوں کی بھی تربیت کی ضرورت ہے۔ عام طور پر یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ ایک پیدائشی احمدی ہے، اُسے علم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کیا ہے اور آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ نئے آنے والوں کو تو اس کا اچھی طرح علم ہوتا ہے۔ پڑھ کر تحقیق کر کے آتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا جو اتنے زیادہ ایکٹو (active) نہیں ہیں، اجتماعات پر نہیں آتے، بعض جلسوں پر بھی نہیں آتے اور ہر ملک میں

ایسے لوگ موجود ہیں، چاہے تھوڑی تعداد ہو، ایک تعداد ہے جس کی طرف ہمیں فکر سے توجہ دینی چاہئے اور اس کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیموں کو بھی اپنے پروگرام بنا کر اس پر کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسی طرح جماعتی نظام بھی ایسے لوگوں کو دھتکارنے کے بجائے یا یہ کہنے کے بجائے کہ ان کی اصلاح نہیں ہوسکتی اُنہیں قریب لانے کی کوشش کرے۔ سوائے اُن کے جو کھل کر کہہ دیتے ہیں کہ میرا تمہارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کے بارے میں بھی جو جماعت کا main جماعتی نظام، main stream ہے، اُس کو چاہئے کہ ذیلی تنظیموں کو ان لوگوں کی معلومات دے دیں، کیونکہ بعض بڑی عمر کے عہدیداران کے سخت رویے کی وجہ سے بھی لوگ ایسے جواب دے دیتے ہیں۔ ذیلی تنظیمیں ان کے ہم عمر یا کچھ حد تک ہم مزاج لوگوں کے ذریعہ سے اُن کی اصلاح کی طرف توجہ دے سکتی ہیں۔ اور جہاں یہ طریق اپنایا گیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی بھی ہوئی ہے۔ بعض جگہ بعض سیکرٹریانِ تربیت ایسے بھی ہیں جنہوں نے تربیت کے لئے ایسے لوگوں کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے پروگرام بنائے اور اس کا اچھا اور بڑا خاطر خواہ اثر ہوا۔ بڑی اچھی response ان لوگوں سے ملی۔ بہرحال کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم نے حتی الوسع ہر احمدی کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔ یہ ہر عہدیدار کی ذمہ داری ہے، ہر مربی کی ذمہ داری ہے اور ہر سطح پر ذیلی تنظیموں اور جماعتی نظام کی ذمہ داری ہے۔

اس اصولی بات کے بعد جو پہلی بات مَیں کرنا چاہتا ہوں، وہ جیسا کہ مَیں نے کہا، ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض کیا ہے؟ اور یہ کہ آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ اس کے لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی مَیں بیان کروں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآنِ شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹّی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات ونشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے"۔ فرمایا کہ: "اِس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 9۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اور یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی بات نہیں ہے بلکہ آپ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں اور قرآنِ شریف کی سچائی کو دنیا میں قائم کرنے کے بارے میں اپنے لٹریچر میں، اپنی کتب میں، اپنے ارشادات میں جس طرح روشنی ڈال گئے ہیں، وہ آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قرآنِ شریف کی سچائی کو دشمنوں پر ثابت کر رہا ہے۔

اسلام کی حقیقی تعلیم کھول کر بیان کریں

مَیں نے مختلف موقعوں پر مختلف مثالیں دی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پہلوؤں کو غیروں کے سامنے بیان کیا جائے تو کس طرح وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اگر یہی سیرت ہے، یہی تعلیم ہے تو ہم غلطی پر تھے۔ کچھ عرصہ ہوا اپنی کسی تقریر میں کینیڈا کے ایک مخالفِ اسلام کی مَیں نے مثال دی تھی جس نے ڈینش اخباروں کے کارٹون بھی اپنے رسالے میں، اپنے اخبار میں شائع کئے تھے۔ اُس نے جب اس دفعہ دورے میں وہاں میری بات سنی ہے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں اُسے علم ہوا تو وہ اپنے اخبار میں یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ امام جماعت احمدیہ کی بات سن کر مجھے حقیقت کا علم ہوا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ اسی طرح گزشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ امریکہ میں ایک بڑے سیاستدان نے جمعہ کے حوالے سے غلط قسم کا پروگرام اپنے ریڈیو میں دیا یا باتیں کیں۔ اس پروگرام کو سننے والوں کی تعداد بھی بہت بڑی ہے، لاکھوں میں ہے۔ اس پر جمعہ کی اہمیت اور حقیقت قرآنِ کریم کی رُو سے کیا ہے؟ اس بارہ میں ہمارے ایک احمدی نوجوان نے اپنا آرٹیکل لکھا، ویب سائٹ پر دیا۔ پھر اس شخص کو لکھا گیا۔ یہ وہاں کا بڑا پولیٹیکل لیڈر ہے، مشہور آدمی ہے کہ تم نے غلط کہا ہے، اب ہمیں بھی ریڈیو پر وقت دو۔ چنانچہ اُس نے وقت دیا۔ یہ بہرحال اُس کی شرافت تھی اور ہمارے ایک احمدی نوجوان نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ریڈیو پر جمعہ اور اُس کے حوالے سے قرآن کے تقدس کے بارے میں بات کی تو اُس نے یہ تسلیم کیا کہ میری غلطی تھی اور اس پروگرام کو بھی لاکھوں افراد نے سنا۔ اور یہ سب بھی اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی ہمیں حقیقی اسلامی تعلیم کا پتہ چلتا ہے۔ پس یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہمیں بتایا، ہمیں حقیقت سے آشکار کیا، اسی وجہ سے ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے بھیجا تھا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دنیا پر روشن کریں، قرآنِ کریم کی تعلیم کو، حقیقت کو آشکار کریں۔

ذیلی تنظیمیں نوجوانوں کو بتائیں کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو کیوں مانتے ہیں

پس اس وجہ سے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی عظمت اور قرآنِ کریم کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور وقار دنیا میں دوبارہ آپ کے ذریعہ سے قائم ہو رہا ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم کسی بھی وجہ سے کسی احساسِ کمتری کا شکار ہوں اور نوجوانوں کو اس بارے میں حوصلہ رکھنا چاہئے۔ جہاں

جہاں بھی نوجوان ایکٹو(active) ہیں اللہ کے فضل سے مخالفین کا منہ بند کر رہے ہیں۔

پھر ہم میں سے ہر ایک کو یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا کیوں ضروری ہے۔ تیرہ چودہ سال کے بچے بھی یہ سوال کرتے ہیں اور والدین اُن کو صحیح طرح جواب نہیں دیتے۔ اس بارے میں مَیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کر دیتا ہوں۔ یہ ایک تفصیلی ارشاد ہے۔اس کو ذیلی تنظیمیں بعد میں اس کے حصے بنا کر سمجھانے کے لئے استعمال کر سکتی ہیں اور اس سے مزید رہنمائی بھی لے سکتی ہیں۔ایک موقع پر بعض مولویوں نے آپ سے سوال کیا کہ ہم اب نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔روزے بھی رکھتے ہیں۔قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لاتے ہیں تو پھر ہمیں آپؑ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ:

..دیکھو جس طرح جو شخص اللہ اور اُس کے رسول اور کتاب کو ماننے کا دعویٰ کر کے اُن کے احکام کی تفصیلات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تقویٰ طہارت کو بجا نہ لاوے اور اُن احکام کو جو تزکیۂ نفس، ترکِ شر اور حصول خیر کے متعلق نافذ ہوئے ہیں چھوڑ دے وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے"۔ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے لیکن یہ ساری نیکیاں نہ بجالائے، برائیوں کو نہ چھوڑے، نیکیوں کو اختیار نہ کرے تو فرمایا کہ وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔"اور اُس پر ایمان کے زیور سے آراستہ ہونے کا اطلاق صادق نہیں آسکتا۔اسی طرح سے جو شخص مسیح موعود کو نہیں مانتا یا ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بھی حقیقتِ اسلام اور غایتِ نبوت اور غرضِ رسالت سے بے خبر محض ہے"۔یعنی کہ اُس کو پتہ ہی نہیں کہ نبوت کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اغراض ہیں؟ "اور وہ اس بات کا حقدار نہیں ہے کہ اُس کو سچا مسلمان، خدا اور اُس کے رسول کا سچا تابعدار اور فرمانبردار کہہ سکیں کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قرآنِ شریف میں احکام دیئے ہیں اسی طرح سے آخری زمانہ میں ایک آخری خلیفہ کے آنے کی پیشگوئی بھی بڑے زور سے بیان فرمائی ہے اور اُس کے نہ ماننے والے اور اُس سے انحراف کرنے والوں کا نام فاسق رکھا ہے۔قرآن اور حدیث کے الفاظ میں فرق (جو کہ فرق نہیں بلکہ بالفاظِ دیگر قرآنِ شریف کے الفاظ کی تفسیر ہے) صرف یہ ہے کہ قرآنِ شریف میں خلیفہ کا لفظ بولا گیا ہے اور حدیث میں اسی خلیفہ آخری کو مسیح موعودؑ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔پس قرآنِ شریف نے جس شخص کے مبعوث کرنے کے متعلق وعدے کا لفظ بولا ہے اور اس طرح سے اس شخص کی بعثت کو ایک رنگ کی عظمت عطا کی ہے وہ مسلمان کیسا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اُس کے ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

فرمایا کہ:"خلفاء کے آنے کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک لمبا کیا ہے اور اسلام میں یہ ایک شرف اور خصوصیت ہے کہ اُس کی تائید اور تجدید کے واسطے ہر صدی پر مجدد آتے رہے اور آتے رہیں گے۔ دیکھو

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے"

یہاں مجدد کے بارے میں پھر بعض دفعہ لوگ غلطی کھا جاتے ہیں کہ اگر آتے رہیں گے تو کون ہوں گے؟ اس بارے میں ایک تفصیلی خطبہ مَیں پہلے دے چکا ہوں۔ اُس سے بھی نوٹس لئے جاسکتے ہیں کہ خلفاء ہی مجدد ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی وضاحت سے بیان بھی فرما چکے ہیں۔ جماعت کے لٹریچر میں بھی یہ سب کچھ موجود ہے۔

فرمایا: "دیکھو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ کَمَا کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ شریعتِ موسوی کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ تھے جیسا کہ خود وہ فرماتے ہیں کہ مَیں آخری اینٹ ہوں۔ اسی طرح شریعتِ محمدی میں بھی اس کی خدمت اور تجدید کے واسطے ہمیشہ خلفاء آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ اور اس طرح سے آخری خلیفہ کا نام بلحاظ مشابہت اور بلحاظ مفوّضہ خدمت کے مسیح موعود رکھا گیا۔ اور پھر یہی نہیں کہ معمولی طور سے اس کا ذکر ہی کر دیا ہو بلکہ اُس کے آنے کے نشانات تفصیلاً کُل کتبِ سماوی میں بیان فرما دیئے ہیں۔ بائبل میں، انجیل میں، احادیث میں اور خود قرآنِ شریف میں اس کی آمد کی نشانیاں دی گئی ہیں اور ساری قومیں، یہودی، عیسائی اور مسلمان متفق طور سے اس کی آمد کے قائل اور منتظر ہیں۔ اس کا انکار کر دینا کس طرح سے اسلام ہوسکتا ہے۔ اور پھر جبکہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اُس کے واسطے آسمان پر بھی اللہ تعالیٰ نے اُس کی تائید میں نشان ظاہر کئے اور زمین پر بھی معجزات دکھائے۔ اُس کی تائید کے واسطے طاعون آیا اور کسوف وخسوف اپنے مقررہ وقت پر بموجب پیشگوئی عین وقت پر ظاہر ہو گیا۔ تو کیا ایسا شخص جس کی تائید کے واسطے آسمان نشان ظاہر کرے اور زمین اَلْوَقْت کہے وہ کوئی معمولی شخص ہوسکتا ہے کہ اُس کا ماننا اور نہ ماننا برابر ہو اور لوگ اُسے نہ مان کر بھی مسلمان اور خدا کے پیارے بندے بنے رہیں؟ ہرگز نہیں۔"

فرمایا: "یاد رکھو کہ موعود کے آنے کی کُل علامات پوری ہو گئی ہیں۔ طرح طرح کے مفاسد نے دنیا کو گندہ کر دیا ہے۔ خود مسلمان علماء اور اکثر اولیاء نے مسیح موعود کے آنے کا یہی زمانہ لکھا ہے کہ وہ چودھویں صدی میں آئے گا......" فرمایا: "اس قدر متفقہ شہادت کے بعد بھی جو کہ اولیاء اور اکثر علماء نے بیان کی۔ اگر کوئی شبہ رکھتا ہو تو اُسے چاہئے کہ قرآنِ شریف میں تدبر کرے اور سورۃ النّور کو غور سے مطالعہ کرے۔ دیکھو جس طرح حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ آئے تھے اسی طرح یہاں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی ہی میں مسیح موعود آیا ہے۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ سلسلہ موسوی کے خاتَم الخلفاء تھے اسی طرح اِدھر بھی مسیح موعود خاتم الخلفاء ہوگا"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 551، 552 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی آپ نے فرمایا کہ میں آئندہ ہزار سال کا خلیفہ ہوں اور جو بھی اب آئے گا آپ کی متابعت میں ہی آئے گا۔

ہر احمدی، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرے

پس جن پیشگوئیوں کے مطابق جو قرآنِ کریم اور حدیث میں واضح ہیں، مسیح موعود نے چودھویں صدی میں آنا تھا، وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔

پس ہر احمدی کو چاہئے کہ آپ کی کتب کو پڑھے۔ انگریزی دان جو ہیں یا جن کو اردو زبان نہیں آتی ان کے لئے دوسرے ملکوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف زبانوں میں اتنا لٹریچر موجود ہے کہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد اور آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے اس بارے میں وضاحت سے موجود ہے۔ اپنے عقیدے کو مضبوط اور پختہ کرنے کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ اعتراض کرنے والوں کے اعتراضوں کے جواب دیں۔ خود تیاری کریں گے تو علم بھی حاصل ہوگا اور اعتراضوں کے جواب بھی تیار ہوں گے۔

ذیلی تنظیمیں خطبہ سننے اور سنانے کی طرف متوجہ ہوں

اس کے لئے بھی علاوہ اس کے کہ ہر شخص خود کرے، جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی اپنے پروگرام بنانے چاہئیں کہ کس طرح ہم اس بارے میں ہر فرد تک یہ تعلیم پہنچا دیں کہ آپ کی بعثت کی غرض کیا ہے اور آپ کو ماننا کیوں ضروری ہے؟ یہ تو عقیدے کی بات ہوگئی جو میں نے کر دی ہے۔

دوسری بات تربیت کی ہے اور وہ افرادِ جماعت کا خلافت کے ساتھ تعلق ہے۔ خلافت کے ساتھ تعلق میں آج کل اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے کا بھی ایک ذریعہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح alislam ویب سائٹ ہے۔ پس ان سے بھی جوڑنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کو، نوجوان کو، مرد ہو عورت ہو جوڑنے کی کوشش کریں اور نظامِ جماعت کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے۔ مخلصین اور باوفا مخلصین کی بہت بڑی تعداد ہے جو بڑی کوشش سے آتے ہیں اور یہاں مسجد میں آ کر بھی خطبہ سنتے ہیں اور دنیا میں مختلف جگہوں پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی سنتے ہیں اور باقاعدگی سے سنتے ہیں، بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ دو تین دفعہ سنتے ہیں۔ لیکن ایک ایسی تعداد ہے جو نہیں سنتی۔ یہاں یوکے (UK) میں ہی ایسے لوگ ہیں جو خطبات نہیں سنتے اور نہ ہی دوسرے پروگرام دیکھتے ہیں بلکہ وہ بعض پروگراموں میں شامل بھی نہیں ہوتے۔ ایک جماعت میں کافی تعداد میں لوگوں نے خلافِ تعلیمِ سلسلہ بعض حرکتیں کیں جس کی وجہ سے مجبوراً اُن پر کچھ پابندیاں عائد کی گئیں۔ جب مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ اُن میں سے اکثریت ایسی ہے جو خطبات نہیں سنتے، یا جن کا جماعت میں زیادہ تر actively آنا جانا نہیں ہے،

نہ جماعتی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں لیکن جماعت کے ساتھ تعلق کیونکہ اُن کے خون میں تھا اس لئے جب اُن پر پابندیاں لگیں، اُن کو تھوڑی سی سزا دی گئی تو پریشان بھی ہو گئے اور انتہائی فکر اور درد سے مجھے معافی کے خط بھی لکھنے لگ گئے۔ بعض مجھے ملے بھی تو اُس وقت بھی روتے تھے۔ اگر وہ صرف دنیادار ہی ہوتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔ پس ایسے بھی ہیں جو دنیا کے کاروباروں کی وجہ سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں اور جب اُنہیں توجہ دلائی جاتی ہے تو پھر اُنہیں شرمندگی کا احساس بھی ہوتا ہے اور توبہ و استغفار بھی کرتے ہیں اور آئندہ سے جماعت سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

ذیلی تنظیمیں ہر فرد کا خلافت سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں

پس یہ یاددہانی کروانا اور نگرانی بھی رکھنا یہ جو جماعتی نظام ہے، سیکرٹریان، مبلغین اور ذیلی تنظیمیں ہیں، ان سب کا کام ہے کہ خلافت سے ہر فرد کا ذاتی تعلق پیدا کروانے کی کوشش کریں۔ دلوں میں خلافت سے تعلق اور وفا کو جو پہلے ہی ہے اجاگر کرنے کی کوشش کریں۔ جب اُن کو سمجھایا جائے تو یہ لوگ مزید نکھر کے سامنے آتے ہیں۔ اگر کوئی گرد پڑ بھی گئی ہو تو وہ جھڑ جاتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی تعزیر کی جاتی ہے تو اُس وقت اس وفا کا شدت سے اظہار ہوتا ہے۔

اگر تربیت کا شعبہ مستقل خلیفہ وقت سے رابطے کی تلقین کرتا رہے اور خطبات اور جلسوں اور سارے پروگراموں کو دیکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہیں تو جہاں خلافت سے مزید تعلق مضبوط ہوگا، وہاں تربیت کے بھی بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ذیلی تنظیمیں لازمی چندوں کی ادائیگی کے لئے اپنے ممبران کو تلقین کریں

پھر اگلی بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں، وہ افرادِ جماعت پر چندوں کی اہمیت واضح کرنا ہے۔ یاد رکھیں اور یہ بات عموماً میں سیکرٹریانِ مال سے کہا بھی کرتا ہوں کہ لوگوں کو یہ بتایا کریں کہ چندہ کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ اُن فرائض میں داخل ہے جن کی ادائیگی کا اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں متعدد جگہ حکم فرمایا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ٥ (التغابن: 17-18) پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس حد تک تمہیں توفیق ہے اور سنو اور اطاعت کرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو نفس کی کنجوسی سے بچائے جائیں تو یہی ہیں وہ لوگ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرضہ حسنہ دو گے تو وہ اسے تمہارے لئے بڑھا دے گا۔ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ٥ وہ اُسے

تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس اور بردبار ہے۔

پس ان آیات سے واضح ہے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا ایک مومن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور فرمایا کہ تمہارا خدا کی راہ میں خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا ہے اور اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جو بندے کو اُس کی قربانی کے بدلے میں کئی گنا بڑھا کر لوٹاتی ہے۔ اور لوگ ایسے متعدد واقعات مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی راہ میں چندہ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کئی گنا بڑھا کر لوٹا دیا۔ اس بارے میں کئی دفعہ مَیں مختلف واقعات بھی بیان کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اور بے نیاز ہے، اُس کو ہمارے پیسے کی ضرورت نہیں۔ اصل میں تو ہمیں پاک کرنے کے لئے ہمارے اطاعت کے معیار دیکھنے کے لئے، ہمیں تقویٰ کی راہوں کی تلاش کرتا دیکھنے کے لئے، ہمارے مال کی قربانی کے دعویٰ کے معیار کو دیکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُس کی راہ میں خرچ کرو، اُس کے دین کے پھیلانے کے لئے، بڑھانے کے لئے خرچ کرو۔

پس ہر احمدی کو اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم چندہ کیوں دیتے ہیں؟ اگر کسی سیکرٹری مال یا صدر جماعت کو خوش کرنے کے لئے، یا اُس سے جان چھڑانے کے لئے چندہ دیتے ہیں تو ایسے چندے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہتر ہے نہ دیا کریں۔ اگر دوسرے کے مقابل پر آ کر صرف مقابلے کی غرض سے بڑھ کر چندہ دیتے ہیں تو اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ غرض کہ کوئی بھی ایسی وجہ جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے علاوہ چندہ دینے کی ہو، وہ خدا تعالیٰ کے ہاں ردّ ہو سکتی ہے۔ پس چندہ دینے والے یہ سوچیں کہ خدا تعالیٰ کا اُن پر احسان ہے کہ اُن کو چندہ دینے کی توفیق دے رہا ہے، نہ کہ یہ احسان کسی شخص پر، اللہ تعالیٰ پر یا اللہ تعالیٰ کی جماعت پر ہے کہ وہ اُسے چندہ دے رہے ہیں۔ پس ہر چندہ دینے والے کو یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ وہ چندے دے کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ الٰہی جماعتوں کے لئے مالی قربانی انتہائی اہم چیز ہے۔ اس لئے مَیں نے تمام جماعتوں کو یہ کہا ہے کہ نو مبائعین اور بچوں کو وقفِ جدید اور تحریکِ جدید میں زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کی کوشش کریں، چاہے ایک پیسہ دے کر کوئی شامل ہوتا ہو، تا کہ اُنہیں عادت پڑے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں......

......پس سیکرٹریانِ مال کو اس طریق پر افرادِ جماعت کی تربیت کرنے کی ضرورت ہے کہ جب مالی قربانی ہو تو تقویٰ اور ایمان پختہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مربیان کو بھی اس بارے میں جب بھی موقع ملے نصیحت کرنی چاہئے۔ اس کے لئے مسلسل توجہ کی ضرورت ہے۔ پس ہر سطح پر سیکرٹریانِ مال کو فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ سیکرٹریانِ مال کا کام ہے کہ اپنی ذمہ داری نبھائیں اور ہر فرد تک اُن کی ذاتی approach ہو۔ یہ نہیں کہ ذیلی تنظیموں کے سپرد کر دیا جائے کہ ذیلی تنظیمیں اس میں مدد کریں۔ ذیلی تنظیمیں صرف اس حد تک مدد

کریں گی کہ وہ اپنے ممبران کو تلقین کریں۔ اس سے زیادہ سیکرٹریانِ مال کی مدد ذیلی تنظیم کا کام نہیں ہے۔ ذیلی تنظیمیں اپنے ممبران کو توجہ دلا سکتی ہیں کہ سیکرٹریانِ مال سے تعاون کریں اور چندے کی روح کو سمجھیں۔ بہر حال چندے کی روح کو سمجھانا تو ذیلی تنظیموں کا کام ہے۔ لیکن سیکرٹریانِ مال اس بات سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے کہ ہم نے ذیلی تنظیموں کو کہا تو انہوں نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہ ذمہ داری اُن کی ہے اور اُنہی کو نبھانی پڑے گی۔ سیکرٹریانِ مال کا کام ہے کہ ہر مقامی سطح پر، ہر گھر تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ اب تو فون ہیں، دوسرے ذریعے ہیں، سواریاں ہیں۔ یہاں یورپ میں تو اور بھی زیادہ بڑے وسائل ہیں۔ پاکستان میں ایسے سیکرٹریانِ مال بھی تھے جو دن کو اپنا کام کرتے تھے اور پھر شام کے وقت کام ختم کر کے رات کو گھروں میں پھرتے تھے۔ بڑے شہر ہیں، کراچی ہے لاہور ہے سائیکل پر سوار ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں اور نصیحت کر رہے ہیں، اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ تو یہاں تو اب بہت ساری سہولتیں آپ کو میسر ہیں اور پھر بھی کام نہیں کرتے۔ بلکہ بعض سیکرٹریانِ مال کی یہاں بھی مجھے شکایات پہنچی ہیں کہ اُن کے اپنے چندے معیاری نہیں ہیں۔ اگر اپنے چندے معیاری نہیں ہوں گے تو دوسروں کو کیا تلقین کر سکتے ہیں۔ اور پیار اور نرمی سے یہ کام کرنے والا ہے۔ مالی قربانی کی اہمیت واضح کریں۔ بعض سخت ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی انکار کرتا ہے تو دوسری دفعہ جائیں، تیسری دفعہ جائیں، چوتھی دفعہ جائیں لیکن ماتھے پر بل نہیں آنا چاہئے۔ دینے والے بھی یہ یاد رکھیں کہ کسی شخص کو یہ زُعم نہیں ہونا چاہئے کہ شاید اُس کے چندے سے نظامِ جماعت چل رہا ہے اور اس لئے سیکرٹری مال بار بار اُس کے پاس آتا ہے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کبھی مالی تنگی نہیں آئے گی اور کام چلتے رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ ہاں آپ کو فکر تھی تو اس بات کی تھی کہ مال کا خرچ جو ہے وہ صحیح رنگ میں ہوتا ہے کہ نہیں؟ (ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319) اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ خرچ حتی الوسع صحیح طریقے پر ہو۔ بعض جگہ خرچ میں لاپرواہی ہو تو توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔ جماعت میں آڈٹ کا نظام بھی اس لئے قائم ہے۔ اور پھر یہ امیر جماعت کی بھی ذمہ داری ہے کہ اخراجات پر گہری نظر رکھے۔ یہ نہیں کہ جو بل آیا اُس کو ضرور پاس کر دینا ہے۔ آڈٹ کے نظام کو فعال کرے اور اس طرح فعال کرے کہ آڈیٹر کو آزادی ہو کہ جس طرح وہ کام کرنا چاہتا ہے اپنی مرضی سے کرے۔ اُس کو پورے اختیار دیئے جائیں۔ خرچ کے بارے میں مَیں بتا دوں کہ ایم ٹی اے کا ایک بہت بڑا خرچ ہے اور ایم ٹی اے کے لئے مدّ تربیت کے لحاظ سے علیحدہ تحریک بھی کی جاتی ہے۔ گو کہ اب اخراجات اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ صرف اُتنی رقم سے تو ایم ٹی اے کے خرچ نہیں چل سکتے۔ تو جو جماعت کا باقی مجموعی بجٹ ہے اُس میں سے بھی رقم خرچ کی جاتی ہے کیونکہ ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے لئے ہمارے چار پانچ سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں۔ تو اس

طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ اگر جلسے کے دوسرے دن کی تقریر کو غور سے سنیں، جو یہاں یوکے (UK) میں مَیں کرتا ہوں تو ہر ایک کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے پیسے میں کتنی برکت ڈالی ہوئی ہے اور کس طرح کام کی وسعت ہو رہی ہے اور کس طرح کام کا پھیلاؤ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر سال اس پیسے کو کتنے پھل لگا رہا ہے اور کس طرح لگا رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب اخراجات احبابِ جماعت کی مالی قربانیوں سے ہوتے ہیں‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 30 اگست 2013ء)

مجلس عاملہ کا ہر ممبر سال میں ایک بیعت کروائے

مورخہ 25 ستمبر 2013ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنگاپور، انڈونیشا، ملائشیا، تھائی لینڈ، فلپائن اور برما کے اراکین مجالس عاملہ انصاراللہ سے باری باری تمام ملکوں کی مجالس کا جائزہ لیا اور ہدایات فرمائیں۔

- سب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تھائی لینڈ کی عاملہ انصاراللہ کے ممبران سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کی ساری عاملہ نے انصاراللہ کا دستور اساسی پڑھ لیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: آپ سب پڑھیں، عاملہ کا ہر ممبر پڑھے، اگر اس کا تھائی زبان میں ترجمہ نہیں ہوا تو اس کا ترجمہ کریں۔ ہر قائد کو علم ہونا چاہئے کہ اُس کے سپرد جو شعبہ ہے، اُس کی کیا ذمّہ داریاں ہیں۔ کیا کام ہیں۔ ہر ایک اس کے مطابق اپنے پروگرام بنائے۔
- ...... فلپائن اور میانمار (برما) کے ممبران کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہی ہدایت فرمائی کہ آپ کی عاملہ کے ہر ممبر کو، ہر قائد کو انصاراللہ کا دستور اساسی پڑھنا چاہئے۔ برما کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اپنے دستور اساسی کا برمی زبان میں ترجمہ بھی کروائیں۔
- ...... انڈونیشیا، سنگاپور اور ملائشیا کی مجالس عاملہ انصاراللہ کے قائدین سے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ سبھی نے اپنا دستور اساسی پڑھ لیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا عاملہ کا ہر ممبر پڑھے۔ عاملہ کے ہر ممبر کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اس کی کیا ڈیوٹی ہے۔
- ...... صدر صاحب مجلس انصاراللہ سنگاپور کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ لندن سے انصاراللہ کا کانسٹی ٹیوشن (Constitution) منگوائیں اور ہر عاملہ ممبر اپنے شعبہ کے فرائض پڑھے اور اس کے مطابق ہر شعبہ اپنا پلان (Plan) بنائے اور آپ اپنے ہر قائد کو Active کریں اور فعال بنائیں۔
- ...... صدر صاحب انصاراللہ ملائشیا کو حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے سب قائدین بھی کانسٹی ٹیوشن کو پڑھیں۔ اس میں ہر شعبہ کے لئے گائیڈ لائن (Guide.line) ہے۔ ہر قائد کو علم ہونا چاہئے کہ اس کی ڈیوٹی

کیا ہے۔سب پڑھیں اوراس کے مطابق اپنے شعبہ کی پلاننگ(Planning) کریں۔

❁...... صدر صاحب انصاراللہ انڈونیشیا نے بتایا کہ ہمارا سالانہ اجتماع امسال نومبر میں ہورہا ہے۔امسال صدرمجلس انصاراللہ کا انتخاب بھی ہے اس کی اجازت کے لئے لکھا ہے۔اس پر حضورانور نے ہدایت فرمائی کہ امیر صاحب انڈونیشیا عبدالباسط صاحب آپ کا انتخاب کروائیں گے۔

سنگاپور کے صدر صاحب سے بھی حضورانور نے دریافت فرمایا کہ آپ کی ٹرم کب ختم ہورہی ہے۔صدر صاحب انصاراللہ نے بتایا کہ پہلی ٹرم ہے جو اس سال مکمل ہورہی ہے۔حضورانور نے ہدایات فرمائی کہ حسن بصری صاحب مبلغ انچارج سنگاپور آپ کا انتخاب کروائیں گے۔

ملائشیا کے صدر مجلس انصاراللہ نے بتایا کہ ملائشیا میں امسال صدر مجلس انصاراللہ کی دوسالہ ٹرم ختم ہورہی ہے اوراس سال انتخاب ہے اور موجودہ صدر کی یہ تیسری ٹرم ہے۔اس پر حضورانور نے فرمایا کہ ایک صدر دو دو سال کی تین ٹرم تک جاسکتا ہے یعنی چھ سال تک۔اس کے بعد انتخاب میں اس کا نام پیش نہیں ہوسکتا، نیا صدر منتخب ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نئے صدر کی ایک ٹرم کے بعد اگر لوگ پسند کریں کہ سابقہ صدر دوبارہ آئے تو اِس ایک ٹرم کے بعد سابقہ صدر دوبارہ منتخب ہوسکتا ہے اور اُس کا نام صدارت کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے۔

سابقہ صدر کو چوتھی ٹرم دیئے جانے کے حوالہ سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نائب صدر مجلس کے تحت میٹنگ میں اگر مجلس عاملہ یہ تجویز دے کہ صدر نے بہت اچھا کام کیا ہے اس کو چوتھی ٹرم کے لئے موقع دیا جائے تو یہ معاملہ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں اجازت کے لئے پیش ہوتا ہے۔پھر یہ خلیفۃ المسیح کا اختیار ہے کہ منظوری دے یا نہ دے۔حضورانور نے فرمایا بہتر یہی طریق ہے کہ تین ٹرم پوری ہونے کے بعد نیا صدر منتخب ہو۔

❁...... حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک اصولی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ تمام ذیلی تنظیمیں انصار، خدام اور لجنہ براہ راست مجھ سے رابطہ کریں گی۔یہ تینوں ذیلی تنظیمیں براہ راست خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہیں اور جماعت کی Main Stream کا حصہ بھی ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جب ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا تھا تو آپؓ نے ذیلی تنظیموں کے قیام کا یہ مقصد بیان فرمایا تھا کہ اگر جماعت کا نظام کمزور ہو اور ذیلی تنظیمیں یا کوئی بھی ایک ذیلی تنظیم فعال ہو تو جماعت ترقی کرتی رہتی ہے۔اگر ذیلی تنظیمیں مستعد اور فعال نہ ہوں لیکن جماعتی نظام

Active ہو تو تب بھی جماعت آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔ لیکن اگر جماعتی نظام بھی فعّال ہو اور ذیلی تنظیمیں بھی فعّال اور مستعد ہوں تو پھر جماعت کئی گنا تیزی سے ترقی کرتی ہے اور جماعت کا قدم غیر معمولی طور پر آگے بڑھتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: تینوں ذیلی تنظیمیں اپنی ماہانہ رپورٹس براہ راست مجھے بھجوایا کریں۔ لندن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تینوں ذیلی تنظیموں کے شعبے ہیں، ان کے آفسز ہیں جو سارا ریکارڈ رکھتے ہیں اور رپورٹس پر باقاعدہ حضور انور کی ہدایات بھجوائی جاتی ہیں۔

❁...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انڈونیشیا کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ انڈونیشیا میں تین ہزار سے زائد جزائر ہیں۔ آپ تبلیغ کے لئے ایسے چھوٹے جزیروں کا انتخاب کریں جہاں مخالفت نہیں ہے۔ ایک جزیرہ کا انتخاب کرلیں اور وہاں مضبوط جماعت قائم کریں۔ اسی طرح ایسے جزائر جہاں عیسائیوں کی آبادی زیادہ ہے اور مولویوں کا اثر نہیں ہے وہاں بھی تبلیغ کے پروگرام بنائیں اور باقاعدہ پلاننگ کرکے کام کریں۔

❁...... حضور انور نے فرمایا جو انصار اللہ کا چندہ نہیں دیتے وہ جماعت کی مجلس عاملہ کے ممبرز بھی نہیں بن سکتے اور نہ ہی مجلس انصار اللہ کی عاملہ کے ممبرز بن سکتے ہیں۔

❁...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ سنگاپور کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنا پروگرام بنائیں اور جماعت کی نیشنل مجلس عاملہ اپنا پروگرام بنائے۔ اگر کوئی پروگرام اجتماعی طور پر کرنا ہے تو باقاعدہ اپنی رپورٹس میں ذکر کریں کہ خدام، انصار اور جماعت نے مل کر اکٹھا یہ پروگرام کیا ہے۔ لیکن ذیلی تنظیموں کے اپنے علیحدہ پروگرام بھی ہونے چاہئیں۔

❁...... حضور انور نے فرمایا: اگر مجلس انصار اللہ اپنا کوئی پروگرام بنا رہی ہے۔ اپنے کسی جلسہ کا پروگرام ہے یا اجتماع کا پروگرام ہے تو پروگرام بناتے ہوئے یہ دیکھیں کہ جماعت کے پروگرام سے Clash نہ ہو۔ اگر جماعت کے پروگرام سے متصادم ہے تو پھر جماعتی پروگرام کو اوّلیت ہوگی۔ آپ اپنا پروگرام کسی اور تاریخ میں رکھ لیں۔

حضور انور نے فرمایا مثلاً آپ نے کسی گاؤں یا چھوٹے علاقہ میں اپنا تبلیغ کا پروگرام رکھا ہے۔ دوسری طرف اسی علاقہ میں جماعت نے بھی اپنا پروگرام بنایا ہوا ہے تو پھر جماعت کا پروگرام ہوگا، آپ کا نہیں۔ آپ سب جماعت کے پروگرام میں شامل ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پروگراموں کے لئے دن معین کرنے کا طریق یہ ہے کہ سال کے شروع میں امیر

صاحب نیشنل صدر صاحب جماعت کے ساتھ مل کر ایک کیلنڈر بنالیں جس میں باہمی مشورہ کے ساتھ جماعتی پروگرام اور ذیلی تنظیموں کے پروگرام کے دن بھی معین ہو جائیں۔ پروگرام معین کرتے ہوئے پہلے جماعت کے پروگرام آرگنائز (Organize) ہوں گے اس کے بعد باقی دنوں میں ذیلی تنظیموں کے پروگرام معین کرلیں۔

حضورانور نے فرمایا: جو بھی بڑی جماعتیں ہیں یوکے وغیرہ انہوں نے یہ کیلنڈر (Calendar) بنائے ہوئے ہیں۔صرف سینٹرل لیول پر نہیں بنائے بلکہ لوکل لیول پر بھی بنائے ہوئے ہیں اور ہر گھر میں یہ کیلنڈر دیا ہوا ہے۔انصار، خدام اور لجنہ کا ہر ممبر جانتا ہے کہ ہمارا پروگرام کب ہے، انصار کا پروگرام کس دن کیا ہے؟ خدام کا کب ہے اور لجنہ کا کب ہے اور کیا پروگرام ہے۔ ہر ماہ، ہر ایک کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ کیا پروگرام ہیں۔

۞...... ملائشیا کے صدر مجلس انصاراللہ نے بتایا کہ ہمارے 171 انصار ہیں اور اس تعداد کا پچاس فیصد موصی ہے۔اس پر حضورانور نے فرمایا کہ آپ اپنی تعداد اَور بڑھائیں اور آئندہ سال تک یہ تعداد ایک ہزار ایک سو اکہتر تک لے جائیں اور پھر اسی نسبت سے اضافہ کرتے رہیں۔

۞...... میانمار (برما) کی مجلس عاملہ انصاراللہ کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم حضورانور کا خطبہ جمعہ باقاعدہ اردو زبان میں سنتے ہیں اور تبلیغ کے حوالہ سے بتایا کہ صدر صاحب جماعت کی طرف سے انصار، خدام اور لجنہ کو باقاعدہ تبلیغ کا ٹارگٹ دیا جاتا ہے۔

حضورانور نے فرمایا جو جماعتیں Active ہیں وہ صرف تبلیغ کا ہی ٹارگٹ نہیں دیتیں بلکہ تحریک جدید اور وقف جدید کا ٹارگٹ بھی دیتی ہیں۔ جماعتی طور پر ان تحریکات میں جو چندہ لیا جاتا ہے وہ علیحدہ ہے۔ ذیلی تنظیمیں اس کے علاوہ اپنا ٹارگٹ پورا کرتی ہیں۔ جماعت یوکے نے لجنہ اماء اللہ یوکے کو دولاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ کا ٹارگٹ دیا تھا۔مَیں نے بڑھا کر تین لاکھ پچیس ہزار کر دیا جو لجنہ یوکے نے پورا کر دیا۔

۞...... صدر صاحب مجلس انصاراللہ انڈونیشیا نے بتایا کہ 3200/انصار تحریک جدید چندہ کے نظام میں شامل ہیں۔اس پر حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا آپ اپنی تجنید درست کریں اور اپنے سب انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔آپ کے انصار کی تعداد تو بیس ہزار تک ہونی چاہئے۔

۞...... حضورانور نے صدر صاحب انصاراللہ ملائشیا کو فرمایا کہ آپ کی گیارہ مجالس ہیں۔ ہر مجلس کی عاملہ کا ہر ممبر سال میں ایک بیعت کروائے تو آپ کی سال میں 133 بیعتیں ہو جائیں گی۔ یہی ہدایت انڈونیشیا، سنگاپور اور باقی ممالک کے لئے بھی ہے کہ ہر مجلس کی عاملہ کا ہر ممبر سال میں کم از کم ایک ایک بیعت کروائے۔

۞...... حضورانور نے فرمایا کہ تھائی لینڈ والے اور فلپائن والے بھی اب منظّم ہو کر کام کریں۔

❁...... صدر صاحب انصار اللہ ملائشیا نے عرض کیا کہ ملائشیا میں جو پاکستانی احمدی ہیں ان میں بہت سے چندہ ملائشیا میں ادا نہیں کرتے بلکہ پاکستان میں ادا کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک تو کوئی پاکستانی احمدی نہیں ہے۔ احمدی، احمدی ہے خواہ کسی بھی ملک کا ہو، دوسرے جو پاکستان سے ملائشیا آرہے ہیں وہ آپ کے لئے مثال نہیں ہیں۔

باقی جہاں تک چندہ کی ادائیگی کا سوال ہے تو اس کے لئے اصول یہ ہے کہ جو شخص جہاں بھی رہتا ہے اور جہاں مقیم ہے اور آمد بھی ہو رہی ہے تو وہیں اپنے قیام کے علاقہ میں، جماعت میں چندہ دیتا ہے۔ اگر ملائشیا میں آمد ہو رہی ہے تو پھر ملائشیا میں ہی چندہ دینا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصار اللہ ملائشیا کو ایک انتظامی ہدایت فرمائی کہ ایسے احباب کی جو ملائشیا میں رہتے ہوئے چندہ پاکستان میں ادا کر رہے ہیں ایک جائزہ فہرست پیش کی جائے۔

❁...... میٹنگ میں نومبایع کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نومبایع تین سال کے لئے ہوتا ہے اس کے بعد جماعت کی Main Stream میں آجاتا ہے۔ اگر وہ تین سال میں مستعد اور فعّال نہیں ہو سکا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پروگرام اور کوششیں منظّم نہیں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہر نئے آنے والے کو آپ نے جماعت کی Main Stream میں لانا ہے۔

❁...... ملائشیا کے ممبران نے بتایا کہ آجکل ملائشیا میں ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔ مولویوں نے کہا ہے کہ غیر مسلم، عیسائی ''اللہ'' کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے اور کورٹ نے بھی اسی طرح کا فیصلہ دیا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جب قرآن کہتا ہے کہ ”تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ“ (آل عمران:65) کہ اے اہل کتاب! ''اُس کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اَور کی عبادت نہ کریں''۔ پس جب قرآن کریم کہتا ہے کہ سب مذاہب ''اللہ'' کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں تو پھر مسلمان کس طرح کہتے ہیں کہ عیسائی، غیر مسلم نہیں کر سکتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیوں کو قرآن کریم کی یہ آیت بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ حق دیا ہے کہ ''اللہ'' کا لفظ استعمال کرو۔ تو پھر وہ آگے خود ہی اس معاملہ کو اٹھائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 اکتوبر 2013ء)

ذیلی تنظیموں کے چندوں کا بقایادار ذیلی تنظیم اور جماعت کا عہدیدار نہیں بن سکتا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20 اکتوبر 2013ء کو نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی میٹنگ کے دوران ہدایت دیتے ہوئے فرمایا

’’جو شخص ناصر ہو یا خادم ہو اگر اپنی اپنی ذیلی تنظیم کے چندوں کا بقایا دار ہے تو وہ نہ ذیلی تنظیم کا عہدیدار بن سکتا ہے اور نہ ہی جماعت کا عہدیدار بن سکتا ہے‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 دسمبر 2013ء)

انصار کی نمازوں کا ریکارڈ رکھیں

20 اکتوبر 2013ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ آسٹریلیا کو ہدایات دیتے ہوئے سب سے پہلے قائد عمومی سے حضور انور نے مجالس کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا قائد عمومی نے بتایا کہ انصار اللہ کی 14 مجالس ہیں اور سب کی طرف سے باقاعدہ رپورٹس آتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان کی ساری رپورٹس پڑھ کر، ٹیلی فون پر نہیں بلکہ لکھ کر تبصرہ بھجوایا کریں۔ ہر رپورٹ پر تبصرہ ہونا چاہئے یہ ضروری ہے۔

قائد مال نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انصار کی تعداد 411 ہے اور ہمارا کل سالانہ بجٹ 92 ہزار ڈالرز ہے۔ حضور انور نے فرمایا: بعض انصار تو بہت اچھا کمانے والے ہیں اس لئے آپ کا چندہ اس سے بہت بڑھ سکتا ہے اور دوگنا بھی ہو سکتا ہے۔

قائد تبلیغ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیعتوں کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر قائد تبلیغ نے بتایا کہ انصار اللہ نے آٹھ بیعتیں کروائی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ان سے مستقل رابطہ رکھیں اور ان کی تربیت کر کے باقاعدہ نظام جماعت کا حصہ بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: اپنا سال کا پچیس تیس بیعتوں کا ٹارگٹ رکھیں اور پھر کوشش کر کے اس ٹارگٹ کو حاصل کریں۔ آسٹریلیا میں مختلف اقوام آباد ہیں۔ ان میں تبلیغ کے لئے منصوبہ بندی کریں اور بیعتیں کروائیں۔ آپ کوشش کر کے اس ٹارگٹ سے زیادہ بیعتیں بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

قائد تربیت نے بتایا کہ انہیں ابھی کام سنبھالے نو، دس ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ

آپ نے اس نو، دس ماہ کے عرصہ میں کیا کام کیا ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ تمام مجالس کو تربیت کا پروگرام بھجوایا ہے اور ہدایت دی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ حضور انور نے فرمایا: کیا آپ کے پاس یہ ریکارڈ ہے کہ کتنے انصار باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ 411 انصار میں سے 272 انصار باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ باقی باقاعدہ نہیں ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سب کو باقاعدگی سے پانچوں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔ انصار کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ سب کو نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور روزانہ تلاوت ہونی چاہئے۔ MTA پر خطبات سننے کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انصار کو تبلیغ کا پروگرام بنا کر دیں اور ان کو لٹریچر دیں اور ان کو باہر نکالیں۔ یہ اپنے رابطے کریں۔ تعلقات بنائیں اور تبلیغ کریں اب احساس کمتری سے باہر نکلیں اور کام کریں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کہتے ہیں کہ 40 ہزار لیف لیٹس انصار نے تقسیم کیا ہے۔ اس میں سے 20 ہزار تو ایک آدمی نے کر دیا ہے باقی سب نے مل کر بیس ہزار کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مجلس انصار اللہ یو کے نے کتاب Life of Muhammad پچاس ہزار کی تعداد میں تقسیم کی ہے اور اسی طرح کتاب World Crisis and the Pathway to Peace چالیس ہزار کی تعداد میں تقسیم کی ہے۔ انہوں نے یہ کتاب بڑی تعداد میں شائع کروائی ہے اور پھر باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے اسے تقسیم کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا انصار اللہ کے نام سے چیریٹی واک ہونی چاہئے۔ اسی طرح یہاں پودے لگانے کا شوق ہے۔ حکومت کے متعلقہ محکمہ سے، انتظامیہ سے باقاعدہ بات کر کے پھر درخت لگائیں، پودے لگائیں اور اسی طرح دوسرے خدمت خلق کے کام کریں۔ جب پریس اور میڈیا کے ذریعہ آپ کے انسانی خدمت کے اور فلاح و بہبود کے کام سامنے آئیں گے تو اسلام کا ایک اچھا اور خوبصورت چہرہ ان لوگوں کے سامنے آئے گا اور ان کو اسلام پر دوسرے انتہاء پسندوں کے رویہ کی وجہ سے جو اعتراضات ہیں وہ دور ہوں گے۔ اس لئے جب آپ مختلف چیریٹی آرگنائزیشنز کو رقوم کے چیک پیش کریں تو باقاعدہ ایک تقریب کر کے دیں اور میڈیا والوں کو بھی بلائیں اور دوسری لوکل انتظامیہ بھی ہو۔ یہ ایسا اس لئے نہیں ہے کہ ہم کوئی احسان کر رہے ہیں۔ بلکہ صرف اس لئے ہے کہ اسلام کی جو بھیانک تصویر بنی ہوئی ہے اور جو خصوصاً میڈیا نے بنائی ہوئی ہے وہ ختم ہوتی ہے۔ یہ کوئی دکھاوا نہیں ہے۔ بلکہ نیک نیتی سے اسلام کا حسین چہرہ غیروں کے سامنے پیش کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا چیریٹی واک سے اور ڈونیشن سے آپ جو رقوم اکٹھی کریں اس میں سے 30 فیصد

ہیومینیٹی فرسٹ کودیں اور 70 فیصد لوکل چیریٹیز کو دیں۔اس سے آپ کا تعارف بڑھے گا اور تبلیغ کا ذریعہ بنے گا اور اسلام کی غلط تصویر کا تصور زائل ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: آپ سب انصار کو توجہ دلائیں کہ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کی نگرانی کریں کہ نمازیں پڑھ رہے ہیں۔قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔مسجد میں ان کو اپنے ساتھ لائیں تا کہ ان کو مسجد آنے کی عادت پڑے۔ان کو دین کا علم سکھائیں اور ان کی تربیت کریں۔

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا وقف عارضی کی سکیم بنائیں۔ سال میں دو تین دفعہ وقف عارضی کریں۔انصار وقف عارضی کے دوران بچوں کی کلاسیں لیں اور ان کو قرآن کریم پڑھائیں اور دینی معلومات پڑھائیں۔اسلام کی بنیادی باتیں بتائیں۔

حضور انور نے فرمایا:

اس بارہ میں آپ کو مسلسل کوشش کرنا پڑے گی۔بار بار کی یاددہانی اور Follow Up کرنا پڑے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی کہ یہاں آسٹریلیا میں چائنیز کی بڑی تعداد ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا: ہمارے پاس چائنیز لٹریچر موجود ہے۔کتاب Pathway to Peace کا بھی چائنیز زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔چائنیز لٹریچر لندن سے منگوائیں، سنگاپور سے بھی جائزہ لے لیں۔ان کے پاس بھی چائنیز لٹریچر موجود ہے اور چائنیز کو دیں۔جو عرب لوگ ہیں ان کو عربی میں لٹریچر دیں۔جو دوسری قومیں ہیں ان کو ان کی زبانوں میں دیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ بعض کتابوں کی قیمتیں آپ نے زیادہ رکھی ہوئی ہیں۔مثلاً کتاب Pathway to Peace آپ پانچ ڈالر میں دے رہے ہیں۔یہ دو ڈالر میں دیں۔اصل چیز پیغام پہنچانا ہے۔پیسے کمانا نہیں ہے۔

نائب صدر صف دوم نے حضور انور کے استفسار پر بتایا کہ انصار کی سائیکلنگ تو کم ہوتی ہے لیکن دوسری کھیلیں ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: بوڑھے اپنے آپ کو بوڑھا نہ سمجھیں،40 سال کے بعد ضروری نہیں کہ آپ بوڑھے ہو جائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا تھا کہ ایک خادم چالیس سال تک خدام میں بڑی مستعدی سے کام کرتا ہے تو پھر پتہ نہیں کہ انصار میں آکر سست کیوں ہو جاتا ہے تو اس بارہ میں آپ سوچیں اور اپنا جائزہ لیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 دسمبر 2013ء)

قرآن کریم جاننے والے انصار، وقف عارضی کے دوران بچوں اورنوجوانوں کی کلاسز لیں

مورخہ 3 نومبر 2013ء کو اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ نیوزی لینڈ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مجلس عاملہ کی میٹنگ میں قائد عمومی سے مجالس کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا۔ قائد عمومی کو مجالس کے سمجھنے میں مشکل پیش آئی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آپ اپنا انصار اللہ کا کانسٹیٹیوشن پڑھیں تا کہ آپ کو علم ہو کہ مجالس کیا ہوتی ہیں اور مجالس سے کیا مراد ہے۔ حضور انور نے فرمایا: مجلس انصار اللہ عاملہ کے تمام ممبران کو اپنا کانسٹیٹیوشن پڑھنا چاہیئے۔ ہر ایک کو پتہ ہونا چاہیئے کہ اس کے شعبہ کے کیا کیا کام ہیں۔ پھر اس کے مطابق ہر قائد اپنا پرگرام اور لائحہ عمل بنائے۔

❁ قائد تعلیم نے حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ ہم نے اپنے سلیبس میں، انصار کے مطالعہ اور امتحان کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ''نشان آسمانی'' مقرر کی ہوئی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کیا مجلس عاملہ انصار اللہ کے تمام ممبران نے پڑھ لی ہے اور کیا دوسرے سب انصار نے پڑھ لی ہے۔ آپ کے توکُل 72 انصار ہیں۔ با قاعدہ جائزہ لیا کریں اور Follow Up کیا کریں کہ کس کس نے مطالعہ کرلیا ہے۔ جس نے نہیں کیا اس کو توجہ دلائیں۔

❁ قائد مال نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مجلس انصار اللہ کے ممبران میں سے کمانے والے انصار کی تعداد 27 ہے۔ جو نہیں کماتے ان میں سے بھی بعض حسب توفیق ادا کر دیتے ہیں اور بعض ادا نہیں کرتے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا بس توجہ دلا دیا کریں۔

❁ قائد تربیت نومبائعین نے بتایا کہ اس وقت ایک نومبائع ناصر زیر تربیت ہے۔ قائد تربیت نے نومبائع کی مدّت کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ کتنا عرصہ ایک شخص نومبائع رہتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: تین سال تک رہتا ہے اس کے بعد اسے جماعت کے نظام کا با قاعدہ حصہ بننا چاہیئے پھر وہ نومبائع نہیں رہے گا۔

❁ قائد ایثار کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ با قاعدہ پروگرام بنا کر انصار ہسپتال کا وزٹ کیا کریں اور Old People's Home بھی جایا کریں مریضوں اور بوڑھے لوگوں سے ملیں۔ ان کا حال پوچھیں اور رابطہ اور تعلق پیدا کریں۔ جاتے ہوئے کوئی پھل، پھول وغیرہ ساتھ لے جائیں اس طرح دوستی بنائیں اور پھر آہستہ آہستہ یہ بات جماعت کے تعارف اور پیغام پہنچانے کا موجب بنے گی۔

❁ قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ پہلے اپنا کانسٹیٹیوشن پڑھیں۔ 72 لوگوں کو قرآن کریم پڑھنا آنا چاہئے۔ اس کا جائزہ لیں اور پھر جن کو قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا اُن کو قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کریں۔ دوسرے یہ کہ ایسا پروگرام بنائیں کہ انصار وقف عارضی کریں۔ جن انصار کو قرآن کریم پڑھنا آتا ہے وہ وقف عارضی کے دوران اور ویسے بھی بچوں اور نوجوانوں کی کلاسز لیں اور ان کو قرآن کریم پڑھائیں۔ اس طرح ان کے ذمہ یہ کام بھی لگائیں کہ وہ مختلف مقامات میں جا کر لٹریچر تقسیم کریں اور تبلیغ کریں اور رابطے کریں اور اپنے تعلقات بنائیں۔

❁ قائد تبلیغ نے بتایا کہ گزشتہ تین سال میں ہماری بیعتیں دس بارہ کے قریب ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغ کا اچھا پروگرام بنائیں۔ اپنے پرانے ٹیکسالی طرز کے پروگراموں کو چھوڑیں اور تبلیغ کے لئے نئے راستے تلاش کریں۔ جو چھوٹے ٹاؤن ہیں اور دیہات ہیں وہاں جائیں، رابطے کریں، تعلقات بنائیں، پمفلٹس تقسیم کریں۔ اس طرح سکیم بنا کر کام کریں۔

❁ قائد وقف جدید کو حضور انور نے فرمایا کہ انصار بھی چندہ وقف جدید کے لئے اپنا ٹارگٹ رکھیں اور پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

❁ آڈیٹر کو حضور انور نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ حسابات دیکھیں اور اکاؤنٹس چیک کیا کریں۔

❁ قائد اشاعت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کوئی رسالہ نکالتے ہیں جس پر موصوف نے بتایا کہ ہم رسالہ ''انصار الدین'' شائع کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا سب انصار کو دیا کریں تا کہ وہ اسے پڑھیں۔

❁ حضور انور نے فرمایا یہ بھی بتائیں کہ کتنے ہیں جو MTA دیکھتے ہیں۔ کتنے ہیں جو میرے خطبات اور خطابات سنتے ہیں۔ معین کر کے Facts & Figures کے ساتھ جواب دیں۔ ہر انصار کو MTA دیکھنا چاہئے اور خطبات سننے چاہئیں۔ اس کا باقاعدہ جائزہ لیں اور جو کمزور ہیں ان کو توجہ دلائیں۔

❁ قائد تحریک جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 72 میں سے 63 ممبران نے تحریک جدید کا چندہ دیا ہے۔ ہمارا چندہ کا ٹارگٹ 4300 ڈالرز تھا۔ اس میں سے 98 فیصد ہم نے وصول کرلیا ہے اور باقی بھی جلد وصول کرلیں گے۔

❁ حضور انور نے نائب صدر انصار صف دوم کو فرمایا کو انصار کا سپیشل پروگرام ہونا چاہئے۔ سائیکلنگ ہو، میراتھن واک ہو، دوسری روزمرہ کی سیر ہو۔

حضور انور نے فرمایا قائد صحت جسمانی بھی واک آرگنائز کر سکتے ہیں اور نائب صدر صف دوم اس میں مدد کر سکتا ہے۔ چیریٹی واک ہوتی ہے اس میں انصار حصہ لے سکتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 جنوری 2014ء)

انصاراللہ کی تنظیم لائبریری میں قرآن کریم رکھوائے

11 نومبر 2013ء کو نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جاپان کی میٹنگ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ منعقد ہوئی۔ اس دوران حضور نے زعیم انصاراللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

زعیم انصار اللہ نے اس موقع پر عرض کیا کہ ہم نے پانچ قرآن کریم جاپان کی مختلف لائبریریوں میں رکھے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: خدمت خلق کے کاموں کے ذریعہ اخبارات اور میڈیا، پریس میں جو پروجیکشن ہوتی ہے اس سے جماعت کا تعارف بڑھتا ہے اور آجکل کے حالات میں یہ پروجیکشن ضروری ہے تا کہ اسلام کا حسین چہرہ لوگوں کے سامنے آئے اور اسلام کی ایک منفی تصویر جو ان کے دلوں میں ہے وہ ختم ہو۔

(الفضل انٹرنیشنل 7 فروری 2014ء)

باب دوازدہم

2014ء

کے

ارشادات وفرمودات

- عہدیداروں میں ایک اہم خلق شفقت اور ہمدردی ہونا چاہئے
- افراد جماعت کی عملی اصلاح کے لئے ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے
- جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، خلیفۂ وقت کی باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں تا افراد جماعت کی عملی اصلاح میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا ہو
- عہدیدار دلوں میں خلافت کے بارے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرے
- تمام عہدیداران پہلے اپنے جائزے لیں
- نیشنل عہدیداران اپنے خولوں سے باہر کرآئیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں

عہدیداروں میں ایک اہم خلق شفقت اور ہمدردی ہونا چاہیئے

لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے 18-19 جنوری 2014ء کو عہدیداران کا دو روزہ ریفریشر کورس منعقد کیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرما کر عہدیدارن کو نصائح فرمائیں:

حضور نے فرمایا:

"ایک اور اہم خُلق جو تمام جماعتی عہدیداروں میں ہونا چاہیئے وہ شفقت اور ہمدردی ہے۔ جماعتی عہدیدار ہونے کی حیثیت سے آپ کو اپنے ماتحتوں اور جماعت کے دوسرے افراد کے ساتھ محبت، نرمی اور رحم دلی کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ آپ کے دلی محبت اور شفقت کے جذبات دوسروں کو آپ کے اور بھی قریب کر دیں گے اور اس سے جماعتی کاموں کی طرف بھی کشش پیدا ہوگی اور اس طرح ان کا جماعت سے تعلق بھی مضبوط ہوگا۔"

(الفضل انٹرنیشنل 25 اپریل 2014ء)

افراد جماعت کی عملی اصلاح کے لئے ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے

عملی اصلاح پر خطبات کا جو سلسلہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا ان میں سے 10 جنوری 2014ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا

" گزشتہ دو جمعوں سے پہلے مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبات کی روشنی میں چند خطبے عملی اصلاح کے بارے میں دیئے تھے اور بعض اسباب بیان کئے تھے جو عملی اصلاح میں روک کا باعث بنتے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو گیا تھا کہ اگر ہم نے من حیث الجماعت اپنی عملی اصلاح کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں تو ان روکوں کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی تھی کہ عمل کے متعلق ہماری روکیں عقائد کی روکوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اس حوالے سے آج مَیں مزید کچھ کہوں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد بندے کا خدا سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح ہے

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن اور بعثت کا مقصد صرف عقائد کی اصلاح کرنا نہیں تھا۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اعمال کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے اس چیز کے لئے آپ تشریف لائے ہیں۔ بندے کا ایک دوسرے کے حق ادا کرنا بھی ایک

مقصد ہے اور یہ سب باتیں اعمال پر منحصر ہیں۔ نیک اعمال بجالا کر خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا ہوتا ہے اور بندوں کا بھی حق ادا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا، پہلے بھی میں کئی دفعہ یہ چیزیں بیان کر چکا ہوں۔ فرمایا کہ "یاد رکھو کہ صرف لفاظی اور لسانی کام نہیں آسکتی جب تک کہ عمل نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 48۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک موقع پر فرمایا: "اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 249۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن میں کارآمد ہونا ہے۔ آپ کے مقصد کو پورا کرنے والا بننا ہے تو یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ہم میں سے ہر ایک اپنی عملی اصلاح کی روکوں کو دُور کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ کیونکہ یہ عملی اصلاح ہی دوسروں کی توجہ ہماری طرف پھیرے گی اور نتیجۃً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل میں ممدّ ومعاون بن سکیں گے۔ پس ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس کے حصول کے لئے ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیونکہ ہمارے غالب آنے کا ایک بہت بڑا ہتھیار عملی اصلاح بھی ہے۔ ہماری اپنی اصلاح سے ہی ہمارے اندر وہ قوت پیدا ہوگی جس سے دوسروں کی اصلاح ہم کرسکیں گے۔ ہمارے غالب آنے کا مقصد کسی کو ماتحت کرنا اور دنیاوی مقاصد حاصل کرنا تو نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کے دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈالنا ہے۔ لیکن اگر ہمارے اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے تو دنیا کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہماری باتیں سنے۔ پس ہمیں اپنی عملی قوتوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے اور پھر مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ خود دوسروں سے مرعوب ہونے کی بجائے دنیا کو مرعوب کرنے کی ضرورت ہے آجکل جبکہ دنیا میں لوگ دنیاداری اور مادیت سے مرعوب ہورہے ہیں ہمیں پہلے سے بڑھ کر اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ نظریں رکھتے ہوئے اپنے آپ کو دنیا کے رعب سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اور دنیا کو بھی ان شیطانی حالتوں سے نکالنے کی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہم بن سکیں اور دنیا کی اکثر آبادی بن سکے۔ لیکن اس کے راستے میں بہت سی روکیں ہیں۔ اس کے لئے ہم نے اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کرنی ہے کہ ان روکوں کو دُور کرسکیں۔ ہمیں دنیا کے مقابلے کے لئے بعض قواعد تجویز کرنے ہوں گے جو ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر لاگو کرے اور پھر اُس کی پابندی کرے۔ اس کے لئے ہمیں اپنے نفسوں کی قربانی دینی ہوگی اور ایک ماحول پیدا کرنا ہوگا۔ جب تک ہمیں یہ حاصل نہیں ہوتا، ہم کامیاب نہیں ہوسکتے۔

دنیا کی سمٹ جانے سے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بُرائی گھر گھر پہنچ گئی ہے

جیسا کہ مَیں گزشتہ ایک خطبہ میں بتا چکا ہوں۔ آجکل دنیا سمٹ کر قریب تر ہوگئی ہے۔ گویا ایک شہر بن

گئی ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے ایک محلّہ بن گئی ہے۔ ہزاروں میل دُور کی برائی بھی ہر گھر میں الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ پہنچ گئی ہے اور ہر ملک کی جو خواہ ہزاروں میل دور ہے، اچھائی بھی ہر گھر تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی لحاظ سے ہم دیکھیں تو برائی کے پھیلنے کی شرح اچھائی کے پھیلنے کی نسبت بہت زیادہ تیز ہے۔ پھر جیسا کہ میں پہلے بھی کئی موقعوں پر ذکر کر چکا ہوں اچھائی اور برائی کا معیار بدل گیا ہے۔ ایک چیز جو اسلامی معاشرے میں برائی ہے، دنیا دار معاشرے میں جواب تقریباً لا مذہب معاشرہ ہے، اس میں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کو ہم بُرائی سمجھتے ہیں۔ یہ ان کے نزدیک بہت معمولی سی چیز ہے بلکہ اچھائی سمجھی جانے لگی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال دی ہے کہ مغربی معاشرے میں ناچ کا رواج ہے۔ یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تو اتنا عام نہیں تھا یا کم از کم اس کے لئے خاص جگہوں پر جانا پڑتا تھا۔ آجکل تو ٹی وی اور انٹرنیٹ نے ہر جگہ یہ پہنچا دیا ہے اور بعض گھروں میں ہی تفریح کے نام پر ناچ کے اڈے بن گئے ہیں۔ اور بعض گھریلو فنکشنز پر بھی یہ ناچ وغیرہ ہوتے ہیں۔ خاص طور پر شادیوں کے موقع پر تفریح اور خوشی کے نام پر بیہودہ ناچ کئے جاتے ہیں۔ ایک احمدی گھر کو اس سے بالکل پاک ہونا چاہئے۔ اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بہرحال میں حضرت مصلح موعود کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اب مغربی ملکوں میں ناچ کا رواج ہے مگر پہلے اسے لوگ برا سمجھتے تھے۔ اب آہستہ آہستہ اسے لوگوں نے اختیار کرنا شروع کر دیا۔ پہلے عورت مرد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر ناچتے تھے۔ پھر ایک دوسرے کے قریب منہ کر کے ناچنے لگے اور پھر یہ فاصلے کم ہونے لگے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 432 خطبہ فرمودہ 3 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اب تو ناچ کے نام پر بیہودگی کی کوئی حد نہیں رہی۔ ننگے لباسوں میں ٹی وی پر ناچ کئے جاتے ہیں۔ یہ کیوں پھیلا؟ صرف اس لئے کہ برائی پھیلانے والے باوجود دنیا کے شور مچانے کے کہ یہ برائی ہے، برائی پھیلانے پر استقلال سے قائم رہے اور دنیا کی باتوں کی کوئی پروا نہیں کی۔ آخر ایک وقت میں یہ کامیاب ہو گئے۔ اب تو پاکستان جو مسلمان ملک ہے اُس کے ٹی وی پر بھی تفریح کے نام پر، آزادی کے نام پر بیہودگیاں نظر آتی ہیں، ننگ نظر آتا ہے۔ گویا برائی اپنے استقلال کی وجہ سے دنیا کے ذہنوں پر حاوی ہو گئی ہے۔ پس اس کے مقابلے پر آنے کے لئے بہت بڑی منصوبہ بندی اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر یہ نہ ہوئی تو پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

پس بہت سوچنے اور غور کرنے اور محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اُن چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے جن کو اپنا کر ہم یہ روکیں دُور کر سکتے ہیں۔ جن کو استعمال میں لا کر ہمارے اندر یہ روکیں دور کرنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے ہم برائیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے عمدہ رنگ میں وضاحت فرمائی ہے کہ اگر عملی اصلاح کے لئے یہ باتیں انسان میں

پیدا ہو جائیں تو تبھی کامیابی مل سکتی ہے اور یہ تین چیزیں ہیں۔ نمبر ایک قوتِ ارادی۔ نمبر دو صحیح اور پورا علم۔ اور نمبر تین قوتِ عملی۔ لیکن اصل بنیادی قوتیں دو ہیں۔ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی۔ جو چیز ان دونوں کے درمیان میں رکھی گئی ہے یعنی صحیح اور پورا علم ہونا، یہ دونوں بنیادی قوتوں پر اثر ڈالتی ہے۔ علم کا صحیح ہونا قوتِ عملی پر بھی اثر ڈالتا ہے اور قوتِ ارادی پر بھی اثر ڈالتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 440 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

بہر حال پہلے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ قوتِ ارادی اور قوتِ عملی ہی دو بنیادی چیزیں ہیں جو عملی اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے لئے ہمیں قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور قوتِ عملی کے نقص کو دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ارادہ اگر کسی برائی کو روکنے کا مضبوط ہو تو تبھی وہ برائیاں رک سکتی ہیں اور ارادے کی مضبوطی اُس وقت کام آئے گی جب عمل کرنے کی جو قوت ہے، ہمارے اندر جو طاقت ہے، اُس کی جو کمزوری ہے اُس کو دُور کریں، اُس کے نقص کو دُور کریں۔ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اس پہلو سے جب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی کیسی ہے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ جہاں تک ارادے کا تعلق ہے اس میں بہت کم نقص ہے کیونکہ ارادے کے طور پر جماعت کے تمام یا اکثر افراد ہی تقریباً یہ چاہتے ہیں کہ ان میں تقویٰ اور طہارت پیدا ہو۔ وہ اسلامی احکام کی اشاعت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا قرب حاصل کر سکیں۔ حضرت مصلح موعود نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ ہماری قوتِ ارادی تو مضبوط ہے اور طاقتور ہے پھر بھی نتائج صحیح نہیں نکلتے تو پھر یقیناً دو باتوں میں سے ایک بات ہے۔ یا تو یہ کہ عمل کے لئے حقیقی قوتِ ارادی جو چاہئے، اتنی ہمارے اندر نہیں ہے لیکن عقیدے کی اصلاح کے لئے جتنی قوتِ ارادی کی ضرورت تھی وہ ہم میں موجود تھی۔ اس لئے عقیدے کی تو اصلاح ہو گئی لیکن عملی اصلاح کے لئے چونکہ قوتِ ارادی کی ضرورت تھی، وہ ہم میں موجود نہیں تھی، اس لئے ہم اعمال کی اصلاح میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہماری عبودیت میں بھی کچھ نقص ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ بندگی جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اُس میں بھی کچھ نقص ہے اور اس وجہ سے قوتِ عملی مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کے اثر کو قبول نہیں کر رہی۔ یعنی ہماری عمل کی قوت مفلوج ہو گئی ہے اور قوتِ ارادی کا اثر قبول نہیں کر رہی۔ یا ان باتوں کو قبول کرنے کے لئے جن معاونوں کی یا جن مددگاروں کی ضرورت ہے اُن میں کمزوری ہے۔ اس صورت میں ہم جب تک قوتِ متاثرہ یا عملی قوت کا یا اثر لے کر کسی کام کو کرنے والی قوت کا علاج نہ کر لیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک طالبعلم ہے، وہ اپنا سبق یاد کرتا ہے مگر یاد نہیں رکھ سکتا۔ اُس کا جب تک ذہن درست نہیں کر لیا جاتا اُس وقت تک اُسے خواہ کتنا سبق دیا جائے، کتنی ہی بار اُسے یاد کروایا جائے یا یاد کرانے کی کوشش کی جائے، وہ اُسے یاد نہیں رکھ سکے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 435,436 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

عملی اصلاح کے طریق

......بہر حال عملی طریق بھی جو ہے وہ پریشان کر دیتا ہے اور اگر اُس صحیح طریق کو اپنایا نہ جائے تو کامیابی نہیں ملتی۔ پس جو عملی طریق کسی کام کرنے کے لئے تجویز ہوا ہے، دماغ کو بھی اُس کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کی حالتوں کے لئے بھی اس طرف دیکھنا ہوگا۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہماری نیکی کے ارادے دماغ کے اس حصے پر کیوں اثر نہیں کرتے جس پر اثر ہونے کے نتیجہ میں عملی اصلاح شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں ان روکوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اس رستے میں حائل ہوتی ہیں۔

پھر دیکھنا ہوگا کہ ہمارے عبودیت کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ہماری عملی کوشش میں نیک نیتی اور اخلاص و وفا کتنا ہے۔

پس دو قسم کی روکیں ہیں جو عملی اصلاح کے راستے میں حائل ہوتی ہیں۔ ایک قوتِ ارادی میں کمزوری اور دوسری قوتِ عملی میں کمزوری۔ لیکن جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے ان کے درمیان میں ایک اور صورت بھی عملی اصلاح میں کمی کی ہے اور وہ ہے علمی طور پر کمزوری۔ یہ دونوں طرف اپنا اثر ڈالتی ہے۔

ہم عملی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ارادہ بھی علم کے مطابق چلتا ہے اور عمل بھی علم کے مطابق چلتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک ہزار کا لشکر اُس کے مکان پر حملہ آور ہونے والا ہے بلکہ صرف اس قدر جانتا ہو کہ کسی نے حملہ کرنا ہے اور ہو سکتا ہے ایک دو آدمی ہوں تو اُس کے لئے وہ تیاری کرتا ہے۔ لیکن اگر اُسے یہ علم ہو کہ حملہ آور ایک ہزار ہیں تو پھر اُس کی تیاری اُس سے مختلف ہوتی ہے۔ پس علم کی کمی کی وجہ سے نقص پیدا ہو جاتا ہے اور علم کی صحت قوتِ ارادی کو بڑھا دیتی ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ انسان کسی چیز کو اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور اُسے ہلکی سمجھتا ہے لیکن وہ بھاری ہوتی ہے، اُٹھا نہیں سکتا۔ لیکن جب ایک دفعہ اندازہ ہو جائے کہ یہ بھاری ہے تو پھر زیادہ قوت صَرف کرتا ہے، زیادہ طاقت لگاتا ہے، اُٹھانے کا طریق بدل لیتا ہے تو پھر اُس کو اُٹھا بھی لیتا ہے۔ پس کوئی زائد طاقت اُس میں دوسری دفعہ نہیں آئی بلکہ صحیح علم ہونے کی وجہ سے اور صحیح طریق پر طاقت کا استعمال اُس نے کیا تو اس میں کامیاب ہو گیا۔

پس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت تو موجود ہے۔ جب اُس صلاحیت اور طاقت کا استعمال صحیح ہو تو آسانی سے کام ہو جاتا ہے یا بہتر رنگ میں کام ہو جاتا ہے اور یہ علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر صلاحیت کا صحیح استعمال نہ ہو تو عام معاملات میں بھی نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس یہاں اسی اصول کو عملی صلاحیت کے استعمال اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لئے لگانے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے اپنے علم کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اُس کے مطابق صحیح طاقت کا استعمال کر کے اپنی کمزوریوں پر غالب آیا جا سکے۔

قوت موازنہ کی اہمیت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بات یہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں ایک قوتِ موازنہ رکھی ہے جس سے وہ دو چیزوں کے درمیان موازنہ کر سکتا ہے۔ جو یہ فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں کام کرنے کے لئے اتنی طاقت درکار ہے۔ اور کیونکہ ساری طاقت انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی بلکہ دماغ میں محفوظ ہوتی ہے۔ اس لئے پہلی دفعہ جب ایک کام نہ ہو، جیسے وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی ہے، وزن نہ اُٹھایا جا سکے تو پھر انسان دماغ کو مزید طاقت بھیجنے کے لئے کہتا ہے اور اس طاقت کے آنے پر چیز اُٹھانے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ قوتِ موازنہ بھی علم کے ذریعہ آتی ہے۔ خواہ اندرونی علم ہو یا بیرونی علم ہو۔ اندرونی علم سے مراد مشاہدہ اور تجربہ ہے اور بیرونی علم سے مراد باہر کی آوازیں ہیں جو کان میں پڑتی ہیں۔ جیسے باہر کے کسی حملے کی مثال دی گئی تھی۔ باہر کے حملے سے ہوشیار کرنے کے لئے باہر کی آوازیں انسان کو ہوشیار کرتی ہیں۔ لیکن یہ جو وزن اُٹھانے کی مثال دی گئی تھی، اس کے لئے قوتِ موازنہ نے خود فیصلہ کرنا ہے کہ پہلے یہ وزن نہیں اُٹھایا گیا تو اس لئے کہ تم اسے کم وزن سمجھتے تھے، اگر مثلاً دس کلو تھا تو پانچ کلو سمجھتے تھے اور تھوڑی طاقت لگائی تھی۔ اب اسے اُٹھانے کے لئے دس کلو کی طاقت لگاؤ تو اُٹھا لو گے۔ اس اصول کو اگر سامنے رکھا جائے تو جب انسان اس لائحہ عمل کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو قوتِ موازنہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ مجھے اپنی جدوجہد کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

بعض دفعہ صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان اعمال کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اور قوتِ موازنہ عدمِ علم کی وجہ سے اُسے صحیح خبر نہیں دیتی کہ اس کی عملی اصلاح کے لئے کس قدر طاقت کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 437,438 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

پس قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہی ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے اُسے غافل بھی کرتی ہے۔

قوتِ موازنہ بھی تبھی ہوگی جب کسی چیز کا علم ہو جائے۔ اگر علم ہوگا تو ہوشیار کرے گی کہ اس کو اس طرح استعمال کرو۔ علم نہیں ہوگا تو انسان وہ کام نہیں کر سکتا۔ اور پھر اسی عدمِ علم کی وجہ سے یا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بچہ جب ایسے لوگوں میں پرورش پاتا ہے جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا مستقل ہی مرتکب رہتے ہیں، ہر وقت اُن کی مجلسوں میں یہ ذکر رہتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر تو دنیا میں گزارہ نہیں ہو سکتا تو بچے کے ذہن میں یہ خیال آ جاتا ہے کہ اس زمانے میں جھوٹ کے بغیر کامیابی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

اسائیلم سیکرز لمبی اور جھوٹی کہانی نہ بنائیں

یہاں مَیں اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جو اسائلم لینے والے آتے ہیں، وہ پتا نہیں

کیوں، اکثریت کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہوگئی ہے کہ لمبی کہانی بنائے بغیر اور جھوٹی کہانی بنائے بغیر ہمارے کیس پاس نہیں ہوں گے۔ حالانکہ کئی مرتبہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ اگر مختصر اور صحیح بات کی جائے تو کیس جلدی پاس ہو جاتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ کئی لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ انہوں نے سچی اور مختصر سی بات کی ہے اور چند دنوں میں کیس پاس ہو گیا۔ اس کے لئے تو یہی کافی ہے کہ دماغی ٹارچر اب اُن سے برداشت نہیں ہوتا۔ جہاں ہر وقت اپنا بھی دھڑکا ہے اور اپنے بچوں کا بھی دھڑکا ہے۔ بہت ساری پریشانیاں ہیں۔ سکول نہیں جاسکتے، سکولوں میں تنگ کئے جاتے ہیں تو اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں۔ اسی بات پر اکثریت جو کیس ہیں وہ پاس ہو جاتے ہیں۔ پس سچائی پر قائم رہنا چاہئے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکّل بھی کرنا چاہئے۔ یہ جھوٹی کہانیاں جب بچوں کے سامنے ذکر ہوں کہ ہم نے جج کو یہ کہانی سنائی اور وہ سنائی تو پھر بچے بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بولنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولتے تو شاید ہمارا کیس پاس نہ ہوتا یا ہمیں فائدہ نہ پہنچ سکتا۔ یہ تصور پیدا ہو جاتا ہے کہ جھوٹ ہی ہے جو تمام ترقیات کی چابی ہے۔ یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ آجکل بھلا کون ہے جو سچ بولتا ہے۔ تو یہ سب باتیں بچوں کے ذہنوں میں اپنے بڑوں کی باتیں سن کر پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر اُن کا علم یہیں محدود ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بولنا ایسی بُری بات نہیں ہے۔ اور نتیجہ کیا ہوگا پھر؟ نتیجہ ظاہر ہے کہ بڑے ہو کر جہاں جہاں بھی ایسے بچے کو جھوٹ بولنے کا موقع ملے گا وہ اپنی قوتِ موازنہ سے فیصلہ چاہے گا تو قوتِ موازنہ اُسے فوراً یہ فیصلہ دے دے گی کہ خطرہ زیادہ ہے، جھوٹ بول لو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح غیبت ہے۔ اگر بچہ اپنے اردگرد غیبت کرتے دیکھتا ہے کہ تمام لوگ ہی غیبت کر رہے ہیں تو بڑا ہو کر اُس کے سامنے جب غیبت کا موقع آتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے غیبت کی تو مجھے فائدہ پہنچے گا تو قوتِ موازنہ اُسے کہتی ہے، تمہارے اردگرد تمام غیبت کرتے ہیں اگر تم غیبت کر لو تو کیا حرج ہے۔ گویا گناہ تو ہے لیکن اتنا بڑا گناہ نہیں۔ اس بارے میں گزشتہ ایک خطبہ میں بات ہو چکی ہے کہ اصلاحِ اعمال میں ایک بہت بڑی روک یہ ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ بعض گناہ بڑے ہیں اور بعض چھوٹے گناہ ہیں اور ان کو کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور پھر ان گناہوں کو جب ایک دفعہ انسان کر لے تو چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہاں انسان میں قوتِ موازنہ تو موجود ہوتی ہے مگر اس غلط علم کی وجہ سے جو اُسے ماحول نے دیا ہے، وہ انسان کو اتنی طاقت نہیں دیتی جس طاقت کے ذریعہ سے وہ گناہوں پر غالب آ سکے۔ جیسے کہ وزن اُٹھانے کی مثال بیان کی گئی تھی۔ کمزور طاقت ایک وزن کو اُٹھا نہ سکی لیکن جب دماغ نے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت بھیجی تو وہی ہاتھ اُس زیادہ وزن کو اُٹھانے کے قابل ہو گیا۔ لیکن اگر انسان کی قوتِ موازنہ یہ حکم دماغ کو نہ بھیجتی تو وہ وزن نہ اُٹھا سکتا۔ اسی طرح گناہوں کو مٹانے میں بھی یہی اصول ہے۔ گناہوں کو مٹانے کی طاقت انسان میں ہوتی ہے لیکن جب گناہ سامنے آتا ہے اور قوتِ موازنہ یہ کہہ دیتی ہے کہ اس گناہ میں

حرج کیا ہے کہ چھوٹا سا، معمولی سا تو گناہ ہے جب کہ اس کے کرنے سے فائدہ زیادہ حاصل ہوگا تو دماغ پھر گناہ کو مٹانے کی طاقت نہیں بھیجتا۔ وہ حس مرجاتی ہے یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوتِ ارادی ختم ہو جاتی ہے اور گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ گویا اصلاحِ اعمال کے لئے تین چیزوں کی مضبوطی کی ضرورت ہے۔

علم کی زیادتی قوت ارادی کا حصہ ہوتی ہے

ایک قوتِ ارادی کی مضبوطی کی ضرورت ہے، ایک علم کی زیادتی کی ضرورت ہے اور ایک قوتِ عملیہ میں طاقت کا پیدا کرنا، یہ بھی ضروری ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ علم کی زیادتی درحقیقت قوتِ ارادی کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ علم کی زیادتی کے ساتھ قوتِ ارادی بڑھتی ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ وہ عمل کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ ان سب باتوں کا خلاصہ یہ بنے گا کہ عملی اصلاح کے لئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت ہے، پہلے قوتِ ارادی کی طاقت کہ وہ بڑے بڑے کام کرنے کی اہل ہو۔ علم کی زیادتی کہ ہماری قوتِ ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اور صحیح کی تائید کرنی ہے اور اُس پر عمل کرنے کے لئے پورا زور لگانا ہے۔ غفلت میں رہ کر انسان مواقع نہ گنوا دے۔ تیسرے قوتِ عملیہ کی طاقت کہ ہمارے اعضاء ہمارے ارادے کے تابع چلیں۔ بد ارادوں کے نہیں، نیک ارادوں کے اور اُس کا حکم ماننے سے انکار نہ کریں۔

یہ باتیں گناہوں سے نکلنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ اپنی قوتِ ارادی کو ہمیں اُس زبردست افسر کی طرح بنانا ہوگا جو اپنے حکم کو اپنی طاقت اور قوت اور اصولوں کے مطابق منواتا ہے اور کسی مصلحت کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا۔ ہمیں چھوٹے بڑے گناہوں کی اپنی من مانی تعریفیں بنا کر اپنے اوپر غالب آنے سے روکنا ہوگا۔ صحیح علم ہمیں اُن ناکامیوں سے محفوظ رکھے گا جو قوتِ موازنہ کی غلطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جس کی مثال میں دے چکا ہوں کہ حس مرجاتی ہے۔ چھوٹے اور بڑے گناہوں کے چکر میں انسان رہتا ہے اور پھر اصلاح کا موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ عدمِ علم کی وجہ سے قوتِ ارادی فیصلہ ہی نہیں کر سکتی کہ اُسے کیا کرنا ہے یا کیا کرنا چاہئے۔ اسی طرح جب قوتِ عملیہ مضبوط ہو گی تو وہ قوتِ ارادی کے ادنیٰ سے ادنیٰ اشارے کو بھی قبول کر لے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک نکتہ یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قوتِ عملیہ کی کمزوری دو طرح کی ہوتی ہے۔ حقیقی اور غیر حقیقی۔ غیر حقیقی تو یہ ہے کہ قوت تو موجود ہو لیکن عادت وغیرہ کی وجہ سے زنگ لگ چکا ہو اور حقیقی یہ ہے کہ ایک لمبے عرصے کے عدمِ استعمال کی وجہ سے وہ مردہ کی طرح ہو گئی ہو اور اُسے بیرونی مدد اور سہارے کی ضرورت پیدا ہو گئی ہو۔ غیر حقیقی مثال ایسے شخص کی ہے جسے طاقت تو یہ ہو کہ مَن بوجھ اُٹھا سکے، چالیس کلو وزن اُٹھا سکے لیکن کام کرنے کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے جب اُسے بوجھ اُٹھانے کا کہو تو اُسے گھبراہٹ چھڑ جاتی ہے، پریشانی شروع ہو

جاتی ہے۔ ایسا شخص اگر اپنی طبیعت پر دباؤ ڈالے گا تو پھر بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے گا اور اُس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اور حقیقی کی مثال یہ ہے کہ دیر تک کام نہ کرنے کی وجہ سے انسان میں کام کرنے کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی اور اُس میں دس بیس سیر سے یا کلو سے زیادہ وزن اُٹھانے کی طاقت نہیں رہتی۔ تو ایسے شخص کو زائد وزن اُٹھوانے کے لئے مددگار دینا ہوگا۔ اُس کی اصلاح کے لئے اُس کی قوتِ ارادی کو بڑھانے کے لئے اور اُس کی قوتِ عملی کو بڑھانے کے لئے پھر کچھ اور طریقے اختیار کرنے ہوں گے۔ غرض جب طاقت کا خزانہ موجود نہ ہو تو اُس وقت بیرونی ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں تا کہ کام کو پورا کیا جا سکے۔ یہی حال اعمال کی اصلاح کا ہے اور مختلف لوگوں کے لئے مختلف علاجوں کی ضرورت ہے۔ ایک ہی علاج ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ بعض کے لئے قوتِ ارادی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض کے لئے قوتِ عملی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور بعض کے لئے اس صورت میں جبکہ بوجھ زیادہ ہو، اُن کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو، بیرونی مدد کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 441 خطبہ فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ ربوہ)

ذیلی تنظیمیں اپنا کردار ادا کریں

اُس وقت معاشرے کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، جماعت کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے، ذیلی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔

پس ہمیں اپنی عملی اصلاح کے لئے ان باتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، ان باتوں کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، قوتِ عملی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں اور ہماری جو صلاحیتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو طاقتیں ہمیں دی ہیں وہ زنگ لگ کے ختم نہ ہو جائیں۔ اس کی مزید وضاحت انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مَیں کروں گا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 92۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا، اپنی قوتِ ارادی کو دعا کے ذریعہ سے مضبوط کرنا ہے اور قوت کا خرچ کرنا، قوتِ ارادی اور قوتِ عملی کا اظہار ہے۔ جب یہ اظہار اعلیٰ درجہ کا ہو جائے تو یہی ایمان ہے اور پھر بندہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے اُس کی رضا کے حصول کی طرف توجہ رہتی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا: "تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اس میں ایک ایسی چمک ہو کہ دوسرے اُس کو قبول کر لیں۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 116۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کیونکہ جب تک اس میں چمک نہ ہو، کوئی اس کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی، کوئی خریدار نہیں ہوسکتا۔ جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں، کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔

پس عملی حالتوں کی درستی کے لئے بہت محنت اور مسلسل نظر رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہر احمدی اپنے احمدی ہونے کے مقصد کو پورا کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہم اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2014ء)

جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، خلیفۂ وقت کی باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں تا افراد جماعت کی عملی اصلاح میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے عملی اصلاح پر خطبات ارشاد فرمائے ان میں سے مؤرخہ 24 جنوری 2014ء کے خطبہ جمعہ میں جماعتی و ذیلی تنظیموں کو بھی مخاطب فرمایا

آپ فرماتے ہیں:

" گزشتہ دو خطبات میں اس بات کا تفصیل سے ذکر ہوا اور یہ ذکر ہونے کی وجہ سے ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ عملی اصلاح کے لئے تین باتیں انسان میں پیدا ہو جائیں تو عملی اصلاح جلد اور بہتر طور پر ہوسکتی ہے۔ یعنی قوتِ ارادی کا پیدا ہونا جو دین کے حوالے سے اگر دیکھی جائے تو ایمان میں مضبوطی پیدا کرنا ہے۔ دوسرے علمی کمی کو دور کرنا۔ اور تیسرے قوتِ عملی کی کمزوری کو دور کرنا۔ جیسا کہ میں نے کہا آج میں بعض اَور پہلو بیان کروں گا جن کو حضرت مصلح موعود نے تفصیل سے بیان کیا ہے، اس میں سے کچھ کچھ پوائنٹ مَیں لیتا ہوں۔

لیکن اس بارے میں آج جو باتیں ہوں گی اس کے لئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مربیان، ہمارے علماء اور ہمارے وہ عہدیداران اور امراء جن کو نصائح کا موقع ملتا ہے یا جن کے فرائض میں یہ داخل ہے اور ان عہدیداروں میں ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی شامل ہیں، خاص طور پر ان باتوں کو سامنے رکھیں تا کہ جماعت کے افراد کی عملی اصلاح میں اپنا کردار بھرپور طور پر ادا کرسکیں۔ اس بارے میں بہت سی باتیں مَیں جماعت کے سامنے وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہتا ہوں اور ایم ٹی اے کی نعمت کی وجہ سے جماعت کے افراد جہاں کہیں بھی ہیں اگر وہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے رابطہ رکھتے ہیں تو میری باتیں سن لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے

فضل سے اُن پر اثر بھی ہوتا ہے یا کم از کم اچھی تعداد میں لوگوں پر اثر ہوتا ہے۔ لیکن مربیان، امراء اور عہدیداران کا کام ہے کہ اپنے پروگرام اس نہج سے رکھیں کہ یہ پیغام اور اس بنا پر بنائے ہوئے پروگرام بار بار جماعت کے سامنے آئیں تا کہ ہر احمدی کے ذہن میں اُس کا دائرہ عمل اچھی طرح واضح اور راسخ ہو جائے۔ پس یہ بہت اہم چیز ہے جسے اُن سب کو جن کے سپرد ذمہ داریاں ہیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

اصلاح کے ذرائع کا جو سب سے پہلا حصہ ہے، جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے وہ قوتِ ارادی کی مضبوطی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایمان ہے جس کے پیدا کرنے کے لئے انبیاء دنیا میں آتے ہیں اور وہ انبیاء تازہ اور زندہ معجزات دکھاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کا اتنا وافر حصہ ہے کہ اتنا سامان کیا، اس سامان کے قریب قریب بھی کسی اور کے پاس موجود نہیں۔ اور اسلام کے باہر کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جس کے پاس خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ کلام، اُس کے زندہ معجزات اور اُس کی ہستی کا مشاہدہ کرانے والے نشانات موجود ہوں، جو انسانی قلوب کو ہر قسم کی آلائشوں سے صاف کرتے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے لبریز کر دیتے ہیں۔

احباب جماعت کو احمدیت کے بارے میں مسائل کا علم ہو

لیکن باوجود اس ایمان کے اور باوجود ان تازہ اور زندہ معجزات کے پھر کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟

اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خیال کا یہ اظہار فرمایا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ سلسلہ کے علماء، مربیان اور واعظین نے اس کو پھیلانے کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔ حضرت مصلح موعود کی یہ بات جس طرح آج سے پچھتر، چھہتّر سال پہلے صحیح تھی، آج بھی صحیح ہے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جوں جوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے دُور جا رہے ہیں، ہمیں اس طرف مکمل planning کر کے توجہ کی ضرورت ہے۔ پس آپ کا یہ فرمانا آج بھی قابلِ توجہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ وفاتِ مسیح پر جس شدّ ومد سے تقریریں کرتے ہیں یا معترضین کے اعتراضات پر حوالوں کے حوالے نکال کر اُن کے یعنی اُن معترضین کے بزرگوں کے جو اقوال ہیں، معترضین کے سامنے ہم پیش کرتے ہیں اور اُن کا منہ بند کر دیتے ہیں۔ اتنی کوشش جماعت کے افراد کے سامنے جماعت کی صحیح تعلیم پیش کرنے کی نہیں ہوئی یا کم از کم علماء کی طرف سے نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے لوگ تو مل جائیں گے جو وفاتِ مسیح کے دلائل جانتے ہوں یا مولوی کے اعتراضات کے منہ توڑ جواب دے سکتے ہوں۔ یہاں بھی آپ دیکھیں کہ بعض چینلز پر یا انٹرنیٹ پر مولوی جو اعتراض کرتے ہیں اُن کے جواب اور بعض دفعہ بڑے عمدہ اور احسن رنگ میں جواب ایک عام احمدی بھی دے دیتا ہے۔ مجھے بھی بعض لوگ ٹی وی کے حوالے سے اپنی گفتگو

کے بارے میں رپورٹ بھجواتے ہیں اور اپنے جوابات بھی لکھتے ہیں اور اُن کے جواب بھی اکثر اچھے اور علمی ہوتے ہیں۔

پس اس لحاظ سے تو ہم ہتھیاروں سے لیس ہیں مگر ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جنہیں یہ علم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس رنگ میں پیش کیا؟ آپ نے معرفت اور محبتِ الٰہی کے حصول کے کیا طریق بتائے؟ اُس کا قرب حاصل کرنے کی آپ نے کن الفاظ میں تاکید کی؟ خدا تعالیٰ کے تازہ کلام اور اُس کے معجزات ونشانات آپ پر کس شان سے ظاہر ہوئے؟

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 451-450 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اس لئے بعض دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ ایک شخص وفاتِ مسیح کا تو قائل ہوتا ہے، اُس کی دلیل بھی جانتا ہے۔ ماں باپ کی وراثت میں اُسے احمدیت بھی مل گئی ہے لیکن ان باتوں کا علم ہونے کے باوجود، کہ یہ سب کچھ جانتا ہے، دوسری طرف ان باتوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ایمانی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جو ابھی میں نے کیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت یا خدا تعالیٰ کے تازہ کلام کے معجزات ونشانات یا قرب حاصل کرنے کے طریق، اس کا علم نہیں ہوتا اس لئے کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایمان بھی ڈانوا ڈول ہونے لگتا ہے اور عملی کمزوریاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

پس بیشک وفاتِ مسیح کے مسئلے میں تو ایک شخص بڑا پکا ہوتا ہے لیکن اس مسئلے کے جاننے سے اُس کی عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس پہلو سے جماعت میں بعض جگہ کمزوری نظر آتی ہے۔ پس جب تک ہماری جماعت کے علماء، مربیان اور وہ تمام امراء اور عہدیداران جن کے ذمہ جماعت کے سامنے اپنے نمونے پیش کرنے اور اصلاح کے کام بھی ہیں، اس بات کی طرف ویسی توجہ نہیں کرتے جیسی کرنی چاہئے اور جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کے ساتھ جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو کوشش کرنے کا حق ہے، اُس وقت تک جماعت کا وہ طبقہ جو قوتِ ارادی کی کمزوری کی وجہ سے عملی اصلاح نہیں کر سکتا، جماعت میں کثرت سے موجود رہے گا۔

عبادات میں مستقل مزاجی ہو

ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ رمضان میں ایک مہینہ نہیں یا ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھ کر پھر سارا سال یا کئی سال اس کا اظہار کر کے نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے اس شوق اور لگن کو اپنے اوپر لاگو کر کے، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر حاصل ہو، ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کے قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان

کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

پس اسلام کے احیائے نو کا یہی تو وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اگر واقع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہر ایک کو معلوم ہو اور آپ کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کی ہر ایک میں تڑپ ہو، اگر ہمیں پتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کتنے عظیم نشانات دکھائے اور آپ کے ماننے والوں میں سے بھی بے شمار کو نشانات سے نوازا تو ہم میں سے ہر ایک اُس مقام کے حصول کی خواہش کرتا اور اس کے لئے کوشش کرتا جہاں اُس سے بھی براہِ راست یہ نشان ظاہر ہوتے اور اُسے نظر آتے۔ قوتِ ایمان میں وہ جِلاء پیدا ہو جاتی جس کے ذریعہ سے پھر ایسی قوتِ ارادی پیدا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ایک خاص جوش پیدا کر دیتی ہے۔

پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات جن کا اظہار اللہ تعالیٰ آج تک فرماتا چلا آ رہا ہے ہمارے دلوں میں ایک جوت جگانے والا ہونا چاہئے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے آپ علیہ السلام اور اپنے اور آپ کے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل آپ کے ہر اُسوہ کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس مقام پر پہنچ جائیں جہاں اللہ تعالیٰ ہم سے ایک خاص پیار کا سلوک کر رہا ہو۔

دینی امور میں نقل کرنی چاہئے

ہم دنیاوی چیزوں میں تو دوسروں کی نقل کرتے ہیں۔ کسی کی اچھی چیز دیکھ کر اُس کو حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں اور پھر اس کے لئے کئی طریقے بھی استعمال کرتے ہیں، اور اس معاملے میں ہر ایک اپنی سوچ اور اپنی پہنچ کے مطابق عمل کرنے کی یا نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی کسی کا مثلاً اچھا، خوبصورت جوڑا ہی پہنا ہوا دیکھ لے، سوٹ پہنا ہوا دیکھ لے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اُس کو بھی مل جائے اور اُس کے پاس بھی ایسا ہی ہو۔ کوئی کوئی اَور چیز دیکھتا ہے تو اُس کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اب تو ٹی وی نے دنیا کو ایک دوسرے کے اتنا قریب کر دیا ہے کہ متوسط طبقہ تو الگ رہا، غریب افراد بھی یہ کوشش کرتے ہیں کہ میرے پاس زندگی کی فلاں سہولت بھی موجود ہونی چاہئے اور فلاں سہولت بھی موجود ہونی چاہئے۔ ٹی وی بھی ہو میرے پاس اور فریج بھی ہو میرے پاس کیونکہ فلاں کے پاس بھی ہے۔ وہ بھی تو میرے جیسا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اگر فلاں کو یا زید کو یہ چیزیں اُس کے کسی عزیز نے تحفۃً لے کر دی ہیں تو مجھے اس بات پر لالچ نہیں کرنا چاہئے۔ فوراً یہ خیال ہوتا ہے کہ زید کے پاس یہ چیز ہے تو میرے پاس بھی ہو اور پھر قرض کی کوشش ہو جاتی ہے۔ یا بعض لوگوں کو اس کام کے لئے بعض جگہوں پر امداد کی درخواست دینے کی بھی عادت ہو گئی ہے۔ بیشک جماعت کا فرض ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ضرورتمند کی ضرورت پوری کرے

لیکن درخواست دینے والوں کو، خاص طور پر پاکستان، ہندوستان یا بعض اور غریب ممالک بھی ہیں، اُن کو جائز ضرورت کے لئے درخواست دینی چاہئے اور اپنی عزتِ نفس کا بھی بھرم رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ذرا بہتر معاشی حالت کے لوگ ہیں تو دیکھا دیکھی وہ بھی بعض چیزوں کی خواہش کرتے ہیں، نقل کرتے ہیں۔ کسی نئے قسم کا صوفہ دیکھا تو اُس کو لینے کی خواہش ہوئی۔ نئے ماڈل کے ٹی وی دیکھے تو اُس کو لینے کی خواہش ہوئی یا اسی طرح بجلی کی دوسری چیزیں یا اور gadget جو ہیں وہ دیکھے تو اُن کو لینے کی خواہش ہوئی۔ یا کاریں قرض لے کر بھی لے لیتے ہیں۔ ضمناً یہ بھی یہاں بتا دوں کہ آجکل دنیا کے جو معاشی بدحالی کے حالات ہیں اُن کی ایک بڑی وجہ بنکوں کے ذریعہ سے ان سہولتوں کے لئے سُود پر لئے ہوئے قرض بھی ہیں۔ سُود ایک بڑی لعنت ہے۔ جب چیزیں لینی ہوں تو یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ اُن کو کہاں لے جائے گا۔ بہر حال یہ چیزیں خریدنا یا سود پر قرض دینا ہی ہے جس نے آخرکار بہتوں کو دیوالیہ کر دیا۔

بہر حال نقل کی یہ بات ہو رہی تھی کہ لوگ دنیاوی باتوں میں نقل کرتے ہیں اور اُس کے حصول کے لئے یا تو عزتِ نفس کو داؤ پر لگا دیتے ہیں یا دیوالیہ ہو کر اپنی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یعنی دنیاوی باتوں کی نقل میں فائدے کم اور نقصان زیادہ ہیں۔ لیکن دین کے معاملے میں نقل اور ویسا بننے کی کوشش کرنا جیسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں ہمارے سامنے نمونہ پیش فرمایا ہے، بلکہ ہم میں سے تو بہت سوں نے اُن صحابہ کو بھی دیکھا ہوا ہے جنہوں نے قربِ الٰہی کے نمونے قائم کئے۔ لیکن اُن کی نقل کی ہم کوشش نہیں کرتے جبکہ نقصان کا تو یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے اور فائدہ بھی ایسا ہے جس کو کسی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا۔ پس کیا وجہ ہے کہ ہم اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں میں بڑھانے والی چیز کی نقل ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یا تو ہمیں ان چیزوں کا بالکل ہی علم نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے احساس پیدا نہیں ہوتا یا اتنا تھوڑا علم اور اتنے عرصے بعد دیا جاتا ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے تازہ بتازہ نشانات آج بھی دکھا رہا ہے۔ نتیجۃً ہماری اس طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جبکہ دنیاوی چیزوں کے لئے ہم آتے جاتے ٹی وی پر، اخبارات پر دس مرتبہ اشتہارات دیکھتے ہیں اور دماغ میں بات بیٹھ جاتی ہے کہ میں نے کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ چیز لینی ہے، حاصل کرنی ہے۔ اور اگر کسی کو سمجھایا جائے یا کوئی ویسے ہی کہہ دے کہ جب وسائل نہیں ہیں تو اس چیز کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ تو فوراً جواب ملتا ہے کہ کیا غریب کے جذبات نہیں ہوتے، کیا ہمارے جذبات نہیں ہیں، کیا ہمارے بچوں کے جذبات نہیں ہیں کہ ہمارے پاس یہ چیز ہو۔ لیکن یہ جذبات کبھی اس بات کے لئے نہیں ابھرتے کہ الہامات کا تذکرہ سن کر یہ خواہش پیدا ہو کہ ہمارے سے بھی کبھی خدا تعالیٰ کلام کرے۔ ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ نشانات دکھائے اور اپنی محبت سے ہمیں نوازے۔ اس سوچ کے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے عہدیداران

اپنے اپنے دائرے میں افرادِ جماعت کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی کوشش کے لئے بار بار ذکر نہیں کرتے، یا اُس طرح ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے، یا اُن کے اپنے نمونے ایسے نہیں ہوتے جن کو دیکھ کر اُن کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کا بار بار ذکر کر کے اس بارے میں اُن بزرگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نشانات کے واقعات بھی شدت سے نہیں دہرائے جاتے اور یہ یقین پیدا نہیں کرواتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو کسی خاص وقت اور اشخاص کے لئے مخصوص نہیں کر دیا بلکہ آج بھی اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ اگر بار بار ذکر ہو اور یہ تعلق پیدا کرنے کے طریقے بتائے جائیں، اگر اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا ذکر کیا جائے تو بچوں، نوجوانوں میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعا کیوں قبول نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر دعا کی قبولیت کے فلسفے کی بھی سمجھ آجاتی ہے اور نشانات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

پس یہ بات عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے جڑ کر اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ نشانات صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات یا زمانے تک محدود نہیں تھے یا مخصوص نہیں تھے بلکہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنی تمام تر قدرتوں کے ساتھ جلوہ دکھاتا ہے۔ پس نیکیوں کو حاصل کرنے کی تڑپ، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہماری جماعت میں عام ہو جائے تو ایک بہت بڑا طبقہ ایسا پیدا ہو سکتا ہے جو گناہ کو بہت حد تک مٹا دے گا۔ گناہ کو مکمل طور پر مٹانا تو مشکل کام ہے، اس کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بہت حد تک گناہ پر غالب آیا جا سکتا ہے۔ یا اکثر حصہ جماعت کا ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگا اور ہو سکتا ہے جو گناہوں پر غالب آجائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 453-452 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

عہدیداران کو اپنے اپنے دائرہ میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے

پس اس کے لئے ہمارے مربیان اور امراء اور عہدیداران کو اپنے اپنے دائرے میں اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ بتا کر اصلاح کرنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ آپ کی کامل پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے اور ایسے لوگوں کی اکثر دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں اور مجھے لکھتے بھی رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بعض واقعات کا مختلف وقتوں میں ذکر بھی ہوتا رہتا ہے اور میں بھی بیان کرتا رہتا ہوں۔

ایسے لوگوں کے واقعات جن کی نقل کرنی چاہئے

پس ایسے واقعات ہیں جو نقل کی تحریک پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ نقل اگر کرنی ہے تو ایسے

واقعات کو سن کر اپنے اوپر بھی یہ حالت طاری کرنے کے لئے نقل کرنی چاہئے تاکہ خداتعالیٰ سے قرب کا رشتہ قائم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

''دنیا میں جس قدر قومیں ہیں کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔......کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے یسوع کو خدا مانا ہے۔ وہ میری دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے جس نے کہا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن: 61) تم مجھے پکارو میں تم کو جواب دوں گا اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ (یہ چیز اہم ہے جو فرمایا ایک عرصہ تک سچی نیت اور صفائی قلب کے ساتھ) اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ آخر اس کی دعاؤں کا جواب اُسے ضرور دیا جاوے گا۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 148۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ باتیں بار بار جماعت کے سامنے بیان کی جائیں تو یقیناً اس میں طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ یا جماعت کے ایک بھاری حصے میں یہ طاقت پیدا ہو سکتی ہے اور اُس کی قوتِ ارادی ایسی مضبوط ہو سکتی ہے کہ وہ ہزاروں گناہوں پر غالب آ جائے اور اُن سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے جو کبھی ڈانوا ڈول ہونے والا نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا کہ انسانیت کو گناہوں سے بچایا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے کہ خداتعالیٰ کی رضا ہر چیز پر مقدم ہو جائے۔ عبادت سے بچنے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے یا فرض سمجھ کر جلدی جلدی ادا کرنے کی بجائے، جس طرح کہ سر سے، گلے سے ایک بوجھ ہے جو اتارنا ہوتا ہے، اُس طرح اتارنے کی بجائے ایک شوق پیدا ہو۔

عملی تبدیلی کے واقعات

مَیں اس وقت آپ کے سامنے چند مثالیں بھی پیش کر دیتا ہوں کہ احمدیت نے کیا عملی تبدیلی لوگوں میں پیدا کی؟

ہمارے مبلغ قرغزستان نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ احمدی مکرم عمر صاحب، انہوں نے 10رجون 2002ء کو بیعت کی تھی۔ اٹھاون برس اُن کی عمر ہے۔ پیدائشی مسلمان تھے لیکن کمیونسٹ نظریات کے حامی تھے۔ انہوں نے بیعت کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔ کہتے ہیں کہ جس دن خاکسار نے بیعت کے لئے خط لکھا وہ دن درحقیقت میری زندگی کا ایک یادگار دن تھا اور مَیں اُس دن کو اپنی ایک نئی پیدائش سے تعبیر کرتا ہوں۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس سے قبل مَیں ہر طرح کی دینی جماعتوں کے پاس گیا،

مگر میری زندگی میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہو سکی، جبکہ بیعت کے بعد میری زندگی میں حقیقی روحانی انقلاب برپا ہو گیا تھا۔ بیعت سے پہلے نماز میرے لئے ایک بالکل اجنبی چیز تھی۔ مگر آج یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پنجوقتہ نماز میری زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکی ہے۔ اور تہجد میں ناغہ کرنا میرے لئے ایک امرِ محال ہے اور آج میرا دل اس یقین سے پُر ہے کہ جب انسان سچائی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے تو اُس کی منزل اُسے ضرور مل جاتی ہے اور اُسی منزل پر پہنچ کر ہی اُس کی حقیقی روحانی تربیت ہوتی ہے اور اُسے ترقی نصیب ہوتی ہے اور یہی وقت دراصل اُس کی قلبی تسکین کا وقت ہوتا ہے۔

تو یہ انقلابات ہیں جو لوگوں میں، نئے آنے والوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔

پھر ہمارے مشنری کوتونو، افریقہ سے لکھتے ہیں کہ ادریسو صاحب آرمی میں لیفٹیننٹ کی پوسٹ پر تعینات ہیں۔ 2013ء میں انہوں نے بیعت کی۔ وہ اپنی قبولیتِ احمدیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ میری پیدائش مسلمانوں کی عید کے دن ہوئی تھی۔ تو میرے مشرک باپ نے دائی سے کہا کہ اس کا مسلمانوں کا نام رکھو۔ وہاں افریقہ میں یہ رواج ہے کہ جس دن پیدا ہوا اُس دن کا نام رکھ دیتے ہیں یا اُن خصوصیات کی وجہ سے بعض نام رکھے جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں بہر حال عید والے دن میں پیدا ہوا، باپ تو میرا مشرک تھا لیکن مسلمانوں کی عید ہو رہی تھی۔ میرے باپ نے کہا کہ اس کو مسلمان بنانا ہے اس کا مسلمان نام رکھو کیونکہ یہ عید کے دن پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں بچپن میں مَیں نے کچھ عرصہ مسجدوں کا رُخ کیا مگر ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد واپس آ رہا تھا تو چوٹ لگ گئی۔ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے آ رہا ہوں تو ٹھوکر لگنے کا تو سوال ہی نہیں کہ میں گروں اور چوٹ لگ جائے یا کسی بھی ذریعہ سے چوٹ لگے، تو اس خیال سے کہ خدا کی عبادت کے بعد بھی ٹھوکر لگی تو پھر عبادت کا فائدہ کیا؟ کہتے ہیں مَیں اسلام کو چھوڑ کر عیسائی ہو گیا اور کبھی ایک چرچ میں جاتا، کبھی دوسرے چرچ میں، اور عیسائیت میں بھی فرقے بدلتا رہتا۔ کہتے ہیں میرے مسائل اور بڑھ گئے یہاں تک کہ بیوی سے بھی جھگڑا ہو گیا، سکون برباد ہو گیا۔ ہر وقت پریشانیوں میں گھرا رہتا تھا۔ کہتے ہیں میرے والدین اور بزرگ تھے۔ انہوں نے ہمارے گھریلو مسائل سلجھانے کی کوشش کی، بہت میٹنگیں ہوئیں، پنچائتیں ہوئیں، صلح کروانے کی ہر کوشش ہوئی لیکن بیکار، بے فائدہ۔ ان حالات میں جماعت کے داعی الی اللہ، محمد صاحب اُن کو ملے۔ کہتے ہیں اُن کو میرے حالات کا علم ہوا تو کہنے لگے تم نے تمام نسخے آزما لئے۔ مسلمان ہوئے، عیسائی ہوئے، مسائل بڑھتے رہے، مسائل حل نہیں ہوئے۔ گھریلو طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ پنچائتی طور پر بھی سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ اب تمہیں مَیں ایک نسخہ بتاتا ہوں۔ یہ نسخہ آزماؤ اور دیکھو پھر کیا نتیجہ اُس کا نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دعا کرو۔ کیونکہ ہمارے مذہب کی سچائی کا نشان یہ ہے کہ اس کے ماننے والوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تم بھی اپنے لئے دعا کرو اور میں بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہاری بیوی کے درمیان صلح اور حسنِ سلوک قائم کردے اور جب یہ قائم ہو جائے گا تو کیونکہ میں نے تمہیں دعا کے لئے کہا ہے، کیونکہ خالص ہو کر تم نے دعا مانگنی ہے اور میں خود بھی تمہارے لئے دعا کروں گا۔ کیونکہ میں یہ کہہ رہا ہوں اس لئے جب یہ بات صحیح ہو جائے گی، جب تمہارے مسائل حل ہو جائیں گے تو پھر یاد رکھو کہ یہ ہمارے امام کی صداقت کا نشان ہوگا۔ چنانچہ کئی دن اس نے دعا کی۔ موصوف کہتے ہیں کہ ان دعاؤں کے نتیجہ میں ایک ایک کر کے میرے سارے مسائل حل ہونے لگے اور بیوی سے بھی صلح ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ یہی راہ اصل اسلام کی راہ ہے جس میں خدا ملتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اب میری کایا پلٹ گئی ہے اور کہا کہ یہ سب مسیح موعود، امام الزمان علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے اور آپ کے ماننے میں نجات ہے۔ اور اب وہ احمدی ہیں۔

یہ اُن احمدیوں کے لئے بھی سبق ہے جو اپنے آپ کو پرانے احمدی خاندانوں سے منسوب کرتے ہیں لیکن اُن کے گھروں میں بے چینیاں ہیں۔ اور بعض گھر بے چینیوں سے بھرے پڑے ہیں، مسائل میرے سامنے آتے ہیں کہ خاوند بیوی کے حقوق نہیں ادا کرتا، بیوی خاوند کے حقوق نہیں ادا کرتی۔ ایمان میں پختگی پیدا کر کے عملی اصلاح کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں تو پھر یہ مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی طریقہ ہر ایک کو آزمانا چاہئے۔ اپنی اَناؤں کو چھوڑ کر اپنے دلوں میں جو پہلے ایک سوچ بنالی ہوتی ہے کہ اس نے یہ کہا اور میں نے یہ کہنا ہے۔ اُس نے یہ کہنا ہے اور میں نے یہ کہنا ہے۔ اس بات کو ختم کر کے خالصۃً اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے تبھی اللہ تعالیٰ پھر صحیح راستے دکھاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نشانات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اللہ تعالیٰ ہمیں اس زمانے میں بھی دکھاتا ہے اُن کے بارے میں بھی بتادوں۔

ٹیچی مان (Techiman) گھانا کے ہمارے سرکٹ مشنری ہیں۔ کورا بورا ان کا گاؤں ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں ایک نو احمدی جبریلا صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ کاشت کا موسم ہے۔ میرے غیر مسلم بُت پرست والد نے مجھے بتوں کے حضور حاضر ہونے اور نذرانہ پیش کرنے کا کہا ہے تاکہ ان کی برکت سے میری یام (Yam) کی فصل اچھی ہو جائے اور خوب پھل آئے (یام وہاں کی ایک خاص فصل ہے۔ لوگ کھاتے ہیں، ویسے تو یہاں بھی ملتا ہے)۔ تو معلم لکھتے ہیں کہ جب میں نے اُسے کہا کہ ان بتوں سے باز ہی رہو اور والد کو بھی باز رکھو۔ نیز اُسے دعائے استخارہ سکھائی تو خدا کے فضل سے جب کٹائی کا وقت آیا تو اس نوجوان کی یام کی فصل بہت اچھی ہوئی اور اُس کے والد کی نسبت اُس کی فصل کو اور زیادہ اچھا پھل لگا۔ والد مشرک تھا اُس کی نسبت اس کی فصل بہت بہتر تھی۔ اس کے والد نے یہ نشان دیکھ کر اُسے کہا کہ میرے بیٹے کا جو خدا ہے وہ سچا خدا ہے۔ پھر جو بُت اُس کے پاس موجود تھے وہ سارے جلا دیئے۔ تو یہ وہ ایمان کی مضبوطی

ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے سے نو احمدیوں میں پیدا ہو رہی ہے۔

پھر ہمارے ایلڈوریٹ (Eldoret) کینیا کے مبلغ ہیں۔ مسجد کے احاطے میں اُن کا جو دفتر تھا وہاں کسی طرح مخالفِ احمدیت نے داخل ہو کر جو اصل میں تو پہلے ملازم تھا اور وہاں اُس کا آنا جانا تھا۔ بہر حال کچھ ناراضگیاں ہو گئیں اور اُس کو فارغ کیا گیا تو اُس نے داخل ہو کر چھت کی جو سیلنگ (ceiling) ہوتی ہے اُس میں وہ دوائی، وہ نشہ آور ڈرگز رکھ دیں جو ممنوعہ ہیں۔ اور پولیس کو رپورٹ کر دی کہ یہاں احمدی مبلغ رہتا ہے اور اسلام کی تبلیغ کا تو یہ بس ایک بہانہ ہے۔ اصل میں تو یہ ڈرگ کا کاروبار کرتا ہے۔ اس پر پولیس نے اپنی کارروائی کرتے ہوئے دفتر پر چھاپا مارا اور جب اُس کی بتائی ہوئی جگہ چھت میں سے کھولی تو وہاں سے دوائی حاصل ہو گئی۔ بہر حال پولیس کو سب کچھ بتایا گیا کہ یہ کسی مخالف نے شرارت کی ہے لیکن پولیس نے کچھ نہیں سنا اور انہوں نے کہا ہم تو اپنی کارروائی کریں گے۔ ہمارے مشنری کو پولیس سٹیشن لے گئے اور حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن کیس عدالت میں پیش ہوا تو جج نے کیس سننے کے بجائے تاریخ دے دی۔ خیر انہوں نے مجھے بھی یہاں اطلاع کی تو اُن کو میں نے دعائیہ جواب بھی دیا۔ پھر دوبارہ پیشی ہوئی تو کہتے ہیں جب میں جاتا اور کٹہرے میں جج کے سامنے پیش ہوتا تھا تو جج بڑے غور سے مجھے دیکھتا تھا اور اُس کے بعد gentleman sit down کہہ کے وہ مجھے بٹھا دیتا تھا اور وکیلوں کو اگلی تاریخ دے دیتا تھا۔ کہتے ہیں عدالت میں حاضر ہونے کی تاریخ سے دو دن قبل صبح کی نماز کے بعد جب بہت فکر پیدا ہوئی تو میں نے دعا کی۔ قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگا تو دل میں خیال آیا کہ قرآن سے نیک فال نکالی جائے تو سوچا کہ قرآن کو کھولتے ہیں جس لفظ پر نظر پڑے گی اُس میں کوئی پیغام ہوگا۔ جب دیکھا تو اس آیت پر نظر پڑی کہ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (الانبیاء:70) اس سے دل کو تسلی ہوئی کہ پیغام تو اچھا ہے۔ خیر کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد میں ڈاکخانہ سے ڈاک لینے گیا تو وہاں میرا خط بھی اُس میں اُن کو آیا ہوا تھا جس میں میں نے یہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور حفاظت میں رکھے اور منافقین کو اپنے منصوبوں میں ناکام کرے اور جماعت کو ہر ابتلاء سے بچائے اور مزید ترقیات دے۔ کہتے ہیں یہ خط پڑھنے کے بعد اور یہ (آیت) دیکھنے کے بعد میرے دل میں میخ کی طرح یہ گڑھ گیا کہ اب ضرور اللہ تعالیٰ فضل کرے گا اور چند احباب کو بھی میں نے یہ خوشخبری سنا دی کہ اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں جب میں عدالت میں حاضر ہوا تو حسبِ سابق جج نے مجھے بٹھا دیا اور وکیلوں سے بات کرنے کے بعد مجھے کہا کہ تم آزاد ہو۔ جاؤ اور اپنا کام کرو۔ تمہارے خلاف کوئی کیس نہیں۔

پس اگر ایمان مضبوط ہو تو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین ہوتا ہے۔ اور انسان صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ پھر نشان دکھاتا ہے۔ یہی باتیں ہیں، یہ جہاں اپنا ایمان مضبوط کرتی ہیں، اپنی

عملی حالت کو درست رکھتی ہیں وہاں دوسروں کے لئے بھی مضبوطی ایمان کا باعث بنتی ہیں۔ پس یہ چیز ہے جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

عملی قوت

عملی اصلاح کے لئے دوسری چیز جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ علمی قوت ہے یا علم کا ہونا ہے۔ اس بارے میں پہلے ذکر ہو چکا ہے، دوبارہ بتادوں کہ غلطی سے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ کچھ گناہ بڑے ہوتے ہیں اور کچھ گناہ چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جن گناہوں کو انسان چھوٹا سمجھ رہا ہوتا ہے وہ گناہ اُس کے دل و دماغ میں بیٹھ جاتا ہے۔ اگر زیادہ ہیں تو جو زیادہ گناہ ہیں وہ دل و دماغ میں بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ تو کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ چھوٹی سی بات ہے یا ایسا معمولی گناہ ہے جس کے بارے میں کوئی زیادہ باز پرس نہیں ہو گی۔ خود ہی انسان تصور پیدا کر لیتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 453 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 10 جولائی 1936 مطبوعہ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اسائیلم سیکرز، غلط بیانی سے کام نہ لیں

ابھی گزشتہ خطبوں میں شاید دو ہفتے پہلے ہی مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ اسائلم سیکرز جو ہیں، وہ بھی یہاں آ کر جب غلط بیانی کرتے ہیں اور اپنا کیس منظور کروانے کے لئے جھوٹ کا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں تو حقیقت میں وہ اپنا کیس خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف اپنا کیس خراب کر رہے ہوتے ہیں بلکہ جماعت کی ساکھ پر بھی حرف آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن مجھے کسی نے بتایا کہ خطبہ کے بعد یہاں سے ایک اسائلم سیکر وکیل کے پاس گیا اور وکیل صاحب بھی احمدی ہیں۔ وہ بھی شاید خطبہ سن رہے تھے۔ اور وکیل شاید کوئی جماعتی خدمت بھی کرتے ہیں۔ اُس وکیل نے اس اسائلم لینے والے کو کیس تیار کرتے ہوئے غلط بیانی سے بعض باتیں لکھ دیں کہ یہ غلط باتیں بیچ میں ڈالنی پڑیں گی۔ حالانکہ ان کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ اور مؤکل کو کہہ دیا کہ اس کے بغیر کیس بنتا ہی نہیں۔ پھر تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس لئے ایسی غلط بیانی کرنا ضروری ہے۔ حالانکہ میں نے واضح طور پر بتایا تھا کہ کسی غلط بیانی اور جھوٹ سے کام نہیں لینا اور احمدیوں پر ظلموں کے واقعات تو ویسے ہی اتنے واضح اور صاف ہیں اور اب دنیا کو بھی پتا ہے کہ اس کے لئے کسی وکیل کی ہشیاری اور چالاکی اور جھوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

عہدیداران جھوٹ سے بچنے کی تلقین کریں

پس مربیان کو بھی اور عہدیداران کو بھی بار بار جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرنی ہوگی۔ بار بار یہ ذکر کرتے چلے جانا ہوگا کہ کوئی گناہ بھی بڑا اور چھوٹا نہیں ہے۔ گناہ گناہ ہے اور اس سے ہم نے بچنا ہے۔ ہر جھوٹ جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کے شرک سے ہم نے بچنا ہے۔ اگر اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے مضبوط ہے تو پھر فکر کی ضرورت

نہیں۔نشان ظاہر ہوں گے اور انسان پھر دیکھتا ہے۔لیکن تلقین کرنے والوں کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اُن کی اپنی حالت بھی ایسے معیار کی ہو جہاں وہ اپنی قوتِ ارادی کے اعلیٰ معیاروں کی تلاش میں ہوں۔اور عملی طور پر بھی اُن کے عمل اور علم میں مطابقت پائی جاتی ہو۔اس زمرہ میں شمار نہ ہوں جو کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔بہر حال جماعتوں کو بار بار درسوں وغیرہ میں ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے اور عملی حالت بہتر کرنے کے لئے علمی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

پس اگر ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں کام شروع کر دے تو ایک واضح تبدیلی نظر آ سکتی ہے۔اس زمانے میں جبکہ علم کے نام پر سکولوں میں مختلف برائیوں کو بھی بچوں کو بتایا جاتا ہے ہمارے نظام کو بہت بڑھ کر بچوں اور نوجوانوں کو حقیقت سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ماں باپ کو اپنی حالتوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اُس علم کے نقصانات سے اپنے آپ کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو بچوں کو علم کی آگاہی کے نام پر بچپن میں سکول میں دیا جاتا ہے۔ماں باپ کو بھی پتا ہونا چاہئے تا کہ اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔یہاں بہت چھوٹی عمر میں بعض غیر ضروری باتیں بچوں کو سکھا دی جاتی ہیں اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ہو جائے۔جبکہ حقیقت میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی بلکہ بچوں کی اکثریت کے ذہن بچپن سے ہی غلط سوچ رکھنے والے بن جاتے ہیں۔کیونکہ اُن کے سامنے اُن کے ماں باپ کے نمونے یا اُس کے ماحول کے نمونے برائی والے زیادہ ہوتے ہیں، اچھائی والے کم ہوتے ہیں۔

پس مربیان، عہدیداران، ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، والدین، ان سب کو مل کر مشترکہ کوشش کرنی پڑے گی کہ غلط علم کی جگہ صحیح علم سے آگاہی کا انتظام کریں۔سکولوں کے طریق کو ہم روک نہیں سکتے۔وہاں تو ہم کچھ دخل اندازی نہیں کر سکتے۔لیکن گندگی اور بے حیائی کا فرق بتا کر، بچوں کو اعتماد میں لے کر اپنے عملی نمونے دکھا کر ماحول کے اثر سے بچا سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔" (الفضل انٹرنیشنل 14 فروری 2014ء)

ہر تنظیم کے عہدیدار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بعض دلوں میں خلافت کے بارے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات دور کرے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 31 جنوری 2014ء کے خطبہ جمعہ میں عملی اصلاح کے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے عہدیداران کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف یوں توجہ دلائی:

"خلافت کا صحیح فہم وادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے۔اور پھر عہدیداران

کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔ بعض ایسی مثالیں بھی سامنے آجاتی ہیں کہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت نے یہ غلط کام کیا اور یہ غلط فیصلہ کیا یا فلاں فیصلے کو اس طرح ہونا چاہئے تھا۔ بعض قضا کے فیصلوں پر اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ یا فلاں شخص کو فلاں کام پر کیوں لگایا گیا؟ اس کی جگہ تو فلاں شخص ہونا چاہئے تھا۔ خلیفہ وقت کی فلاں فلاں کے بارے میں تو بڑی معلومات ہیں، علم ہے، اور فلاں شخص کے بارے میں اُس نے باوجود علم ہونے کے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے چند ایک ہی ہوتے ہیں لیکن ماحول کو خراب کرتے ہیں۔ اگر مربیان اور ہر سطح کے عہدیداران، پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، ہر تنظیم کے اور جماعتی عہدیداران اپنی اس ذمہ داری کو بھی سمجھیں تو بعض دلوں میں جو شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں، کبھی پیدا نہ ہوں۔ خاص طور پر مربیان کا یہ کام ہے کہ اُنہیں سمجھائیں اور بتائیں کہ تمام برکتیں نظام میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو جب کسی قوم پر لعنت ڈالنا چاہتا ہے تو نظام کو اُٹھا لیتا ہے۔ پس جب یہ باتیں ہر ایک کے علم میں آجائیں گی تو بعض لوگ جن کو ٹھوکر لگتی ہے وہ ٹھوکر کھانے سے بچ جائیں گے۔ ایسا طبقہ چاہے وہ چند ایک ہی ہوں ہمیشہ رہتا ہے جو اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھتا ہے اور ادھر اُدھر بیٹھ کر باتیں کرتا رہتا ہے کہ خلیفہ خدا تو نہیں ہوتا، وہ بھی غلطی کرسکتا ہے، جیسا کہ عام آدمی غلطی کرسکتا ہے، ٹھیک ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کا بڑا اچھا جواب دیا ہے۔ اور یہ جواب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے دیا، ہر وقت اور ہر دَور کے لئے ہے۔ اگر خلافت برحق ہے، اگر خلافت پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام دیا گیا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلفاء جن امور کا فیصلہ کیا کرتے ہیں ہم ان امور کو دنیا میں قائم کر کے رہتے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 21 فروری 2014ء)

تمام عہدیداران پہلے اپنے جائزے لیں

عہدیداران اپنے آپ کو اولوالامر سمجھ کر اپنی اطاعت کروانے کے اس وقت تک حقدار نہیں جب تک خلافت کی کامل اطاعت اپنے اوپر لاگو نہیں کرتے اور تاویلیں کرنے سے پرہیز نہیں کرتے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 06 جون 2014ء جرمنی میں فرمایا:

اونٹ میں اطاعت کا سبق

"یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جہاں بھی اور جس معاملے میں بھی ہمیں رہنمائی کی ضرورت ہو، کسی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہو۔ قرآن کریم میں بیان فرمودہ حکمت کے موتیوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہو یا ان کی تلاش ہو تو ہمیں

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے کی کتب اور ارشادات مل جاتے ہیں جو ہمارے مسائل حل کرتے ہیں۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں جمعہ پر اکثر ہم دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں۔ سورۃ غاشیۃ کی یہ آیات پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے یعنی اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ۔ کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟ اس کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائی ہے وہ اپنی گہرائی اور خوبصورتی اور علم و عرفان اور پھر عملی حالت پر منطبق کرنے کا ایک عجیب اور جدا نقشہ کھینچتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس آیت سے نبوت اور امامت کی اطاعت کے مسئلہ کو حل فرمایا ہے اور نبوت اور امامت کے ساتھ جڑنے والوں کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی اطاعت اور کامل اطاعت اس کو آپ نے اِبِل یعنی اونٹ کے لفظ سے یا اونٹوں کے لفظ سے جوڑ کر وضاحت فرمائی ہے۔ بظاہر یہ عجیب سی بات لگتی ہے کہ اونٹوں اور نبوت اور امامت کی اطاعت کا کیا جوڑ ہے لیکن جس طرح کھول کر آپ نے تشریح فرمائی ہے اس سے اس جوڑ کا حیرت انگیز ادراک ہمیں بھی حاصل ہوتا ہے۔ آپ کی تفسیر پہلے پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ

"قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ:18)۔ یہ آیت نبوّت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبِل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سرّ ہے؟ کیوں اِلَی الْجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا''؟ جَمَل بھی تو اونٹ کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ''اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدّنی اور اجمالی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَمَل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اسی لئے اِبِل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوّت ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرَو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اِتّباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدّنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو''۔ یہ پہلی بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے۔ اس سے مطابقت کے لئے تمدنی اور اتحادی حالت قائم رکھنے کے لئے ایک امام ہو۔ ''پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک

ایک امام نہ ہو انسان بھٹک کر ہلاک ہو جاوے''۔ دنیا کا بھی جو زندگی کا سفر ہے اس میں ایک امام ہونا ضروری ہے جو صحیح رہنمائی کرتا رہے۔ ''پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے''۔ فرمایا کہ'' اُنْظُر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے اتّباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدّنی اور اتّحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتباع امام کی قوت ہے۔ اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بناوے۔ کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ کَیْفَ خُلِقَتْ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 394-393 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خلافت جیسے انعام کی قدر کریں

پس اس زمانے میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کو بھیجا اور ہمیں پھر انہیں ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور پھر آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے بھی نوازا۔ ہمیں اس انعام کی قدر کرنی چاہئے اور اس روح کو سمجھنا چاہئے جو خلافت کے نظام میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو مَیں مفہوم بیان کر رہا ہوں کہ میرے نام پر افراد جماعت سے بیعت لینے والے افراد آتے رہیں گے۔ (ماخوذ از الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306) یعنی خلافت آپ کی نیابت میں آپ کے نام پر بیعت لے گی۔ جب آپ کے نام پر بیعت لی جارہی ہے تو پھر خلافت کی بیعت اور اطاعت کی کڑی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جا کے ملتی ہے۔ پس یہ جو اقتباس مَیں نے پڑھا ہے اس میں نبوت اور امامت کا جو تعلق آپ نے اِبل کی خصوصیات کے ساتھ جوڑا ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد خلافت کے جاری نظام سے جڑے رہنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت میں آنے والوں کی روحانی بقا اور ترقی ہے اور یہ ضمانت ہے۔ اس میں جماعت کی ترقی اسی صورت میں ہے جب ہم خلافت کے نظام سے جڑے رہیں گے۔ اسی میں شیطانی حملوں سے بچنے کے سامان بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تمہاری ڈھال ہے۔

(الصحیح البخاری کتاب الجھاد والسیر باب یقاتل من وراء الامام ویتقیٰ بہ حدیث 2957)

پس اس ڈھال کے پیچھے رہو گے تو بچت کے سامان ہیں اور ڈھال کے پیچھے رہنا یہی ہے کہ کامل اطاعت کرو۔ اپنی لائنوں پر چلو۔ اس قطار میں چلو جو تمہارے لئے مقرر کر دی گئی ہے۔ اس سے ذرا باہر نکلے تو بھٹکنے کا خطرہ ہے گمنے کا خطرہ ہے۔

پھر اطاعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَ مَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِيْ۔ (مسند ابی داؤد الطیالسی جلد دوم صفحہ 736 حدیث 2554 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء) اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت امیر کے بارے میں اور بھی بہت سے ارشادات ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اطاعت اور فرمانبرداری کے حکم دیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہی ایک راز ہے جو جماعتی ترقی کے لئے جاننا ضروری ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جاننا ضروری ہے جو جماعت سے منسلک ہے۔ پس اس بات کو سمجھنے کی افراد جماعت کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ خاص طور پر آجکل کے دور میں جبکہ آزادی کے نام پر ان غلط خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ کیوں ہم پابندیاں کریں؟ کیوں ہمارے پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں؟ کیوں ہمیں بعض معاملات میں آزادی نہیں؟ ایک احمدی مسلمان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نے ہر جائز آزادی اپنے ماننے والوں کو دی ہے۔ اور جتنی آزادیاں اسلام میں ہیں شاید ہی کسی دوسرے مذہب میں ہوں بلکہ اس کے مقابلے میں نہیں ہیں۔ لیکن بعض حدود جو قائم کی ہیں وہ انسان کے اپنے اخلاق کی درستی کے لئے، روحانی ترقی کے لئے اور جماعتی یکجہتی کے لئے اور جماعتی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہیں اور ان کے اندر رہنا ضروری ہے۔

عہدیداران جائزے لیں۔ کیا وہ خلافت کے ہر حکم کی بلا چوں و چرا تعمیل کرتے ہیں؟

یہاں میں عہدیداروں کو بھی کہوں گا کہ اگر جماعتی ترقی میں مدو معاون بننا ہے اور عہدے صرف بڑائی کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنے اظہار کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنی انا کی تسکین کی خاطر نہیں لئے گئے تو اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے۔ اگر عہدیدار اس مضمون کو سمجھ جائیں تو افراد جماعت خود بخود اس کی طرف توجہ کریں گے۔ اور ہر سطح پر اطاعت کے نمونے ہمیں نظر آئیں گے۔ ہمیں اونٹوں کی قطار کی پیروی کرتے ہوئے سب نظر آئیں گے۔ ایک رخ پر چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ امام کے قدم سے قدم ملاتے ہوئے چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ پس امیر بھی، صدر بھی اور دوسرے عہدیدار بھی پہلے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کی اطاعت کے معیار ایسے ہیں کہ ہر حکم جو خلیفہ وقت کی طرف سے آتا ہے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہیں یا اس میں تاویلیں نکالنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ اگر تاویلیں نکالتے ہیں تو یہ اطاعت نہیں۔ روایات میں ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا آتا ہے۔ جب گلی میں چلتے ہوئے آپ کے ایک صحابی عبداللہ بن مسعود نے 'بیٹھ جاؤ' کی آواز سنی اور بیٹھ گئے۔ آواز سن کر یہ نہیں کہا کہ یہ حکم تو اندر مسجد والوں کے لئے ہے بلکہ آواز سنی اور بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مشکل سے

قدم قدم مسجد کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیا ہوا ہے جو اس طرح گھسٹ رہے ہیں۔ آپ نے یہی جواب دیا کہ اندر سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ حکم تو اندر والوں کے لئے تھا۔ آپ نے جواب دیا مجھے اس سے غرض نہیں کہ یہ اندر والوں کے لئے ہے یا باہر والوں کے لئے یا سب کے لئے۔ میرے کان میں اللہ کے رسول کی آواز پڑی اور میں نے اطاعت کی۔ پس یہی میرا مقصد ہے۔

(ماخوذ از سنن ابی داؤد کتاب الجمعة باب الامام یکلم الرجل فی خطبته حدیث 1091)

پس یہ معیار ہیں اطاعت کے جو ہمیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض عہدیدار خلیفۂ وقت سے جو کوئی ہدایت آتی ہے تو اس پر عمل بھی کر لیتے ہیں لیکن بڑے انقباض سے، نہ چاہتے ہوئے یہ عمل کرتے ہیں۔ اور نہ چاہتے ہوئے عمل کرنا کوئی اطاعت نہیں ہے۔ اطاعت وہی ہے جو فوری طور پر کی جائے۔ اپنی رائے رکھنا کوئی بُری بات نہیں ہے۔ لیکن جب کسی معاملے میں خلیفہ وقت کا فیصلہ آ جائے کہ یوں کرنا ہے تو پھر اپنی رائے کو یکسر بھلا دینا ضروری ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مَیں بعض معاملات میں اپنی رائے رکھتا ہوں اور اپنی طرف سے دلیل کے ساتھ خلیفۃ المسیح کو اپنی رائے پیش کرتا ہوں لیکن اگر میری رائے ردّ ہو جائے تو کبھی مجھے خیال بھی نہیں آیا کہ کیوں یہ ردّ ہوئی ہے یا میری رائے کیا تھی۔ پھر میری رائے وہی بن جاتی ہے جو خلیفہ وقت کی رائے ہے۔ پھر کامل اطاعت کے ساتھ اس حکم کی بجا آوری پر میں لگ جاتا ہوں جو خلیفہ وقت نے حکم دیا تھا۔

(ماخوذ از حیات بشیر مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ 323-322 مطبوعہ ضیاءالاسلام پریس ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: غسّال کی طرح اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دو۔ (ماخوذ از خطبات نور صفحہ 131) جس طرح مردہ اپنے آپ کو ادھر ادھر نہیں کر سکتا، حرکت نہیں کر سکتا، اس کو نہلانے والا اس کو حرکت دے رہا ہوتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات نور صفحہ 131 مطبوعہ ربوہ)

اسی طرح کامل اطاعت والے کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو امام کے ہاتھ میں دیدے اور جب یہ معیار ہو گا تو تبھی عہد بیعت نبھانے والے بن سکیں گے۔ تبھی اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اطاعت کے معیاروں کو حاصل کرنے والے بن سکیں گے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو جس نے بیعت کا عہد کیا ہے نہ صرف یہ سوچ پیدا کرنی ہوگی بلکہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا ہو گا۔ اپنے نمونے نئے آنے والوں کے لئے بھی اور اپنی اولادوں کے لئے بھی قائم کرنے ہوں گے۔ نوجوانوں کو بھی اپنے نمونے بڑوں کو دکھانے کی ضرورت ہے، یعنی بڑے اپنے نمونے قائم کریں جوان کے بچے اور نوجوان دیکھیں اور سیکھیں اور سب سے بڑھ کر یہ معیار اوپر سے لے کر نیچے تک ہر عہدیدار کو دکھانا ہو گا، قائم کرنا ہو گا۔ یہاں بعض ذہنوں میں کبھی کبھی یہ سوال اٹھتا ہے۔ اگر وہ باتیں صحیح ہیں۔

میں سوال کی بات کرر ہا ہوں جو مجھ تک پہنچے ہیں اگر یہ باتیں صحیح ہیں کہ یہ سوال اٹھانے والے اٹھاتے ہیں کہ کامل اطاعت شاید نقصان دہ ہے۔ اور ایسے لوگوں کی یہ سوچ شاید اس لئے ہے جو کامل اطاعت کو نقصان دہ سمجھتے ہیں کہ یہاں جرمنی میں ہٹلر نے اپنا ہر حکم منوایا اور ڈکٹیٹر بن کر رہا اس لئے دوسری جنگ عظیم میں یہ تصور ہے، یہ تاثر ہے کہ اس وجہ سے ہماری یعنی جرمنی کی شکست بھی ہوئی۔ ان کو نقصان اٹھانا پڑا اسکی اٹھانی پڑی۔

خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں فرق

مَیں یہاں ہر احمدی اور ہر نئے آنے والے اور ہر نوجوان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹر شپ میں بڑا فرق ہے۔ خلافت زمانے کے امام کو ماننے کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے اور ہر ماننے والا یہ عہد کرتا ہے کہ ہم خلافت کے نظام کو جاری رکھیں گے۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب اپنی خوشی سے دین کو مان لیا تو پھر دین کے قیام کے لئے اس عہد کو نبھانا بھی ضروری ہے جو خلافت کے قیام کے لئے ایک احمدی کرتا ہے اور جو قومی یکجہتی کے لئے وحدت کے لئے ضروری ہے۔ خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔ دوسرے مسلمان جو ہیں وہ بغیر امام کے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کوششیں جو ہیں وہ خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں۔ یہ سب کوششیں جو خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں ان کی کامیابی کے نتائج بتا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ (حقیقی تعلیم دوسرے مسلمانوں کے پاس بھی ہے لیکن اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ) ان نتائج کا حصول، کامیابی کا حصول خلافت کی لڑی میں پروئے جانے کی وجہ سے ہے۔

پھر خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔ ان حقوق کو منوانا اور قائم کرنا اور مشترکہ کوشش سے ان کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے لئے افراد جماعت میں یہ روح پیدا کرنا ہے۔ ان کو توجہ دلانا ہے کہ دین بہر حال دنیا سے مقدم رہنا چاہئے اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ اس میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ یہ ایک روح پھونکنا بھی خلافت کا کام ہے۔ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش یہ بھی خلافت کا کام ہے۔ جبکہ دنیاوی لیڈروں کے تو دنیاوی مقاصد ہیں۔ ان کا کام تو اپنی دنیاوی حکومتوں کی سرحدوں کو بڑھانا ہے۔ اسی کی ان کو فکر پڑی رہتی ہے۔ ان کا کام تو سب کو اپنے زیر نگیں کرنا ہے۔ دنیا میں آپ دیکھیں اپنے ملکوں کی حدوں سے باہر نکل کر بھی دوسرے ملکوں کی آزادیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چاہے وہ ڈکٹیٹر ہوں یا سیاسی حکومتیں ہوں۔ دنیاوی لوگوں کا تو یہ کام ہے۔ ان کا کام تو جھوٹی اناؤں اور عزتوں کے لئے انصاف کی دھجیاں اڑانا ہے جو ہمیں مسلمان دنیا میں بھی اور باقی دنیا میں بھی نظر آتی ہے۔

کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ نا قابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔رشتے کے مسائل ہیں۔غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

خلیفۃ المسیح کے سپرد کاموں کی تفصیل

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔

کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ویسے ہی غلط ہے۔بعض دفعہ دنیاوی لیڈروں سے باتوں میں جب مَیں صرف ان کو روزانہ کی ڈاک کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ اتنے خطوط مَیں دیکھتا ہوں لوگوں کے ذاتی بھی اور دفتری بھی تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ پس کسی موازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

معروف کی تعریف

بعض لوگوں کی اس غلط فہمی کو بھی دور کر دوں گو کہ پہلے بھی مَیں شرائط بیعت کے خطبات کے ضمن میں

اس کا تفصیلی ذکر کر چکا ہوں کہ ہر احمدی خلیفہ وقت سے اس کے معروف فیصلہ پر عمل کرنے کا عہد کرتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ معروف کی تعریف انہوں نے خود کرنی ہے۔ ان پر واضح ہو کہ معروف کی تعریف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دی ہے۔ یہ پہلے ہی تعریف ہو چکی ہے۔ معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔ جس خلافت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة قائم ہونا ہے، اس طریق کے مطابق چلنا ہے جو نبوت قائم کر چکی ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق یہ دائمی بھی ہے جو آپ کے کام کو آگے چلانے کے لئے ہے وہ قرآن وسنت کے منافی یا خلاف کوئی کام کر ہی نہیں سکتی اور یہی معروف ہے۔ معروف سے یہاں یہ مراد ہے۔ پس اطاعت کے بغیر دوسروں کے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ یا پھر قرآن وسنت سے جو اختلاف کرنے والے ہیں یہ ثابت کریں کہ خلیفۂ وقت کا فلاں فیصلہ یا فلاں کام قرآن وسنت کے منافی ہے۔ یہاں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا ہے کہ خلفاء راشدین کے فیصلے اور عمل اور سنت بھی تمہارے لئے قابل اطاعت ہیں۔ ان پر چلو۔

(سنن ابی داؤد کتاب السنة باب فی لزوم السنة حدیث 4607)

پس یہ ثابت کرنے کے لئے کہ فیصلے غلط ہیں پہلے بہت کچھ سوچنا ہوگا۔ جماعت میں رہتے ہوئے اگر کوئی بات کرنی ہے تو پھر ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے خلیفہ وقت کو لکھنا ہوگا۔ لکھنے کی اجازت ہے۔ اِدھر اُدھر باتیں کرنے کی اجازت نہیں۔ یہاں سے وہاں بیٹھ کر غلط قسم کی افواہیں پھیلانے کی اجازت نہیں ہے۔ تا کہ اگر سمجھنے والے کی سمجھ میں غلطی ہے تو خلیفہ وقت اس کو دور کر سکے اور اگر سمجھے کہ اس غلطی کو جماعت کے سامنے بھی رکھنے کی ضرورت ہے تو تمام جماعت کو بتائے۔ جماعت جب بڑھتی ہے تو منافقین بھی اپنا کام کرنا چاہتے ہیں۔ حاسدین بھی اپنا کام کرتے ہیں۔ خلافت سے سچی وفا یہ ہے کہ ان کے منصوبوں کو ہر سطح پر ناکام بنائیں اور خلافت سے جو بعض بدظنیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔

ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت مولوی شیر علی صاحب کا ایک واقعہ ہے جو قرآن کریم کا ترجمہ انگلش میں کرنے کے لئے لندن آ رہے تھے تو بمبئی سے غالباً ان کی روانگی تھی۔ وہاں پہنچے تو جمعہ کا دن آ گیا۔ جماعت نے درخواست کی کہ آج جمعہ ہے آپ جمعہ پڑھائیں۔ قادیان سے آئے ہیں بزرگ ہیں صحابی ہیں ہم بھی آپ سے کوئی فیض پالیں۔ نہ جماعت والے آپ کو جانتے تھے، نہ کبھی دیکھا تھا، نہ آپ کسی کو جانتے تھے۔ آپ نے خطبہ دیا کہ دیکھو تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ بعضوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوا۔ تم نے مجھے جمعہ کے لئے کھڑا کر دیا۔ آج اپنا امام بنا دیا۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر امام نماز پڑھاتے ہوئے کوئی غلطی کرے تو تم نے سبحان اللہ کہہ دینا ہے۔

اگر امام اس سبحان اللہ پر اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اگر وہ اصلاح نہیں کرتا، اسی طرح اپنے عمل جاری رکھتا ہے تو تمہارا کام کامل اطاعت کرتے ہوئے اس کے ساتھ اٹھنا اور بیٹھنا ہے۔ تمہارا کوئی حق نہیں بنتا ہے کہ تم اپنے طور پر نماز پڑھنی شروع کر دو۔ اسی طرح تم نے بیٹھنا ہے اسی طرح اٹھنا ہے اسی طرح جھکنا ہے۔ پس آگے انہوں نے فرمایا کہ جب عارضی امامت میں اطاعت کا یہ معیار ہے اس کی اتنی پابندی ہے تو خلیفہ وقت کی بیعت میں آ کر جو تم عہد کرتے ہو اور خوشی سے عہد کر کے خود شامل ہوتے ہو، اس میں کس قدر اطاعت ضروری ہے۔ جبکہ تم نے خود سوچ سمجھ کر یہ بیعت کی ہے۔ پس یاد رکھیں عہد بیعت پورا کرنے کے لئے اطاعت انتہائی اہم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے بدُوں اس کے اطاعت ہو ہی نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے''۔ بڑے بڑے توحید کا دعویٰ کرنے والے جو ہیں وہ بھی اطاعت سے بعض دفعہ باہر نکل جاتے ہیں بت بنا بیٹھتے ہیں۔ فرمایا: ''کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کریں''۔ پھر فرماتے ہیں کہ ''اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں کی جا سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 247-246 تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 59۔ الحکم جلد 5 نمبر 5 مورخہ 10 فروری 1901ء صفحہ 1 کالم 3-2)

تاریخ اسلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ نے کامل اطاعت کی وجہ سے اپنی گردنیں کٹوانے سے بھی دریغ نہیں کیا اور چند سالوں میں دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا تو یہ اطاعت کی وجہ تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنگوں سے اسلام پھیلا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تبلیغ بھی انہوں نے کی۔ اگر کہیں جنگوں کا سامنا ہوا تو دشمن کی کثرت اور تعداد اور حملے انہیں اپنے کام سے روک نہیں سکے۔ اطاعت کی روح ان میں تھی تو کثیر دشمن کے سامنے بھی اگر ضرورت پڑی تو کھڑے ہو گئے اور اس کے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ماننے والوں نے اطاعت کا نمونہ نہ دکھا کر چالیس سال تک اپنے آپ کو انعام سے محروم رکھا۔ پس اگر ترقی کرنی ہے تو اس

زمانے کا جو جہاد ہے جو اپنی تربیت کا جہاد ہے اور پھر وہ جہاد ہے جو تبلیغ کے ذریعہ ہونا ہے خلیفہ وقت کے پیچھے چل کے ہونا ہے اس کی پابندی کرنی ہوگی۔ اسی طرح عمل کرنا ہوگا جس کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اِبِـل یعنی اونٹوں کی مثال سے واضح فرمائی ہے۔ اپنی فطرت ثانیہ اطاعت کو بنانا ہوگا بلکہ ہر چیز پر اطاعت امام کو فوقیت دینی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ہی تفسیر کی روشنی میں بات مزید آگے بڑھاتا ہوں کہ ہلاکت سے بچنے اور بھٹکنے سے بچنے کے لئے اپنی اطاعت کو اطاعت کے اعلیٰ معیاروں پر رکھنے کی ضرورت ہے۔ خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی صبر کے ساتھ مشکلات میں سے گزرا جا سکتا ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا جو مشکلات میں سے گزر سکتے ہیں تو صبر کے ساتھ مشکلات میں سے خلافت کے ساتھ جڑ کر ہی گزرا جا سکتا ہے۔ مخالفین احمدیت جتنا بھی ہمیں دبائیں گے۔ ہمیں اپنے زعم میں جتنا بھی دبانے کی کوشش کریں گے، مشکلات میں ڈالیں گے، اپنے زعم میں ہمیں ختم کرنے کی آخری کوششیں کریں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے باوجود ہماری منزلوں کی طرف انشاء اللہ تعالیٰ لے جاتا چلا جائے گا۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اطاعت اور کامل اطاعت۔

آج ہم دیکھتے ہیں دوسرے مسلمان بیشک قرآن وسنت کو ماننے اور عمل کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا لیکن ہمیں ان میں صبر اور برداشت نظر نہیں آتی۔ سوائے اسلام کو بدنام کرنے کے اور کیا کام یہ لوگ کر رہے ہیں۔ پس یہ آج صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کا ہی طُرّہ امتیاز ہے کہ صبر اور برداشت کے ایسے نمونے قائم کر رہے ہیں جو قابل رشک ہیں۔ تکلیفوں کو برداشت کرنے کے ایسے نمونے دکھا رہے ہیں جو کہ دَورِ اوّل کے مسلمانوں میں نظر آتے ہیں۔ اور وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کا مضمون اس زمانے کے لئے واضح ہو جاتا ہے۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ سفر کے لئے پانی جمع رکھتا ہے۔ اس بات سے غافل نہیں ہوتا کہ میں نے ضرورت کے وقت پانی کی کمی کو کس طرح پورا کرنا ہے۔ پانی جمع رکھتا ہے تا کہ ضرورت کے وقت وہ پانی کام آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مومن کو بھی ہر وقت سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے۔ اور یہ تیاری اور احتیاط کس طرح ہوگی؟ یہ زادِ راہ کے ساتھ ہے۔ زادِ راہ رکھنے سے ہوگی۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا مومن بھی اس دنیا میں مسافر کی طرح ہے اور بہترین زادِ راہ مومن کے لئے تقویٰ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 394 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ہم اپنے اعمال اور عبادتوں کو وہ رنگ دیں جو ہمارے لئے زادراہ ثابت ہو

اعمال کو اور اپنی عبادتوں کو وہ رنگ ہمیں دینے کی ضرورت ہے جو ہمارے لئے بہترین زادِراہ ثابت ہوں۔اس زمانے کے امام کو مان کر روحانی پانی ہمیں میسر آ گیا۔اس کو سنبھالنا اور اس سے فائدہ اٹھانا اب ہمارا کام ہے۔ پس اس حقیقت کو بھی ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جو کامل اطاعت کے ساتھ امام وقت کی باتوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور یہی باتیں ہیں جو پھر خلافت کے انعام سے بھی فیض پانے والا بناتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلافت کے فیض سے فیض پانے والے وہی بتائے ہیں جو عمل صالح کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، توحید کو قائم رکھنے والے ہیں۔اور یہی وہ لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے کہلاتے ہیں۔

پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خلافت میں کبھی دنیاوی مقاصد ہو سکتے ہیں یا خلافت کا مقصد بھی دنیاوی مقاصد کی طرح ہے یا دنیاداروں کی طرح ہے۔دنیاوی مقاصد حاصل کرنے والوں کا روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔وہ تو تمام دنیاوی ساز و سامان کے ساتھ بھی بسا اوقات کامیاب نہیں ہوتے۔ان کے دنیاوی مقاصد پورے نہیں ہوتے۔کامیابی تو وہی ہے ناں جو آخری فتح مل جائے۔وہ ان کو حاصل نہیں ہوتی۔لیکن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کا مقصد دنیاوی ہار جیت نہیں ہے بلکہ کامل اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور تقویٰ میں بڑھنا ہوتا ہے۔ہمارا مقصد خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنا ہے۔کوئی ذاتی نفع رسانی نہیں ہے۔توحید کا جھنڈا لہرانا ہے۔ہم نے دنیا کے دل جیت کر دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔اسی مقصد کے لئے ہمارے تبلیغی پروگرام ہیں اور دوسرے پروگرام ہیں۔اس کے حصول کے لئے ہماری دعاؤں کی طرف توجہ ہے اور ہونی چاہئے۔

پس خلافت تو ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے لئے اس روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خلافت ہے کیا؟ اور یہ بات اسی وقت سمجھ آئے گی جب کامل اطاعت پر یقین پیدا ہوگا۔کوئی جتنا جتنا بھی اپنے آپ کو عالم مدبّر یا مقرر سمجھتا ہے، اگر اطاعت نہیں ہے تو نہ ہی جماعت احمدیہ میں اس کی کوئی جگہ ہے، نہ ہی اس کا یہ علم اور عقل دنیا کو کوئی روحانی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فقرے کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتباع امام کو اپنا شعار بنا وے۔پس جب مکمل طور پر خلیفہ وقت کی پیروی اور اطاعت اختیار کرلیں گے۔خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات اور حکموں پر عمل کریں گے اور ان کی توجیہیں اور تاویلات نکالنی بند کر

دیں گے تو علم بھی اور عقل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے ثمر آور ہوگی اور پھل پھول لائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس تفسیر پر بنیاد رکھتے ہوئے جب ہم باقی آیات جو میں نے تلاوت کی تھیں ان کو بھی دیکھیں تو مزید معانی کھلتے ہیں کہ روحانی آسمان کی بلندیوں کو بھی انسان اُسی وقت چھو سکتا ہے جب اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء:60) کے مضمون کو سمجھیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا عہدیداران اپنے آپ کو اولی الامر سمجھ کر اپنی اطاعت کروانے کے اس وقت تک حقدار نہیں کہلا سکتے جب تک خلافت کی کامل اطاعت اپنے اوپر لاگو نہیں کرتے اور تاویلیں کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ خلیفہ وقت کے ہر لفظ کو اپنے لئے قابل اطاعت سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

عہدیداران کو رپورٹ کے حوالہ سے زرین نصائح

بعض دفعہ بعض معاملات تحقیق کے لئے جب بھیجے جائیں تو پہلی یہ کوشش ہوتی ہے کہ یہ پتا کرو کہ شکایت کس نے کی ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ دیکھا جائے کہ وہ بات سچ ہے یا غلط ہے۔ اگر تحقیق میں سچائی ہے تو اس کے لئے اس کا مداوا ہونا چاہئے اس کا حل ہونا چاہئے اور جو بھی کمی ہے اس کو پورا ہونا چاہئے اور غلط ہے تو پھر رپورٹ دے دی جائے کہ غلط ہے کسی نے یونہی بات کر دی۔ تحقیق بعد میں کی جاتی ہے، پہلے اس شخص کا پتا کھوج لگانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کون ہے وہ یا کون نہیں ہے۔ اس سے کسی عہدیدار کو غرض نہیں ہونی چاہئے کہ کس نے شکایت کی ہے کس نے اطلاع دی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو رپورٹ بھیجی جائے، رپورٹ کے لئے کوئی بات بھیجی جائے اس پر تحقیق کریں اور اطلاع دیں۔ جہاں خلیفہ وقت کے کسی حکم کی واضح طور پر سمجھ نہ آئے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا ہے وہاں یہ کہنے کی بجائے کہ اس کا یہ مطلب ہے اور وہ مطلب ہے مجھ سے لکھ کر پوچھیں کہ اس بات کی مزید وضاحت چاہئے ہمیں یہ واضح نہیں ہوئی۔ اس بات کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح ہر فرد جماعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کامل اطاعت کرے۔ جب ہر ایک کامل اطاعت کرے گا تو روحانی بلندیوں کی طرف ہمارے قدم انشاء اللہ بڑھیں گے۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب روحانی بلندیوں پر جاؤ گے تو ایمان بھی اس طرح مضبوط ہوں گے جس طرح پہاڑ مضبوطی سے زمین میں گڑھے ہوئے ہیں اور اس روحانی عروج اور مضبوطی ایمان کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم زمین پر اسلام کا پیغام لے کر پھیل جاؤ گے۔ تمہاری ترقی انشاء اللہ تعالیٰ مشرق میں بھی ہوگی اور مغرب میں بھی ہوگی۔ یورپ بھی تمہارا ہوگا اور ایشیا بھی۔ امریکہ بھی تمہارا ہوگا اور افریقہ بھی۔ آسٹریلیا میں بھی حقیقی اسلام کا جھنڈا لہرائے گا اور جزائر میں بھی۔" (الفضل انٹرنیشنل 27 جون 2014ء)

نیشنل عہدیداران کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 20 جون 2014ء جرمنی کے جلسہ کے انتظامات پر تبصرے کے بعد عہدیداران کو مخاطب ہو کر فرمایا

"اب مَیں بعض باتیں وہ بھی کرنا چاہتا ہوں جو ہمیں اپنے جائزوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں۔ جہاں ہمیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے اور ہوتے ہیں کہ وہ کس کس طرح اپنی تائیدات اور نصرت کے نظارے دکھاتا ہے وہاں ہمیں اس بات کی بھی فکر ہونی چاہئے کہ کہیں ہم میں سے کسی ایک کی بھی کوئی ایسی حرکت یا ہماری شامت اعمال اسے ان فضلوں کا حصہ بننے سے محروم نہ کر دے۔ دوسروں کو تو عموماً خوبیاں نظر آتی ہیں لیکن ہمیں اپنی کمی اور خامیوں کی طرف بھی نظر رکھنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ کس طرح ہم اپنی حالتوں اور اپنے کاموں کو بہتر کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر عہدیداران اور ان میں سے بھی خاص طور پر نیشنل عاملہ کے عہدیداران اور مرکزی کارکنان کو اس جائزے کی ضرورت ہے......

......نیشنل عہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں۔ اپنے اندر یہ سوچ پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے اور جو بھی کامیابیاں جماعت کو مل رہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے موصوف و منسوب کریں۔ عاجزی اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ سب عہدیداروں میں یہ روح پیدا ہو جائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر جذب کرنے والے ہوں"

(الفضل انٹرنیشنل 11 جولائی 2014ء)

اشاریہ

”سبیل الرشاد“ جلد چہارم

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

ارشادات

اجتماعات

ہمارے اجتماع کا مقصد آخرت کی طرف جھکنا اور خدا تعالیٰ کا خوف پیدا کرنا ہے ۱۲

انصار اللہ

اللہ کے انصار بن جاؤ ۳
انصار اللہ کو پانچ باتوں کی طرف توجہ دینے کی ہدایت ۱۵
انصار والدین کو سمجھائیں کہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کریں ۵۷
انصار کا جماعت میں کردار ۶۸
بندے اور خدا کا درست تعلق انصار اللہ کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے ۱۸
تمام عمر کے انصار سے انصار اللہ تنظیم کام لے ۲۱
شادی بیاہ پر انصار کو مردوں کی طرف Serve کرنا چاہئے ۳۵
دستورِ اساسی کے مطابق کام کریں ۳۷
انصار اپنے گھروں کی نگرانی کریں ۳۹
دستورِ اساسی کا مطالعہ کریں ۴۰
انصار عبادتوں اور حسنِ سلوک کے اعلیٰ معیار قائم کریں ۴۸
اپنے گھر میں سلوک مثالی ہو ۴۹
نحن انصار اللہ کا نعرہ لگانے سے قبل اس کے معانی پر غور کریں ۵۲
انصار بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں ۱۶
انصار وصیت کے نظام کی طرف جلدی بڑھیں ۷۹
پچاس فیصد انصار ایسے ہوں جن کے ہاں الفضل آتا ہو ۹۸
انصار بوڑھے اور کمزور لوگوں کا وِزٹ کریں ۱۱۲
انصار اللہ وصیت کرنے کے بعد ذیلی تنظیم کا چندہ بھی دیں ۱۳۶
انصار کے بچے نمازیں اور قرآن پڑھنے والے ہوں ۱۳۷
جہاں جماعت نہیں وہاں مجلس انصار اللہ قائم ہوسکتی ہے ۱۴۸
انصار اللہ کی اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے ۱۵۵
اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے لوگ عطا کرتا رہے گا جو نحن انصار اللہ کا نعرہ لگانے والے ہوں گے ۱۵۹
انصار اللہ کا بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرنا اور بیوی بچوں میں اطاعت کی روح پیدا کرنا ہے ۱۶۵
صحابہ کی فدائیت کے نمونے آپ انصار اللہ نے دکھلانے ہیں ۱۶۸

۴۰ سال سے اوپر ہر ناصر کے دل میں اللہ کا خوف پہلے سے زیادہ ہو ۱۷۰
انصار اللہ اپنے وعدے خود پورے کریں مرکز پر انحصار نہ کریں ۱۷۸
اہم ذمہ داری پنجوقتہ نمازوں کا قیام ۱۸۷
انصار اللہ کے عہد کو معمولی نہ سمجھیں یہ ایک بہت بڑا عہد ہے ۲۱۶
انصار اللہ کو اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے والا ہونا چاہئے ۲۲۵
صحابہؓ رسولؐ حقیقی معنوں میں انصار اللہ تھے ۲۲۷
شرائط بیعت پر پورا اترنے والا ہی انصار کہلانے کا حق ۲۲۶
انصار کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے ۲۲۹
دینی علوم کے حصول کی طرف توجہ کریں ۲۴۵
جب میں ایک بات مجلس انصار اللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے ۲۵۲
انصار وقف عارضی میں حصہ لیں ۲۵۳
بدرسومات سے متعلق ہدایات کی پابندی کروائیں ۲۵۹
نحن انصار اللہ کا قرآن میں ذکر اور اس کا فلسفہ ۲۷۳
انصار کو تہجد کا قیام التزام سے کرنا چاہئے ۲۷۶
آپ کی ہر حرکت و سکون خلیفہ کے تابع ہونی چاہئے ۲۹۲
انصار اپنے نمونے آنخضرتؐ کے اعلیٰ خلق کے مطابق کریں ۳۱۳
آنخضرتؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت کی وجہ سے داڑھی رکھ لیں ۳۴۵
انصار اللہ کی نمازوں کا ریکارڈ رکھیں ۳۷۵
انصار اللہ کی تنظیم لائبریری میں قرآن کریم رکھوائے ۳۸۰

جماعتیں

جماعت جرمنی سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خوش گئے ۴
مسجدیں آباد ہوں گی تو جماعت کی عمومی روحانی حالت ترقی کرے گی ۲۴۱

چیریٹی واکس

لوگوں کے ذہن بدلنے میں چیریٹی واکس اہم کردار ادا کرتی ہے ۱۵۹
حضور انور کی اصولی ہدایت ۱۸۰

خلافت

خلافت سے وابستگی میں ہی آپ کی زندگی اور بقا ہے ۱۴
خلافت کے ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھو ۲۰
خلیفہ وقت کے خطبات کو باقاعدہ سنیں ۷۶
یہ خیال کہ خلیفۃ المسیح کو کوئی بات بتلانا تکلیف دہ ہوگا شیطانی خیال ہے ۸۹
خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق دینی و دنیاوی حسنات پانے کا ذریعہ ۱۶۳
حضور انور کا پیغام بر موقع خلافت جوبلی ۲۷ مئی ۲۰۰۸ء ۲۰۷

دعا

ہمارے بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی دعا ہی ہے ۱۰۴
ووٹ ڈالنے سے قبل دعا کریں ۳۵۰

دعوت الی اللہ

دیہاتوں میں دعوت الی اللہ کی طرف توجہ دیں ۱۴۰
تبلیغ اس وقت تک بارآور نہیں ہوسکتی جب تک قول و فعل میں یکسانیت نہ ہو ۲۲۱
تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ مساجد کی تعمیر ہے ۲۲۳

ذیلی تنظیمیں

ذیلی تنظیموں کا قیام حضرت مصلح موعودؓ کا جماعت پر بڑا احسان ہے ۲۲

ذیلی تنظیمیں بدعات پھیلانے والوں کا جائزہ لے کر سدباب کی کوشش کریں ۵۵
دور ہٹے احمدیوں کو قریب لانے کی ذمہ داری ذیلی تنظیموں کی ہے ۵۶
ذیلی تنظیمیں چندہ وقف جدید اور چندہ دہندگان میں اضافہ کریں ۷۵
ذیلی تنظیمیں خوشی کے مواقع پر مساجد کی تعمیر میں چندہ دینے کی تلقین کریں ۱۰۷
ذیلی تنظیموں کا نظام بیاہ شادیوں پر نظر رکھے ۱۰۸
ذیلی تنظیمیں بھی دعوت الی اللہ کے پروگرام بنائیں ۱۱۵
جماعتی و ذیلی تنظیموں کے عہدیدار لغو حرکات چھوڑ دیں ۱۵۲
ذیلی تنظیمیں نوجوانوں کو ہنر سکھلا کر بیکاری کا خاتمہ کریں ۱۶۴
ذیلی تنظیموں کے قیام کا مقصد جماعت کے ہر طبقے کو جماعتی کاموں میں مصروف کرنا ہے ۱۹۴
ایسے پروگرام بنائیں جس سے قربانیوں کے معیار بلند ہوں ۱۹۹
ذیلی تنظیمیں اپنے معاملات میں براہ راست خلیفہ وقت کے ماتحت ہیں ۲۰۵
پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات میں رکاوٹ کا ذکر اور اجتماعات کی اہمیت کا بیان ۲۶۷
ذیلی تنظیمیں میری باتوں کی جگالی کرواتی رہیں ۳۰۰
ذیلی تنظیمیں بھی مرکز سے اجازت حاصل کر کے مرکزی کتب شائع کریں ۳۳۹
نوجوانوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب ذیلی تنظیمیں دیں ۳۶۰
ذیلی تنظیمیں خطبہ سننے اور سنانے کی طرف متوجہ ہوں ۳۶۶
ذیلی تنظیموں کے چندوں کا بقایادار ذیلی تنظیم اور جماعت کا عہدیدار نہیں بن سکتا ۳۷۵

عہدہ

عہدہ ایک امانت ہے اس کی حفاظت کریں ۵
کسی کو عہدہ کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔ عہدہ خوف پیدا کرتا ہے ۳۰
عہدہ قومی امانت ہے اس کا حق ادا کرو ۶۱
عہدہ کو فضلِ الٰہی سمجھ کر قوم کا خادم بن کر خدمت کریں ۶۴
خدمت اور عہدہ بھی ایک عہد ہے ۷

عہدیداران

عہدیداران کے خلاف گھروں میں باتیں نہ کریں ۴
عہدیدار کے پاس اگر کوئی معاملہ آئے تو وہ امانت ہے ۶
بالا عہدیدار کے خلاف بات کرنا فتنہ پیدا کرنے کے مترادف ہے ۸
عہدیدار برائی کی تشہیر نہ کریں ۱۱
عہدیداران کو غصہ کی عادت ترک کرنی ہوگی ۲۳
عہدیداران خلیفہ وقت کے نمائندے ہیں ۲۴
کسی کے خلاف جلدی سے رائے قائم نہ کریں ۲۵
محبت اور پیار سے حکم دیں ۲۷
نظام جماعت کا احترام پیدا کریں ۲۸
ماتحت عہدیداروں کو استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں ۲۹

خلاصہ ہدایات بابت عہدیداران ۳۱
ہر فرد کو خوش آمدید کہیں اور اٹھ کر ملیں ۴۰
نیکیوں اور عبادتوں کو پہلے اپنے گھروں میں رائج کریں ۵۵
رشتہ داروں اور احبابِ جماعت میں فرق نہ کریں ۳۶
خدا تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور اپنے رویوں میں تبدیلی پیدا کریں ۵۹
عہدیدار کو ووٹ دینے کا طریق ۶۰
عہدیداران اور احباب جماعت ایک دوسرے کیلئے دعا کریں ۶۲
عہدیداران مربیان کا ادب و احترام اپنے دل اور لوگوں کے دلوں میں پیدا کریں ۶۶
عہدیدار مسکراتے چہرہ کے ساتھ احباب کو ملیں ۶۷
عہدیداران اپنے عہدوں کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں ۸۱
جماعتی وقار کے خلاف ہر بات عہدیداران کو بتائیں ۸۶
عہدیداران خدمت کیلئے مقرر کئے گئے ہیں ۸۷
عہدیداران کو تعزیر یافتہ افراد سے تعلق رکھنے میں احتیاط کرنا چاہئے ۹۶
عہدیداران کو نظام جماعت کی اہمیت اور اس کی اطاعت کے بارے میں حضور انور کی زرّیں نصائح ۱۲۲
میاں بیوی کے جھگڑوں میں عہدیداران کا کردار ۹۲
عہدیداران جماعتی اموال کو خرچ کرنے سے پہلے منصوبہ بندی کریں ۱۸۳
انصاف سے کام لیں ۱۸۵
بیوی بچوں سے اچھا سلوک کریں ۱۸۶
سکیورٹی پر کھڑے خدام سے اپنی چیکنگ کروائیں ۱۹۰
ڈیوٹی دینے والے عہدیداران اپنے اندر برداشت پیدا کرنے کی کوشش کریں ۱۹۱
خادم بنیں تو مخدوم کہلائیں گے ۲۱۲
وحدانیت اور امن کے قیام کی کوشش کریں ۲۱۶
غیبت اور بدظنی سے بچیں ۲۵۹
عہدیداران کی داڑھی ہونی چاہئے ۳۴۶
عہدیدار منظوری آنے کے بعد بندھن میں بندھ جاتا ہے ۳۵۰
عہدیدار جماعتی اموال کو احتیاط سے خرچ کریں ۳۵۴
عہدیدار غصہ کو دبانے والا ہو ۳۵۵
ماتحتوں سے حسن سلوک کریں ۳۵۵
عدل سے کام لیں ۳۵۶

قرآن کریم

ہر احمدی اپنے بچوں کو قرآن پڑھانے کی فکر کرے ۴۱
کامیاب وہی ہے جو قرآن کریم کے تحت چلتا ہے ۴۴
قرآن کریم خوش الحانی سے پڑھنا چاہئے ۴۶
انصار اللہ میں بھی ابھی سو فیصد تلاوت قرآن کریم کرنے والے نہیں ۴۷
قرآن کریم کی تلاوت کی عادت ڈالیں ۱۰۱
صحت تلفظ اور ترجمہ قرآن کے لئے ذیلی تنظیمیں بھی کام کریں ۲۰۳

قیادتیں

قیادت تعلیم القرآن کی ذمہ داریاں ۴۲
قائدین انصار کو کانسٹی ٹیوشن مہیا کریں ۷۸
تمام قائدین اپنی اپنی سکیم بنا کر مجلس عاملہ میں ڈسکس کریں ۱۵۴
قائدین کو دوسروں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے ۳۱۷

مجلس عاملہ

ہر ممبر نظام وصیت میں شامل ہو ۵۳
جنوری سے ہی نئے سال کا پلان بنا کر کام کیا کریں ۵۸
کانسٹی ٹیوشن کے مطابق عاملہ بنائیں اور ہر قائد کو اس کے فرائض سے آگاہ کریں ۷۸
مطالعہ کتب اور امتحانات میں اراکین مجلس عاملہ کو شامل کریں ۹۳
نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کو ہدایات ۱۶۲
مجلس عاملہ کا ہر ممبر سال میں ایک بیعت کروائے ۳۷۰

مشورہ

مشورہ ایک امانت ہے ۷

نظام سلسلہ

واقفین نو کو نظام کا احترام سکھایا جائے ۵

نومبائعین

نومبائعین کو نظام جماعت میں ضم کریں ۱۰۲
نومبائعین کے ایمان افروز واقعات کا حسین تذکرہ ۳۲۳ تا ۳۳۵

شخصیات

ابراہیم، میاں، ابن میاں محمد بخش ۲۹۰،۲۸۰
ابن عمرؓ ۲۵
ابوایوب انصاریؓ ۶۹
ابوذر غفاریؓ ۲۳۹،۶۸
ابوسعید خدریؓ ۶۵
ابوموسیٰ اشعریؓ ۲۴۰،۴۲
ابوہریرہؓ ۶۸،۳۹
احمد دین، منشی ۲۹۱
ادریس صاحب آف دوگو (بورکینا فاسو) ۳۲۲
ازنین رضوان (مراکش) ۳۳۱،۳۳۰
اصغر بھائی۔ صدر جماعت سروترا (انڈیا) ۳۲۱
اعجاز احمد مبلغ بورکینا فاسو ۳۲۲
اکبوز وسلیمان (بینن) ۳۲۴
امام الدین درزی ۲۸۳
انسؓ بن مالک ۶۹،۴۴
اوفوری کروم (اٹلی) ۳۲۶
جمال الدین، شیخ بابو ۲۹۰
حاکم دین، چوہدری، میانوالی خانوالی ۲۸۶
حامد شاہ، سید میر ۲۸۴،۲۸۳
حسن صاحب (بوسنیا) ۳۲۳
رحیم بخش درزی ۲۸۳
رحیم بخش۔ عرضی نویس ۲۸۶
زورلے اسماعیل لوکل مبلغ (بورکینا فاسو) ۳۲

سائمن گلہر۔جرمن نومبائع	۳۳۰
سعید عیسیٰ	۳۲۷
ساجو صاحب بوسنیا	۳۲۲
شاہ دین چوہدری	۲۸۵
شاہ محمد، مولوی، قلعہ میاں سنگھ	۲۸۶
عارف محمود۔مبلغ بینن	۳۲۴
عامرؓ، حضرت	۹۶،۸۲
عائشہ، حضرت	۲۶
عبادہؓ بن صامت	۶۸
عبدالحئی، مولوی	۲۸۷
عبدالرحمٰن ولد حکیم اللہ دتہ۔گوجرانوالہ	۲۸۲
عبدالکریم سیالکوٹی، مولانا	۲۸۵
عبداللطیف شہزادہ سید	۲۹۵،۲۹
عبداللہؓ	۱۱
عبداللہ خان، چوہدری، داتہ زید کا	۲۸۷
عثمان صاحب۔نائیجریا	۳۳۰،۳۲۹
عرفان احمد۔مبلغ ٹوگو	۳۲۴
عطا محمد، حکیم	۲۸۵
علا حسین۔عراق	۳۳۱
علاؤالدین، مولوی	۲۸۲
عمر شاہ	۲۸۳
عمروؓ بن مرّہ	۶۵
عوفؓ بن مالک	۶۹
غلام حسین، عارف والا	۲۸۳
غلام حسین، مولوی	۲۸۴
غلام حسین، مہر	۲۸۳
غلام رسول	۲۸۰
غلام رسول راجیکی، مولانا	۲۸۹
فضل کریم، مولوی	۲۸۷،۲۸۶
فضل مجوکہ۔پرتگال	۳۳۰
فیروز دین، میاں	۲۹۱
فیض دین۔مولوی	۲۸۴
کریم، سید۔کھم آندھرا انڈیا	۳۲
کمال یوسف	۳۰۳
متیجہ احمد۔ٹوگو	۳۲۷
محمد احمد راشد۔مبلغ جرمن	۳۳۰
محمد اسماعیل، شیخ	۲۹۱،۲۹۰
محمد امین۔چوہدری	۳۲۳
محمد شاہ۔لدھیانہ	۲۸۸
محمد لکھوکے، حافظ	۲۸۰
محمود احمد۔نائیجریا	۳۲
محمود احمد ملک	۱
معاویہؓ، حضرت	۶۵
معقلؓ بن یسار	۶۴،۲۵
مفیض الرحمان۔مبلغ بوسنیا	۳۲۲
موسیٰ ابوبکر، الحاجی نائیجریا	۳۲۹
میراں بخش، میاں ٹیلر ماسٹر	۲۸۰
ناصر صاحب۔مبلغ لائبیریا	۳۲۸
ناصر نواب، سید میر	۲۹۱
نذیر حسین، سید گھٹالیاں	۲۸۵

نصیر العامری۔ اٹلی ۳۲
نعمانؓ بن بشیر ۸۲، ۹۶

مقامات

آسٹریلیا ۱۴۰، ۳۴۸، ۳۷۵، ۳۷۷
آک لینڈ ۱۵۰
آئرلینڈ ۲۶۵
اسلام آباد (ٹلفورڈ) ۲۷۹
افریقہ ۳۷
اماتو ۳۲۷
امریکہ ۹۳، ۲۱۳، ۲۱۴، ۳۱۳، ۳۲۳، ۳۴۸
انڈونیشیا ۱۳۸، ۳۷۰، ۳۷۱
اوسلو ۱۰۷، ۳۰۲
بادہومبرگ (جرمنی) ۳۸، ۴۰
برطانیہ ۱۴، ۱۶۸، ۱۹۱، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۲۵، ۲۴۷، ۲۶۷، ۲۷۹
۳۳۵، ۳۴۰، ۳۵۷، ۳۷۳، ۳۷۶
برلن ۲۲۴
برما ۳۷۰
بنگلہ دیش ۳۱۱
بورکینا فاسو ۳۳۶
بیلجیئم ۱۵۹، ۲۱۶، ۲۲۶
بھارت ۱۰۴، ۱۱۹، ۱۳۹، ۱۶۳، ۳۴۹
پاکستان ۱۱۰، ۱۳۹، ۳۴۹
پرتگال ۳۳۰
پوبے (بینن) ۳۲۴
تنزانیہ ۷۸
توکپوئے (بینن) ۳۲۴
ٹیچی مان (غانا) ۳۲۶
تھائی لینڈ ۳۷۰، ۳۷۳
جاپان ۱۵۲، ۱۵۴، ۳۸۰
جیپنگو (بینن) ۳۲۷
جرمنی ۳، ۴، ۳۸، ۹۴، ۹۶، ۹۸، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۷
۱۹۱، ۲۵۶، ۳۰۶، ۳۲۳، ۳۳۴، ۳۳۸، ۳۴۰
جگو (بینن) ۳۲۷
ڈیلی ۲۹۰
ڈنمارک ۱۰۱
راڈاڈاو (نائیجر) ۳۲۹
ربوہ ۱۹۰، ۲۶۷
سالومن آئی لینڈز ۱۴۰
سپین ۳۴۵، ۳۴۶
سٹاک ہالم ۱۰۴
سڈنی (آسٹریلیا) ۱۳۹
سعودی عرب ۳۲۵
سنگاپور ۱۳۷، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۷
سویڈن ۱۰۲
سیالکوٹ ۲۸۵
صووا (فجی) ۱۴۸
فجی ۱۴۸
فرانس ۵۸، ۳۴۵
فرینکفرٹ ۳۳۵، ۳۳۸
فلپائن ۳۷۰، ۳۷۳

قادیان ۱۹۰، ۲۸۲، ۲۸۶
کپیوے (ٹوگو) ۳۲۴
کیرالہ (بھارت) ۱۲
کونی شہر (نائیجر) ۳۳۰
کینیڈا ۸۶، ۹۲، ۹۳، ۳۱۴، ۳۲۸، ۳۴۸
کینیا (مشرق افریقہ) ۷۶
گھٹالیاں ۲۸۵
گوتھن برگ (سویڈن) ۱۰۲
گروس گیراؤ (جرمنی) ۳۰۰
گوئی (نائیجریا) ۳۲۸
لائبیریا ۲۵۱
لندن ۳۷۲، ۳۷۷
ماریشس ۱۱۲، ۱۱۴
مالمو ۱۰۴
مدینہ ۲۲۱
مشرقی جرمن ۲۵۵
ملائیشیا ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۳، ۳۷۴
میانما (برما) ۳۷۳
ناروے ۱۰۵، ۳۰۲
نیروبی (کینیا) ۱۱۹، ۲۸۴
نیوزی لینڈ ۱۵۰، ۳۲۳، ۳۷۸
ویلنسیا (سپین) ۳۴۵
ہالینڈ ۳۹، ۱۵۹، ۱۶۲
ہمبرگ ۳۳۵
یورپ ۳۷، ۳۰۷، ۳۴۸
یوگنڈا ۷۸

کتابیات

احوال الآخرہ ۲۸۰
ازالہ اوہام ۲۸۰، ۲۸۱
اخبار الفضل پاکستان ۹۸، ۲۴۶
اخبار الفضل انٹرنیشنل ۹۸
رسالہ النّاصر۔جرمنی ۹۸
رسالہ ''انصار اللہ'' ربوہ (وصیت نمبر، پچاس سالہ خصوصی اشاعت اور شہدائے لاہور نمبر پر حضور انور ایدہ اللہ کے پیغامات) ۷۹، ۲۹۲، ۲۹۴
رسالہ ''انصار اللہ'' ناروے ۳۰۴
ایک غلطی کا ازالہ ۳۰۳
اخبار ''بدر'' قادیان ۱۵
پاتھ وے ٹو پیس ۳۳۹، ۳۴۱، ۳۷۷
پیغام صلح ۳۰۳
تحفہ قیصریہ ۳۳۷
توضیح مرام ۱۵۱
گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۳۰۳
لائف آف محمدؐ ۳۳۷
اخبار وکیل۔امرتسر ۲۰۸، ۲۰۹